فقہِ حنفی کی عالم بنانے والی کتاب

تخریج شدہ

بہارِ شریعت

جلد اول (1)
حصہ 4 تا 6
(ب)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ
حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد امجد علی اعظمی
علیہ رحمۃ اللہ القوی

المدینۃ العلمیۃ
(دعوتِ اسلامی)
شعبہ تخریج

اجمالی فہرست

غصہ ایمان کو خراب کرتا ھے

خاتَمُ الْمُرْسَلین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلمین صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: غصہ ایمان کو اس طرح خراب کرتا ہے جس طرح اَیلوا (یعنی ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رس) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (شعب الایمان للبیھقی ج۶، ص ۳۱۱ حدیث ۸۲۹۴)

شُماتَت کی تعریف

دوسروں کی تکلیفوں اور مصیبتوں پر خوشی کا اظہار کرنے کو **شماتت** کہتے ہیں۔ (حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ ج۱ ص ۶۳۱)

چغل خور جنّت میں نہیں جائیگا

حُضُورِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، شاہِ بنی آدم، رسولِ مُحتَشَم، شافِعِ اُمَم صلی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے، **چُغل خور** جنّت میں داخل نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری ج ٤ ص ١١٥ حدیث ٦٠٥٦ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

تفصیلی فہرست

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ط

وتر کا بیان

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہاں میں سویا تھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) بیدار ہوئے، مسواک کی اور وضو کیا اور اسی حالت میں آیۂ ﴿ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ﴾[1] ختم سورہ تک پڑھی پھر کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھیں جن میں قیام و رکوع و سجود کو طویل کیا پھر پڑھ کر آرام فرمایا یہاں تک کہ سانس کی آواز آئی، یوہیں تین بار میں چھ رکعتیں پڑھیں ہر بار مسواک و وضو کرتے اور ان آیتوں کی تلاوت فرماتے پھر وتر کی تین رکعتیں پڑھیں۔[2]

حدیث ۲: نیز اُسی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: رات کی نمازوں کے آخر میں وتر پڑھو اور فرماتے ہیں: ''صبح سے پیشتر وتر پڑھو۔''[3]

حدیث ۳: مسلم و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہم جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جسے اندیشہ ہو کہ پچھلی رات میں نہ اٹھے گا وہ اوّل میں پڑھ لے اور جسے امید ہو کہ پچھلے کو اٹھے گا وہ پچھلی رات میں پڑھے کہ آخر شب کی نماز مشہود ہے (یعنی اُس میں ملئکۂ رحمت حاضر ہوتے ہیں) اور یہ افضل ہے۔''[4]

حدیث ۴ تا ۶: ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ وتر ہے وتر کو محبوب رکھتا ہے، لہٰذا اے قرآن والو! وتر پڑھو۔[5] اور اسی کے مثل جابر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

حدیث ۷ تا ۱۱: ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ خارجہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اللہ تعالیٰ نے ایک نماز سے تمہاری مدد فرمائی کہ وہ سُرخ اونٹوں سے بہتر ہے وہ وتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اُسے عشا و طلوع فجر کے درمیان میں رکھا ہے۔''[6] یہ حدیث دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے، مثلاً معاذ بن جبل و عبداللہ بن عمرو ابن عباس و عقبہ بن عامر جہنی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

---

1 ...... پ۲، البقرۃ: ۱٦٤. 2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الدعاء... إلخ، الحدیث: ۱۹۱-(۷٦۳)، ص۳۸۷.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل... إلخ، الحدیث: ۱۵۱،۷۵۰-(۷۵۱)، ص۳۷۸.

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین، باب من خاف أن لایقوم من آخر اللیل... إلخ، الحدیث: ۷۵۵، ص۳۸۰.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء أن الوتر لیس بحتم، الحدیث: ٤٥۳، ج۲، ص٤.

6 ...... "سنن أبي داود"، کتاب الوتر، باب استحباب الوتر، الحدیث: ۱٤۱۸، ج۲، ص۸۸.

حدیث ۱۲ ترمذی زید بن اسلم سے مرسلاً راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو وتر سے سو جائے تو صبح کو پڑھ لے۔'' (1)

حدیث ۱۳ تا ۱۶ امام احمد اُبی بن کعب سے اور دارمی ابن عباس سے اور ابوداود و ترمذی ام المومنین صدیقہ سے اور نسائی عبدالرحمٰن بن ابزے رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى اور دوسری میں قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے۔'' (2)

حدیث ۱۷ احمد و ابوداود و حاکم بافادۂ تصحیح بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں، وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔'' (3)

حدیث ۱۸ ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو وتر سے سو جائے یا بھول جائے، تو جب بیدار ہو یا یاد آئے پڑھ لے۔'' (4)

حدیث ۱۹ و ۲۰ احمد و نسائی و دارقطنی بروایت عبدالرحمٰن بن ابزے عن ابیہ اور ابوداود و نسائی اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب وتر میں سلام پھیرتے، تین بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہتے اور تیسری بار بلند آواز سے کہتے۔'' (5)

مسائل فقہیہ

وتر واجب ہے اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے اور صاحبِ ترتیب کے لیے اگر یہ یاد ہے کہ نمازِ وتر نہیں پڑھی ہے اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہے، خواہ شروع سے پہلے یاد ہو یا درمیان میں یاد آجائے۔ (6) (درمختار وغیرہ)

1. ''جامع الترمذي''، أبواب الوتر، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينساه، الحديث: ٤٦٥، ج٢، ص١٣١.
2. ''سنن النسائي''، كتاب قيام الليل... إلخ، باب نوع آخر من القرأة في الوتر، الحديث: ١٧٣٢، ص٢٢٠٢.
و ''جامع الترمذي''، أبواب الوتر، باب ماجاء في ما يقرأ به في الوتر، الحديث: ٤٦٢، ج٢، ص١٠.
3. ''سنن أبي داود''، كتاب الوتر، باب فيمن لم يوتر، الحديث: ١٤١٩، ج٢، ص٨٩.
4. ''جامع الترمذي''، أبواب الوتر، باب ماجاء في الرجل ينام عن الوتر أو ينساه، الحديث: ٤٦٤، ج٢، ص١٢.
5. ''سنن أبي داود''، كتاب الوتر، باب في الدعاء بعد الوتر، الحديث: ١٤٣٠، ج٢، ص٩٣.
و ''سنن النسائي''، كتاب قيام الليل... إلخ، باب ذكر الاختلاف على شعبة فيه، الحديث: ١٧٣٣، ص٢٢٠٢.
6. ''الدرالمختار'' معه ''ردالمحتار''، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٢٩ ـ ٥٣٢، وغيره.

مسئلہ ۱: وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہو سکتی۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: نماز وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدۂ اُولیٰ واجب ہے اور قعدۂ اُولیٰ میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑا ہو جائے، نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں اُسی طرح کرے اور اگر قعدۂ اُولیٰ بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قراءت فرض ہے اور ہر ایک میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى یا اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا دوسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ تیسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے۔ اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لے، تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے، دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں، بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثابت ہیں اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں، سب میں زیادہ مشہور دُعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَ نَسْتَغْفِرُكَ وَ نُؤْمِنُ بِكَ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَ نَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط.[3]

اور بہتر یہ ہے کہ اس دعا کے ساتھ وہ دعا بھی پڑھے جو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کو تعلیم فرمائی وہ یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْ مَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْ مَنْ عَافَيْتَ وَ تَوَلَّنِيْ فِيْ مَنْ تَوَلَّيْتَ وَ بَارِكْ لِيْ فِيْ مَا اَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۳۲، وغیرہ.

[2] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في منکر الوتر... إلخ، ج۲، ص۵۳۲، باب سجود السهو، ص٦٦٢.

[3] ...... ترجمہ: الٰہی! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور ہر بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور ہم جدا ہوتے ہیں اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیرا گناہ کرے۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور سعی کرتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔۱۲

تَبَارَکْتَ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَکَ رَبَّ الْبَیْتِ وَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ۔ [1]

اور ایک دُعا وہ ہے جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر وتر میں پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ [2]

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ کے بعد یہ پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ اَللّٰھُمَّ الْعَنْ کَفَرَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ الَّذِیْنَ یُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَآئَکَ اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ وَاَنْزِلْ عَلَیْھِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَمْ یُرَدَّ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ ۔ [3]

دُعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ [4] (غنیہ وردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳: دعائے قنوت آہستہ پڑھے امام ہو یا منفرد یا مقتدی، ادا ہو یا قضا، رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔ [5] (ردالمحتار)

---

1 ...... ترجمہ: الٰہی! تو مجھے ہدایت دے ان لوگوں میں جن کو تُو نے ہدایت دی اور عافیت دے ان کے زمرہ میں جن میں تو نے عافیت دی اور میرا ولی ہو۔ اُن میں جن کا تو ولی ہوا اور جو کچھ تو نے دیا اُس میں برکت دے اور جو کچھ تو نے فیصلہ کر دیا اوسکے شر سے مجھے بچا بیشک تو حکم کرتا ہے اور تجھ پر حکم نہیں کیا جاتا، بیشک تیرا دوست ذلیل نہیں ہوتا اور تیرا دشمن عزت نہیں پاتا تُو برکت والا ہے تو پاک ہے، اے بیت (کعبہ) کے مالک اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے نبی پر اور ان کی آل پر۔۱۲

2 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) میں تیری خوشنودی کی پناہ مانگتا ہوں تیری ناخوشی سے اور تیری عافیت کی تیرے عذاب سے اور تیری ہی پناہ مانگتا ہوں تجھ سے (تیرے عذاب سے) میں تیری پوری ثنا نہیں کر سکتا ہوں جیسی تُو نے اپنی ثنا کی۔۱۲

3 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو مجھے بخش دے اور مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات کو اور ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کر دے اور ان کے آپس کی حالت درست کر دے اور اُن کو تُو اپنے دشمن اور خود ان کے دشمن پر مدد کر دے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو کفار اہل کتاب پر لعنت کر جو تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں اور تیرے دوستوں سے لڑتے ہیں، الٰہی تُو ان کی بات میں مخالفت ڈال دے اور ان کے قدموں کو ہٹا دے اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل کر جو قوم مجرمین سے واپس نہیں ہوتا۔۱۲

4 ...... "غنية المتملي"، صلاة الوتر، ص٤١٤ ـ ٤١٨.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في منكر الوتر... إلخ، ج٢، ص٥٣٤.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في منكر الوتر... إلخ، ج٢، ص٥٣٦.

مسئلہ ۵ جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے یہ پڑھے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ اگر دعائے قنوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور قنوت پڑھا اور رکوع نہ کیا، تو نماز فاسد نہ ہوگی، مگر گنہگار ہوگا اور اگر صرف الحمد پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سورت و قنوت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔ یوہیں اگر الحمد بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ و سورت و قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ امام کو رکوع میں یاد آیا کہ دعائے قنوت نہیں پڑھی تو قیام کی طرف عود نہ کرے[3]، پھر بھی اگر کھڑا ہو گیا اور دُعا پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہ چاہیے[4] اور اگر اعادہ کر لیا اور مقتدیوں نے پہلے رکوع میں امام کا ساتھ نہ دیا اور دوسرا امام کے ساتھ کیا، یا پہلا رکوع امام کے ساتھ کیا دوسرا نہ کیا، دونوں حال میں ان کی نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ قنوت وتر میں مقتدی امام کی متابعت[6] کرے، اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے بے قنوت پڑھے رکوع کر دیا اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا، تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے، ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے اور اُس خاص دعا کی حاجت نہیں جو دعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے، بلکہ مطلقاً کوئی دُعا جسے قنوت کہہ سکیں پڑھ لے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹ اگر شک ہوا کہ یہ رکعت پہلی ہے یا دوسری یا تیسری تو اس میں بھی قنوت پڑھے اور قعدہ کرے، پھر اور دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں قنوت بھی پڑھے اور قعدہ کرے۔ یوہیں دوسری اور تیسری ہونے میں شک واقع ہو تو دونوں میں

---

1 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.
اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو دنیا میں بھلائی دے (اور ہم کو آخرت میں بھلائی دے) اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔۱۲

2 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.

3 ..... یعنی واپس نہ لوٹے۔

4 ..... یعنی رکوع نہ لوٹائے۔

5 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.

6 ..... پیروی۔

7 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب: الاقتداء بالشافعي، ج۲، ص۵٤٠.

قنوت پڑھے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: بھول کر پہلی یا دوسری میں دعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے یہی راجح ہے۔[2] (غنیہ، حلیہ، بحر)

مسئلہ ۱۱: مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد کو نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد کو جو پڑھے گا اس میں قنوت نہ پڑھے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: وتر کی نماز شافعی المذہب کے پیچھے پڑھ سکتا ہے، بشرطیکہ دوسری رکعت کے بعد سلام نہ پھیرے ورنہ صحیح نہیں اور اس صورت میں قنوت امام کے ساتھ پڑھے یعنی تیسری رکعت کے رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد جب وہ شافعی امام پڑھے۔[4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۳: فجر میں اگر شافعی المذہب کی اقتدا کی اور اس نے اپنے مذہب کے موافق قنوت پڑھا تو یہ نہ پڑھے، بلکہ ہاتھ لٹکائے ہوئے اتنی دیر چپ کھڑا رہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: وتر کے سوا اور کسی نماز میں قنوت نہ پڑھے۔ ہاں اگر حادثۂ عظیمہ واقع ہو تو فجر میں بھی پڑھ سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ رکوع کے قبل قنوت پڑھے۔[6] (درمختار و حموی[7])

مسئلہ ۱۵: وتر کی نماز قضا ہوگئی تو قضا پڑھنی واجب ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ ہوگیا ہو، قصداً قضا کی ہو یا بھولے سے قضا

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٤١.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج١، ص١١١.

2 ...... "غنية المتملي"، صلاة الوتر، ص٤٢٢. و "البحرالرائق"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٧٣.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج١، ص١١١.

4 ...... البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الوتر والنوافل، ج٢، ص٧٠، ٧٨.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٣٨، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٤١، و "الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص٤٩٠.

7 ...... بہارِ شریعت میں اس جگہ درمختار و شرنبلالی کا حوالہ لکھا ہے، لیکن ہم نے صدر الشریعہ کے فرمان کے مطابق ''درمختار و حموی'' کردیا۔ چنانچہ صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ''فتاویٰ امجدیہ''، ج۱، ص۲۰۷ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: فقیر نے بہارِ شریعت میں بصورت نازلہ نمازِ فجر میں قنوت کا قبل رکوع ہونا تحریر کیا مگر اس میں حوالہ شرنبلالی کا دیا۔ اس مسئلہ کی تحریر کے وقت یہ معلوم ہوا کہ شرنبلالی بعد الرکوع کے قائل ہیں۔ اصل مسودہ بہارِ شریعت کا نکلوا کر دیکھا گیا اس میں پہلے یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ قنوت نازلہ بعد الرکوع ہے اور شرنبلالی کا حوالہ۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے بعد الرکوع قلم زد کرادیا اور بجائے اس کے قبل رکوع ہوا یا مگر غلطی سے شرنبلالی جو حوالہ تحریر تھا وہ قلم زد نہیں ہوا۔'' لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ بہارِ شریعت میں شرنبلالی کو قلم زد کرکے اس کی جگہ پر حموی لکھ لیں۔'' ۱۲ منہ

ہوگئی اور جب قضا پڑھے، تو اس میں قنوت بھی پڑھے۔ البتہ قضا میں تکبیر قنوت کے لیے ہاتھ نہ اٹھائے جب کہ لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو کہ لوگ اس کی تقصیر پر مطلع ہوں گے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: رمضان شریف کے علاوہ اور دنوں میں وتر جماعت سے نہ پڑھے اور اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: جسے آخر شب میں جاگنے پر اعتماد ہو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلی رات میں وتر پڑھے، ورنہ بعد عشا پڑھ لے۔[3] (حدیث)

مسئلہ ۱۸: اوّل شب میں وتر پڑھ کر سو رہا، پھر پچھلے کو جاگا تو دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں اور نوافل جتنے چاہے پڑھے۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۱۹: وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے، اس کی پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتْ، دوسری میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھنا بہتر ہے۔ حدیث میں ہے: کہ ''اگر رات میں نہ اُٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔''[5] یہ مضامین احادیث سے ثابت ہیں۔

سنن و نوافل کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: ''جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے، اسے میں نے لڑائی کا اعلان دے دیا اور میرا بندہ کسی شے سے اُس قدر تقرب حاصل نہیں کرتا جتنا فرائض سے ہوتا ہے اور نوافل کے ذریعہ سے ہمیشہ قرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے سوال کرے، تو اسے دوں گا اور پناہ مانگے تو پناہ دوں گا۔''[6] (الحدیث)

---

1 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثامن في صلاة الوتر، ج۱، ص۱۱۱.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في منكر الوتر... إلخ، ج۲، ص۵۳۳.

2 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۶۰۴.

3 ..... انظر: "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب من خاف ان لا يقوم... إلخ، الحديث: ۷۵۵، ص۳۸۰.

4 ..... "غنية المتملي"، صلاة الوتر، ص۴۲۴.

5 ..... المرجع السابق.

6 ..... "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب التواضع، الحديث: ۶۵۰۲، ج۴، ص۲۴۸.

سننِ مؤکدہ کا ذکر

حدیث ۲ و ۳: مسلم وابوداود وترمذی ونسائی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان بندہ اللہ (عزوجل) کے لیے ہر روز فرض کے علاوہ تطوّع (نفل) کی بارہ رکعتیں پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد اور دو بعد مغرب اور دو بعد عشا اور دو قبل نماز فجر۔'' (1) اور رکعات کی تفصیل صرف ترمذی میں ہے۔ ترمذی ونسائی وابن ماجہ کی روایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ ہے کہ ''جو ان پر محافظت کرے گا، جنت میں داخل ہوگا۔'' (2)

حدیث ۴: ترمذی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ادبار نجوم فجر کے پہلے کی دو رکعتیں ہیں اور ادبار سجود مغرب کے بعد کی دو۔'' (3)

سنتِ فجر کے فضائل

حدیث ۵: مسلم وترمذی ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''فجر کی دو رکعتیں دنیا ومافیہا سے بہتر ہیں۔'' (4)

حدیث ۶: بخاری ومسلم وابوداود ونسائی انھیں سے راوی، کہتی ہیں: ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان کی جتنی محافظت فرماتے کسی اور نفل نماز کی نہیں کرتے۔'' (5)

حدیث ۷: طبرانی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک صاحب نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اُس سے نفع دے؟ فرمایا: ''فجر کی دونوں رکعتوں کو لازم کرلو، ان میں بڑی فضیلت ہے۔'' (6)

---

(1) ''صحیح مسلم''، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل السنن... إلخ، الحدیث: ۱۰۳۔(۷۲۸)، ص۳۶۷.
و''جامع الترمذي''، أبواب الصلاۃ، باب ماجاء فیمن صلی في یوم و لیلۃ... إلخ، الحدیث: ۴۱۵، ج۱، ص۴۲۴.

(2) ''سنن النسائي''، کتاب قیام اللیل... إلخ، باب ثواب من صلی في الیوم و اللیلۃ... إلخ، الحدیث: ۱۷۹۱، ص۳۰۷.

(3) ''جامع الترمذي''، أبواب التفسیر، باب و من سورۃ الطور، الحدیث: ۳۲۸۶، ج۵، ص۱۸۲.

(4) ''صحیح مسلم''، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتي سنۃ الفجر... إلخ، الحدیث: ۷۲۵، ص۳۶۵.

(5) ''صحیح البخاري''، کتاب التھجد، باب تعاھد رکعتي الفجر... إلخ، الحدیث: ۱۱۶۹، ج۱، ص۳۹۵.

(6) ''الترغیب و الترھیب''، کتاب النوافل، الحدیث: ۳، ج۱، ص۲۲۳.

حدیث ۸ ابو یعلی باسناد حسن انھیں سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: '' قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کی برابر ہے اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کی برابر اور ان دونوں کو فجر کی سنتوں میں پڑھتے اور یہ فرماتے کہ ان میں زمانہ کی رغبتیں ہیں۔'' [1]

حدیث ۹ ابو داود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''فجر کی سنتیں نہ چھوڑو، اگرچہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے آپڑیں۔'' [2]

سنتِ ظہر کے فضائل

حدیث ۱۰ احمد و ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو شخص ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعتوں پر محافظت کرے، اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام فرمادے گا۔'' [3] ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا۔

حدیث ۱۱ ابو داود و ابن ماجہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ''ظہر سے پہلے چار رکعتیں جن کے درمیان میں سلام نہ پھیرا جائے، ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔'' [4]

حدیث ۱۲ احمد و ترمذی عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آفتاب ڈھلنے کے بعد نماز ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور فرماتے: ''یہ ایسی ساعت ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں، لہٰذا میں محبوب رکھتا ہوں کہ اس میں میرا کوئی عمل صالح بلند کیا جائے۔'' [5]

حدیث ۱۳ بزار نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ دوپہر کے بعد چار رکعت پڑھنے کو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) محبوب رکھتے، ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں دیکھتی ہوں کہ اس وقت میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز محبوب رکھتے ہیں، فرمایا: ''اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ

---

1 ..... ''الترغيب و الترهيب''، كتاب النوافل، الحديث: ٥، ج ١، ص ٢٢٤.
و ''المعجم الأوسط''، الحديث: ١٨٦، ج ١، ص ٦٨.

2 ..... ''سنن أبي داود''، كتاب التطوع، باب في تخفيفهما، الحديث: ١٢٥٨، ج ٢، ص ٣١.

3 ..... ''سنن النسائي''، كتاب قيام الليل... إلخ، باب الاختلاف على اسماعيل بن أبي خالد، الحديث: ١٨١٣، ص ٣١٠.

4 ..... ''سنن أبي داود''، كتاب التطوع، باب الأربع قبل الظهر و بعدها، الحديث: ١٢٧٠، ج ٢، ص ٣٥.

5 ..... ''جامع الترمذي''، أبواب الوتر، باب ماجاء في الصلاة عند الزوال، الحديث: ٤٧٧، ج ٢، ص ٢٠.

مخلوق کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے اور اس نماز پر آدم و نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلاۃ والسلام محافظت کرتے۔" [1]

حدیث ۱۴ و ۱۵: طبرانی براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "جس نے ظہر کے پہلے چار رکعتیں پڑھیں، گویا اس نے تہجد کی چار رکعتیں پڑھیں اور جس نے عشا کے بعد چار پڑھیں، تو یہ شب قدر میں چار کے مثل ہیں۔" [2] عمر فاروق اعظم و بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی اسی کی مثل مروی۔

سنتِ عصر کے فضائل

حدیث ۱۶: احمد و ابوداود و ترمذی بافادۂ تحسین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "اللہ تعالٰی اس شخص پر رحم کرے، جس نے عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔" [3]

حدیث ۱۷: ترمذی مولیٰ علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ "حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے۔" [4] اور ابوداود کی روایت میں ہے کہ دو پڑھتے تھے۔ [5]

حدیث ۱۸ و ۱۹: طبرانی کبیر میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے، اللہ تعالٰی اس کے بدن کو آگ پر حرام فرما دے گا۔" [6] دوسری روایت طبرانی کی عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، کہ "حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے مجمع صحابہ میں جس میں امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی تھے، فرمایا: "جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے، اُسے آگ نہ چھوئے گی۔" [7]

سنتِ مغرب کے فضائل

حدیث ۲۰ و ۲۱: رزین نے مکحول سے مُرسلاً روایت کی کہ فرماتے ہیں: "جو شخص بعد مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھے، اُس کی نماز علیین میں اٹھائی جاتی ہے۔" اور ایک روایت میں "چار رکعت ہے۔" نیز انھیں کی روایت

1 ...... "مسند البزار"، مسند ثوبان رضي الله تعالیٰ عنه، الحديث: ٤١٦٦، ج ١٠، ص ١٠٢.

2 ...... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الميم، الحديث: ٦٣٣٢، ج ٤، ص ٣٨٦.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب التطوع، باب الصلاة قبل العصر، الحديث: ١٢٧١، ج ٢، ص ٣٥.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الأربع قبل العصر، الحديث: ٤٢٩، ج ١، ص ٤٣٧.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب التطوع، باب الصلاة قبل العصر، الحديث: ١٢٧٢، ج ٢، ص ٣٥.

6 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٦١١، ج ٢٣، ص ٢٨١.

7 ...... "المعجم الأوسط"، باب الألف، الحديث: ٢٥٨٠، ج ٢، ص ٧٧.

حذیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، ''اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ فرماتے تھے مغرب کے بعد کی دونوں رکعتیں جلد پڑھو کہ وہ فرض کے ساتھ پیش ہوتی ہیں۔'' (1)

حدیث ۲۲ ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان میں کوئی بُری بات نہ کہے، تو بارہ برس کی عبادت کی برابر کی جائیں گی۔'' (2)

حدیث ۲۳ طبرانی کی روایت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں: ''جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگ برابر ہوں۔'' (3)

حدیث ۲۴ ترمذی کی روایت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے، ''جو مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھے، اللہ تعالٰی اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔'' (4)

حدیث ۲۵ ابوداود کی روایت انھیں سے ہے، کہ فرماتی ہیں: عشا کی نماز پڑھ کر نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میرے مکان میں جب تشریف لاتے تو ''چار یا چھ رکعتیں پڑھتے۔'' (5)

مسائل فقہیہ

سنتیں بعض مؤکدہ ہیں کہ شریعت میں اس پر تاکید آئی۔ بلا عذر ایک بار بھی ترک کرے تو مستحق ملامت ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، مردود الشہادۃ، مستحق نار ہے۔ (6) اور بعض ائمہ نے فرمایا: کہ ''وہ گمراہ ٹھہرایا جائے گا اور گنہگار ہے، اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے۔'' تلویح میں ہے، کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے۔ اس کا تارک مستحق ہے کہ معاذ اللہ! شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میری سنت کو ترک کرے گا، اسے میری شفاعت نہ ملے گی۔'' سنت مؤکدہ کو سنن الہدیٰ بھی کہتے ہیں۔

دوسری قسم غیر مؤکدہ ہے جس کو سنن الزوائد بھی کہتے ہیں۔ اس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی، کبھی اس کو مستحب اور

---

1 ..... "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، باب السنن و فضائلها، الحديث: ١١٨٤، ١١٨٥، ج ١، ص ٣٤٥.

2 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع... إلخ، الحديث: ٤٣٥، ج ١، ص ٤٣٩.

3 ..... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٧٢٤٥، ج ٥، ص ٢٥٥.

4 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في فضل التطوع... إلخ، الحديث ٤٣٥، ج ١، ص ٤٣٩.

5 ..... "سنن أبي داود"، كتاب التطوع، باب الصلاة بعد العشاء، الحديث: ١٣٠٣، ج ٢، ص ٤٧.

6 ..... یعنی اس کی گواہی قابل قبول نہیں اور جہنم کا حقدار ہے۔

مندوب بھی کہتے ہیں اور نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام باب النوافل میں سنن کا بھی ذکر کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہے۔[1] (ردالمحتار) لہٰذا نفل کے جتنے احکام بیان ہوں گے وہ سنتوں کو بھی شامل ہوں گے، البتہ اگر سنتوں کے لیے کوئی خاص بات ہوگی تو اس مطلق حکم سے اس کو الگ کیا جائے گا جہاں استثنا نہ ہو، اسی مطلق حکم نفل میں شامل سمجھیں۔

مسئلہ ۱: سنت مؤکدہ یہ ہیں۔

(۱) دو رکعت نماز فجر سے پہلے

(۲) چار ظہر کے پہلے، دو بعد

(۳) دو مغرب کے بعد

(۴) دو عشا کے بعد اور

(۵) چار جمعہ سے پہلے، چار بعد یعنی جمعہ کے دن جمعہ پڑھنے والے پر چودہ رکعتیں ہیں اور علاوہ جمعہ کے باقی دنوں میں ہر روز بارہ رکعتیں۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد چار پڑھے، پھر دو کہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۳: جو سنتیں چار رکعتی ہیں مثلاً جمعہ وظہر کی تو چاروں ایک سلام سے پڑھی جائیں گی یعنی چاروں پڑھ کر چوتھی کے بعد سلام پھیریں، یہ نہیں کہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں اور اگر کسی نے ایسا کیا تو سنتیں ادا نہ ہوئیں۔ یوہیں اگر چار رکعت کی منت مانی اور دو دو رکعت کر کے چار پڑھیں تو منت پوری نہ ہوئی، بلکہ ضرور ہے کہ ایک سلام کے ساتھ چاروں پڑھے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: سب سنتوں میں قوی تر سنت فجر ہے، یہاں تک کہ بعض اس کو واجب کہتے ہیں اور اس کی مشروعیت کا اگر کوئی انکار کرے تو اگر شبہۂ یا براہ جہل ہو تو خوف کفر ہے اور اگر دانستہ بلاشبہہ ہو تو اس کی تکفیر کی جائے گی ولہٰذا یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر، ان کا حکم ان باتوں میں بالکل مثل وتر ہے۔ ان کے بعد پھر مغرب کی سنتیں پھر ظہر

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الطہارۃ، مطلب في السنۃ وتعاریفھا، ج۱، ص۲۳۰ وغیرہ.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۴۵.

3 ...... "غنیۃ المتملي"، فصل في النوافل، ص۳۸۹.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۴۵، وغیرہ.

کے بعد کی پھر عشا کے بعد کی پھر ظہر سے پہلے کی سنتیں اور اصح یہ ہے کہ سنت فجر کے بعد ظہر کی پہلی سنتوں کا مرتبہ ہے کہ حدیث میں خاص ان کے بارے میں فرمایا: کہ "جو انھیں ترک کرے گا، اُسے میری شفاعت نہ پہنچے گی۔"[1] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۵: اگر کوئی عالم مرجع فتویٰ ہو کہ فتویٰ دینے میں اسے سنت پڑھنے کا موقع نہیں ملتا تو فجر کے علاوہ باقی سنتیں ترک کرسکتا ہے کہ اس وقت اگر موقع نہیں ہے تو موقوف رکھے، اگر وقت کے اندر موقع ملے پڑھ لے ورنہ معاف ہیں اور فجر کی سنتیں اس حالت میں بھی ترک نہیں کرسکتا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھے ورنہ نہیں علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہوگئیں تو ان کی قضا نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: دو رکعت نفل پڑھے اور یہ گمان تھا کہ فجر طلوع نہ ہوئی بعد کو معلوم ہوا کہ طلوع ہوچکی تھی تو یہ رکعتیں سنت فجر کے قائم مقام ہوجائیں گی اور چار رکعت کی نیت باندھی اور ان میں دو پچھلی طلوع فجر کے بعد واقع ہوئیں تو یہ سنت فجر کے قائم مقام نہ ہوں گی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع میں شک ہو جب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: ظہر یا جُمعہ کے پہلے کی سنت فوت ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اگر وقت باقی ہے بعد فرض کے پڑھے اور افضل یہ ہے کہ پچھلی سنتیں پڑھ کر ان کو پڑھے۔[6] (فتح القدیر)

مسئلہ ۱۰: فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اب سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے۔[7] (غنیہ) اور طلوع سے پیشتر[8] بالاتفاق ممنوع ہے۔[9] (ردالمحتار) آج کل

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵۴۸ ـ ۵۵۰.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵۴۹.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵۵۰.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲.

6 ...... "فتح القدير"، کتاب الصلاۃ، باب ادراك الفريضة، ج۱، ص۴۱۶، و باب النوافل، ص۳۸٦.

7 ...... "غنية المتملي"، فصل في النوافل، ص۳۹۷.

8 ...... یعنی سورج نکلنے سے پہلے۔

9 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵۵۰.

اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، پڑھنا ہو تو آفتاب بلند ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں۔

مسئلہ ۱۱: قبل طلوع آفتاب سنت فجر قضا پڑھنے کے لیے یہ حیلہ کرنا کہ شروع کر کے توڑ دے پھر ادا کرے یہ ناجائز ہے۔ سنت فجر پڑھ لی اور فرض قضا ہو گئے تو قضا پڑھنے میں سنت کا اعادہ نہ کرے۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۱۲: فرض تنہا پڑھے جب بھی سنتوں کا ترک جائز نہیں ہے۔[2] (عالمگیری) سنت فجر کی پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورۂ کافرون اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھنا سنت ہے۔[3] (غنیہ وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں سوا سنت فجر کے کہ اگر یہ جانے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی، اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہوگا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں، بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے اور یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصہ میں پڑھے، باہر کے حصہ میں ہو تو اندر اور اگر اس مسجد میں اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا پیڑ کی آڑ میں پڑھے کہ اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ بُرا ہے۔

آج کل اکثر عوام اس کا بالکل خیال نہیں کرتے اور اسی صف میں گھس کر شروع کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے اور اگر ہنوز جماعت شروع نہ ہوئی تو جہاں چاہے سنتیں شروع کرے خواہ کوئی سنت ہو۔[4] (غنیہ)

مگر جانتا ہو کہ جماعت جلد قائم ہونے والی ہے اور یہ اُس وقت تک سنتوں سے فارغ نہ ہوگا تو ایسی جگہ نہ پڑھے کہ اس کے سبب صف قطع ہو۔

مسئلہ ۱۴: امام کو رکوع میں پایا اور یہ نہیں معلوم کہ پہلی رکعت کا رکوع ہے یا دوسری کا تو سنت ترک کرے اور مل جائے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر وقت میں گنجائش ہو اور اس وقت نوافل مکروہ نہ ہوں تو جتنے نوافل چاہے پڑھے اور اگر نماز فرض یا جماعت جاتی رہے گی تو نوافل میں مشغول ہونا ناجائز ہے۔

---

1. "غنية المتملي"، فصل في النوافل، ص ۳۹۸.
2. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۲.
3. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج ۱، ص ۱۱۲.
و "غنية المتملي"، فصل في النوافل فروع لو ترك، ص ۳۹۹.
4. "غنية المتملي"، فصل في النوافل، ص ۳۹۶.
5. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في ادراك الفريضة، ج ۱، ص ۱۲۰.

مسئلہ ۱۶: سنت وفرض کے درمیان کلام کرنے سے اصح یہ ہے کہ سنت باطل نہیں ہوتی البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے۔ یہی حکم ہر اُس کام کا ہے جو منافی تحریمہ ہے۔[1] (تنویر) اگر بیع وشرا[2] یا کھانے میں مشغول ہوا تو اعادہ کرے، ہاں سنتِ بعدیہ میں اگر کھانا لایا گیا اور بدمزہ ہو جانے کا اندیشہ ہے تو کھانا کھالے پھر سنت پڑھے مگر وقت جانے کا اندیشہ ہو تو پڑھنے کے بعد کھائے اور بلاعذر سنتِ بعدیہ کی بھی تاخیر مکروہ ہے اگرچہ ادا ہو جائے گی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: عشا وعصر کے پہلے نیز عشا کے بعد چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ عشا کے بعد دو ہی پڑھے مستحب ادا ہو جائے گا۔ یوہیں ظہر کے بعد چار رکعت پڑھنا مستحب ہے کہ حدیث میں فرمایا:

''جس نے ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار پر محافظت کی، اللہ تعالیٰ اُس پر آگ حرام فرما دے گا۔''[4]

علامہ سید طحطاوی فرماتے ہیں کہ سرے سے آگ میں داخل ہی نہ ہوگا اور اُس کے گناہ مٹا دیے جائیں گے اور جو اس پر مطالبات ہیں اللہ تعالیٰ اُس کے فریق کو راضی کر دے گا یا یہ مطلب ہے کہ اسے ایسے کاموں کی توفیق دے گا جن پر سزا نہ ہو۔[5] اور علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اُس کے لیے بشارت ہے: کہ ''سعادت پر اس کا خاتمہ ہوگا اور دوزخ میں نہ جائے گا۔''[6]

مسئلہ ۱۸: سنت کی منت مانی اور پڑھی سنت ادا ہو گئی۔ یوہیں اگر شروع کر کے توڑ دی پھر پڑھی جب بھی سنت ادا ہو گئی۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: نفل نماز منت مان کر پڑھنا بغیر منت کے پڑھنے سے بہتر ہے جب کہ منت کسی شرط کے ساتھ نہ ہو، مثلاً فلاں بیمار صحیح ہو جائے گا تو اتنی نماز پڑھوں گا اور سنتوں میں منت نہ ماننا افضل ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: بعد مغرب چھ رکعتیں مستحب ہیں ان کو صلاۃ الاوابین کہتے ہیں، خواہ ایک سلام سے سب پڑھے یا دو سے یا

---

1 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٥٨.

2 ...... یعنی خرید وفروخت۔

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحية المسجد، ج٢، ص٥٥٩.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، الحديث: ٤٢٧، ج١، ص٤٣٥.

5 ...... "حاشية الطحطاوي على الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج١، ص٢٨٤.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج٢، ص٥٤٧.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث مهم: في الكلام على الضجعة بعد سنة الفجر، ج٢، ص٥٦١.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الكلام على حديث النهي عن النذر، ج٢، ص٥٦٢.

تین سے اور تین سلام سے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: ظہر و مغرب وعشا کے بعد جو مستحب ہے اس میں سنت مؤکدہ داخل ہے، مثلاً ظہر کے بعد چار پڑھیں تو مؤکدہ و مستحب دونوں ادا ہوگئیں اور یوں بھی ہوسکتا ہے کہ مؤکدہ و مستحب دونوں کو ایک سلام کے ساتھ ادا کرے یعنی چار رکعت پر سلام پھیرے۔[2] (فتح القدیر)

مسئلہ ۲۲: عشا کے قبل کی سنتیں جاتی رہیں تو ان کی قضا نہیں پھر بھی اگر بعد میں پڑھے گا تو نفل مستحب ہے، وہ سنت مستحب جو فوت ہوئی ادا نہ ہوئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: دن کے نفل میں ایک سلام کے ساتھ چار رکعت سے زیادہ اور رات میں آٹھ رکعت سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دن ہو یا رات ہو چار چار رکعت پر سلام پھیرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: جو سنت مؤکدہ چار رکعتی ہے اس کے قعدۂ اولیٰ میں صرف التحیات پڑھے اگر بھول کر درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو کرے اور ان سنتوں میں جب تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تو سُبْحٰنَکَ اور اَعُوْذُ بھی نہ پڑھے اور ان کے علاوہ اور چار رکعت والے نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھے اور تیسری رکعت میں سُبْحٰنَکَ اور اَعُوْذُ بھی پڑھے، بشرطیکہ دو رکعت کے بعد قعدہ کیا ہو ورنہ پہلا سُبْحٰنَکَ اور اَعُوْذُ کافی ہے، منت کی نماز کے بھی قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھے اور تیسری میں ثنا و تعوذ۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: چار رکعت نفل پڑھے اور قعدۂ اولیٰ فوت ہوگیا بلکہ قصداً بھی ترک کر دیا تو نماز باطل نہ ہوئی اور بھول کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا تو عود نہ کرے اور سجدۂ سہو کرلے نماز کامل ادا ہوگی، اگر تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری پر نہ بیٹھا تو نماز فاسد ہوگی اور اگر دو رکعت کی نیت باندھی تھی اور بغیر قعدہ کیے تیسری کے لیے کھڑا ہوگیا تو عود کرے ورنہ فاسد ہو جائے گی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: نماز میں قیام طویل ہونا کثرتِ رکعات سے افضل ہے یعنی جب کہ کسی وقت معین تک نماز پڑھنا چاہے

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في السنن و النوافل، ج۲، ص۵٤۷.

2 ...... "فتح القدیر"، کتاب الصلاۃ، باب النوافل، ج۱، ص۳۸٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراك الفریضۃ، مطلب: ھل الإساءۃ دون الکراھۃ... إلخ، ج۲، ص٦۲۱.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۵۰.

5 ...... المرجع السابق، ص۵۵۲.

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۳.

مثلاً دو رکعت میں اتنا وقت صرف کر دینا چار رکعت پڑھنے سے افضل ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ مگر

(۱) تراویح و

(۲) تحیۃ المسجد اور

(۳) واپسی سفر کے دو نفل کہ ان کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور

(۴) احرام کی دو رکعتیں کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو تو اس میں پڑھنا بہتر ہے اور

(۵) طواف کی دو رکعتیں کہ مقامِ ابراہیم کے پاس پڑھیں اور

(۶) معتکف کے نوافل اور

(۷) سورج گہن کی نماز کہ مسجد میں پڑھے اور

(۸) اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: نفل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر قراءت فرض ہے اور اگر مقتدی ہو اگرچہ فرض پڑھنے والے کے پیچھے اقتدا کی ہو تو امام کی قراءت اس کے لیے بھی کافی ہے اس پر خود پڑھنا نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: نفل نماز قصداً شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے کہ اگر توڑ دے گا قضا پڑھنی ہوگی اور اگر قصداً شروع نہ کی تھی مثلاً یہ گمان تھا کہ فرض پڑھنا ہے اور فرض کی نیت سے شروع کیا پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا تھا تو اب یہ نفل ہے اور توڑ دینے سے قضا واجب نہیں بشرطیکہ یاد آتے ہی توڑ دے اور یاد آنے پر اس نماز کو پڑھنا اختیار کیا تو توڑ دینے سے قضا واجب ہوگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اگر بلا قصد نماز فاسد ہوگئی جب بھی قضا واجب ہے مثلاً تیمم سے پڑھ رہا تھا اور اثنائے نماز[5] میں پانی پر

---

1 ..."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب: قولھم کل شفع من النفل الصلاۃ لیس مطردا، ج۲، ص۵۵٤.

2 ..."ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب: قولھم کل شفع من النفل الصلاۃ لیس مطردا، ج۲، ص٥٦٢.

3 ..."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاۃ الحاجۃ، ج۲، ص٥٧٣.

4 ..."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاۃ الحاجۃ، ج۲، ص٥٧٤۔٥٧٦.

5 ...یعنی نماز کے دوران۔

قادر ہوا۔ یوہیں نفل پڑھتے میں عورت کو حیض آگیا تو قضا واجب ہوگئی بعد طہارت قضا پڑھے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: شروع کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ تحریمہ باندھے دوسری یہ کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوگیا بشرطیکہ شروع صحیح ہو اور اگر شروع صحیح نہ ہو مثلاً اُمی یا عورت کے پیچھے اقتدا کی یا بے وضو ناپاک کپڑوں میں شروع کردی تو قضا واجب نہ ہوگی۔[2] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے شروع کی پھر یاد آیا کہ یہ فرض مجھے پڑھنا ہے اور توڑ کر اسی فرض کی نیت سے اقتدا کی جو وہ پڑھ رہا تھا یا توڑ کر دوسرے نفل کی نیت کر کے شامل ہوا تو اُس نفل کی قضا واجب نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: طلوع و غروب و نصف النہار کے وقت نماز نفل شروع کی تو واجب ہے کہ توڑ دے اور وقت غیر مکروہ میں قضا پڑھے اور دوسرے وقت مکروہ میں قضا پڑھی جب بھی ہوگئی مگر گناہ ہوا اور پوری کرلی تو ہوگئی مگر وقت مکروہ میں پڑھنے کا گناہ ہوا، بلاوجہ شرعی نفل شروع کر کے توڑ دینا حرام ہے۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۴: نفل نماز شروع کی اگرچہ چار کی نیت باندھی جب بھی دو ہی رکعت شروع کرنے والا قرار دیا جائے گا کہ نفل کا ہر شفع (یعنی دو رکعت) علیحدہ علیحدہ نماز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور شفع اوّل یا ثانی میں توڑ دی تو دو رکعت قضا واجب ہوگی مگر شفع ثانی توڑنے سے دو رکعت قضا واجب ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسری رکعت پر قعدہ کرچکا ہو ورنہ چار قضا کرنی ہوں گی۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: سنت مؤکدہ اور منت کی نماز اگر چار رکعتی ہو تو توڑنے سے چار کی قضا دے۔ یوہیں اگر چار رکعتی فرض پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت باندھی اور توڑ دی تو چار کی قضا واجب ہے۔ پہلے شفع میں توڑی یا دوسرے میں۔[7] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج٢، ص٥٧٧.

2 ...... المرجع السابق، ص٥٧٤، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج١، ص١١٤.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج٢، ص٥٧٤.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الحاجة، ج٢، ص٥٧٦، وغيره.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج١، ص١١٣.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٧٧.

7 ...... المرجع السابق، ص٥٧٨، وغيره.

مسئلہ ۳۷: چار رکعت کی نیت باندھی اور چاروں میں قراءت نہ کی یا پہلی دو میں یا پچھلی دو میں نہ کی یا پہلی دو میں سے ایک رکعت میں نہ کی یا پچھلی دو میں سے ایک رکعت میں نہ کی یا پہلی دونوں اور پچھلی میں سے ایک میں قراءت چھوڑ دی تو ان چھ صورتوں میں دو رکعت قضا واجب ہے۔ اور اگر پہلی دو میں سے ایک اور پچھلی دو میں سے ایک یا پہلی دو میں سے ایک میں اور پچھلی کی دونوں میں قراءت چھوڑ دی تو ان صورتوں میں چار رکعت قضا واجب ہے۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۳۸: اگر دو رکعت پر بقدر تشہد بیٹھا پھر توڑ دی تو اس صورت میں بالکل قضا نہیں بشرطیکہ تیسری کے لیے کھڑا نہ ہوا ہو اور پہلی دونوں میں قراءت کر چکا ہو۔[2] (درمختار) مگر بوجہ ترکِ واجب اس کے اعادہ کا حکم دیا جائے گا۔

مسئلہ ۳۹: نفل پڑھنے والے نے نفل پڑھنے والے کی اقتدا کی اگرچہ تشہد میں تو جو حال امام کا ہے وہی مقتدی کا ہے یعنی جتنی کی قضا امام پر واجب ہوگی مقتدی پر بھی واجب۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: کھڑے ہو کر پڑھنے کی قدرت ہو جب بھی بیٹھ کر نفل پڑھ سکتے ہیں[4] مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے کہ حدیث میں فرمایا: ''بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نصف ہے۔''[5] اور عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھے تو ثواب میں کمی نہ ہوگی۔ یہ جو آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں ایسا ہے تو ان کا خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھتے ہیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے اور اس میں اُس حدیث سے دلیل لانا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھے۔[6] صحیح نہیں کہ یہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مخصوصات میں سے ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، فرماتے ہیں: مجھے خبر پہنچی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کی نماز کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی نماز سے آدھی ہے۔ اس کے بعد میں حاضر خدمتِ اقدس ہوا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے پایا، سرِ اقدس پر میں نے ہاتھ رکھا (کہ بیمار تو نہیں) ارشاد فرمایا: کیا ہے اے عبداللہ؟ عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو ایسا

---

1 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۷۹۔۵۸۱.

2 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸۲، ۵۸۳.

3 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸۳.

4 ..... "تنویرالأبصار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸٤.

5 ..... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب جواز النافلۃ قائما و قاعدا... إلخ، الحدیث: ۷۳۵، ص۳۷۰.

6 ..... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب صلاۃ اللیل... إلخ، الحدیث: ۱۲۶۔(۷۳۸)، ص۳۷۲.

فرمایا ہے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں، فرمایا: ''ہاں ولیکن میں تم جیسا نہیں۔''[1] امام ابراہیم حلبی و صاحب درمختار و صاحب ردالمحتار نے فرمایا: کہ یہ حکم حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے خصائص سے ہے اور اسی حدیث سے استناد کیا۔[2]

مسئلہ ۴۱: اگر رکوع کی حد تک جھک کر نفل کا تحریمہ باندھا تو نماز نہ ہوگی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: لیٹ کر نفل نماز جائز نہیں جب کہ عذر نہ ہو اور عذر کی وجہ سے ہو تو جائز ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: کھڑے ہو کر شروع کی تھی پھر بیٹھ گیا یا بیٹھ کر شروع کی تھی پھر کھڑا ہو گیا دونوں صورتیں جائز ہیں، خواہ ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھی ایک بیٹھ کر یا ایک ہی رکعت کے ایک حصہ کو کھڑے ہو کر پڑھا اور کچھ حصہ بیٹھ کر۔[5] (درمختار، ردالمحتار) مگر دوسری صورت یعنی کھڑے ہو کر شروع کی پھر بیٹھ گیا اس میں اختلاف ہے، لہٰذا بچنا اَولیٰ۔

مسئلہ ۴۴: کھڑے ہو کر نفل پڑھتا تھا اور تھک گیا تھا تو عصا یا دیوار پر ٹیک لگا کر پڑھنے میں حرج نہیں۔[6] (عالمگیری) اور بغیر تھکے بھی اگر ایسا کرے تو کراہت ہے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۴۵: نفل بیٹھ کر پڑھے تو اس طرح بیٹھے جیسے تشہد میں بیٹھا کرتے ہیں مگر قراءت کی حالت میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھے رہے جیسے قیام میں باندھتے ہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: بیرونِ شہر[8] سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے اور اس صورت میں استقبالِ قبلہ شرط نہیں بلکہ سواری جس رُخ کو جا رہی ہو اِدھر ہی مونھ ہو اور اگر اُدھر مونھ نہ ہو تو نماز جائز نہیں اور شروع کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف مونھ ہونا شرط نہیں بلکہ سواری جدھر جا رہی ہے اُس طرف ہو اور رکوع و سجود اشارہ سے کرے اور سجدہ کا اشارہ بہ نسبت رکوع کے پست ہو۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب جواز النافلۃ قائما و قاعدا... إلخ، الحدیث: ۷۳۵، ص ۳۷۰.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل ستۃ عشریۃ، ج ۲، ص ۵۸۵.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث المسائل الستۃ عشریۃ، ج ۲، ص ۵۸٤.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج ۲، ص ۵۸٤.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث المسائل الستۃ عشریۃ، ج ۲، ص ۵۸٤.

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع فی النوافل، ج ۱، ص ۱۱٤.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، مبحث المسائل ستۃ عشریۃ، ج ۲، ص ۵۸۷.

8 ...... بیرونِ شہر سے مراد وہ جگہ ہے جہاں سے مسافر پر قصر واجب ہوتا ہے۔ (عالمگیری) ۱۲ منہ حفظہ ربہ

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب فی الصلاۃ علی الدابۃ، ج ۲، ص ۵۸۸.

مسئلہ ۴۷: سواری پر نفل پڑھنے میں اگر ہانکنے کی ضرورت ہو اور عمل قلیل سے ہانکا مثلاً ایک پاؤں سے ایڑ لگائی یا ہاتھ میں چابک ہے اُس سے ڈرایا تو حرج نہیں اور بلا ضرورت جائز نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: سواری پر نماز شروع کی پھر عمل قلیل کے ساتھ اتر آیا تو اسی پر بنا کرسکتا ہے خواہ کھڑے ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر مگر قبلہ کو مونھ کرنا ضروری ہے اور زمین پر شروع کی تھی پھر سوار ہوا تو بنا نہیں کرسکتا نماز جاتی رہی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۹: گاؤں یا خیمہ کا رہنے والا جب گاؤں یا خیمہ سے باہر ہوا تو سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: بیرون شہر سواری پر شروع کی تھی پڑھتے پڑھتے شہر میں داخل ہو گیا تو جب تک گھر نہ پہنچا سواری پر پوری کرسکتا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۱: محمل اور سواری پر نفل نماز مطلقاً جائز ہے جبکہ تنہا پڑھے اور نفل نماز جماعت سے پڑھنا چاہے تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ امام ومقتدی الگ الگ سواریوں پر نہ ہوں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: محمل پر فرض نماز اُس وقت جائز ہے کہ اترنے پر قادر نہ ہو، ہاں اگر ٹھہرا ہوا ہو اور اس کے نیچے لکڑیاں لگا دیں کہ زمین پر قائم ہو گیا تو جائز ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: گاڑی کا جُوا[7] جانور پر رکھا ہو گاڑی کھڑی ہو یا چلتی اُس کا حکم وہی ہے جو جانور پر نماز پڑھنے کا ہے یعنی فرض وواجب وسنت فجر بلا عذر جائز نہیں اور اگر جوا جانور پر نہ ہو اور رُکی ہوئی ہو تو نماز جائز ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار) یہ حکم اس گاڑی کا ہے جس میں دو پہیے ہوں چار پہیے والی جب رُکی ہو تو صرف جُوا جانور پر ہوگا اور گاڑی زمین پر مستقر ہوگی، لہٰذا جب ٹھہری ہوئی ہو اس پر نماز جائز ہوگی جیسے تخت پر۔

مسئلہ ۵۴: گاڑی اور سواری پر نماز پڑھنے کے لیے یہ عذر ہیں۔ (۱) مینھ برس رہا ہے، (۲) اس قدر کیچڑ ہے کہ

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الصلاة على الدابة، ج۲، ص۵۸۹.

2 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸۹.

3 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في الصلاة على الدابة، ج۲، ص۵۸۸.

4 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۸۹.

5 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۹۰.

6 ..... المرجع السابق، ص۵۹۰.

7 ..... یعنی وہ لکڑی جو گاڑی یا ہل کے بیلوں کے کندھے پر رکھی جاتی ہے۔

8 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۹۱.

اُتر کر پڑھے گا تو موزہ دھنس جائے گا یا کیچڑ میں سن جائے گا یا جو کپڑا بچھا جائے گا وہ بالکل لتھڑ جائے گا اور اس صورت میں سواری نہ ہو تو کھڑے کھڑے اشارے سے پڑھے (۳) ساتھی چلے جائیں گے، (۴) یا سواری کا جانور شریر ہے کہ سوار ہونے میں دشواری ہوگی مددگار کی ضرورت ہوگی اور مددگار موجود نہیں، (۵) یا وہ بوڑھا ہے کہ بغیر مددگار کے اُتر چڑھ نہ سکے گا اور مددگار موجود نہیں اور یہی حکم عورت کا ہے، (۶) یا مرض میں زیادتی ہوگی، (۷) جان (۸) یا مال، (۹) یا عورت کو آبرو کا اندیشہ ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

چلتی ریل گاڑی پر بھی فرض وواجب وسنت فجر نہیں ہوسکتی اور اس کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں اور کشتی پر بھی اسی وقت نماز جائز ہے جب وہ بیچ دریا میں ہو کنارہ پر ہو اور خشکی پر آسکتا ہو تو اس پر بھی جائز نہیں ہے لہٰذا جب اسٹیشن پر گاڑی ٹھہرے اُس وقت یہ نمازیں پڑھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرے کہ جہاں من جهة العباد[2] کوئی شرط یا رکن مفقود ہو[3] اُس کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵۵: محمل کی ایک طرف خود سوار ہے دوسری طرف اس کی ماں یا زوجہ یا اور کوئی محارم میں ہے جو خود سوار نہیں ہوسکتی اور یہ خود اُتر چڑھ سکتا ہے مگر اس کے اُترنے میں محمل گر جانے کا اندیشہ ہے، اسے بھی اُسی پر پڑھنے کا حکم ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۶: جانور اور چلتی گاڑی پر اور اس گاڑی پر جس کا جوا جانور پر ہو بلا عذر شرعی فرض وسنت فجر وتمام واجبات جیسے وتر و نذر اور نفل جس کو توڑ دیا ہو اور سجدۂ تلاوت جب کہ آیت سجدہ زمین پر تلاوت کی ہو ادا نہیں کرسکتا اور اگر عذر کی وجہ سے ہو تو اُن سب میں شرط یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو قبلہ رُو کھڑا کر کے ادا کرے ورنہ جیسے بھی ممکن ہو۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: کسی نے منت مانی کہ دو رکعتیں بغیر طہارت پڑھے گا یا ان میں قراءت نہ کرے گا یا ننگا پڑھے گا یا ایک یا آدھی رکعت کی منت مانی تو ان سب صورتوں میں اُس پر دو رکعت طہارت وقراءت وستر کے ساتھ واجب ہوگئیں اور تین کی مانی تو چار واجب ہوئیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

---

[1] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر بقدرة غيره، ج۲، ص۵۹۲.

[2] ...... یعنی بندوں کی طرف سے۔ [3] ...... یعنی نہ پایا گیا ہو۔

[4] ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر بقدرة غيره، ج۲، ص۵۹۳.

[5] ...... المرجع السابق، ص۵۹٤.

[6] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر بقدرة غيره، ج۲، ص۵۹۵.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ومما يتصل بذلك مسائل، ج۱، ص۱۱۵.

مسئلہ ۵۸: منت مانی کہ فلاں مقام پر نماز پڑھے گا اور اس سے کم درجہ کے مقام پر ادا کی ہوگئی۔ مثلاً مسجدِ حرام میں پڑھنے کی منت مانی اور مسجدِ قدس یا گھر کی مسجد میں ادا کی۔ عورت نے منت مانی کہ کل نماز پڑھے گی یا روزہ رکھے گی دوسرے دن اسے حیض آ گیا تو قضا کرے اور اگر یہ منت مانی کہ حالتِ حیض میں دو رکعت پڑھے گی تو کچھ نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: منت مانی کہ آج دو رکعت پڑھے گا اور آج نہ پڑھی تو اس کی قضا نہیں، بلکہ کفارہ دینا ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مہینہ بھر کی نماز کی منت مانی تو ایک مہینے کے فرض و وتر کی مثل اس پر واجب ہے سنت کی مثل نہیں مگر وتر و مغرب کی جگہ چار رکعت پڑھے یعنی ہر روز بائیس رکعتیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۱: اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی منت مانی تو کھڑے ہو کر پڑھنا واجب ہے اور مطلق نماز کی منت ہے تو اختیار ہے۔[4] (عالمگیری)

تنبیہ: نوافل تو بہت کثیر ہیں، اوقاتِ ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض جو حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وائمۂ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں، بیان کیے جاتے ہیں۔

تحیۃ المسجد جو شخص مسجد میں آئے اُسے دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ چار پڑھے۔[5]

بخاری و مسلم ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص مسجد میں داخل ہو، بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔''[6]

مسئلہ ۱: ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے مثلاً بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر وہ تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تہلیل و درود شریف میں مشغول ہو حقِ مسجد ادا ہو جائے گا۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في القادر بقدرۃ غیرہ، ج۲، ص۵۹۶.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ومما یتصل بذلك مسائل، ج۱، ص۱۱۵.

اسکا کفارہ وہی ہے، جو قسم توڑنے کا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا کپڑا دینا یا تین روزے رکھنا۔۱۲منہ

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، ومما یتصل بذلك مسائل، ج۱، ص۱۱۵.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحیۃ المسجد، ج۲، ص۵۵۵.

6 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الصلاۃ، باب إذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین، الحدیث: ٤٤٤، ج۱، ص۱۷۰.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحیۃ المسجد، ج۲، ص۵۵۵.

مسئلہ ۲: فرض یا سنت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی تحیۃ المسجد ادا ہوگئی اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔ اس نماز کا حکم اس کے لیے ہے جو بہ نیت نماز نہ گیا بلکہ درس و ذکر وغیرہ کے لیے گیا ہو۔ اگر فرض یا اقتدا کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی قائم مقام تحیۃ المسجد ہے بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر عرصہ کے بعد پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھ لے اور بغیر پڑھے بیٹھ گیا تو ساقط نہ ہوئی اب پڑھے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: ہر روز ایک بار تحیۃ المسجد کافی ہے ہر بار ضرورت نہیں اور اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا یا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہے۔[3] (درمختار)

تحیۃ الوضو کہ وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے۔[4]

صحیح مسلم میں ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے، اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔''[5]

مسئلہ ۱: غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے۔[6] (ردالمحتار)

نمازِ اشراق ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکرِ خدا کرتا رہا، یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا پھر دو رکعتیں پڑھیں'' تو اُسے پورے حج اور عمرہ کا ثواب ملے گا۔''[7]

نمازِ چاشت مستحب ہے، کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ چاشت کی بارہ رکعتیں ہیں[8] اور افضل بارہ ہیں کہ حدیث میں ہے، جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں، ''اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں سونے کا محل

---

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في تحية المسجد، ج۲، ص۵۵۵.

2 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۵۷.

3 ..... المرجع السابق.

4 ..... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵٦۳.

5 ..... "صحيح مسلم"، كتاب الطهارة، باب الذكر المستحب عقب الوضوء، الحديث: ۲۳٤، ص۱٤٤.

6 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلوة، باب الوتر و النوافل، مطلب: سنة الوضوء، ج۲، ص۵٦۳.

7 ..... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ما ذكر مما يستحب من الجلوس في المسجد... إلخ، الحديث ۵۸٦، ج۲، ص۱۰۰.

8 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج۱، ص۱۱۲.

بنائے گا۔" [1] اس حدیث کو ترمذی وابن ماجہ نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔

صحیح مسلم شریف میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ ہے (اور کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں) ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا صدقہ ہے اور اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔ [2]

ترمذی ابودرداء وابوذر سے اور ابوداود ودارمی نعیم بن ہمار سے اور احمد ان سب سے راوی رضی اللہ تعالٰی عنہم کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اللہ عزوجل فرماتا ہے: "اے ابن آدم! شروع دن میں میرے لیے چار رکعتیں پڑھ لے، آخر دن تک میں تیری کفایت فرماؤں گا۔" [3]

طبرانی ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "جس نے دو رکعتیں چاشت کی پڑھیں، غافلین میں نہیں لکھا جائے گا اور جو چار پڑھے عابدین میں لکھا جائے گا اور جو چھ پڑھے اس دن اُس کی کفایت کی گئی اور جو آٹھ پڑھے اللہ تعالٰی اسے قانتین میں لکھے گا اور جو بارہ پڑھے اللہ تعالٰی اُس کے لیے جنت میں ایک محل بنائے گا اور کوئی دن یا رات نہیں جس میں اللہ تعالٰی بندوں پر احسان وصدقہ نہ کرے اور اس بندہ سے بڑھ کر کسی پر احسان نہ کیا جسے اپنا ذکر الہام کیا۔" [4]

احمد و ترمذی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے، اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔" [5]

مسئلہ ۱: اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔ [6] (عالمگیری، ردالمحتار)

نمازِ سفر کہ سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پر پڑھ کر جائے۔ [7] طبرانی کی حدیث میں ہے: کہ "کسی نے

1 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، الحديث: ٤٧٢، ج٢، ص١٧.
2 ..... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى ... إلخ، الحديث: ٧٢٠، ص٣٦٣.
3 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاة الضحى، الحديث: ٤٧٤، ج٢، ص١٩.
4 ..... "الترغيب والترهيب"، الترغيب في صلاة الضحى، الحديث: ١٤، ج١، ص٢٦٦.
5 ..... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند و أبي هريرة، الحديث: ١٠٤٨٥، ج٣، ص٥٦٤.
6 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج١، ص١١٢.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب: سنة الوضوء، ج٢، ص٥٦٣.
7 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي السفر، ج٢، ص٥٦٥.

اپنے اہل کے پاس اُن دو رکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا، جو بوقت ارادہ سفر ان کے پاس پڑھیں۔"[1]

نماز واپسی سفر کہ سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں ادا کرے۔[2] صحیح مسلم میں کعب بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سفر سے دن میں چاشت کے وقت تشریف لاتے اور ابتداءً مسجد میں جاتے اور دو رکعتیں اُس میں نماز پڑھتے پھر وہیں مسجد میں تشریف رکھتے۔"[3]

مسئلہ ۱: مسافر کو چاہیے کہ منزل میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جیسے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔[4] (ردالمحتار)

صلاۃ اللیل ایک رات میں بعد نماز عشا جو نوافل پڑھے جائیں ان کو صلاۃ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں کہ۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں مرفوعاً ہے فرضوں کے بعد افضل نماز رات کی نماز ہے۔[5] اور

حدیث ۲: طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ رات میں کچھ نماز ضروری ہے اگرچہ اتنی ہی دیر جتنی دیر میں بکری دوہ لیتے ہیں اور فرض عشا کے بعد جو نماز پڑھی وہ صلاۃ اللیل ہے۔[6]

نماز تہجد

مسئلہ ۱: اسی صلاۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشا کے بعد رات میں سو کر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں، سونے سے قبل جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: تہجد نفل کا نام ہے اگر کوئی عشا کے بعد سو رہا پھر اٹھ کر قضا پڑھی تو اُس کو تہجد نہ کہیں گے۔[8] (ردالمحتار)

---

1. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في رکعتي السفر، ج۲، ص۵٦۵.
2. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في رکعتي السفر، ج۲، ص۵٦۵.
3. "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب رکعتین في المسجد... إلخ، الحدیث: ۷۱٦، ص۳٦۱.
4. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في رکعتي السفر، ج۲، ص۵٦۵.
5. "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحدیث: ۱۱٦۳، ص۵۹۱.
6. "المعجم الکبیر"، باب الألف، الحدیث: ۷۸۷، ج۱، ص۲۷۱.
7. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاۃ اللیل، ج۲، ص۵٦٦.
8. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاۃ اللیل، ج۲، ص۵٦۷.

مسئلہ ۳ کم سے کم تہجد کی دو رکعتیں ہیں اور

حدیث ۳ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آٹھ تک ثابت۔

حدیث ۴ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے اہل کو جگائے پھر دونوں دو دو رکعت پڑھیں تو کثرت سے یاد کرنے والوں میں لکھے جائیں گے۔'' اس حدیث کو نسائی و ابن ماجہ اپنی سنن میں اور ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا اور منذری نے کہا یہ حدیث بر شرطِ شیخین صحیح ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴ جو شخص دو تہائی رات سونا چاہے اور ایک تہائی عبادت کرنا، اُسے افضل یہ ہے کہ پہلی اور پچھلی تہائی میں سوئے اور بیچ کی تہائی میں عبادت کرے اور اگر نصف شب میں سونا چاہتا ہے اور نصف جاگنا تو پچھلی نصف میں عبادت افضل ہے کہ

حدیث ۵ صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: کہ رب عزوجل ہر رات میں جب پچھلی تہائی باقی رہتی ہے آسمانِ دنیا پر تجلّی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے: ''ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ اس کی دُعا قبول کروں، ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دوں، ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ اس کی بخشش کر دوں۔'' [2]

اور سب سے بڑھ کر تو نمازِ داود ہے۔ کہ

حدیث ۶ بخاری و مسلم عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما[3] سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: سب نمازوں میں اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب نمازِ داود ہے کہ آدھی رات سوتے اور تہائی رات عبادت کرتے پھر چھٹے حصہ میں سوتے۔[4]

مسئلہ ۵ جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اُسے چھوڑنا مکروہ ہے۔ کہ

حدیث ۷ صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ارشاد فرمایا: ''اے عبداللہ! تو فلاں کی طرح نہ ہونا کہ رات میں اُٹھا کرتا تھا پھر چھوڑ دیا۔'' [5] نیز

حدیث ۸ بخاری و مسلم وغیرہما میں ہے فرمایا: کہ ''اعمال میں زیادہ پسند اللہ عزوجل کو وہ ہے جو ہمیشہ ہو، اگرچہ تھوڑا ہو۔'' [6]

---

1 ..... "المستدرك" للحاكم، كتاب صلاة التطوع، باب توديع المنزل بركعتين، الحديث: ١٢٣٠، ج١، ص٦٢٤.
و"ردالمحتار"، كتاب الصلاة باب الوتر والنوافل، مطلب في صلاة الليل، ج٢، ص٥٦٧.

2 ..... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في الدعاء... إلخ، الحديث: ٧٥٨، ص٣٨١.

3 ..... بہارِ شریعت کے بعض نسخوں میں اس مقام پر "عبد اللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما" لکھا ہوا ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے کیونکہ "بخاری شریف" اور دیگر کتبِ احادیث میں "عبد اللّٰہ بن عَمْرو رضی اللّٰہ تعالٰی عنہما" مذکور ہے، اسی وجہ سے ہم نے متن میں تصحیح کر دی ہے۔...**علمیہ**

4 ..... "صحيح البخاري"، كتاب احاديث الانبياء، باب احب الصلاة إلى الله صلاة داود... إلخ، الحديث: ٣٤٢٠، ج٢، ص٤٤٨.

5 ..... "صحيح البخاري"، كتاب التهجد، باب ما يكره من ترك قيام الليل لمن كان يقومه، الحديث: ١١٥٢، ج١، ص٣٩٠.

6 ..... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم... إلخ، الحديث: ٢١٨_(٧٨٣)، ص٣٩٤.

مسئلہ ۶: عیدین اور پندرھویں شعبان کی راتوں اور رمضان کی اخیر دس راتوں اور ذی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے اکثر حصہ میں جاگنا بھی شب بیداری ہے۔ [1] (درمختار) عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشا و صبح دونوں جماعت اولیٰ سے ہوں۔ کہ

صحیح حدیث میں فرمایا: ''جس نے عشا کی نماز جماعت سے پڑھی، اُس نے آدھی رات عبادت کی اور جس نے نماز فجر جماعت سے پڑھی، اس نے ساری رات عبادت کی۔'' [2] اوران راتوں میں اگر جاگے گا تو نماز عید و قربانی وغیرہ میں دقت ہوگی۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کرے اور اگر ان کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر۔

مسئلہ ۷: ان راتوں میں تنہا نفل نماز پڑھنا اور تلاوت قرآن مجید اور حدیث پڑھنا اور سُننا اور درود شریف پڑھنا شب بیداری ہے نہ کہ خالی جاگنا۔ [3] (ردالمحتار) صلاۃ اللیل کے متعلق آٹھ حدیثیں ضمناً ابھی مذکور ہوئیں اس کے فضائل کی بعض حدیثیں اور سنیے۔

حدیث ۹: ترمذی و ابن ماجہ و حاکم بر شرط شیخین عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے۔'' تو کثرت سے لوگ حاضرِ خدمت ہوئے، میں بھی حاضر ہوا، جب میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چہرہ کو غور سے دیکھا پہچان لیا کہ یہ مونھ جھوٹوں کا مونھ نہیں۔ کہتے ہیں پہلی بات جو میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سُنی یہ ہے فرمایا: ''اے لوگو! سلام شائع کرو اور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داروں سے نیک سلوک کرو اور رات میں نماز پڑھو جب لوگ سوتے ہوں، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہوگے۔'' [4]

حدیث ۱۰: حاکم نے بافادۂ تصحیح روایت کی، کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوال کیا تھا کوئی ایسی چیز ارشاد ہو کہ اُس پر عمل کروں تو جنت میں داخل ہوں؟ اُس پر بھی وہی جواب ارشاد ہوا۔ [5]

حدیث ۱۱ و ۱۲: طبرانی کبیر میں باسناد حسن و حاکم بافادۂ تصحیح بر شرط شیخین عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جنت میں ایک بالا خانہ ہے کہ باہر کا اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اندر کا باہر سے۔'' ابو مالک

---

1 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵٦۸.

2 ..... "صحیح مسلم"، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ العشاء... إلخ، الحدیث: ٦٥٦، ص۳۲۹.

3 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في إحیاء لیالي العیدین... إلخ، ج۲، ص۵٦۹.

4 ..... "المستدرك" للحاکم، کتاب البر و الصلة، باب إرحموا أهل الارض... إلخ، الحدیث: ۷۳۵۹، ج۵، ص۲۲۱.
و "الترغیب و الترهیب"، کتاب النوافل، الترغیب في قیام اللیل، الحدیث: ٤، ج۱، ص۲۳۹.

5 ..... "المستدرك" للحاکم، کتاب البر و الصلة، باب إرحموا أهل الارض... إلخ، الحدیث: ۷۳٦۰، ج۵، ص۲۲۱.

اشعری نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! وہ کس کے لیے ہے؟ فرمایا: ''اُس کے لیے کہ اچھی بات کرے اور کھانا کھلائے اور رات میں قیام کرے جب لوگ سوتے ہوں۔'' [1] اور اسی کے مثل ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث ۱۳ بیہقی کی ایک روایت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع کیے جائیں گے، اس وقت منادی پکارے گا، کہاں ہیں وہ جن کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا ہوتی تھیں؟ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اور تھوڑے ہوں گے یہ جنت میں بغیر حساب داخل ہوں گے پھر اور لوگوں کے لیے حساب کا حکم ہوگا۔ [2]

حدیث ۱۴ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں: ''رات میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مرد مسلمان اُس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جو بھلائی مانگے، وہ اسے دے گا اور یہ ہر رات میں ہے۔'' [3]

حدیث ۱۵ و ۱۶ ترمذی ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''قیام اللیل کو اپنے اوپر لازم کرلو کہ یہ اگلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور تمھارے رب (عزوجل) کی طرف قربت کا ذریعہ اور سیآت کا مٹانے والا اور گناہ سے روکنے والا۔'' [4] اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ ''بدن سے بیماری دفع کرنے والا ہے۔'' [5]

حدیث ۱۷ صحیح بخاری میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو رات میں اُٹھے اور یہ دُعا پڑھے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ رَبِّ اغْفِرْلِيْ . [6]

---

1 ...... "المستدرک" للحاکم، کتاب صلاة التطوع، باب صلاة الحاجة، الحدیث: ۱۲۴۰، ج۱، ص۶۳۱، عن عبد اللّٰه بن عمرو.

2 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصلوات، الحدیث: ۳۲۴۴، ج۳، ص۱۶۹.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاة المسافرین، باب في اللیل ساعة مستجاب فیها الدعاء، الحدیث: ۷۵۷، ص ۳۸۰.

4 ...... "جامع الترمذي"، کتاب الدعوات، باب في دعاء النبي صلی اللّٰه علیه وسلم، الحدیث: ۳۵۶۰، ج۵، ص۳۲۲.

5 ...... "المعجم الکبیر"، باب السین، الحدیث: ۶۱۵۴، ج۶، ص۲۵۸.

6 ...... ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اور پاک ہے اللہ (عزوجل) اور حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے اور اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عزوجل) بڑا ہے اور نہیں ہے گناہ سے پھرنا اور نہ نیکی کی طاقت مگر اللہ (عزوجل) کے ساتھ اے میرے پروردگار! تو مجھے بخش دے۔۱۲

پھر جو دُعا کرے مقبول ہوگی اور اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز مقبول ہوگی۔" [1]

حدیث ۱۸: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رات کو تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَیِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَلَکَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُکَ الْحَقُّ وَ لِقَاءُ کَ حَقٌّ وَّقَوْلُکَ حَقٌّ وَّالْجَنَّۃُ حَقٌّ وَّالنَّارُ حَقٌّ وَّ النَّبِیُّوْنَ حَقٌّ وَّمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَّالسَّاعَۃُ حَقٌّ اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ وَبِکَ خَاصَمْتُ وَاِلَیْکَ حَاکَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ ۔ [2]

یہ ایک دُعا اور چند حدیثیں ذکر کردی گئیں اور اُن کے علاوہ اس نماز کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں، جسے اللہ عزوجل توفیق عطا فرمائے اس کے لیے یہی بس ہیں۔

نمازِ استخارہ

حدیث صحیح جس کو مسلم کے سوا جماعت محدثین نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا، فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارہ کی تعلیم فرماتے، جیسے قرآن کی سُورت تعلیم فرماتے تھے، فرماتے ہیں:

---

[1] ...... "صحیح البخاري"، کتاب التھجد، باب فضل من تعار من اللیل فصلی، الحدیث: ۱۱۵۴، ج۱، ص۳۹۱.
و "مرقاۃ المفاتیح"، کتاب الصلوۃ، باب ما یقول إذا قام من اللیل، تحت الحدیث: ۱۲۱۳، ج۳، ص۲۸۸.

[2] ...... "صحیح البخاري"، کتاب التھجد، باب التھجد باللیل، الحدیث: ۱۱۲۰، ج۱، ص۳۸۱.

ترجمہ: الٰہی! تیرے ہی لیے حمد ہے، آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو قائم رکھنے والا ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو نور ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے تو سب کا بادشاہ ہے اور تیرے ہی لیے حمد ہے، تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تجھ سے ملنا (قیامت) حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور انبیا حق ہیں اور محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ (عزوجل) تیرے لیے میں اسلام لایا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھی پر توکل کیا اور تیری ہی طرف رجوع کی اور تیری ہی مدد سے خصومت کی اور تیری ہی طرف فیصلہ لایا پس تُو بخش دے میرے لیے وہ گناہ جو میں نے پہلے کیا اور پیچھے کیا اور چھپا کر کیا اور اعلانیہ کیا اور وہ گناہ جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تُو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔۱۲

"جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ ۔[1]

اور اپنی حاجت کا ذکر کرے خواہ بجائے ھٰذَا الْاَمْرَ کے حاجت کا نام لے یا اس کے بعد۔[2] (ردالمحتار)

اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ میں اَوْ شک راوی ہے، فقہا فرماتے ہیں کہ جمع کرے یعنی یوں کہے۔

وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ وَعَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ ۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۱: حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے استخارہ نہیں ہوسکتا، ہاں تعیین وقت کے لیے کرسکتے ہیں۔[4] (غنیہ)

مسئلہ ۲: مستحب یہ ہے کہ اس دُعا کے اوّل آخر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور درود شریف پڑھے اور پہلی رکعت میں قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ پہلی میں وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ؕ یُعْلِنُوْنَ تک اور دوسری میں وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ آخر آیت تک بھی پڑھے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ (عزوجل) اگر تیرے علم میں یہ ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ میں تُو اس کو میرے لیے مقدر کردے اور آسان کر پھر میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ کام برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں یا فرمایا اس وقت اور آئندہ میں تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لیے خیر کو مقدر فرما جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر۔۱۲

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب التهجد، باب ماجاء في التطوع... إلخ، الحدیث: ۱۱۶۲، ج۱، ص۳۹۳. و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في رکعتي الاستخارة، ج۲، ص۵۶۹.

3 ...... "غنیة المتملي"، رکعتا الاستخارة، ص۴۳۱.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في رکعتي الاستخارة، ج۲، ص۵۷۰.

مسئلہ ۳: بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرے کہ ایک حدیث میں ہے: ''اے انس! جب تو کسی کام کا قصد کرے تو اپنے رب (عزوجل) سے اس میں سات بار استخارہ کر پھر نظر کر تیرے دل میں کیا گذرا کہ بیشک اُسی میں خیر ہے۔''[1] اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دُعائے مذکور پڑھ کر باطہارت قبلہ رُو سو رہے اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سُرخی دیکھے تو بُرا ہے اس سے بچے۔[2] (ردالمحتار) استخارہ کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری جم نہ چکی ہو۔

صلاۃ التسبیح

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے بعض محققین فرماتے ہیں اس کی بزرگی سن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سُستی کرنے والا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''اے چچا! کیا میں تم کو عطا نہ کروں، کیا میں تم کو بخشش نہ کروں، کیا میں تم کو نہ دوں تمھارے ساتھ احسان نہ کروں، دس خصلتیں ہیں کہ جب تم کرو تو اللہ تعالیٰ تمھارے گناہ بخش دے گا۔ اگلا پچھلا پُرانا نیا جو بھول کر کیا اور جو قصداً کیا چھوٹا اور بڑا پوشیدہ اور ظاہر، اس کے بعد صلاۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی پھر فرمایا: کہ اگر تم سے ہو سکے کہ ہر روز ایک بار پڑھو تو کرو اور اگر روز نہ کرو تو ہر جُمعہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو ہر مہینہ میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ کرو تو عمر میں ایک بار۔'' اور اس کی ترکیب ہمارے طور پر وہ ہے جو سُنن ترمذی شریف میں بروایت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکور ہے، فرماتے ہیں: اللہ اکبر کہہ کر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھے پھر یہ پڑھے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پندرہ بار پھر اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہِ اور اَلْحَمْد اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور بعد تسمیع و تحمید دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس بار کہے پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ یوہیں چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح اور چاروں میں تین سو ہوئیں اور رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ، سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔[3] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۱: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سورت پڑھی جائے؟ فرمایا: سورۂ

1 ...... "كنز العمال"، كتاب الصلاة، رقم: ٢١٥٣٥، ج٧، ص٣٣٦.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في ركعتي الاستخارة، ج٢، ص٥٧٠.

3 ...... "غنية المتملي"، صلاة التسبيح، ص٤٣١.

تکاثر و العصر اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور بعض نے کہا سورۂ حدید اور حشر اور صف اور تغابن۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: اگر سجدۂ سہو واجب ہو اور سجدے کرے تو ان دونوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں اور اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم پڑھی ہیں تو دوسری جگہ پڑھ لے کہ وہ مقدار پوری ہو جائے اور بہتر یہ ہے کہ اس کے بعد جو دوسرا موقع تسبیح کا آئے وہیں پڑھ لے مثلاً قومہ کی سجدہ میں کہے اور رکوع میں بھولا تو اسے بھی سجدہ ہی میں کہے نہ قومہ میں کہ قومہ کی مقدار تھوڑی ہوتی ہے اور پہلے سجدہ میں بھولا تو دوسرے میں کہے جلسہ میں نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: تسبیح اُنگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ اُنگلیاں دبا کر۔[3]

مسئلہ ۴: ہر وقت غیر مکروہ میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے اور بہتر یہ کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، کہ اس نماز میں سلام سے پہلے یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ تَوْفِیْقَ اَهْلِ الْهُدٰی وَاَعْمَالَ اَهْلِ الْیَقِیْنِ وَمُنَاصَحَةَ اَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ اَهْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ اَهْلِ الْخَشْیَةِ وَطَلَبَ اَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ اَهْلِ الْوَرَعِ وَعِرْفَانَ اَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰی اَخَافَکَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مَخَافَةً تَحْجُزُنِیْ عَنْ مَعَاصِیْکَ حَتّٰی اَعْمَلَ بِطَاعَتِکَ عَمَلًا اَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاکَ وَحَتّٰی اُنَاصِحَکَ بِالتَّوْبَةِ خَوْفًا مِّنْکَ وَحَتّٰی اُخْلِصَ لَکَ النَّصِیْحَةَ حُبًّا لَّکَ وَحَتّٰی اَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ فِی الْاُمُوْرِ حُسْنَ ظَنٍّ بِکَ سُبْحٰنَ خَالِقِ النُّوْرِ .[5] (ردالمحتار)

---

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة التسبيح، ج٢، ص٥٧١.

2 ..... المرجع السابق.

3 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة التسبيح، ج٢، ص٥٧٢.

4 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة التسبيح، ج٢، ص٥٧١.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، ج١، ص١١٣.

5 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة التسبيح، ج٢، ص٥٧٢.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ہدایت والوں کی توفیق اور یقین والوں کے اعمال اور اہل توبہ کی خیر خواہی اور اہل صبر کا عزم اور خوف والوں کی کوشش اور رغبت والوں کی طلب اور پرہیز گاروں کی عبادت اور اہل علم کی معرفت تاکہ میں تجھ سے ڈروں۔ اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے ایسا خوف مانگتا ہوں جو مجھے تیری نافرمانیوں سے روکے، تاکہ میں تیری طاعت کے ساتھ ایسا عمل کروں جس کی وجہ سے تیری رضا کا مستحق ہو جاؤں، تاکہ تیرے خوف سے خالص توبہ کروں اور تاکہ تیری محبت کی وجہ سے خیر خواہی کو تیرے لیے خالص کروں اور تاکہ تمام امور میں تجھ پر توکل کروں، تجھ پر نیک گمان کرتے ہوئے، پاک ہے نور کا پیدا کرنے والا۔۱۲

نمازِ حاجت

ابوداود حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، کہتے ہیں: ''جب حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے۔'' [1] اس کے لیے دو رکعت یا چار پڑھے۔ حدیث میں ہے: ''پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار پڑھے، تو یہ ایسی ہیں جیسے شب قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔'' مشائخ فرماتے ہیں: کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔

ایک حدیث میں ہے جس کو ترمذی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن اوفی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس کی کوئی حاجت اللہ (عزوجل) کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کی ثنا کرے اور نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ. [2]

ترمذی بافادۂ تحسین و تصحیح و ابن ماجہ و طبرانی وغیرہم عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، کہ ایک صاحب نابینا حاضر خدمت اقدس ہوئے اور عرض کی، اللہ (عزوجل) سے دُعا کیجیے کہ مجھے عافیت دے، ارشاد فرمایا: ''اگر تو چاہے تو دُعا کروں اور چاہے صبر کر اور یہ تیرے لیے بہتر ہے۔'' انھوں نے عرض کی، حضور (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) دُعا کریں، انھیں حکم فرمایا: کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْأَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ [3] اِنِّيْ

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب التطوع، باب وقت قيام النبي صلى الله عليه وسلم من الليل، الحديث: ١٣١٩، ج٢، ص٥٢.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الوتر، باب ماجاء في صلاة الحاجة، الحديث: ٤٧٨، ج٢، ص٢١.

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو حلیم و کریم ہے، پاک ہے اللہ (عزوجل)، مالک ہے عرش عظیم کا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے تمام جہاں کا، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور طلب کرتا ہوں تیری بخشش کے ذرائع اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کو میرے لیے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ ۱۲

3 ...... حدیث میں اس جگہ یا محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) ہے۔ مگر مجدد اعظم، اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے یا محمد (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کہنے کے بجائے، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کہنے کی تعلیم دی ہے۔

تَوَجَّهْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ .[1]

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''خدا کی قسم! ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آئے، گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔'' [2] نیز قضائے حاجت کے لیے ایک مجرب نماز جو علما ہمیشہ پڑھتے آئے یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزارِ مبارک پر جا کر دو رکعت نماز پڑھے اور امام کے وسیلہ سے اللہ عزوجل سے سوال کرے، امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کہ میں ایسا کرتا ہوں تو بہت جلد میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔[3] (خیرات الحسان)

صلاۃ الأسرار

نیز اس کے لیے ایک مجرب نماز صلاۃ الاسرار ہے جو امام ابوالحسن نورالدین علی بن جریر لخمی شطنوفی بہجۃ الاسرار میں اور مُلّا علی قاری و شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نمازِ مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قُلْ هُوَ اللّٰه پڑھے سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کرے پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر گیارہ بار دُرود و سلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے:

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ .[4]

پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے، ہر قدم پر یہ کہے:

یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ .[5]

---

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور توسل کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو نبی رحمت ہیں یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے اپنے رب (عزوجل) کی طرف اس حاجت کے بارہ میں متوجہ ہوتا ہوں، تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ ''الٰہی! اون کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔'' ۱۲

2 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب إقامة الصلوات و السنة فيها، باب ماجاء في صلاة الحاجة، الحديث: ١٣٨٥، ج٢، ص١٥٦.
و "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، الحديث: ٣٥٨٩، ج٥، ص٣٣٦.
و "المعجم الكبير"، الحديث: ٨٣١١، ج٩، ص٣٠. دون قوله (واتوسل).

3 ...... "الخيرات الحسان"، الفصل الخامس و الثلاثون... إلخ، ص٢٣٠.
و "تاريخ بغداد"، باب ما ذكر في مقابر بغداد المخصوصة بالعلماء و الزهاد، ج١، ص١٣٥.

4 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل) کے رسول! اے اللہ (عزوجل) کے نبی! میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ ۱۲

5 ...... ترجمہ: اے جن و انس کے فریاد رس اور اے دونوں طرف (ماں باپ) سے بزرگ! میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ ۱۲

پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دُعا کرے۔ [1]

نماز توبہ

ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح میں ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کرکے نماز پڑھے پھر استغفار کرے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا۔'' پھر یہ آیت پڑھی۔

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۪ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۪۟ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [2]

جنھوں نے بے حیائی کا کوئی کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا پھر اللہ (عزوجل) کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگی اور کون گناہ بخشے اللہ (عزوجل) کے سوا اور اپنے کیے پر دانستہ ہٹ نہ کی حالانکہ وہ جانتے ہیں۔

مسئلہ ۱: صلاۃ الرغائب کہ رجب کی پہلی شب جمعہ اور شعبان کی پندرھویں شب اور شب قدر میں جماعت کے ساتھ نفل نماز بعض جگہ لوگ ادا کرتے ہیں، فقہا اسے ناجائز و مکروہ و بدعت کہتے ہیں اور لوگ اس بارے میں جو حدیث بیان کرتے ہیں محدثین اسے موضوع بتاتے ہیں۔ [3] لیکن اجلۂ اکابر اولیا سے باسانید صحیحہ مروی ہے، تو اس کے منع میں غلو نہ چاہیے [4] اور اگر جماعت میں تین سے زائد مقتدی نہ ہوں جب تو اصلاً کوئی حرج نہیں۔

---

1 ...... "بهجة الأسرار"، ذكر فضل أصحابه و بشراهم، ص١٩٧. بتصرف.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصلاة، باب ماجاء في الصلاة عند التوبة، الحديث: ٤٠٦، ج١، ص٤١٤.

پ٤، ال عمرٰن: ١٣٥.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مطلب في صلاة الرغائب، ج٢، ص٥٦٩، وغيره.

4 ...... مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ''فتاویٰ رضویہ''، جلد 7، صفحہ 465 پر فرماتے ہیں: ''نفل غیر تراویح میں امام کے سوا تین آدمیوں تک تو اجازت ہی ہے۔ چار کی نسبت کتب حنفیہ میں کراہت لکھتے ہیں یعنی کراہت تنزیہ جس کا حاصل خلاف اَولیٰ ہے نہ کہ گناہ و حرام كما بيناه في فتاونا (جیسا کہ ہم نے اپنے فتاویٰ میں اس کی تفصیل بیان کردی ہے۔ ت) مگر مسئلہ مختلف فیہ ہے اور بہت اکابر دین سے جماعت نوافل بالتداعی (تداعی کا لغوی معنی ہے 'ایک دوسرے کو بلانا'۔ اور تداعی کے ساتھ جماعت کا مطلب ہے کہ کم از کم چار آدمی ایک امام کی اقتدا کریں۔ "الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص ٤٣٠) ثابت ہے اور عوام فعلِ خیر سے منع نہ کیے جائیں گے۔ علمائے امت و حکمائے ملت نے ایسی ممانعت سے منع فرمایا ہے۔'' ("الفتاوى الرضوية"، ج٧، ص٤٦٥.)

تراویح کا بیان

مسئلہ ۱: تراویح مرد و عورت سب کے لیے بالاجماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔[1] (درمختار وغیرہ) اس پر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مداومت فرمائی اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ ''میری سنت اور سنت خلفائے راشدین کو اپنے اوپر لازم سمجھو۔''[2] اور خود حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی تراویح پڑھی اور اسے بہت پسند فرمایا۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ارشاد فرماتے ہیں: ''جو رمضان میں قیام کرے ایمان کی وجہ سے اور ثواب طلب کرنے کے لیے، اس کے اگلے سب گناہ بخش دیے جائیں گے[3] یعنی صغائر۔'' پھر اس اندیشہ سے کہ امت پر فرض نہ ہو جائے ترک فرمائی پھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں ایک رات مسجد کو تشریف لے گئے اور لوگوں کو متفرق طور پر نماز پڑھتے پایا کوئی تنہا پڑھ رہا ہے، کسی کے ساتھ کچھ لوگ پڑھ رہے ہیں، فرمایا: میں مناسب جانتا ہوں کہ ان سب کو ایک امام کے ساتھ جمع کر دوں تو بہتر ہو، سب کو ایک امام ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ اکٹھا کر دیا پھر دوسرے دن تشریف لے گئے ملاحظہ فرمایا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں فرمایا نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ یہ اچھی بدعت ہے۔[4] رواہ اصحاب السنن۔

مسئلہ ۲: جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تراویح کی بیس رکعتیں ہیں[5] اور یہی احادیث سے ثابت، بیہقی نے بسند صحیح سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ لوگ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔[6] اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے عہد میں بھی یوہیں تھا۔[7] اور موطا میں یزید بن رومان سے روایت ہے، کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں تیئیس ۲۳ رکعتیں پڑھتے۔[8] بیہقی نے کہا اس میں تین رکعتیں وتر کی ہیں۔[9] اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۵۹۶، وغيره.

2 ..... "جامع الترمذي"، أبواب العلم، باب ماجاء في الأخذ بالسنة... إلخ، الحديث: ۲۶۸۵، ج۴، ص۳۰۸.

3 ..... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين، باب الترغيب في قيام رمضان وهو التراويح، الحديث: ۷۵۹، ص۳۸۲.

4 ..... "صحيح البخاري"، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ۲۰۱۰، ج۱، ص۶۵۸.
و "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قيام رمضان، رقم ۲۵۵، ج۱، ص۱۲۰.

5 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج۲، ص۵۹۹.

6 ..... "معرفة السنن و الآثار" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب قيام رمضان، رقم ۱۳۶۵، ج۲، ص۳۰۵.

7 ..... "فتح باب العناية شرح النقاية"، كتاب الصلاة، فصل في صلاة التراويح، ج۱، ص۳۴۲.

8 ..... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الصلاة في رمضان، باب ماجاء في قيام رمضان، رقم ۲۵۷، ج۱، ص۱۲۰.

9 ..... "السنن الكبرى"، كتاب الصلاة، باب ما روى في عدد ركعات القيام في شهر رمضان، الحديث: ۴۶۱۸، ج۲، ص۶۹۹.

نے ایک شخص کو حکم فرمایا: کہ رمضان میں لوگوں کو بیس۲۰ رکعتیں پڑھائے۔[1] نیز اس کے بیس رکعت ہونے میں یہ حکمت ہے کہ فرائض وواجبات کی اس سے تکمیل ہوتی ہے اور کل فرائض وواجب کی ہر روز بیس۲۰ رکعتیں ہیں، لہٰذا مناسب کہ یہ بھی بیس ہوں کہ مکمل ومکمل برابر ہوں۔

مسئلہ ۳: اس کا وقت فرض عشا کے بعد سے طلوع فجر تک ہے وتر سے پہلے بھی ہوسکتی ہے اور بعد بھی تو اگر کچھ رکعتیں اس کی باقی رہ گئیں کہ امام وتر کو کھڑا ہوگیا تو امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر باقی ادا کرلے جب کہ فرض جماعت سے پڑھے ہوں اور یہ افضل ہے اور اگر تراویح پوری کر کے وتر تنہا پڑھے تو بھی جائز ہے اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ نماز عشا بغیر طہارت پڑھی تھی اور تراویح و وتر طہارت کے ساتھ تو عشاو تراویح پھر پڑھے وتر ہوگیا۔[2] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۴: مستحب یہ ہے کہ تہائی رات تک تاخیر کریں اور آدھی رات کے بعد پڑھیں تو بھی کراہت نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: اگر فوت ہوجائیں تو ان کی قضا نہیں اور اگر قضا تنہا پڑھ لی تو تراویح نہیں بلکہ نفل مستحب ہیں، جیسے مغرب و عشا کی سنتیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: تراویح کی بیس۲۰ رکعتیں دس سلام سے پڑھے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرے اور اگر کسی نے بیسوں پڑھ کر آخر میں سلام پھیرا تو اگر ہر دو رکعت پر قعدہ کرتا رہا تو ہوجائے گی مگر کراہت کے ساتھ اور اگر قعدہ نہ کیا تھا تو دو رکعت کے قائم مقام ہوئیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷: احتیاط یہ ہے کہ جب دو دو رکعت پر سلام پھیرے تو ہر دو رکعت پر الگ الگ نیت کرے اور اگر ایک ساتھ بیسوں رکعت کی نیت کرلی تو بھی جائز ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے اور دو مرتبہ فضیلت اور تین مرتبہ افضل۔ لوگوں کی

---

1 ..... "السنن الکبری"، کتاب الصلاۃ، باب ما روی في عدد رکعات القیام في شهر رمضان، الحدیث: ٤٦٢١، ج٢، ص٦٩٩.

2 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج٢، ص٥٩٧.
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج١، ص١١٥.

3 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٥٩٨.

4 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج٢، ص٥٩٨.

5 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج٢، ص٥٩٩.

6 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج٢، ص٥٩٧.

سستی کی وجہ سے ختم کو ترک نہ کرے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹: امام ومقتدی ہر دو رکعت پر ثنا پڑھیں اور بعد تشہد دُعا بھی، ہاں اگر مقتدیوں پر گرانی ہو تو تشہد کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ پر اکتفا کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: اگر ایک ختم کرنا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ستائیسویں شب میں ختم ہو پھر اگر اس رات میں یا اس کے پہلے ختم ہو تو تراویح آخر رمضان تک برابر پڑھتے رہیں کہ سنت مؤکدہ ہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: افضل یہ ہے کہ تمام شفعوں میں قراءت برابر ہو اور اگر ایسا نہ کیا جب بھی حرج نہیں۔ یوہیں ہر شفع کی پہلی رکعت اور دوسری کی قراءت مساوی ہو دوسری کی قراءت پہلی سے زیادہ نہ ہونا چاہیے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: قراءت اور ارکان کی ادا میں جلدی کرنا مکروہ ہے اور جتنی ترتیل زیادہ ہو[5] بہتر ہے۔ یوہیں تعوذ و تسمیہ و طمانینت و تسبیح کا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہے۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: ہر چار رکعت پر اتنی دیر تک بیٹھنا مستحب ہے جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھیں، پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان اگر بیٹھنا لوگوں پر گراں ہو تو نہ بیٹھے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اس بیٹھنے میں اسے اختیار ہے کہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے یا درود شریف پڑھے یا چار رکعتیں تنہا نفل پڑھے جماعت سے مکروہ ہے یا یہ تسبیح پڑھے:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ. سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۶۰۱.
و "الفتاوی الرضویۃ"، ج۷، ص۴۵۸.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاۃ التراویح، ج۲، ص۶۰۲.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۸.

4 ...... المرجع السابق، ص۱۱۷.

5 ...... یعنی جس قدر حروف کو اچھی طرح ادا کرے۔

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۷.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص۶۰۳.

7 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۵، وغیرہ.

اَللّٰہُمَّ نَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ ۔[1] (غنیہ، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: ہر دو رکعت کے بعد دو۲ رکعت پڑھنا مکروہ ہے۔ یوہیں دس۱۰ رکعت کے بعد بیٹھنا بھی مکروہ۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: تراویح میں جماعت سنتِ کفایہ ہے کہ اگر مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور اگر کسی ایک نے گھر میں تنہا پڑھ لی تو گنہگار نہیں مگر جو شخص مقتدا ہو کہ اس کے ہونے سے جماعت بڑی ہوتی ہے اور چھوڑ دے گا تو لوگ کم ہو جائیں گے اسے بلا عذر جماعت چھوڑنے کی اجازت نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے اگر گھر میں جماعت سے پڑھی تو جماعت کے ترک کا گناہ نہ ہوا مگر وہ ثواب نہ ملے گا جو مسجد میں پڑھنے کا تھا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اگر عالم حافظ بھی ہو تو افضل یہ ہے کہ خود پڑھے دوسرے کی اقتدا نہ کرے اور اگر امام غلط پڑھتا ہو تو مسجد محلہ چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانے میں حرج نہیں۔ یوہیں اگر دوسری جگہ کا امام خوش آواز ہو یا ہلکی قراءت پڑھتا ہو یا مسجد محلہ میں ختم نہ ہوگا تو دوسری مسجد میں جانا جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: خوش خوان کو امام بنانا نہ چاہیے بلکہ درست خوان کو بنائیں۔[6] (عالمگیری) افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے، اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ یَعْلَمُوْنَ تَعْلَمُوْنَ کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا الفاظ و حروف کھا جایا کرتے ہیں جو اچھا پڑھنے والے کہے جاتے ہیں انھیں دیکھیے تو حروف صحیح نہیں ادا کرتے ہمزہ، الف، عین اور ذ، ز، ظ اور

---

1 ...... "غنية المتملي"، تراويح، ص٤٠٤.

و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراويح، ج٢، ص٦٠٠، وغيرهما.

ترجمہ: پاک ہے ملک و ملکوت والا، پاک ہے عزت و بزرگی اور بڑائی اور جبروت والا، پاک ہے بادشاہ جو زندہ ہے، جو نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے، پاک مقدس ہے فرشتوں اور روح کا مالک، اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ (عزوجل) سے ہم مغفرت چاہتے ہیں، تجھ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔۱۲

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٥.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج٢، ص٦٠١.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراويح، ج١، ص١١٦.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

ث، س، ص، ت، ط وغیرہا حروف میں تفرقہ[1] نہیں کرتے جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی فقیر کو انھیں مصیبتوں کی وجہ سے تین سال ختم قرآن مجید سنا نہ ملا۔ مولا عزوجل مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ پڑھنے کی کوشش کریں۔

مسئلہ ۲۰: آج کل اکثر رواج ہوگیا ہے کہ حافظ کو اُجرت دے کر تراویح پڑھواتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہیں، اُجرت صرف یہی نہیں کہ پیشتر مقرر کرلیں کہ یہ لیں گے یہ دیں گے، بلکہ اگر معلوم ہے کہ یہاں کچھ ملتا ہے، اگرچہ اس سے طے نہ ہوا ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ اَلْمَعْرُوْفُ كَالْمَشْرُوْطِ ہاں اگر کہہ دے کہ کچھ نہیں دوں گا یا نہیں لوں گا پھر پڑھے اور حافظ کی خدمت کریں تو اس میں حرج نہیں کہ اَلصَّرِيْحُ يَفُوْقُ الدَّلَالَةَ[2]۔

مسئلہ ۲۱: ایک امام دو مسجدوں میں تراویح پڑھاتا ہے اگر دونوں میں پوری پوری پڑھائے تو ناجائز ہے اور مقتدی نے دو مسجدوں میں پوری پوری پڑھی تو حرج نہیں مگر دوسری میں وتر پڑھنا جائز نہیں جب کہ پہلی میں پڑھ چکا اور اگر گھر میں تراویح پڑھ کر مسجد میں آیا اور امامت کی تو مکروہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: لوگوں نے تراویح پڑھ لی اب دوبارہ پڑھنا چاہتے ہیں تو تنہا تنہا پڑھ سکتے ہیں جماعت کی اجازت نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: افضل یہ ہے کہ ایک امام کے پیچھے تراویح پڑھیں اور دو کے پیچھے پڑھنا چاہیں تو بہتر یہ ہے کہ پورے ترویحہ پر امام بدلیں، مثلاً آٹھ ایک کے پیچھے اور بارہ دوسرے کے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: نابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے خواہ اُسی امام کے پیچھے جس کے پیچھے عشا و تراویح پڑھی یا دوسرے کے پیچھے۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: یہ جائز ہے کہ ایک شخص عشا و وتر پڑھائے دوسرا تراویح۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشا و وتر کی

---

1 ...... یعنی فرق۔

2 ...... یعنی صراحت کو دلالت پر فوقیت ہے۔

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۶.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس، الفصل الثالث، ج۱، ص۸۵.

7 ...... المرجع السابق، ص۱۱۶، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الوتر و النوافل، مطلب في کراھۃ الاقتداء في النفل علی سبیل التداعی... إلخ، ج۲، ص۶۰۶.

امامت کرتے تھے اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: اگر سب لوگوں نے عشا کی جماعت ترک کر دی تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھیں، ہاں عشا جماعت سے ہوئی اور بعض کو جماعت نہ ملی۔ تو یہ جماعت تراویح میں شریک ہوں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: اگر عشا جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشا تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح باجماعت پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عشا کی سنتوں کا سلام نہ پھیرا اسی میں تراویح ملا کر شروع کی تو تراویح نہیں ہوئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: تراویح بیٹھ کر پڑھنا بلا عذر مکروہ ہے، بلکہ بعضوں کے نزدیک تو ہوگی ہی نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: مقتدی کو یہ جائز نہیں کہ بیٹھا رہے جب امام رکوع کرنے کو ہو تو کھڑا ہو جائے کہ یہ منافقین سے مشابہت ہے۔

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ ﴾

منافق جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو تھکے جی سے۔[6] (غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۳۲: امام سے غلطی ہوئی کوئی سورت یا آیت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ اسے پہلے پڑھ کر پھر آگے بڑھے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا کھڑا ہو گیا تو جب تک تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور سجدہ کر لیا ہو تو چار

---

1 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج ۱، ص۱۱٦.

2 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص٦٠٣.

3 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراویح، ج۲، ص٦٠٣.

4 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج ۱، ص۱۱۷.

5 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، ج۲، ص٦٠٣.

6 ..... "غنیة المتملي شرح منیة المصلي"، تراویح، فروع، ص ٤١٠.

و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الوتر و النوافل، مبحث صلاة التراویح، ج۲، ص٦٠٣.

پ٥، النساء: ١٤٢.

7 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج ۱، ۱۱۸.

پوری کرے اگر یہ دو شمار کی جائیں گی اور جو دو پر بیٹھ چکا ہے تو چار ہوئیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: تین رکعت پڑھ کر سلام پھیرا، اگر دوسری پر بیٹھا نہ تھا تو نہ ہوئیں ان کے بدلے کی دو رکعت پھر پڑھے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: قعدہ میں مقتدی سو گیا امام سلام پھیر کر اور دو رکعت پڑھ کر قعدہ میں آیا اب یہ بیدار ہوا تو اگر معلوم ہو گیا تو سلام پھیر کر شامل ہو جائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد جلد پوری کر کے امام کے ساتھ ہو جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: وتر پڑھنے کے بعد لوگوں کو یاد آیا کہ دو رکعتیں رہ گئیں تو جماعت سے پڑھ لیں اور آج یاد آیا کہ کل دو رکعتیں رہ گئی تھیں تو جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: سلام پھیرنے کے بعد کوئی کہتا ہے دو ہوئیں کوئی کہتا ہے تین تو امام کے علم میں جو ہو اس کا اعتبار ہے اور امام کو کسی بات کا یقین نہ ہو تو جس کو سچا جانتا ہو اس کا قول اعتبار کرے۔ اگر اس میں لوگوں کو شک ہو کہ بیس ہوئیں یا اٹھارہ تو دو رکعت تنہا تنہا پڑھیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہو جائے تو جتنا قرآن مجید ان رکعتوں میں پڑھا ہے اعادہ کریں تاکہ ختم میں نقصان نہ رہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: اگر کسی وجہ سے ختم نہ ہو تو سورتوں کی تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ اَلَمْ تَرَكَیْفَ سے آخر تک دو بار پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: ایک بار بسم اللہ شریف جہر[8] سے پڑھنا سنت ہے اور ہر سورت کی ابتدا میں آہستہ پڑھنا مستحب اور یہ جو آج کل بعض جہال نے نکالا ہے کہ ایک سو چودہ بار بسم اللہ جہر سے پڑھی جائے ورنہ ختم نہ ہوگا، مذہب حنفی میں بے اصل ہے۔

---

1 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۸.

2 ..... المرجع السابق.

3 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۹.

4 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۷.

5 ..... المرجع السابق.

6 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب التاسع في النوافل، فصل في التراویح، ج۱، ص۱۱۸.

7 ..... المرجع السابق.

8 ..... یعنی اُونچی آواز۔

مسئلہ ۴۱: متاخرین نے ختم تراویح میں تین بار قُلْ هُوَ اللّٰه پڑھنا مستحب کہا اور بہتر یہ ہے کہ ختم کے دن پچھلی رکعت میں الٓمّٓ سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک پڑھے۔

مسئلہ ۴۲: شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن پڑھا جاتا ہے، جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے، کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں، کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہوگئے یہ ناجائز ہے۔

فائدہ: ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف میں اکسٹھ ختم کیا کرتے تھے۔ تیس دن میں اور تیس رات میں اور ایک تراویح میں اور پینتالیس برس عشا کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے۔

منفرد کا فرضوں کی جماعت پانا

حدیث ۱ و ۲: امام مالک ونسائی روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی محجن نامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں حاضر تھے اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی وہ بیٹھے رہ گئے، ارشاد فرمایا: ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے کیا چیز مانع ہوئی کیا تم مسلمان نہیں ہو۔'' عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہوں تو مگر میں نے گھر پڑھ لی تھی، ارشاد فرمایا: ''جب نماز پڑھ کر مسجد میں آؤ اور نماز قائم کی جائے تو لوگوں کے ساتھ پڑھ لو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔'' [1] اسی کے مثل یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے جو ابوداود میں مروی۔

حدیث ۳: امام مالک نے روایت کی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ''جو مغرب یا صبح کی پڑھ چکا ہے پھر جب امام کے ساتھ پائے اعادہ نہ کرے۔'' [2]

مسئلہ ۱: تنہا فرض نماز شروع ہی کی تھی یعنی ابھی پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲: فجر یا مغرب کی نماز ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ جماعت قائم ہوئی تو فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہو جائے اگرچہ دوسری رکعت پڑھ رہا ہو، البتہ دوسری رکعت کا سجدہ کرلیا تو اب ان دو نمازوں میں توڑنے کی اجازت نہیں اور نماز

---

1 ..... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب صلاة الجماعة، باب إعادة الصلاة مع الإمام، الحديث: ۳۰۲، ج۱، ص۱۳۵.
و "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، باب من صلى صلاة مرتين، الحديث: ۱۱۵۳، ج۱، ص۲۲۸.

2 ..... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب صلاة الجماعة، باب إعادة الصلاة مع الإمام، الحديث: ۳۰۶، ج۱، ص۱۳۶.

3 ..... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج۲، ص۶۰۶ ـ ۶۱۰.

پوری کرنے کے بعد بہ نیت نفل بھی ان میں شریک نہیں ہوسکتا کہ فجر کے بعد نفل جائز نہیں اور مغرب میں اس وجہ سے کہ تین رکعتیں نفل کی نہیں اور مغرب میں اگر شامل ہوگیا تو برا کیا، امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملا کر چار کر لے اور اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی چار رکعت قضا کرے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳: مغرب پڑھنے والے کے پیچھے نفل کی نیت سے شامل ہوگیا۔ امام نے چوتھی رکعت کو تیسری گمان کیا اور کھڑا ہوگیا اس مقتدی نے اُس کا اتباع کیا، اس کی نماز فاسد ہوگئی، تیسری پر امام نے قعدہ کیا ہو یا نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: چار رکعت والی نماز شروع کر کے ایک رکعت پڑھ لی یعنی پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو واجب ہے کہ ایک اور پڑھ کر توڑ دے کہ یہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور دو پڑھ لی ہیں تو ابھی توڑ دے یعنی تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے اور تین پڑھ لی ہیں تو واجب ہے کہ نہ توڑے، توڑے گا تو گنہگار ہوگا بلکہ حکم یہ ہے کہ پوری کر کے نفل کی نیت سے جماعت میں شامل ہو جماعت کا ثواب پالے گا، مگر عصر میں شامل نہیں ہوسکتا کہ عصر کے بعد نفل جائز نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: جماعت قائم ہونے سے مؤذن کا تکبیر کہنا مراد نہیں بلکہ جماعت شروع ہو جانا مُراد ہے، مؤذن کے تکبیر کہنے سے قطع نہ کرے گا اگرچہ پہلی رکعت کا ہنوز[4] سجدہ نہ کیا ہو۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جماعت قائم ہونے سے نماز قطع کرنا اس وقت ہے کہ جس مقام پر یہ نماز پڑھتا ہو وہیں جماعت قائم ہو، اگر یہ گھر میں نماز پڑھتا ہے اور مسجد میں جماعت قائم ہوئی یا ایک مسجد میں یہ پڑھتا ہے دوسری مسجد میں جماعت قائم ہوئی تو توڑنے کا حکم نہیں اگرچہ پہلی کا سجدہ نہ کیا ہو۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: نفل شروع کیے تھے اور جماعت قائم ہوئی تو قطع نہ کرے بلکہ دو رکعت پوری کر لے، اگرچہ پہلی کا سجدہ بھی نہ کیا ہو اور تیسری پڑھتا ہو تو چار پوری کر لے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جُمعہ اور ظہر کی سنّتیں پڑھنے میں خطبہ یا جماعت شروع ہوئی تو چار پوری کر لے۔[8] (درمختار)

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ج١، ص١١٩، وغيره.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب العاشر في إدراك الفريضة، ج١، ص١١٩.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: صلاة ركعة واحدة باطلة... إلخ، ج٢، ص٦١٠.

4 ...... ابھی تک۔

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج٢، ص٦٠٨.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: صلاة ركعة واحدة... إلخ، ج٢، ص٦١١.

8 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج٢، ص٦١١.

مسئلہ ۹: سنت یا قضا نماز شروع کی اور جماعت قائم ہوئی تو پوری کر کے شامل ہو ہاں جو قضا شروع کی اگر بعینہٖ اُسی قضا کے لیے جماعت قائم ہوئی تو توڑ کر شامل ہو جائے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: نماز توڑنا بغیر عذر ہو تو حرام ہے اور مال کے تلف[2] کا اندیشہ ہو تو مباح اور کامل کرنے کے لیے ہو تو مستحب اور جان بچانے کے لیے ہو تو واجب۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: نماز توڑنے کے لیے بیٹھنے کی حاجت نہیں کھڑا کھڑا ایک طرف سلام پھیر کر توڑ دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: جس شخص نے نماز نہ پڑھی ہوا سے مسجد سے اذان کے بعد نکلنا مکروہ تحریمی ہے۔ ابن ماجہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اذان کے بعد جو مسجد سے چلا گیا اور کسی حاجت کے لیے نہیں گیا اور نہ واپس ہونے کا ارادہ ہے وہ منافق ہے۔''[5] امام بخاری کے علاوہ جماعت محدثین نے روایت کی کہ ابوالشعثا کہتے ہیں: ہم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں تھے جب مؤذن نے عصر کی اذان کہی، اُس وقت ایک شخص چلا گیا اس پر فرمایا: کہ ''اس نے ابوالقاسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔''[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: اذان سے مراد وقت نماز ہو جانا ہے، خواہ ابھی اذان ہوئی ہو یا نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: جو شخص کسی دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو، مثلاً امام یا مؤذن ہو کہ اُس کے ہونے سے لوگ ہوتے ہیں ورنہ متفرق ہو جاتے ہیں ایسے شخص کو اجازت ہے کہ یہاں سے اپنی مسجد کو چلا جائے اگرچہ یہاں اقامت بھی شروع ہو گئی ہو مگر جس مسجد کا منتظم ہے اگر وہاں جماعت ہو چکی تو اب یہاں سے جانے کی اجازت نہیں۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

---

1. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۰۶.
2. یعنی ضائع ہونے۔
3. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: قطع الصلاۃ یکون حراما و مباحا... إلخ، ج۲، ص۶۱۰.
4. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر في إدراک الفریضۃ، ج۱، ص۱۱۹.
5. "سنن ابن ماجہ"، أبواب الأذان... إلخ، باب إذا أذن وأنت في المسجد فلا تخرج، الحدیث: ۷۳۴، ج۱، ص۴۰۴.
6. "سنن ابن ماجہ"، أبواب الأذان... إلخ، باب إذا أذن وأنت في المسجد فلا تخرج، الحدیث: ۷۳۳، ج۱، ص۴۰۴.
   "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب في کراھۃ الخروج من المسجد بعد الأذان، ج۲، ص۶۱۲.
7. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، ج۲، ص۶۱۳.
8. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب في کراھۃ الخروج من المسجد بعد الأذان، ج۲، ص۶۱۳.

مسئلہ ۱۵: سبق کا وقت ہے تو یہاں سے اپنے استاد کی مسجد کو جا سکتا ہے یا کوئی ضرورت ہو اور واپس ہونے کا ارادہ ہو تو بھی جانے کی اجازت ہے، جبکہ ظن غالب ہو کہ جماعت سے پہلے واپس آجائے گا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: جس نے ظہر یا عشا کی نماز تنہا پڑھ لی ہو، اسے مسجد سے چلے جانے کی ممانعت اُس وقت ہے کہ اقامت شروع ہوگئی اقامت سے پہلے جا سکتا ہے اور جب اقامت شروع ہوگئی تو حکم ہے کہ جماعت میں بہ نیت نفل شریک ہو جائے اور مغرب و فجر و عصر میں اُسے حکم ہے کہ مسجد سے باہر چلا جائے جب کہ پڑھ لی ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: مقتدی نے دو سجدے کیے اور امام ابھی پہلے ہی میں تھا تو دوسرا سجدہ نہ ہوا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: چار رکعت والی نماز جسے ایک رکعت امام کے ساتھ ملی تو اُس نے جماعت نہ پائی، ہاں جماعت کا ثواب ملے گا اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں شامل ہوا ہو بلکہ جسے تین رکعتیں ملیں اس نے بھی جماعت نہ پائی جماعت کا ثواب ملے گا، مگر جس کی کوئی رکعت جاتی رہی اُسے اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا اوّل سے شریک ہونے والے کو ہے۔ اس مسئلہ کا محصل[4] یہ ہے کہ کسی نے قسم کھائی فلاں نماز جماعت سے پڑھے گا اور کوئی رکعت جاتی رہی تو قسم ٹوٹ گئی کفارہ دینا ہوگا تین اور دو رکعت والی نماز میں بھی ایک رکعت نہ ملی تو جماعت نہ ملی اور لاحق کا حکم پوری جماعت پانے والے کا ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: امام رکوع میں تھا کسی نے اُس کی اقتدا کی اور کھڑا رہا یہاں تک کہ امام نے سر اٹھالیا تو وہ رکعت نہیں ملی، لہٰذا امام کے فارغ ہونے کے بعد اس رکعت کو پڑھ لے اور اگر امام کو قیام میں پایا اور اس کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہوا تو پہلے رکوع کر لے پھر اور افعال امام کے ساتھ کرے اور اگر پہلے رکوع نہ کیا بلکہ امام کے ساتھ ہو لیا پھر امام کے فارغ ہونے کے بعد رکوع کیا تو بھی ہو جائے گی مگر بوجہ ترک واجب گنہگار ہوا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۰: اس کے رکوع کرنے سے پیشتر امام نے سر اٹھالیا کہ اسے رکعت نہ ملی تو اس صورت میں نماز توڑ دینا جائز نہیں جیسا بعض جاہل کرتے ہیں بلکہ اس پر واجب ہے کہ سجدہ میں امام کی متابعت کرے اگرچہ یہ سجدے رکعت میں شمار نہ ہوں

---

1 ...."الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج۲، ص٦١٤.

2 .... المرجع السابق.

3 .... المرجع السابق، ص٦٢٥.

4 .... یعنی خلاصہ۔

5 .... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، مطلب: هل الإساءة دون الكراهة أو أفحش، ج۲، ص٦٢١.

6 .... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب إدراك الفريضة، ج۲، ص٦٢٣.

گے۔ یوہیں اگر سجدہ میں ملا جب بھی ساتھ دے پھر بھی اگر سجدے نہ کیے تو نماز فاسد نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر امام کے سلام کے بعد اس نے اپنی رکعت پڑھ لی نماز ہوگئی مگر ترک واجب کا گناہ ہوا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: امام سے پہلے رکوع کیا مگر اس کے سر اٹھانے سے پہلے امام نے بھی رکوع کیا تو رکوع ہوگیا بشرطیکہ اس نے اُس وقت رکوع کیا ہو کہ امام بقدر فرض قراءت کر چکا ہو ورنہ رکوع نہ ہوا اور اس صورت میں امام کے ساتھ یا بعد اگر دوبارہ رکوع کرلے گا ہو جائے گی ورنہ نماز جاتی رہی اور امام سے پہلے رکوع خواہ کوئی رکن ادا کرنے میں گنہگار بہر حال ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: امام رکوع میں تھا اور یہ تکبیر کہہ کر جھکا تھا کہ امام کھڑا ہوگیا تو اگر حد رکوع میں مشارکت[3] ہوگئی اگرچہ قلیل تو رکعت مل گئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مقتدی نے تمام رکعتوں میں رکوع و سجود امام سے پہلے کیا تو سلام کے بعد ضروری ہے کہ ایک رکعت بغیر قراءت پڑھے نہ پڑھی تو نماز نہ ہوئی اور اگر امام کے بعد رکوع و سجود کیا تو نماز ہوگئی اور اگر رکوع پہلے کیا اور سجدہ ساتھ تو چاروں رکعتیں بغیر قراءت پڑھے اور اگر رکوع ساتھ کیا اور سجدہ پہلے تو دو رکعت بعد میں پڑھے۔[5] (عالمگیری)

قضا نماز کا بیان

حدیث ۱: غزوۂ خندق میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی چار نمازیں مشرکین کی وجہ سے جاتی رہیں یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ چلا گیا، بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حکم فرمایا: انہوں نے اذان و اقامت کہی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے ظہر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو عصر کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی پڑھی، پھر اقامت کہی تو عشا کی پڑھی۔[6]

حدیث ۲: امام احمد نے ابی جُمُعہ حبیب بن سباع سے روایت کی، کہ غزوۂ احزاب میں مغرب کی نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو فرمایا: کسی کو معلوم ہے میں نے عصر کی پڑھی ہے؟ لوگوں نے عرض کی، نہیں پڑھی، مؤذن کو حکم فرمایا: اُس نے اقامت کہی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عصر کی پڑھی پھر مغرب کا اعادہ کیا۔[7]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب إدراک الفریضۃ، مطلب: ھل الإساءۃ دون الکراھۃ أو أفحش، ج۲، ص۶۲۴.

2 ...... المرجع السابق، ص۶۲۵. 3 ...... یعنی باہم شرکت۔

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر في إدراک الفریضۃ، ج۱، ص۱۲۰.

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب العاشر في إدراک الفریضۃ، ج۱، ص۱۲۰.

6 ...... "السنن الکبری" للبیھقي، کتاب الصلاۃ، باب الأذان والإقامۃ للفائتۃ، الحدیث: ۱۸۹۲، ج۱، ص۵۹۲.

7 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حدیث أبي جمعۃ حبیب بن سباع، الحدیث: ۱۶۹۷۲، ج۶، ص۴۲.

حدیث ۳ طبرانی و بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، فرمایا: ''جو شخص کسی نماز کو بھول جائے اور یاد اُس وقت آئے کہ امام کے ساتھ ہو تو پوری کرلے پھر بھولی ہوئی پڑھے پھر اُسے پڑھے جس کو امام کے ساتھ پڑھا۔'' [1]

حدیث ۴ صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو نماز سے سو جائے یا بھول جائے تو جب یاد آئے پڑھ لے کہ وہی اُس کا وقت ہے۔'' [2]

حدیث ۵ صحیح مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سوتے میں (اگر نماز جاتی رہی) تو قصور نہیں، قصور تو بیداری میں ہے۔ [3]

مسئلہ ۱ بلا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے، اُس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے، توبہ یا حج مقبول سے گناہِ تاخیر معاف ہو جائے گا۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۲ توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ اُس کو تو ادا نہ کرے، توبہ کیے جائے، یہ توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھی اس کا نہ پڑھنا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا، توبہ کہاں ہوئی۔ [5] (ردالمحتار) حدیث میں فرمایا: ''گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کے مثل ہے جو اپنے رب (عزوجل) سے ٹھٹھا [6] کرتا ہے۔'' [7]

مسئلہ ۳ دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے عذر ہے، مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اگر سوار ہے اور سواری پر پڑھ سکتا ہے اگرچہ چلنے ہی کی حالت میں یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو عذر نہ ہوا۔ یوہیں اگر قبلہ کو مونھ کرتا ہے تو دشمن کا سامنا ہوتا ہے تو جس رُخ بن پڑے پڑھ لے ہو جائے گی ورنہ نماز قضا کرنے کا گناہ ہوا۔ [8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴ جنائی [9] نماز پڑھے گی تو بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہے نماز قضا کرنے کے لیے یہ عذر ہے۔ بچہ کا سر باہر

---

1 ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ۵۱۳۲، ج۴، ص۳۸.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب قضاء الصلاة الفائتة... إلخ، الحديث: ۳۱۵ـ(۶۸۴)، ص۳۴۶.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب قضاء الصلاة الفائتة... إلخ، الحديث: ۶۸۱، ص۳۴۳.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۶۲۶.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۶۲۷.

6 ...... یعنی مذاق۔

7 ...... "شعب الإيمان"، باب في معالجة كل ذنب بالتوبة، الحديث: ۷۱۷۸، ج۵، ص۴۳۶.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۶۲۷.

9 ...... یعنی دائی۔ بچہ جنانے والی۔

آ گیا اور نفاس سے پیشتر وقت ختم ہو جائے گا تو اس حالت میں بھی اس کی ماں پر نماز پڑھنا فرض ہے نہ پڑھے گی گنہگار ہوگی، کسی برتن میں بچہ کا سر رکھ کر جس سے اس کو صدمہ نہ پہنچے نماز پڑھے مگر اس ترکیب سے پڑھنے میں بھی بچہ کے مر جانے کا اندیشہ ہو تو تاخیر معاف ہے بعد نفاس اس نماز کی قضا پڑھے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: جس چیز کا بندوں پر حکم ہے اسے وقت میں بجالانے کو ادا کہتے ہیں اور وقت کے بعد عمل میں لانا قضا ہے اور اگر اس حکم کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو دوبارہ وہ خرابی دفعہ کرنے کے لیے کرنا اعادہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: وقت میں اگر تحریمہ باندھ لیا تو نماز قضا نہ ہوئی بلکہ ادا ہے۔[3] (درمختار) مگر نمازِ فجر و جمعہ و عیدین کہ ان میں سلام سے پہلے بھی اگر وقت نکل گیا نماز جاتی رہی۔

مسئلہ ۷: سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہو گئی تو اس کی قضا پڑھنی فرض ہے، البتہ قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اُسی وقت پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے، کہ حدیث میں ارشاد فرمایا: ''جو نماز سے بھول جائے یا سو جائے تو یاد آنے پر پڑھ لے کہ وہی اس کا وقت ہے۔''[4] (عالمگیری وغیرہ) مگر دخول وقت کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا تو قطعاً گنہگار ہوا جب کہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دخول وقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہو سکتی جب کہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا اور ظن ہے کہ اب سو گیا تو وقت میں آنکھ نہ کھلے گی۔

مسئلہ ۸: کوئی سو رہا ہے یا نماز پڑھنا بھول گیا تو جسے معلوم ہو اس پر واجب ہے کہ سوتے کو جگا دے اور بھولے ہوئے کو یاد دلا دے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اُسے رات میں دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔[6] (ردالمحتار)

---

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٢٧.

2 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٢٧-٦٣٢.

3 ..... المرجع السابق، ص٦٢٨.

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢١، وغيره.

5 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب: يكره السهر اذا خاف فوت الصبح، ج٣، ص٤٢٠.

6 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في طلوع الشمس من مغربها، ج٢، ص٣٣.

امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ ''نماز کے اَحکام'' صفحہ 329 پر فرماتے ہیں: میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نعت خوانوں، ذِکر و فکر کی محفلوں تیز سنّتوں بھرے اجتماعات وغیرہ میں رات دیر تک جاگنے کے بعد سونے کے سبب اگر نمازِ فجر قضا ہونے کا اندیشہ ہو تو بہ نیتِ اعتکاف مسجد میں قیام کریں یا وہاں سوئیں جہاں کوئی قابلِ اعتماد اسلامی =

مسئلہ ۱۰: فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی قضا واجب اور سنت کی قضا سنت یعنی وہ سنتیں جن کی قضا ہے مثلاً فجر کی سنتیں جبکہ فرض بھی فوت ہو گیا ہو اور ظہر کی پہلی سنتیں جب کہ ظہر کا وقت باقی ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: قضا کے لیے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بری الذمہ ہو جائے گا مگر طلوع و غروب اور زوال کے وقت کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: مجنون کی حالت جنون جو نمازیں فوت ہوئیں اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا تو زمانۂ ارتداد کی نمازوں کی قضا نہیں اور مرتد ہونے سے پہلے زمانۂ اسلام میں جو نمازیں جاتی رہی تھیں ان کی قضا واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: دارالحرب میں کوئی شخص مسلمان ہوا اور احکام شرعیہ، نماز، روزہ، زکوۃ وغیرہا کی اس کو اطلاع نہ ہوئی تو جب تک وہاں رہا ان دِنوں کی قضا اس پر واجب نہیں اور جب دارالاسلام میں آ گیا تو اب جو نماز قضا ہو گی اسے پڑھنا فرض ہے کہ دارالاسلام میں احکام کا نہ جاننا عذر نہیں اور کسی ایک شخص نے بھی اسے نماز فرض ہونے کی اطلاع دے دی اگرچہ فاسق یا بچہ یا عورت یا غلام نے تو اب جتنی نہ پڑھے گا ان کی قضا واجب ہے، دارالاسلام میں مُسلمان ہوا تو جو نماز فوت ہوئی اس کی قضا واجب ہے اگرچہ کہے کہ مجھے اس کا علم نہ تھا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: ایسا مریض کہ اشارہ سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اگر یہ حالت پورے چھ وقت تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔[6] (عالمگیری)

= بھائی جگانے والا موجود ہو یا الارم والی گھڑی ہو جس سے آنکھ کُھل جاتی ہو مگر ایک عدد گھڑی پر بھروسہ نہ کیا جائے کہ نیند میں ہاتھ لگ جانے سے یا یوں ہی خراب ہو کر بند ہو جانے کا امکان رہتا ہے، دو یا حسبِ ضرورت زائد گھڑیاں ہوں تو بہتر ہے۔ فقہائے کرام رَحِمَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی فرماتے ہیں، "جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورتِ شرعیہ اُسے رات دیر تک جاگنا ممنوع ہے۔"

1 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة، ج٢، ص٦٣٣.

2 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الأول في المواقيت وما يتصل بها، الفصل الثالث، ج١، ص٥٢.

طلوع و غروب و زوال سے کیا مراد ہے، اس کا بیان باب الاوقات میں گزرا۔۱۲ منہ

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢١.

4 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان بالختمات و التهاليل، ج٢، ص٦٤٧.

5 ..... المرجع السابق.

6 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢١.

مسئلہ ۱۶: جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔ البتہ قضا پڑھنے کے وقت کوئی عذر ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا، مثلاً جس وقت فوت ہوئی تھی اس وقت کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا اور اب قیام نہیں کرسکتا تو بیٹھ کر پڑھے یا اس وقت اشارہ ہی سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھے اور صحت کے بعد اس کا اعادہ نہیں۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۷: لڑکی نماز عشا پڑھ کر یا بے پڑھے سوئی آنکھ کھلی تو معلوم ہوا کہ پہلا حیض آیا تو اس پر وہ عشا فرض نہیں اور اگر احتلام سے بالغ ہوئی تو اس کا حکم وہ ہے جو لڑکے کا ہے، پو پھٹنے[2] سے پہلے آنکھ کھلی تو اس وقت کی نماز فرض ہے اگرچہ پڑھ کر سوئی اور پو پھٹنے کے بعد آنکھ کھلی تو عشا کا اعادہ کرے اور عمر سے بالغ ہوئی یعنی اس کی عمر پورے پندرہ سال کی ہوگئی تو جس وقت پورے پندرہ سال کی ہوئی اس وقت کی نماز اس پر فرض ہے اگرچہ پہلے پڑھ چکی ہو۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر وتر پڑھے، خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا بعض قضا، مثلاً ظہر کی قضا ہوگئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہوگیا تو اسے پڑھ کر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا وتر کی پڑھ لی تو ناجائز ہے۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضائیں سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے، مثلاً نماز عشا و وتر قضا ہوگئے اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر و فجر پڑھے اور چھ رکعت کی وسعت ہے تو عشا و فجر پڑھے۔[5] (شرح وقایہ)

مسئلہ ۲۰: ترتیب کے لیے مطلق وقت کا اعتبار ہے، مستحب وقت ہونے کی ضرورت نہیں تو جس کی ظہر کی نماز قضا ہوگئی اور آفتاب زرد ہونے سے پہلے ظہر سے فارغ نہیں ہوسکتا مگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے دونوں پڑھ سکتا ہے تو ظہر پڑھے پھر عصر۔[6] (ردالمحتار)

1 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی عشر في قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲۱.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص۶۵۰.
2 ..... یعنی صبح صادق ہونے۔
3 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی عشر في قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲۱، وغیرہ.
4 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادی عشر في قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲۱، وغیرہ.
5 ..... "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۱، ص۲۱۷.
6 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة، ج۲، ص۶۳۴.

مسئلہ ۲۱: اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقہ سے پڑھے تو دونوں نمازوں کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بقدر جواز جہاں تک اختصار کر سکتا ہے کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: وقت کی تنگی سے ترتیب ساقط ہونا اس وقت ہے کہ شروع کرتے وقت وقت تنگ ہو، اگر شروع کرتے وقت گنجائش تھی اور یہ یاد تھا کہ اس وقت سے پیشتر کی نماز قضا ہوگئی ہے اور نماز میں طول دیا کہ اب وقت تنگ ہوگیا تو یہ نماز نہ ہوگی ہاں اگر توڑ کر پھر سے پڑھے تو ہوجائے گی اور اگر قضا نماز یاد نہ تھی اور وقتی نماز میں طول دیا کہ وقت تنگ ہوگیا اب یاد آئی تو ہوگئی قطع نہ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: وقت تنگ ہونے نہ ہونے میں اس کے گمان کا اعتبار نہیں بلکہ یہ دیکھا جائے گا کہ حقیقتاً وقت تنگ تھا یا نہیں مثلاً جس کی نمازِ عشا قضا ہوگئی اور فجر کا وقت تنگ ہونا گمان کر کے فجر کی پڑھ لی پھر یہ معلوم ہوا کہ وقت تنگ نہ تھا تو نمازِ فجر نہ ہوئی اب اگر دونوں کی گنجائش ہو تو عشا پڑھ کر پھر فجر پڑھے، ورنہ فجر پڑھ لے اگر دوبارہ پھر غلطی معلوم ہوئی تو وہی حکم ہے یعنی دونوں پڑھ سکتا ہے تو دونوں پڑھے ورنہ صرف فجر پھر پڑھے اور اگر فجر کا اعادہ نہ کیا، عشا پڑھنے لگا اور بقدر تشہد بیٹھنے نہ پایا تھا کہ آفتاب نکل آیا تو فجر کی نماز جو پڑھی تھی ہوگئی۔ یوہیں اگر فجر کی نماز قضا ہوگئی اور ظہر کے وقت میں دونوں نمازوں کی گنجائش اس کے گمان میں نہیں ہے اور ظہر پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ گنجائش ہے تو ظہر نہ ہوئی، فجر پڑھ کر ظہر پڑھے یہاں تک کہ اگر فجر پڑھ کر ظہر کی ایک رکعت پڑھ سکتا ہے تو فجر پڑھ کر ظہر شروع کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: جمعہ کے دن فجر کی نماز قضا ہوگئی اگر فجر پڑھ کر جمعہ میں شریک ہوسکتا ہے تو فرض ہے کہ پہلے فجر پڑھے اگرچہ خطبہ ہوتا ہو اور اگر جمعہ نہ ملے گا مگر ظہر کا وقت باقی رہے گا جب بھی فجر پڑھ کر ظہر پڑھے اور اگر ایسا ہے کہ فجر پڑھنے میں جمعہ بھی جاتا رہے گا اور جمعہ کے ساتھ وقت بھی ختم ہوجائے گا تو جمعہ پڑھ لے پھر فجر پڑھے اس صورت میں ترتیب ساقط ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: اگر وقت کی تنگی کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی اور وقتی نماز پڑھ رہا تھا کہ اثنائے نماز میں وقت ختم ہوگیا تو ترتیب عود نہ کرے گی یعنی وقتی نماز ہوگئی۔[5] (عالمگیری) مگر فجر و جمعہ میں کہ وقت نکل جانے سے یہ خود ہی نہیں ہوئیں۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲۲.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص ۱۲۳.

مسئلہ ۲۶: قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہوگئی اور پڑھنے میں یاد آئی تو گئی۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۷: اپنے کو باوضو گمان کر کے ظہر پڑھی پھر وضو کر کے عصر پڑھی پھر معلوم ہوا کہ ظہر میں وضو نہ تھا تو عصر کی ہوگئی صرف ظہر کا اعادہ کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: فجر کی نماز قضا ہوگئی اور یاد ہوتے ہوئے ظہر کی پڑھ لی پھر فجر کی پڑھی تو ظہر کی نہ ہوئی، عصر پڑھتے وقت ظہر کی یاد تھی مگر اپنے گمان میں ظہر کو جائز سمجھا تھا تو عصر کی ہوگئی غرض یہ ہے کہ فرضیت ترتیب سے جو ناواقف ہے اس کا حکم بھولنے والے کی مثل ہے کہ اس کی نماز ہو جائے گی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: چھ نمازیں جس کی قضا ہوگئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا اس پر ترتیب فرض نہیں، اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور یاد کے وقتی پڑھے گا ہو جائے گی خواہ وہ سب ایک ساتھ قضا ہوئیں مثلاً ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھیں یا متفرق طور پر قضا ہوئیں مثلاً چھ دن فجر کی نماز نہ پڑھی اور باقی نمازیں پڑھتا رہا مگر ان کے پڑھتے وقت وہ قضائیں بھولا ہوا تھا خواہ وہ سب پرانی ہوں یا بعض نئی بعض پرانی مثلاً ایک مہینہ کی نماز نہ پڑھی پھر پڑھنی شروع کی پھر ایک وقت کی قضا ہوگئی تو اس کے بعد کی نماز ہو جائے گی اگرچہ اس کا قضا ہونا یاد ہو۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: جب چھ نمازیں قضا ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو ان میں سے اگر بعض پڑھ لی کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی یعنی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد کے وقتی نماز ہو جائے گی البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا کہ اب اگر کوئی نماز قضا ہوگی تو بشرائط سابق اسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ نہ ہوگی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: یوہیں اگر بھولنے یا تنگی وقت کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو وہ بھی عود نہ کرے گی مثلاً بھول کر نماز پڑھ لی اب یاد آیا تو نماز کا اعادہ نہیں اگرچہ وقت میں بہت کچھ گنجائش ہو۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج١، ص١٢٢.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٣٩.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعريف الإعادة، ج٢، ص٦٣٧.

5 ...... المرجع السابق، ص٦٤٠.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج٢، ص٦٤٠.

مسئلہ ۳۲ باوجود یاد اور گنجائش وقت کے وقتی نماز کی نسبت جو کہا گیا کہ نہ ہوگی اس سے مراد یہ ہے کہ وہ نماز موقوف ہے اگر وقتی پڑھتا گیا اور قضا رہنے دی تو جب دونوں مل کر چھ ہو جائیں گی یعنی چھٹی کا وقت ختم ہو جائے گا تو سب صحیح ہو گئیں اور اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں یعنی نفل ہو گئیں سب کو پھر سے پڑھے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۳ بعض نماز پڑھتے وقت قضا یاد تھی اور بعض میں یاد نہ رہی تو جن میں قضا یاد ہے ان میں پانچویں کا وقت ختم ہو جائے یعنی قضا سمیت چھٹی کا وقت ہو جائے تو اب سب ہو گئیں اور جن کے ادا کرتے وقت قضا کی یاد نہ تھی ان کا اعتبار نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴ عورت کی ایک نماز قضا ہوئی اس کے بعد حیض آ گیا تو حیض سے پاک ہو کر پہلے قضا پڑھ لے پھر وقتی پڑھے، اگر قضا یاد ہوتے ہوئے وقتی پڑھے گی نہ ہوگی جب کہ وقت میں گنجائش ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵ جس کے ذمہ قضا نمازیں ہوں اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضا پڑھتا رہے یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶ قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷ منّت کی نماز میں کسی خاص وقت یا دن کی قید لگائی تو اسی وقت یا دن میں پڑھنی واجب ہے ورنہ قضا ہو جائے گی اور اگر وقت یا دن معین نہیں تو گنجائش ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۸ کسی شخص کی ایک نماز قضا ہو گئی اور یہ یاد نہیں کہ کونسی نماز تھی تو ایک دن کی نمازیں پڑھے۔ یوہیں اگر

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ٦٤١.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب في تعریف الإعادۃ، ج ۲، ص ٦٤٢.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج ۱، ص ۱۲٤.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، ج ۲، ص ٦٤٦.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصیۃ بالختمات و التھالیل، ج ۲، ص ٦٤٦.
خلیلِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی علیہ رحمۃ الرحمٰن "سنّی بہشتی زیور"، صفحہ 240 پر فرماتے ہیں: "اور لو لگائے رکھے کہ مولا عزوجل اپنے کرمِ خاص سے قضا نمازوں کے ضمن میں ان نوافل کا ثواب بھی اپنے خزائنِ غیب سے عطا فرما دے، جن کے اوقات میں یہ قضا نمازیں پڑھی گئیں۔ واللہ ذو الفضل العظیم۔ ("سنّی بہشتی زیور"، نفل نمازوں کا بیان، ص ۲۴۰)

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب قضاء الفوائت، مطلب في بطلان الوصیۃ... إلخ، ج ۲، ص ٦٤٦.

دو نمازیں دو دن میں قضا ہوئیں تو دونوں دنوں کی سب نمازیں پڑھے۔ یوہیں تین دن کی تین نمازیں اور پانچ دن کی پانچ نمازیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: ایک دن عصر کی اور ایک دن ظہر کی قضا ہوگئی اور یہ یاد نہیں کہ پہلے دن کی کون نماز ہے تو جدھر طبیعت جمے اسے پہلی قرار دے اور کسی طرف دل نہیں جمتا تو جو چاہے پہلے پڑھے مگر دوسری پڑھنے کے بعد جو پہلے پڑھی ہے پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ پہلے ظہر پڑھے پھر عصر پھر ظہر کا اعادہ اور اگر پہلے عصر پڑھی پھر ظہر پھر عصر کا اعادہ کیا تو بھی حرج نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: عصر کی نماز پڑھنے میں یاد آیا کہ نماز کا ایک سجدہ رہ گیا مگر یہ یاد نہیں کہ اسی نماز کا رہ گیا یا ظہر کا تو جدھر دل جمے اس پر عمل کرے اور کسی طرف نہ جمے تو عصر پوری کرکے آخر میں ایک سجدہ کرلے پھر ظہر کا اعادہ کرے پھر عصر کا اور اعادہ نہ کیا تو بھی حرج نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: جس کی نمازیں قضا ہوگئیں اور انتقال ہوگیا تو اگر وصیت کر گیا اور مال بھی چھوڑا تو اس کی تہائی سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جَو تصدق کریں اور مال نہ چھوڑا اور ورثا فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر تصدق کرکے اس کے قبضہ میں دیں اور مسکین اپنی طرف سے اسے ہبہ کردے[4] اور یہ قبضہ بھی کرلے پھر یہ مسکین کو دے، یوہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے۔ اور اگر مال چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے جب بھی یہی کریں اور اگر وصیت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہے تو دے اور اگر مال کی تہائی بقدر کافی ہے اور وصیت یہ کی کہ اس میں سے تھوڑا لے کر لوٹ پھیر کرکے فدیہ پورا کرلیں اور باقی کو ورثا یا اور کوئی لے لے تو گنہگار ہوا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: میت نے ولی کو اپنے بدلے نماز پڑھنے کی وصیت کی اور ولی نے پڑھ بھی لی تو یہ ناکافی ہے۔ یوہیں اگر مرض کی حالت میں نماز کا فدیہ دیا تو ادا نہ ہوا۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... یعنی تحفہ میں دیدے۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، مطلب في إسقاط الصلاة عن الميت، ج۲، ص٦٤٣ ـ ٦٤٤.

6 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ج۲، ص٦٤٥.

مسئلہ ۴۳: بعض ناواقف یوں فدیہ دیتے ہیں کہ نمازوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں قرآن مجید دیتے ہیں اس طرح کل فدیہ ادا نہیں ہوتا یہ محض بے اصل بات ہے بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصحف شریف ہے۔

مسئلہ ۴۴: شافعی المذہب کی نماز قضا ہوئی اس کے بعد حنفی ہوگیا تو حنفیوں کے طور پر قضا پڑھے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۵: جس کی نمازوں میں نقصان و کراہت ہو وہ تمام عمر کی نمازیں پھیرے تو اچھی بات ہے اور کوئی خرابی نہ ہو تو نہ چاہیے اور کرے تو فجر و عصر کے بعد نہ پڑھے اور تمام رکعتیں بھری پڑھے اور وتر میں قنوت پڑھ کر تیسری کے بعد قعدہ کرے پھر ایک اور ملائے کہ چار ہو جائیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶: قضائے عمری کہ شبِ قدر یا اخیر جمعۂ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک نماز سے ادا ہوگئیں، یہ باطل محض ہے۔

سجدۂ سہو کا بیان

حدیث ۱: حدیث میں ہے: ''ایک بار حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) دو رکعت پڑھ کر کھڑے ہوگئے بیٹھے نہیں پھر سلام کے بعد سجدۂ سہو کیا۔'' [3] اس حدیث کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا اور فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مسئلہ ۱: واجباتِ نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدۂ سہو واجب ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔[4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: اگر بغیر سلام پھیرے سجدے کر لیے کافی ہیں مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳: قصداً واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو سے وہ نقصان دفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدۂ سہو نہ کیا جب بھی اعادہ واجب ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

---

1 ... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادي عشر في قضاء الفوائت، ج۱، ص۱۲٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "سنن الترمذي"،ابواب الصلاة،باب ماجاء في الامام ينهض في الركعتين ناسيا،الحديث ٣٦٥،ج١ص٣٨٠.

4 ...... "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج١، ص٢٢٠.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥١، ٦٥٥.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٥.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٣.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٥، وغيره.

مسئلہ ۴: کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدۂ سہو واجب نہیں مثلاً خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجباتِ تلاوت سے ہے واجباتِ نماز سے نہیں لہٰذا سجدۂ سہو نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی لہٰذا پھر پڑھے اور سنن و مستحبات مثلاً تعوذ، تسمیہ، ثنا، آمین، تکبیراتِ انتقالات، تسبیحات کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں بلکہ نماز ہوگئی۔[2] (ردالمحتار، غنیہ) مگر اعادہ مستحب ہے سہواً ترک کیا ہو یا قصداً۔

مسئلہ ۶: سجدۂ سہو اس وقت واجب ہے کہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر نہ ہو مثلاً نماز فجر میں سہو واقع ہوا اور پہلا سلام پھیرا اور سجدہ ابھی نہ کیا کہ آفتاب طلوع کر آیا تو سجدۂ سہو ساقط ہوگیا۔ یوہیں اگر قضا پڑھتا تھا اور سجدہ سے پہلے قرص آفتاب زرد ہوگیا سجدہ ساقط ہوگیا۔ جُمُعہ یا عید کا وقت جاتا رہے گا جب بھی یہی حکم ہے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جو چیز مانع بنا ہے، مثلاً کلام وغیرہ منافی نماز، اگر سلام کے بعد پائی گئی تو اب سجدۂ سہو نہیں ہو سکتا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: سجدۂ سہو کا ساقط ہونا اگر اس کے فعل سے ہے تو اعادہ واجب ہے ورنہ نہیں۔[5] (ردالمحتار)

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٥.

2 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٥.
و "غنية المتملي"، فصل في سجود السهو، ص٤٥٥.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٤.

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٤.

5 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٤.

یہ علامہ شامی کی بحث ہے اور اعلیٰ حضرت قبلہ مدظلہم الاقدس نے حاشیۂ ردالمحتار میں یہ ثابت کیا کہ بہر حال اعادہ ہے۔ "وهذا نصه و الذى يظهرلى لزوم الاعادة مطلقا لان الصلوة وقعت ناقصة وقد وجب عليه اكمالها و كانت اليه سبيلان متصل بالسجود و متراخ بالاعادة فان عجز عن احدهما ولو بلا صنعه فلم يعجز عن الاخرى و سيأتى العلامة المحشي عن النهر ان المقتدى اذا سهاد ون امامه فانه لايسجد ومقتضى كلامهم ان يعيد لتمكن الكراهة مع تعذر الجابر اهـ فان هذا التعذر ايضاً بغير صنعه وقداقره المحشي وهو وان كان ثمه سهوا من النهر والمحشي كما سيأتى هنا لكن لاشك انه مقتضى كلامهم هنا." ١٢

مسئلہ ۹ فرض ونفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نوافل میں بھی واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ نفل کی دو رکعتیں پڑھیں اور ان میں سہو ہوا پھر اسی پر بنا کر کے دو رکعتیں اور پڑھیں تو سجدۂ سہو کرے اور فرض میں سہو ہوا تھا اور اس پر قصداً نفل کی بنا کی تو سجدۂ سہو نہیں بلکہ فرض کا اعادہ کرے اور اگر اس فرض کے ساتھ سہواً نفل ملایا ہو مثلاً چار رکعت پر قعدہ کر کے کھڑا ہوگیا اور پانچویں کا سجدہ کرلیا تو ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور ان میں سجدۂ سہو کرے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱ سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے التحیات پڑھ کر سلام پھیرے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے۔[3] (عالمگیری) اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات و درود پڑھے اور دوسرے میں صرف التحیات۔

مسئلہ ۱۲ سجدۂ سہو سے وہ پہلا قعدہ باطل نہ ہوا مگر پھر قعدہ کرنا واجب ہے اور اگر نماز کا کوئی سجدہ باقی رہ گیا تھا قعدہ کے بعد اس کو کیا یا سجدۂ تلاوت کیا تو وہ قعدہ جاتا رہا۔ اب پھر قعدہ فرض ہے کہ بغیر قعدہ نماز ختم کردی تو نہ ہوئی اور پہلی صورت میں ہو جائے گی مگر واجب الاعادہ۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳ ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو وہی دو سجدے سب کے لیے کافی ہیں۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

واجباتِ نماز کا مفصل بیان پیشتر ہو چکا ہے، مگر تفصیل احکام کے لیے اعادہ بہتر، واجب کی تاخیر رکن کی تقدیم یا تاخیر یا اس کو مکرر کرنا یا واجب میں تغییر یہ سب بھی ترک واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۴ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور نفل و وتر کی کسی رکعت میں سورۃ الحمد کی ایک آیت بھی رہ گئی یا سورت سے پیشتر دو بار الحمد پڑھی یا سورت ملانا بھول گیا یا سورت کو فاتحہ پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا اور لوٹا اور تین آیتیں پڑھ کر رکوع کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔[6] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲٦.
2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص٦٥٤.
3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲٥.
4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص٦٥٣، وغيره.
5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص٦٥٥، وغيره.
6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص٦٥٦.
و "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲٦.

مسئلہ ۱۵ الحمد کے بعد سورت پڑھی اس کے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ یوہیں فرض کی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ کی تکرار سے مطلقاً سجدۂ سہو واجب نہیں اور اگر پہلی رکعتوں میں الحمد کا زیادہ حصہ پڑھ لیا تھا۔ پھر اعادہ کیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ الحمد پڑھنا بھول گیا اور سورت شروع کر دی اور بقدر ایک آیت کے پڑھ لی اب یاد آیا تو الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور سجدہ واجب ہے۔ یوہیں اگر سورت کے پڑھنے کے بعد یا رکوع میں یا رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا تو پھر الحمد پڑھ کر سورت پڑھے اور رکوع کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ فرض کی پچھلی رکعتوں میں سورت ملائی تو سجدۂ سہو نہیں اور قصداً ملائی جب بھی حرج نہیں مگر امام کو نہ چاہیے یوہیں اگر پچھلی میں الحمد نہ پڑھی جب بھی سجدۂ سہو نہیں اور رکوع و سجود و قعدہ میں قرآن پڑھا تو سجدہ واجب ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ تلاوت ادا کرے اور سجدۂ سہو کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ جو فعل نماز میں مکرر ہیں ان میں ترتیب واجب ہے لہٰذا خلاف ترتیب فعل واقع ہو تو سجدۂ سہو کرے مثلاً قراءت سے پہلے رکوع کر دیا اور رکوع کے بعد قراءت نہ کی تو نماز فاسد ہوگئی کہ فرض ترک ہوگیا اور اگر رکوع کے بعد قراءت تو کی مگر پھر رکوع نہ کیا تو فاسد ہوگئی کہ قراءت کی وجہ سے رکوع جاتا رہا اور اگر بقدر فرض قراءت کر کے رکوع کیا مگر واجب قراءت ادا نہ ہوا مثلاً الحمد نہ پڑھی یا سورت نہ ملائی تو حکم یہی ہے کہ لوٹے اور الحمد و سورت پڑھ کر رکوع کرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہ کیا تو نماز جاتی رہی کہ پہلا رکوع جاتا رہا تھا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰ کسی رکعت کا کوئی سجدہ رہ گیا آخر میں یاد آیا تو سجدہ کر لے پھر التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کرے اور سجدہ کے پہلے جو افعال نماز ادا کیے باطل نہ ہوں گے، ہاں اگر قعدہ کے بعد وہ نماز والا سجدہ کیا تو صرف وہ قعدہ جاتا رہا۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱ تعدیل ارکان[7] بھول گیا سجدۂ سہو واجب ہے۔[8] (عالمگیری)

---

1. "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۶.
2. المرجع السابق.
3. المرجع السابق.
4. المرجع السابق.
5. "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۵.
6. "الدرالمختار" و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۷.
7. یعنی رکوع، سجود، قومہ اور جلسہ میں کم از کم ایک بار "سُبْحٰنَ اللّٰہ" کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔
8. "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۷.

مسئلہ ۲۲: فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا، لوٹ آئے اور سجدۂ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہوگیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرے اور صحیح مذہب میں نماز ہو جائے گی مگر گنہگار ہوا لہٰذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔[1] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۳: اگر مقتدی بھول کر کھڑا ہوگیا تو ضرور ہے کہ لوٹ کہ آوے، تاکہ امام کی مخالفت نہ ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھا تھا، مگر بقدر تشہد نہ ہوا تھا کہ کھڑا ہوگیا تو لوٹ آئے اور وہ جو پہلے کچھ دیر تک بیٹھا تھا محسوب ہوگا یعنی لوٹنے کے بعد جتنی دیر تک بیٹھا یہ اور پہلے کا قعدہ دونوں مل کر اگر بقدر تشہد ہوگئے فرض ادا ہوگیا مگر سجدۂ سہو اس صورت میں بھی واجب ہے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی وہ فرض نفل ہوگیا لہٰذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملائے کہ شفع پورا ہو جائے اور طاق رکعت نہ رہے اگرچہ وہ نماز فجر یا عصر ہو مغرب میں اور نہ ملائے کہ چار پوری ہوگئیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: نفل کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہوگیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کرلے لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور واجب نماز مثلاً وتر فرض کے حکم میں ہے، لہٰذا وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو وہی حکم ہے جو فرض کے قعدۂ اولیٰ بھول جانے کا ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: اگر بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کر چکا ہے اور کھڑا ہوگیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے اور اگر قیام ہی کی حالت میں سلام پھیر دیا تو بھی نماز ہو جائے گی مگر سنت ترک ہوئی اور اس صورت میں اگر امام کھڑا ہوگیا تو مقتدی اس کا ساتھ نہ دیں بلکہ بیٹھے ہوئے انتظار کریں اگر لوٹ آیا ساتھ ہولیں اور نہ لوٹا اور سجدہ کر لیا تو مقتدی سلام پھیر دیں اور امام ایک رکعت اور ملائے کہ یہ دو نفل ہو جائیں اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور یہ دو رکعتیں سنت ظہر یا عشا کے قائم مقام نہ ہوں گی اور اگر ان دو رکعتوں میں کسی نے امام کی اقتدا کی یعنی اب شامل ہوا تو یہ مقتدی بھی چھ پڑھے اور اگر اس نے توڑ دی تو دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر امام چوتھی پر نہ بیٹھا تھا تو یہ مقتدی چھ رکعت کی قضا پڑھے۔ اور اگر امام نے ان رکعتوں کو فاسد کر دیا تو اس پر مطلقاً قضا نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص ٦٦١.

2 ...... "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص ٦٦٣.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص ٦٦٤.

4 ...... "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص ٦٦١.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص ٦٦٧، ٦٦٩.

مسئلہ ۲۷ چوتھی پر قعدہ کر کے کھڑا ہو گیا اور کسی فرض پڑھنے والے نے اس کی اقتدا کی تو اقتدا صحیح نہیں اگرچہ لوٹ آیا اور قعدہ نہ کیا تھا تو جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا اقتدا کر سکتا ہے کہ ابھی تک فرض ہی میں ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸ دو رکعت کی نیت تھی اور ان میں سہو ہوا اور دوسری کے قعدہ میں سجدۂ سہو کر لیا تو اس پر نفل کی بنا مکروہ تحریمی ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۹ مسافر نے سجدۂ سہو کے بعد اقامت کی نیت کی تو چار پڑھنا فرض ہے اور آخر میں سجدۂ سہو کا اعادہ کرے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۰ قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہے اس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری کے قیام میں تاخیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے جیسے قعدہ و رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے، حالانکہ وہ کلام الٰہی ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: "درود پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ واجب بتایا؟" عرض کی، اس لیے کہ اس نے بُھول کر پڑھا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تحسین فرمائی۔[4] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳۱ کسی قعدہ میں اگر تشہد میں سے کچھ رہ گیا، سجدۂ سہو واجب ہے، نماز نفل ہو یا فرض۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲ پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا سجدۂ سہو واجب ہے اور الحمد سے پہلے پڑھا تو نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ پچھلی رکعتوں کے قیام میں تشہد پڑھا تو سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر قعدۂ اولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا سجدہ واجب ہو گیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴ تشہد پڑھنا بھول گیا اور سلام پھیر دیا پھر یاد آیا تو لوٹ آئے تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔ یوہیں اگر

---

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٦٩.

2 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٧٠.

3 ..... المرجع السابق.

4 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٧، وغيرهما.

5 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٧.

6 ..... المرجع السابق.

7 ..... المرجع السابق.

تشہد کی جگہ الحمد پڑھی سجدہ واجب ہو گیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: رکوع کی جگہ سجدہ کیا یا سجدہ کی جگہ رکوع یا کسی ایسے رُکن کو دوبارہ کیا جو نماز میں مکرر مشروع نہ تھا یا کسی رُکن کو مقدم یا مؤخر کیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: قنوت یا تکبیر قنوت یعنی قراءت کے بعد قنوت کے لیے جو تکبیر کہی جاتی ہے بھول گیا سجدۂ سہو کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: عیدین کی سب تکبیریں یا بعض بھول گیا یا زائد کہیں یا غیر محل میں کہیں ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: امام تکبیراتِ عیدین بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو لوٹ آئے اور مسبوق رکوع میں شامل ہوا تو رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے۔[5] (عالمگیری) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیرِ رکوع بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور پہلی رکعت کی تکبیر رکوع بھولا تو نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: جمعہ و عیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: امام نے جہری نماز میں بقدر جواز نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سرّی میں جہر سے تو سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک کلمہ آہستہ یا جہر سے پڑھا تو معاف ہے۔[8] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار، غنیہ)

مسئلہ ۴۱: منفرد نے سرّی نماز میں جہر سے پڑھا تو سجدہ واجب ہے اور جہری میں آہستہ تو نہیں۔[9] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج ١، ص١٢٧.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج ١، ص١٢٨.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج ١، ص١٢٨.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج ١، ص١٢٨.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ٢، ص٦٧٥.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج ١، ص١٢٨.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ٢، ص٦٥٧.

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج ٢، ص٦٥٧.

مسئلہ ۴۲: ثنا و دعا و تشہد بلند آواز سے پڑھا تو خلاف سنت ہوا مگر سجدۂ سہو واجب نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: قراءت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا سجدۂ سہو واجب ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: امام سے سہو ہوا اور سجدۂ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور اگر امام سے سجدہ ساقط ہو گیا تو مقتدی سے بھی ساقط پھر اگر امام سے ساقط ہونا اس کے کسی فعل کے سبب ہو تو مقتدی پر بھی نماز کا اعادہ واجب ورنہ معاف۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: اگر مقتدی سے بحالتِ اقتدا سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔[4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۴۶: مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اگرچہ اس کے شریک ہونے سے پہلے سہو ہوا ہو اور اگر امام کے ساتھ سجدہ نہ کیا اور باقی پڑھنے کھڑا ہو گیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو ہوا تو آخر کے یہی سجدے اس سہو امام کے لیے بھی کافی ہیں۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: مسبوق نے اپنی نماز بچانے کے لیے امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہ کیا یعنی جانتا ہے کہ اگر سجدہ کرے گا تو نماز جاتی رہے گی مثلاً نمازِ فجر میں آفتاب طلوع ہو جائے گا یا جمعہ میں وقت عصر آجائے گا یا معذور ہے اور وقت ختم ہو جائے گا یا موزہ پر مسح کی مدت گذر جائے گی تو ان صورتوں میں امام کے ساتھ سجدہ نہ کرنے میں کراہت نہیں۔ بلکہ بقدرِ تشہد بیٹھنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔[6] (غنیہ)

مسئلہ ۴۸: مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدۂ سہو کیا پھر جب اپنی پڑھنے کھڑا ہوا اور اس میں بھی سہو ہوا تو اس میں بھی سجدۂ سہو کرے۔[7] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٨.

2 ...... المرجع السابق، ص٦٧٧.

3 ...... المرجع السابق، ص٦٥٨.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٨.
اور اعادہ بھی اس کے ذمہ نہیں كما حققناه في فتاونا۔١٢ منہ

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج١، ص١٢٨.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٩.

6 ...... "غنية المتملي"، فصل في سجود السهو، ص٤٦٦.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج٢، ص٦٥٩، وغيره.

مسئلہ ۴۹: مسبوق کو امام کے ساتھ سلام پھیرنا جائز نہیں اگر قصداً پھیرے گا نماز جاتی رہے گی اور اگر سہواً پھیرا اور سلام امام کے ساتھ معاً بلا وقفہ تھا تو اس پر سجدۂ سہو نہیں اور اگر سلام امام کے کچھ بھی بعد پھیرا تو کھڑا ہو جائے اپنی نماز پوری کر کے سجدۂ سہو کرے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: امام کے ایک سجدہ کرنے کے بعد شریک ہوا تو دوسرا سجدہ امام کے ساتھ کرے اور پہلے کی قضا نہیں اور اگر دونوں سجدوں کے بعد شریک ہوا تو امام کے سہو کا اس کے ذمہ کوئی سجدہ نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: امام نے سلام پھیر دیا اور مسبوق اپنی پوری کرنے کھڑا ہوا اب امام نے سجدۂ سہو کیا تو جب تک مسبوق نے اس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور امام کے ساتھ سجدہ کرے جب امام سلام پھیرے تو اب اپنی پڑھے اور پہلے جو قیام و قراءت و رکوع کر چکا ہے اس کا شمار نہ ہوگا بلکہ اب پھر سے وہ افعال کرے اور اگر نہ لوٹا اور اپنی پڑھ لی تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو نہ لَوٹے، لَوٹے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: امام کے سہو سے لاحق پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے مگر لاحق اپنی آخر نماز میں سجدۂ سہو کرے گا اور امام کے ساتھ اگر سجدہ کیا تو آخر میں اعادہ کرے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۳: اگر تین رکعت میں مسبوق ہوا اور ایک رکعت میں لاحق تو ایک رکعت بلا قراءت پڑھ کر بیٹھے اور تشہد پڑھ کر سجدۂ سہو کرے پھر ایک رکعت بھری پڑھ کر بیٹھے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے پھر ایک بھری اور ایک خالی پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر ایک میں مسبوق ہے اور تین میں لاحق تو تین پڑھ کر سجدۂ سہو کرے پھر ایک بھری پڑھ کر سلام پھیر دے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: مقیم نے مسافر کی اقتدا کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے پھر اپنی دو پڑھے اور ان میں بھی سہو ہوا تو آخر میں پھر سجدہ کرے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۵: امام سے صلاۃ الخوف میں (جس کا بیان اور طریقہ ان شاء اللہ تعالیٰ مذکور ہوگا) سہو ہوا تو امام کے ساتھ

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۹، وغيره.
و "الفتاوى الرضوية"، ج۷، ص۲۳۸.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۵۹.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص۱۲۸.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۶۰.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص۶۶۰.

6 ...... المرجع السابق.

دوسرا گروہ سجدۂ سہو کرے اور پہلا گروہ اسوقت کرے جب اپنی نماز ختم کر چکے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: امام کو حدث ہوا اور پیشتر سہو بھی واقع ہو چکا ہے اور اس نے خلیفہ بنایا تو خلیفہ سجدۂ سہو کرے اور اگر خلیفہ کو بھی حالتِ خلافت میں سہو ہوا تو وہی سجدے کافی ہیں اور اگر امام سے تو سہو نہ ہوا مگر خلیفہ سے اس حالت میں سہو ہوا تو امام پر بھی سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر خلیفہ کا سہو خلافت سے پہلے ہو تو سجدہ واجب نہیں نہ اس پر نہ امام پر۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: جس پر سجدۂ سہو واجب ہے اگر سہو ہونا یاد نہ تھا اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو ابھی نماز سے باہر نہ ہوا بشرطیکہ سجدۂ سہو کر لے، لہٰذا جب تک کلام یا حدث عمد، یا مسجد سے خروج یا اور کوئی فعل منافی نماز نہ کیا ہو اسے حکم ہے کہ سجدہ کر لے اور اگر سلام کے بعد سجدۂ سہو نہ کیا تو سلام پھیرنے کے وقت سے نماز سے باہر ہو گیا، لہٰذا سلام پھیرنے کے بعد اگر کسی نے اقتدا کی اور امام نے سجدۂ سہو کر لیا تو اقتدا صحیح ہے اور سجدہ نہ کیا تو صحیح نہیں اور اگر یاد تھا کہ سہو ہوا ہے اور بہ نیت قطع سلام پھیر دیا تو سلام پھیرتے ہی نماز سے باہر گیا اور سجدۂ سہو نہیں کر سکتا، اعادہ کرے اور اگر اس نے غلطی سے سجدہ کیا اور اس میں کوئی شریک ہو تو اقتدا صحیح نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: سجدۂ تلاوت باقی تھا یا قعدۂ اخیرہ میں تشہد نہ پڑھا تھا مگر بقدر تشہد بیٹھ چکا تھا اور یہ یاد ہے کہ سجدۂ تلاوت یا تشہد باقی ہے مگر قصداً سلام پھیر دیا تو سجدہ ساقط ہو گیا اور نماز سے باہر ہو گیا، نماز فاسد نہ ہوئی کہ تمام ارکان ادا کر چکا ہے مگر بوجہ ترک واجب مکروہ تحریمی ہوئی۔ یوہیں اگر اس کے ذمہ سجدۂ سہو و سجدۂ تلاوت ہیں اور دونوں یاد ہیں یا صرف سجدۂ تلاوت یاد ہے اور قصداً سلام پھیر دیا تو دونوں ساقط ہو گئے اگر سجدۂ نماز و سجدۂ سہو دونوں باقی تھے یا صرف سجدۂ نماز رہ گیا تھا اور سجدۂ نماز یاد ہوتے ہوئے سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی اور اگر سجدۂ نماز و سجدۂ تلاوت باقی تھے اور سلام پھیرتے وقت دونوں یاد تھے یا ایک جب بھی نماز فاسد ہو گئی۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹: سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت باقی تھا یا سجدۂ سہو کرنا تھا اور بھول کر سلام پھیرا تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہوا کر لے اور میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہوا یا آگے کو سجدہ کی جگہ سے نہ گزرا کر لے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: رکوع میں یاد آیا کہ نماز کا کوئی سجدہ رہ گیا ہے اور وہیں سے سجدہ کو چلا گیا یا سجدہ میں یاد آیا اور سر اٹھا کر وہ

---

1. "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۲۸.
2. المرجع السابق، ص۱۳۰.
3. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷۳.
4. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷۳.
5. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷٤.

سجدہ کر لیا تو بہتر یہ ہے کہ اس رکوع وسجود کا اعادہ کرے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس وقت نہ کیا بلکہ آخر نماز میں کیا تو اس رکوع و سجود کا اعادہ نہیں سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶۱: ظہر کی نماز پڑھتا تھا اور یہ خیال کر کے کہ چار پوری ہوگئیں دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار پوری کرلے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر یہ گمان کیا کہ مجھ پر دو ہی رکعتیں ہیں، مثلاً اپنے کو مسافر تصور کیا یا یہ گمان ہوا کہ نماز جمعہ ہے یا نیا مسلمان ہے سمجھا کہ ظہر کے فرض دو ہی ہیں یا نماز عشا کو تراویح تصور کیا تو نماز جاتی رہی۔ یوہیں اگر کوئی رکن فوت ہوگیا اور یاد ہوتے ہوئے سلام پھیر دیا، تو نماز گئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۲: جس کو شمار رکعت میں شک ہو، مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کر کے توڑ دے یا غالب گمان کے بموجب پڑھ لے مگر بہر صورت اس نماز کو سرے سے پڑھے محض توڑنے کی نیت کافی نہیں اور اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر غالب گمان کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے ورنہ کم کی جانب کو اختیار کرے یعنی تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے، دو اور تین میں شک ہو تو دو، وعلیٰ ھذا القیاس اور تیسری چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدہ کے بعد سجدۂ سہو کر کے سلام پھیرے اور گمان غالب کی صورت میں سجدۂ سہو نہیں مگر جبکہ سوچنے میں بقدر ایک رکن کے وقفہ کیا ہو تو سجدۂ سہو واجب ہوگیا۔[3] (ہدایہ وغیرہا)

مسئلہ ۶۳: نماز پوری کرنے کے بعد شک ہوا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا مگر اس میں شک ہے کہ وہ کیا ہے تو پھر سے پڑھنا فرض ہے۔[4] (فتح، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۴: ظہر پڑھنے کے بعد ایک عادل شخص نے خبر دی کہ تین رکعتیں پڑھیں تو اعادہ کرے اگرچہ اس کے خیال میں یہ خبر غلط ہو اور اگر کہنے والا عادل نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں اور اگر مصلّی کو شک ہو اور دو عادل نے خبر دی تو ان کی خبر پر عمل کرنا ضروری ہے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۵: اگر تعداد رکعات میں شک نہ ہو مگر خود اس نماز کی نسبت شک ہے مثلاً ظہر کی دوسری رکعت میں شک ہوا

---

1 ..... "الدرالمختار و رد المحتار"، کتاب الصلاة، المسائل الاثنا عشریة، ج۲، ص٤٤٤.

2 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص٦٧٤.

3 ..... "الهداية"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۱، ص٧٦، وغيرها.

4 ..... "فتح القدير"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۱، ص٤٥٢.
و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود السهو، ج۲، ص٦٧٥.

5 ..... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في سجود السهو، ج۱، ص١٣١، وغيره.

کہ یہ عصر کی نماز پڑھتا ہوں اور تیسری میں نفل کا شبہ ہوا اور چوتھی میں ظہر کا تو ظہر ہی ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: تشہد کے بعد یہ شک ہوا کہ تین ہوئیں یا چار اور ایک رُکن کی قدر خاموش رہا اور سوچتا رہا، پھر یقین ہوا کہ چار ہوگئیں تو سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر ایک طرف سلام پھیرنے کے بعد ایسا ہوا تو کچھ نہیں اور اگر اسے حدث ہوا اور وضو کرنے گیا تھا کہ شک واقع ہوا اور سوچنے میں وضو سے کچھ دیر تک رُک رہا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۷: یہ شک واقع ہوا کہ اس وقت کی نماز پڑھی یا نہیں، اگر وقت باقی ہے اعادہ کرے ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۸: شک کی سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور غلبۂ ظن میں نہیں مگر جب کہ سوچنے میں ایک رُکن کا وقفہ ہوگیا تو واجب ہوگیا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۶۹: بے وضو ہونے یا مسح نہ کرنے کا یقین ہوا اور اسی حالت میں ایک رُکن ادا کرلیا تو سرے سے نماز پڑھے اگرچہ پھر یقین ہوا کہ وضو تھا اور مسح کیا تھا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: نماز میں شک ہوا کہ مقیم ہے یا مسافر تو چار پڑھے اور دوسری کے بعد قعدہ ضروری ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۱: وتر میں شک ہوا کہ دوسری ہے یا تیسری تو اس میں قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی قنوت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷۲: امام نماز پڑھا رہا ہے دوسری میں شک ہوا کہ پہلی ہے یا دوسری یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہوجاؤں بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں حرج نہیں اور سجدۂ سہو واجب نہ ہوا۔[8] (عالمگیری)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷۶.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۲۸.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۳۰.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود السھو، ج۲، ص۶۷۸.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاۃ، الباب الثاني عشر في سجود السھو، ج۱، ص۱۳۱.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق، وغیرہ.

8 ...... المرجع السابق.

نمازِ مریض کا بیان

حدیث ۱ حدیث میں ہے، عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: ''کھڑے ہو کر پڑھو، اگر استطاعت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو لیٹ کر، اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی کہ اس کی وسعت ہو۔'' [1] اس حدیث کو مسلم کے سوا جماعت محدثین نے روایت کیا۔

حدیث ۲ بزار مسند میں اور بیہقی معرفہ میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے، دیکھا کہ تکیہ پر نماز پڑھتا ہے یعنی سجدہ کرتا ہے اسے پھینک دیا، اس نے ایک لکڑی لی کہ اس پر نماز پڑھے، اسے بھی لے کر پھینک دیا اور فرمایا: زمین پر نماز پڑھے اگر استطاعت ہو، ورنہ اشارہ کرے اور سجدہ کو رکوع سے پست کرے۔ [2]

مسئلہ ۱ جو شخص بوجہ بیماری کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے ضرر لاحق ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے قطرہ آئے گا یا بہت شدید درد نا قابلِ برداشت پیدا ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔ [3] (درمختار) اس کے متعلق بہت سے مسائل فرائضِ نماز میں مذکور ہوئے۔

مسئلہ ۲ اگر اپنے آپ بیٹھ بھی نہیں سکتا مگر لڑکا یا غلام یا خادم یا کوئی اجنبی شخص وہاں ہے کہ بٹھا دے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے یہ بھی نہ ہو سکے تو لیٹ کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنا ممکن ہو تو لیٹ کر نماز نہ ہوگی۔ [4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں بلکہ مریض پر جس طرح آسانی ہو اس طرح بیٹھے۔ ہاں دو زانو بیٹھنا آسان ہو یا دوسری طرح بیٹھنے کے برابر ہو تو دو زانو بہتر ہے ورنہ جو آسان ہو اختیار کرے۔ [5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴ نفل نماز میں تھک گیا تو دیوار یا عصا پر ٹیک لگانے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے اور بیٹھ کر پڑھنے میں

---

1 ... "نصب الراية" للزيلعي، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۱۷۷۔ ۱۷۸.

2 ... "معرفة السنن والآثار" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، الحديث: ۱۰۸۳، ج۲، ص۱۴۰.

3 ... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۸۱.

4 ... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج۱، ص۱۳۶.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۸۲.

5 ... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج۱، ص۱۳۶، وغيره.

کچھ حرج نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵: چار رکعت والی نماز بیٹھ کر پڑھی، قعدۂ اخیرہ کے موقع پر تشہد پڑھنے سے پہلے قراءت شروع کر دی اور رکوع بھی کیا تو اس کا وہی حکم ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھنے والا چوتھی کے بعد کھڑا ہو جاتا، لہٰذا اس نے جب تک پانچویں کا سجدہ نہ کیا ہو تشہد پڑھے اور سجدۂ سہو کرے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا تو نماز جاتی رہی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: بیٹھ کر پڑھنے والا دوسری کے سجدہ سے اٹھا اور قیام کی نیت کی مگر قراءت سے پہلے یاد آ گیا تو تشہد پڑھے اور نماز ہوگئی اور سجدۂ سہو بھی نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مریض نے بیٹھ کر نماز پڑھی چوتھی کے سجدہ سے اٹھا تو یہ گمان کر کے کہ تیسری ہے قراءت کی اور اشارہ سے رکوع و سجود کیا نماز جاتی رہی اور دوسری کے سجدہ کے بعد یہ گمان کر کے کہ دوسری ہے قراءت شروع کی پھر یاد آیا تو تشہد کی طرف عود نہ کرے بلکہ پوری کرے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع و سجود نہیں کر سکتا یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے کہ سجدہ کرنے سے بہے گا تو بھی بیٹھ کر اشارہ سے پڑھ سکتا ہے بلکہ یہی بہتر ہے اور اس صورت میں یہ بھی کر سکتا ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے اور رکوع کے لیے اشارہ کرے یا رکوع پر قادر ہو تو رکوع کرے پھر بیٹھ کر سجدہ کے لیے اشارہ کرے۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: اشارہ کی صورت میں سجدہ کا اشارہ رکوع سے پست ہونا ضروری ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ سر کو بالکل زمین سے قریب کر دے سجدہ کے لیے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ خود اسی نے وہ چیز اٹھائی ہو یا دوسرے نے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: اگر کوئی چیز اٹھا کر اس پر سجدہ کیا اور سجدہ میں بہ نسبت رکوع کے زیادہ سر جھکایا، جب بھی سجدہ ہو گیا مگر گنہگار ہوا اور سجدہ کے لیے زیادہ سر نہ جھکایا تو ہوا ہی نہیں۔[7] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۹۰.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج۱، ص۱۳۷.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص۱۳۶، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۸٤.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۸۵. وغيره

7 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج۱، ص۱۳۶.

مسئلہ ۱۱: اگر کوئی اونچی چیز زمین پر رکھی ہوئی ہے اُس پر سجدہ کیا اور رکوع کے لیے صرف اشارہ نہ ہوا بلکہ پیٹھ بھی جھکائی تو صحیح ہے بشرطیکہ سجدہ کے شرائط پائے جائیں مثلاً اس چیز کا سخت ہونا جس پر سجدہ کیا کہ اس قدر پیشانی دب گئی ہو کہ پھر دبانے سے نہ دبے اور اس کی اونچائی بارہ اُنگل سے زیادہ نہ ہو۔ ان شرائط کے پائے جانے کے بعد حقیقۃً رکوع وسجود پائے گئے، اشارہ سے پڑھنے والا اسے نہ کہیں گے اور کھڑا ہو کر پڑھنے والا اس کی اقتدا کرسکتا ہے اور یہ شخص جب اس طرح رکوع وسجود کرسکتا ہے اور قیام پر قادر ہے تو اس پر قیام فرض ہے یا اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہوگیا تو جو باقی ہے اسے کھڑے ہو کر پڑھنا فرض ہے لہٰذا جو شخص زمین پر سجدہ نہیں کرسکتا مگر شرائط مذکورہ کے ساتھ کوئی چیز زمین پر رکھ کر سجدہ کرسکتا ہے، اس پر فرض ہے کہ اسی طرح سجدہ کرے اشارہ جائز نہیں اور اگر وہ چیز جس پر سجدہ کیا ایسی نہیں تو حقیقۃً سجود نہ پایا گیا بلکہ سجدہ کے لیے اشارہ ہوا لہٰذا کھڑا ہونے والا اس کی اقتدا نہیں کرسکتا اور اگر یہ شخص اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہوا تو سرے سے پڑھے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: پیشانی میں زخم ہے کہ سجدہ کے لیے ماتھا نہیں لگا سکتا تو ناک پر سجدہ کرے اور ایسا نہ کیا بلکہ اشارہ کیا تو نماز نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: اگر مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھے، خواہ داہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو مونھ کرے خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے مگر پاؤں نہ پھیلائے، کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونچا کرلے کہ مونھ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اگر سر سے اشارہ بھی نہ کرسکے تو نماز ساقط ہے، اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارہ سے پڑھے پھر اگر چھ وقت اسی حالت میں گزر گئے تو ان کی قضا بھی ساقط، فدیہ کی بھی حاجت نہیں ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارہ سے پڑھ سکے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: مریض اگر قبلہ کی طرف نہ اپنے آپ مونھ کرسکتا ہے نہ دوسرے کے ذریعہ سے تو ویسے ہی پڑھ لے اور صحت کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں اور اگر کوئی شخص موجود ہے کہ اس کے کہنے سے قبلہ رُو کردے گا مگر اس نے اس سے نہ کہا تو نہ ہوئی، اشارہ سے جو نمازیں پڑھی ہیں صحت کے بعد ان کا بھی اعادہ نہیں۔ یوہیں اگر زبان بند ہوگئی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨٥، ٦٨٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج١، ص١٣٦.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨٦، وغيره.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج٢، ص٦٨٧، وغيره.

پھر زبان کھل گئی تو ان نمازوں کا اعادہ نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: مریض اس حالت کو پہنچ گیا کہ رکوع و سجود کی تعداد یاد نہیں رکھ سکتا تو اس پر ادا ضروری نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: تندرست شخص نماز پڑھ رہا تھا، اثنائے نماز میں ایسا مرض پیدا ہوگیا کہ ارکان کی ادا پر قدرت نہ رہی تو جس طرح ممکن ہو بیٹھ کر لیٹ کر نماز پوری کرلے، سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھ رہا تھا، اثنائے نماز میں قیام پر قادر ہوگیا تو جو باقی ہے کھڑا ہو کر پڑھے اور اشارہ سے پڑھتا تھا اور نماز ہی میں رکوع و سجود پر قادر ہوگیا تو سرے سے پڑھے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۹: رکوع و سجود پر قادر نہ تھا کھڑے یا بیٹھے نماز شروع کی رکوع و سجود کے اشارہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ اچھا ہوگیا تو اسی نماز کو پورا کرے سرے سے پڑھنے کی حاجت نہیں اور اگر لیٹ کر نماز شروع کی تھی اور اشارہ سے پہلے کھڑے یا بیٹھ کر رکوع و سجود پر قادر ہوگیا تو سرے سے پڑھے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: چلتی ہوئی کشتی یا جہاز میں بلا عذر بیٹھ کر نماز صحیح نہیں بشرطیکہ اتر کر خشکی میں پڑھ سکے اور زمین پر بیٹھ گئی ہو تو اترنے کی حاجت نہیں اور کنارے پر بندھی ہو اور اتر سکتا ہو تو اتر کر خشکی میں پڑھے ورنہ کشتی ہی میں کھڑے ہو کر اور بیچ دریا میں لنگر ڈالے ہوئے ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں، اگر ہوا کے تیز جھونکے لگتے ہوں کہ کھڑے ہونے میں چکر کا غالب گمان ہو اور اگر ہوا سے زیادہ حرکت نہ ہو تو بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے اور کشتی پر نماز پڑھنے میں قبلہ رُو ہونا لازم ہے اور جب کشتی گھوم جائے تو نمازی بھی گھوم کر قبلہ کو موں ہ کرلے اور اگر اتنی تیز گردش ہو کہ قبلہ کو مونھ کرنے سے عاجز ہے تو اس وقت ملتوی رکھے ہاں اگر وقت جاتا دیکھے تو پڑھ لے۔[6] (غنیہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جنون یا بے ہوشی اگر پورے چھ وقت کو گھیر لے تو ان نمازوں کی قضا بھی نہیں، اگرچہ بے ہوشی آدمی یا درندے کے خوف سے ہو اور اس سے کم ہو تو قضا واجب ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۸.

2 ...... "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۸.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الرابع عشر في صلاۃ المریض، ج ۱، ص ۱۳۷.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۹.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۸۹.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، مطلب في الصلاۃ في السفینۃ، ج ۲، ص ۶۹۰.

7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المریض، ج ۲، ص ۶۹۲.

مسئلہ ۲۲: اگر کسی کسی وقت ہوش ہو جاتا ہے تو اس کا وقت مقرر ہے یا نہیں اگر وقت مقرر ہے اور اس سے پہلے پورے چھ وقت نہ گزرے تو قضا واجب اور وقت مقرر نہ ہو بلکہ دفعۃً ہوش ہو جاتا ہے پھر وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اس افاقہ کا اعتبار نہیں یعنی سب بے ہوشیاں متصل سمجھی جائیں گی۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۳: شراب یا بھنگ پی اگرچہ دوا کی غرض سے اور عقل جاتی رہی تو قضا واجب ہے اگرچہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانہ تک ہو۔ یوہیں اگر دوسرے نے مجبور کر کے شراب پلا دی جب بھی قضا مطلقاً واجب ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۴: سوتا رہا جس کی وجہ سے نماز جاتی رہی تو قضا فرض ہے اگرچہ نیند پورے چھ وقت کو گھیر لے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: اگر یہ حالت ہو کہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ رکھے تو کھڑے ہو کر پڑھ سکے گا تو روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: مریض نے وقت سے پہلے نماز پڑھ لی اس خیال سے کہ وقت میں نہ پڑھ سکے گا تو نماز نہ ہوئی اور بغیر قراءت بھی نہ ہوگی مگر جبکہ قراءت سے عاجز ہو تو ہو جائے گی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: عورت بیمار ہو تو شوہر پر فرض نہیں کہ اسے وضو کرا دے اور غلام بیمار ہو تو وضو کرا دینا مولیٰ کے ذمہ ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: چھوٹے سے خیمہ میں ہے کہ کھڑا نہیں ہو سکتا اور باہر نکلتا ہے تو مینھ[7] اور کیچڑ ہے تو بیٹھ کر پڑھے۔ یوہیں کھڑے ہونے میں دشمن کا خوف ہے تو بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: بیمار کی نمازیں قضا ہو گئیں اب اچھا ہو کر انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو ویسے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اس طرح نہیں پڑھ سکتا جیسے بیماری میں پڑھتا مثلاً بیٹھ کر یا اشارہ سے اگر اسی طرح پڑھیں تو نہ ہوئیں اور صحت کی حالت میں

---

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۹۲.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج۱، ص۱۳۷.

2 ..... المرجع السابق.

3 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المريض، ج۲، ص۶۹۲.

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج۱، ص۱۳۸.

5 ..... المرجع السابق.

6 ..... المرجع السابق.

7 ..... یعنی بارش۔

8 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المريض، ج۱، ص۱۳۸.

قضا ہوئیں بیماری میں انھیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے ہو جائیں گی، صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: پانی میں ڈوب رہا ہے اگر اس وقت بھی بغیر عملِ کثیر اشارے سے پڑھ سکتا ہے مثلاً تیراک ہے یا لکڑی وغیرہ کا سہارا پا جائے تو پڑھنا فرض ہے، ورنہ معذور ہے بچ جائے تو قضا پڑھے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: آنکھ بنوائی اور طبیب حاذق مسلمان مستور نے لیٹے رہنے کا حکم دیا تو لیٹ کر اشارے سے پڑھے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: مریض کے نیچے نجس بچھونا بچھا ہے اور حالت یہ ہو کہ بدلا بھی جائے تو نماز پڑھتے پڑھتے بقدر مانع ناپاک ہو جائے تو اسی پر نماز پڑھے۔ یوہیں اگر بدلا جائے تو اس قدر جلد نجس نہ ہوگا مگر بدلنے میں اسے شدید تکلیف ہوگی تو اسی نجس ہی پر پڑھ لے۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

تنبیہ ضروری: مسلمان اس باب کے مسائل کو دیکھیں تو انھیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ شرع مطہرہ نے کسی حالت میں بھی سوا بعض نادر صورتوں کے نماز معاف نہیں کی بلکہ یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو پڑھے۔ آج کل جو بڑے نمازی کہلاتے ہیں ان کی یہ حالت دیکھی جارہی ہے کہ بخار آیا ذرا شدت ہوئی نماز چھوڑ دی شدت کا درد ہوا نماز چھوڑ دی کوئی پھڑیا نکل آئی نماز چھوڑ دی، یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ دردِ سر و زکام میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں حالانکہ جب تک اشارے سے بھی پڑھ سکتا ہو اور نہ پڑھے تو انھیں وعیدوں کا مستحق ہے جو شروع کتاب میں تارک الصلوۃ کے لیے احادیث سے بیان ہوئیں، والعیاذ باللہ تعالٰی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُقِیْمِی الصَّلٰوۃِ وَمِنْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا وَّ ارْزُقْنَا اتِّبَاعَ شَرِیْعَۃِ حَبِیْبِکَ الْکَرِیْمِ عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالتَّسْلِیْمِ اٰمِیْن.[5]

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المریض، ج۱، ص۱۳۸.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المریض، مطلب في الصلاة في السفینة، ج۲، ص۶۹۳.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الرابع عشر في صلاة المریض، ج۱، ص۱۳۷.

5 ...... اے اللہ (عزوجل)! تو ہم کو نماز قائم کرنے والوں میں اور زندگی اور مرنے کے بعد اچھے نماز والوں میں کر اور اپنے حبیب کریم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی شریعت کی پیروی اور روزی کر، ان پر بہتر درود و سلام، آمین۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ''جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے، شیطان ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے، ہائے بربادی میری! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا، اس نے سجدہ کیا، اس کے لیے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا، میرے لیے دوزخ ہے۔'' [1]

مسئلہ ۱: سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) سورۂ اعراف کی آخر آیت

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ یَسْجُدُوْنَ۩ ﴾ [2]

(۲) سورۂ رعد میں یہ آیت

﴿ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ ظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ۩ ﴾ [3]

(۳) سورۂ نحل میں یہ آیت

﴿ وَ لِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ۝ ﴾ [4]

(۴) سورۂ بنی اسرائیل میں یہ آیت

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا یُتْلٰى عَلَیْهِمْ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا۝ وَّ یَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا۝ وَ یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ یَبْكُوْنَ وَ یَزِیْدُهُمْ خُشُوْعًا۩ ﴾ [5]

(۵) سورۂ مریم میں یہ آیت

﴿ اِذَا تُتْلٰى عَلَیْهِمْ اٰیٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِیًّا۩ ﴾ [6]

(۶) سورۂ حج میں پہلی جگہ جہاں سجدہ کا ذکر ہے یعنی یہ آیت

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الإیمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ، الحدیث: ۸۱، ص۵۶.

2 ...... پ۹، الاعراف: ۲۰۶.

3 ...... پ۱۳، الرعد: ۱۵.

4 ...... پ۱٤، النحل: ٤۹.

5 ...... پ۱۵، بنی اسرآءیل: ۱۰۷ ـ ۱۰۹.

6 ...... پ۱٦، مریم: ۵۸.

﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِؕ وَ كَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُؕ وَ مَنْ یُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍؕ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۩﴾ [1]

(۷) سورۂ فرقان میں یہ آیت

﴿ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ۩﴾ [2]

(۸) سورۂ نمل میں یہ آیت

﴿ اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ یَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۩﴾ [3]

(۹) سورۂ الم تنزیل میں یہ آیت

﴿ اِنَّمَا یُؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا یَسْتَكْبِرُوْنَ ۩﴾ [4]

(۱۰) سورۂ ص میں یہ آیت

﴿ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَؕ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ۝﴾ [5]

(۱۱) سورۂ حم السجدۃ میں آیت

﴿ وَ مِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا یَسْــٴَـمُوْنَ ۩﴾ [6]

(۱۲) سورۂ نجم میں

﴿ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ۩﴾ [7]

---

1 ...... پ۱۷، الحج: ۱۸.

2 ...... پ۱۹، الفرقان: ۶۰.

3 ...... پ۱۹، النمل: ۲۵ ۔ ۲۶.

4 ...... پ۲۱، السجدۃ: ۱۵.

5 ...... پ۲۳، ص: ۲۴ ۔ ۲۵.

6 ...... پ۲۴، حٰمٓ السجدۃ: ۳۷ ۔ ۳۸.

7 ...... پ۲۷، النجم: ۶۲.

(۱۳) سورۂ انشقاق میں آیت

﴿ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ اِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۩ ﴾ [1]

(۱۴) سورۂ اقراء میں آیت ﴿ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩ ﴾ [2]

مسئلہ ۲: آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سُن سکے، سننے والے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بالقصد سنی ہو بلاقصد سُننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ [3] (ہدایہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۳: سجدہ واجب ہونے کے لیے پوری آیت پڑھنا ضروری نہیں بلکہ وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادہ پایا جاتا ہے اور اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھنا کافی ہے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: اگر اتنی آواز سے آیت پڑھی کہ سن سکتا تھا مگر شوروغل یا بہرے ہونے کی وجہ سے نہ سنی تو سجدہ واجب ہوگیا اور اگر محض ہونٹ ہلے آواز پیدا نہ ہوئی تو واجب نہ ہوا۔ [5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵: قاری نے آیت پڑھی مگر دوسرے نے نہ سُنی تو اگرچہ اسی مجلس میں ہو اس پر سجدہ واجب نہ ہوا، البتہ نماز میں امام نے آیت پڑھی تو مقتدیوں پر واجب ہوگیا، اگرچہ نہ سنی ہو بلکہ اگرچہ آیت پڑھتے وقت وہ موجود بھی نہ تھا، بعد پڑھنے کے سجدہ سے پیشتر شامل ہوا اور اگر امام سے آیت سنی مگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا تو امام کا سجدہ اس کے لیے بھی ہے اور دوسری رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدہ کرے۔ یوہیں اگر شامل ہی نہ ہوا جب بھی سجدہ کرے۔ [6] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... پ ۳۰، الانشقاق: ۲۰ ۔ ۲۱. 2 ...... پ ۳۰، العلق: ۱۹.

"الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۲.

3 ...... "الهداية"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۱، ص ۷۸.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۴، وغيرهما.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۴.

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: سجدہ واجب ہونے کے لئے پوری آیت پڑھنا ضروری ہے لیکن بعض عُلَمائے مُتأخِّرین کے نزدیک وہ لفظ جس میں سجدہ کا مادّہ پایا جاتا ہے اس کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ ملا کر پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے لہٰذا احتیاط یہی ہے کہ دونوں صورتوں میں سجدۂ تلاوت کیا جائے۔ (فتاوی رضویہ، ج ۸، ص ۲۲۳-۲۳۳ مُلَخَّصاً).

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۲.

6 ...... المرجع السابق، ص ۱۳۳. و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۶۹۶.

مسئلہ ۶: سورۂ حج کی آخر آیت جس میں سجدہ کا ذکر ہے اس کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں کہ اس میں سجدے سے مراد نماز کا سجدہ ہے، البتہ اگر شافعی المذہب امام کی اقتدا کی اور اس نے اس موقع پر سجدہ کیا تو اس کی متابعت میں مقتدی پر بھی واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: امام نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا تو مقتدی بھی اس کی متابعت میں سجدہ نہ کرے گا، اگرچہ آیت سُنی ہو۔[2] (غنیہ)

مسئلہ ۸: مقتدی نے آیت سجدہ پڑھی تو نہ خود اس پر سجدہ واجب ہے نہ امام پر نہ اور مقتدیوں پر نہ نماز میں نہ بعد میں، البتہ اگر دوسرے نمازی نے کہ اس کے ساتھ نماز میں شریک نہ تھا آیت سُنی خواہ وہ منفرد ہو یا دوسرے امام کا مقتدی یا دوسرا امام ان پر بعد نماز سجدہ واجب ہے۔ یوہیں اس پر واجب ہے جو نماز میں نہ ہو۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جو شخص نماز میں نہیں اور آیت سجدہ پڑھی اور نمازی نے سُنی تو بعد نماز سجدہ کرے نماز میں نہ کرے اور نماز ہی میں کرلیا تو کافی نہ ہوگا، بعد نماز پھر کرنا ہوگا مگر نماز فاسد نہ ہوگی ہاں اگر تلاوت کرنے والے کے ساتھ سجدہ کیا اور اتباع کا قصد بھی کیا تو نماز جاتی رہی۔[4] (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جو شخص نماز میں نہ تھا آیت سجدہ پڑھ کر نماز میں شامل ہوگیا تو سجدہ ساقط ہوگیا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: رکوع یا سجود میں آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہوگیا اور اسی رکوع یا سجود سے ادا بھی ہوگیا اور تشہد میں پڑھی تو سجدہ واجب ہوگیا لہٰذا سجدہ کرے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: آیت سجدہ پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے کہ وہ وجوب نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اسے حکم ہو، لہٰذا اگر کافر یا مجنون یا نابالغ یا حیض و نفاس والی عورت نے آیت پڑھی تو ان پر سجدہ واجب نہیں اور مسلمان عاقل بالغ

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۶۹۵۔۶۹۷.

2 ...... "غنیۃ المتملي"، سجدۃ التلاوۃ، ص۵۰۰.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۳.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۶۹۷.

4 ...... "غنیۃ المتملي"، سجدۃ التلاوۃ، ص۵۰۰.

و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۳.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۶۹۸.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۶۹۸.

اہل نماز نے ان سے سُنی تو اس پر واجب ہوگیا اور جنون اگر ایک دن رات سے زیادہ نہ ہو تو مجنون پر پڑھنے یا سننے سے واجب ہے، بے وضو یا جنب نے آیت پڑھی یا سُنی تو سجدہ واجب ہے، نشہ والے نے آیت پڑھی یا سُنی تو سجدہ واجب ہے۔ یوہیں سوتے میں آیت پڑھی بعد بیداری اسے کسی نے خبر دی تو سجدہ کرے، نشہ والے یا سونے والے نے آیت پڑھی تو سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: عورت نے نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ حیض آگیا تو سجدہ ساقط ہوگیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: نفل پڑھنے والے نے آیت پڑھی اور سجدہ بھی کر لیا پھر نماز فاسد ہوگئی تو اس کی قضا میں سجدہ کا اعادہ نہیں اور نہ کیا تھا تو بیرونِ نماز کرے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۵: فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ واجب ہوگیا، سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے، البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے نامعلوم ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا اور آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: چند شخصوں نے ایک ایک حرف پڑھا کہ سب کا مجموعہ آیت سجدہ ہوگیا تو کسی پر سجدہ واجب نہ ہوا۔ یوہیں آیت کے ہجے کرنے یا ہجے سننے سے بھی واجب نہ ہوگا۔ یوہیں پرندے سے آیت سجدہ سُنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۷: آیت سجدہ پڑھنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہوگیا پھر مسلمان ہوا تو وہ سجدہ واجب نہ رہا۔[6] (عالمگیری)

---

1. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲.
   و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۰ ـ ۷۰۲.
2. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲.
3. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۶.
   و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲.
4. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۳.
5. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۲، ۱۳۳.
   و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۰۲.
6. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۳.

مسئلہ ۱۸: آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں۔[1] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۱۹: سجدۂ تلاوت کے لیے تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں مثلاً طہارت، استقبال قبلہ، نیت، وقت اس معنی پر کہ آگے آتا ہے ستر عورت، لہٰذا اگر پانی پر قادر ہے تیمم کرکے سجدہ کرنا جائز نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اس کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ فلاں آیت کا سجدہ ہے بلکہ مطلقاً سجدۂ تلاوت کی نیت کافی ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا مثلاً حدث عمد وکلام وقہقہہ۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: سجدہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے، پہلے پیچھے دونوں بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا سنت ہے اور کھڑے ہو کر سجدہ میں جانا اور سجدہ کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب۔[5] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ تلاوت کرنے والا آگے اور سننے والے اس کے پیچھے صف باندھ کر سجدہ کریں اور یہ بھی مستحب ہے کہ سامعین اس سے پہلے سر نہ اٹھائیں اور اگر اس کے خلاف کیا مثلاً اپنی اپنی جگہ پر سجدہ کیا اگرچہ تلاوت کرنے والے کے آگے یا اس سے پہلے سجدہ کیا یا سر اٹھالیا یا تلاوت کرنے والے نے اس وقت سجدہ نہ کیا اور سامعین نے کرلیا تو حرج نہیں اور تلاوت کرنے والے کا سجدہ فاسد ہو جائے تو ان کے سجدوں پر اس کا کچھ اثر نہیں کہ یہ حقیقۃً اقتدا نہیں، لہٰذا عورت نے اگر تلاوت کی تو مردوں کی امام یعنی سجدہ میں آگے ہو سکتی ہے اور عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو فاسد نہ ہوگا۔[6] (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: اگر سجدہ سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہوا یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ نہ کہا یا سُبْحٰنَ نہ پڑھا تو ہو جائے گا مگر تکبیر چھوڑنا

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٣.
و "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص٥٠٠.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٦٩٩. وغيره

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٦٩٩.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج٢، ص٦٩٩.

5 ...... المرجع السابق، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٥.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٤.
و "غنية المتملي"، سجدة التلاوة، ص٥٠١.

نہ چاہیے کہ سلف کے خلاف ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵ اگر تنہا سجدہ کرے تو سنت یہ ہے کہ تکبیر اتنی آواز سے کہے کہ خود سُن لے اور دوسرے لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں تو مستحب یہ ہے کہ اتنی آواز سے کہے کہ دوسرے بھی سنیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶ یہ جو کہا گیا کہ سجدۂ تلاوت میں سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھے یہ فرض نماز میں ہے اور نفل نماز میں سجدہ کیا تو چاہے یہ پڑھے یا اور دُعائیں جو احادیث میں وارد ہیں وہ پڑھے۔ مثلاً

سَجَدَ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ.[3] یا

اَللّٰهُمَّ اکْتُبْ لِیْ عِنْدَکَ بِهَا اَجْرًا وَّ ضَعْ عَنِّیْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِیْ عِنْدَکَ ذُخْرًا وَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِکَ دَاوٗدَ.[4] یا یہ کہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا[5]

اور اگر بیرون نماز ہو تو چاہے یہ پڑھے یا صحابہ و تابعین سے جو آثار مروی ہیں وہ پڑھے، مثلاً ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، وہ کہتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ سَجَدَ سَوَادِیْ وَبِکَ اٰمَنَ فُؤَادِیْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عِلْمًا یَّنْفَعُنِیْ وَعَمَلًا یَّرْفَعُنِیْ.[6] (غنیہ، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج ۱، ص ۱۳۵.
و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۰.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۰.

3 ...... ترجمہ: میرے چہرے نے سجدہ کیا اوس کے لیے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی اور اپنی طاقت و قوت سے کان اور آنکھ کی جگہ پھاڑی برکت والا ہے اللہ (عزوجل)! جو اچھا پیدا کرنے والا ہے۔۱۲

4 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اس سجدہ کی وجہ سے تو میرے لیے اپنے نزدیک ثواب لکھ اور اس کی وجہ سے مجھ سے گناہ کو دور کر اور اسے تو میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا اور اس کو تو مجھ سے قبول کر جیسا تو نے اپنے بندے داود علیہ السلام سے قبول کیا۔۱۲

5 ...... ترجمہ: پاک ہے ہمارا رب، بے شک ہمارے پروردگار کا وعدہ ہو کر رہے گا۔۱۲

6 ...... "غنیة المتملي"، سجدة التلاوة، ص ۵۰۲، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج ۲، ص ۷۰۰.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میرے جسم نے تجھے سجدہ کیا اور میرا دل تجھ پر ایمان لایا۔ اے اللہ! تو مجھ کو علم نافع اور عمل رافع روزی کر۔۱۲

مسئلہ ۲۷: سجدۂ تلاوت کے لیے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت نہ ہاتھ اٹھانا ہے اور نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔[1] (تنویر الابصار)

مسئلہ ۲۸: آیت سجدہ بیرون نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرلے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تنزیہی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: اُس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع کو یہ کہہ لینا مستحب ہے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ.[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: سجدۂ تلاوت نماز میں فوراً کرنا واجب ہے تاخیر کرے گا گنہگار ہوگا اور سجدہ کرنا بھول گیا تو جب تک حرمت نماز[4] میں ہے کرلے، اگرچہ سلام پھیر چکا ہو اور سجدۂ سہو کرے۔[5] (درمختار، ردالمحتار) تاخیر سے مراد تین آیت سے زیادہ پڑھ لینا ہے کم میں تاخیر نہیں مگر آخر سورت میں اگر سجدہ واقع ہے، مثلاً اِنْشَقَّتْ تو سورت پوری کر کے سجدہ کرے گا جب بھی حرج نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے بیرون نماز نہیں ہو سکتا۔ اور قصداً نہ کیا تو گنہگار ہوا توبہ لازم ہے بشرطیکہ آیت سجدہ کے بعد فوراً رکوع وسجود نہ کیا ہو، نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا پھر وہ نماز فاسد ہوگئی یا قصداً فاسد کی تو بیرون نماز سجدہ کرلے اور سجدہ کر لیا تھا تو حاجت نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: اگر آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کر کے سجدہ کیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو جائے گا۔[8] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ..... "تنویر الأبصار"، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۰.

2 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۳.

3 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۳.
ترجمہ: ہم نے سنا اور حکم مانا، تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں، اے پروردگار! اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔۱۲

4 ..... یعنی کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو منافی نماز ہے۔۱۲

5 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰٤.

6 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰٦۔۷۰۷.

7 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۵.

8 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۸.
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۳، ۱۳٤.

مسئلہ ۳۳: نماز کا سجدۂ تلاوت سجدہ سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور رکوع سے بھی، مگر رکوع سے جب ادا ہوگا کہ فوراً کرے فوراً نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے اور جس رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا کیا خواہ وہ رکوع رکوعِ نماز ہو یا اس کے علاوہ۔ اگر رکوعِ نماز ہے تو اس میں ادائے سجدہ کی نیت کر لے اور اگر خاص سجدہ ہی کے لیے یہ رکوع کیا تو اس رکوع سے اٹھنے کے بعد مستحب یہ ہے کہ دو تین آیتیں یا زیادہ پڑھ کر رکوعِ نماز کرے فوراً نہ کرے۔ اور اگر آیتِ سجدہ پر سورت ختم ہے اور سجدہ کے لیے رکوع کیا تو دوسری سورت کی آیتیں پڑھ کر رکوع کرے۔[1] (غنیہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۴: آیتِ سجدہ بیچ سورت میں ہے تو افضل یہ ہے کہ اسے پڑھ کر سجدہ کرے پھر کچھ اور آیتیں پڑھ کر رکوع کرے اور اگر سجدہ نہ کیا اور رکوع کر لیا اور اس رکوع میں ادائے سجدہ کی بھی نیت کر لی تو کافی ہے اور اگر نہ سجدہ کیا نہ رکوع کیا بلکہ سورت ختم کر کے رکوع کیا تو اگرچہ نیت کرے، ناکافی ہے اور جب تک نماز میں ہے سجدہ کی قضا کر سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۵: سجدہ پر سورت ختم ہے اور آیتِ سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا تو سجدہ سے اٹھنے کے بعد دوسری سورت کی کچھ آیتیں پڑھ کر رکوع کرے اور بغیر پڑھے رکوع کر دیا تو بھی جائز ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: اگر آیتِ سجدہ کے بعد ختم سورت میں دو تین آیتیں باقی ہیں تو چاہے فوراً رکوع کر دے یا سورت ختم کرنے کے بعد یا فوراً سجدہ کر لے پھر باقی آیتیں پڑھ کر رکوع میں جائے یا سورت ختم کر کے سجدہ میں جائے سب طرح اختیار ہے مگر اس صورتِ اخیرہ میں سجدہ سے اٹھ کر کچھ آیتیں دوسری سورت کی پڑھ کر رکوع کرے۔[4] (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۷: رکوع جاتے وقت سجدہ کی نیت نہیں کی بلکہ رکوع میں یا اٹھنے کے بعد کی تو یہ نیت کافی نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: تلاوت کے بعد امام رکوع میں گیا اور نیتِ سجدہ کر لی مگر مقتدیوں نے نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوا لہٰذا امام جب سلام پھیرے تو مقتدی سجدہ کر کے قعدہ کریں اور سلام پھیریں اور اس قعدہ میں تشہد واجب ہے اگر قعدہ نہ کیا تو نماز فاسد ہوگئی کہ قعدہ جاتا رہا یہ حکم جہری نماز کا ہے، سری میں چونکہ مقتدی کو علم نہیں لہٰذا معذور ہے اور اگر امام نے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی تو اسی سجدۂ نماز سے مقتدیوں کا بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا اگرچہ نیت نہ ہو، لہٰذا امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدہ کی نیت

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۶.
و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۳.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۳.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق. 5 ...... المرجع السابق.

نہ کرے کہ مقتدیوں نے اگر نیت نہ کی تو ان کا سجدہ ادا نہ ہوگا اور رکوع کے بعد جب امام سجدہ کرے گا تو اس سے سجدۂ تلاوت بہر حال ادا ہو جائے گا نیت کرے یا نہ کرے پھر نیت کی کیا حاجت۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: جہری نماز میں امام نے آیت سجدہ پڑھی تو سجدہ کرنا اولیٰ ہے اور سری میں رکوع کرنا کہ مقتدیوں کو دھوکا نہ لگے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: امام نے سجدۂ تلاوت کیا مقتدیوں کو رکوع کا گمان ہوا اور رکوع میں گئے تو رکوع توڑ کر سجدہ کریں اور جس نے رکوع اور ایک سجدہ کیا جب بھی ہو گیا اور اگر رکوع کر کے دو سجدے کر لیے تو اس کی نماز گئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴۱: مصلّی سجدۂ تلاوت بھول گیا رکوع یا سجدہ یا قعدہ میں یاد آیا تو اسی وقت سجدہ کر لے پھر جس رکن میں تھا اس کی طرف عود کرے یعنی رکوع میں تھا تو سجدہ کر کے رکوع میں واپس ہو علیٰ ہذا القیاس اور اگر اس رکن کا اعادہ نہ کیا جب بھی نماز ہوگئی۔[4] (عالمگیری) مگر قعدۂ اخیرہ کا اعادہ فرض ہے کہ سجدہ سے قعدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۴۲: ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سنا تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو۔ یوہیں اگر آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سنی جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: پڑھنے والے نے کئی مجلسوں میں ایک آیت بار بار پڑھی اور سننے والے کی مجلس نہ بدلی تو پڑھنے والا جتنی مجلسوں میں پڑھے گا اس پر اتنے ہی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والے پر ایک اور اگر اس کا عکس ہے یعنی پڑھنے والا ایک مجلس میں بار بار پڑھتا رہا اور سننے والے کی مجلس بدلتی رہی تو پڑھنے والے پر ایک سجدہ واجب ہوگا اور سننے والے پر اتنے جتنی مجلسوں میں سُنا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۴: مجلس میں آیت پڑھی یا سُنی اور سجدہ کر لیا پھر اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی یا سُنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔[7] (درمختار)

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۳.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۷.
2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۸.
3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۰۹.
4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳٤.
5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۲.
6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳٤.
7 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۲.

مسئلہ ۴۵: ایک مجلس میں چند بار آیت پڑھی یا سُنی اور آخر میں اتنی ہی بار سجدہ کرنا چاہے تو یہ بھی خلاف مستحب ہے بلکہ ایک ہی بار کرے، بخلاف دُرود شریف کے کہ نام اقدس لیا یا سنا تو ایک بار دُرود شریف واجب اور ہر بار مستحب۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: دو ایک لقمہ کھانے، دو ایک گھونٹ پینے، کھڑے ہو جانے، دو ایک قدم چلنے، سلام کا جواب دینے، دو ایک بات کرنے، مکان کے ایک گوشہ سے دوسرے کی طرف چلے جانے سے مجلس نہ بدلے گی، ہاں اگر مکان بڑا ہے جیسے شاہی محل تو ایسے مکان میں ایک گوشہ سے دوسرے میں جانے سے مجلس بدل جائے گی۔ کشتی میں ہے اور کشتی چل رہی ہے، مجلس نہ بدلے گی۔ ریل کا بھی یہی حکم ہونا چاہیے، جانور پر سوار ہے اور وہ چل رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے ہاں اگر سواری پر نماز پڑھ رہا ہے تو نہ بدلے گی، تین لقمے کھانے، تین گھونٹ پینے، تین کلمے بولنے، تین قدم میدان میں چلنے، نکاح یا خرید وفروخت کرنے، لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جائے گی۔[2] (عالمگیری، غنیہ، درمختار وغیرہا)

مسئلہ ۴۷: سواری پر نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ساتھ چل رہا ہے یا وہ بھی سوار ہے مگر نماز میں نہیں، ایسی حالت میں اگر آیت بار بار پڑھی تو اس پر ایک سجدہ واجب ہے اور ساتھ والے پر اتنے جتنی بار سُنا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: تانا تننا، نہر یا حوض میں تیرنا، درخت کی ایک شاخ سے دوسری پر جانا، ہل جوتنا، دائیں چلانا، چکی کے بیل کے پیچھے پھرنا، عورت کا بچہ کو دُودھ پلانا، ان سب صورتوں میں مجلس بدل جاتی ہے جتنی بار پڑھے گا یا سُنے گا اتنے سجدے واجب ہوں گے۔[4] (غنیہ، درمختار وغیرہما) یہی حکم کولو کے بیل کے پیچھے چلنے کا ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۴۹: ایک جگہ بیٹھے بیٹھے تانا تن رہا ہے تو مجلس بدل رہی ہے اگرچہ فتح القدیر میں اس کے خلاف لکھا، اس لیے کہ یہ عمل کثیر ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا قراءت، تسبیح، تہلیل، درس وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلے گا اور اگر

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۲، ۷۱۷.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳٤.

و "غنیة المتملي"، سجدۃ التلاوۃ، ص۵۰۳.

و "الدرالمختار" کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۲ ـ ۷۱٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱٦.

4 ...... المرجع السابق، ص۷۱٤.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱٦.

دونوں بار پڑھنے کے درمیان کوئی دنیا کا کام کیا مثلاً کپڑا سینا وغیرہ تو مجلس بدل گئی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۱: آیت سجدہ بیرونِ نماز تلاوت کی اور سجدہ کر کے پھر نماز شروع کی اور نماز میں پھر وہی آیت پڑھی تو اس کے لیے دوبارہ سجدہ کرے اور اگر پہلے نہ کیا تھا تو یہی اس کے بھی قائم مقام ہو گیا بشرطیکہ آیت پڑھنے اور نماز کے درمیان کوئی اجنبی فعل فاصل نہ ہو اور اگر نہ پہلے سجدہ کیا نہ نماز میں تو دونوں ساقط ہو گئے اور گنہگار ہوا توبہ کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۲: ایک رکعت میں بار بار وہی آیت پڑھی تو ایک ہی سجدہ کافی ہے، خواہ چند بار پڑھ کر سجدہ کیا یا ایک بار پڑھ کر سجدہ کیا پھر دوبارہ سہ بارہ آیت پڑھی۔ یوہیں اگر ایک نماز کی سب رکعتوں میں یا دو تین میں وہی آیت پڑھی تو سب کے لیے ایک سجدہ کافی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کر لیا پھر سلام کے بعد اسی مجلس میں وہی آیت پڑھی تو اگر کلام نہ کیا تھا تو وہی نماز والا سجدہ اس کے قائم مقام بھی ہے اور کلام کر لیا تھا تو دوبارہ سجدہ کرے اور اگر نماز میں سجدہ نہ کیا تھا پھر سلام پھیرنے کے بعد وہی آیت پڑھی تو ایک سجدہ کرے، نماز والا ساقط ہو گیا۔[4] (خانیہ، غنیہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کیا پھر بے وضو ہوا اور وضو کر کے بنا کی پھر وہی آیت پڑھی تو دوسرا سجدہ واجب نہ ہوا اور اگر بنا کے بعد دوسرے سے وہی آیت سُنی تو دوسرا واجب ہے اور یہ دوسرا سجدہ نماز کے بعد کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک مجلس میں سجدہ کی چند آیتیں پڑھیں تو اتنے ہی سجدے کرے ایک کافی نہیں۔[6] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۵۶: پوری سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ کے پڑھنے میں کراہت نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ دو ایک آیت پہلے یا بعد کی ملا لے۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۷: سامعین نے سجدہ کا تہیّہ کیا ہو اور سجدہ ان پر بار نہ ہو تو آیت بلند آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے ورنہ آہستہ اور

---

1. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱٦.
2. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۱.
3. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۵.
4. المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۲.
5. "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج۱، ص۱۳۵.
6. "شرح الوقاية"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۱، ص۲۳۲.
7. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج۲، ص۷۱۷، وغيره.

سامعین کا حال معلوم نہ ہو کہ آمادہ ہیں یا نہیں جب بھی آہستہ پڑھنا بہتر ہونا چاہیے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۸: آیت سجدہ پڑھی گئی مگر کام میں مشغولی کے سبب نہ سُنی تو اصح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہیں، مگر بہت سے علما کہتے ہیں کہ اگرچہ نہ سُنی سجدہ واجب ہوگیا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

فائدۂ اہم: جس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدہ کی سب آیتیں پڑھ کر سجدے کرے اللہ عزوجل اس کا مقصد پورا فرمادے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کرلے۔[3] (غنیہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۵۹: زمین پر آیت سجدہ پڑھی تو یہ سجدہ سواری پر نہیں کرسکتا مگر خوف کی حالت ہو تو ہوسکتا ہے اور سواری پر آیت پڑھی تو سفر کی حالت میں سواری پر سجدہ کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: مرض کی حالت میں اشارہ سے بھی سجدہ ادا ہوجائے گا۔ یوہیں سفر میں سواری پر اشارہ سے ہوجائے گا۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۶۱: جُمعہ وعیدین اور سِرّی نمازوں میں اور جس نماز میں جماعتِ عظیم ہو آیت سجدہ امام کو پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر آیت کے بعد فوراً رکوع وسجود کردے اور رکوع میں نیت نہ کرے تو کراہت نہیں۔[6] (غنیہ، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: منبر پر آیت سجدہ پڑھی تو خود اُس پر اور سننے والوں پر سجدہ واجب ہے اور جنھوں نے نہ سُنی ان پر نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: سجدۂ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا گمی ہوئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی یا مُسافر واپس آیا غرض کسی

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۸.

[2] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۸.

[3] ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، ج۲، ص۷۱۹.
و "غنیۃ المتملي"، سجدۃ التلاوۃ، ص۵۰۷، وغیرهما

[4] ...... "الفتاوی الهندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثالث عشر في سجود التلاوۃ، ج۱، ص۱۳۵.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ...... "غنیۃ المتملي"، سجدۃ التلاوۃ، ص۵۰۷.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، مطلب في سجدۃ الشکر، ج۲، ص۷۲۰.

[7] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب سجود التلاوۃ، مطلب في سجدۃ الشکر، ج۲، ص۷۲۰.

نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴ سجدہ بے سبب جیسا اکثر عوام کرتے ہیں نہ ثواب ہے، نہ مکروہ۔[2] (عالمگیری)

نمازِ مسافر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖۗ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ ﴾[3]

جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر اس کا گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو اگر خوف ہو کہ کافر تمھیں فتنہ میں ڈالیں گے۔

حدیث ۱ صحیح مسلم شریف میں ہے، یعلی بن امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے میں نے عرض کی، کہ اللہ عزوجل نے تو یہ فرمایا:

﴿ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖۗ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ ﴾[4]

اور اب تو لوگ امن میں ہیں (یعنی امن کی حالت میں قصر نہ ہونا چاہیے) فرمایا: اس کا مجھے بھی تعجب ہوا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے سوال کیا ارشاد فرمایا: یہ ایک صدقہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے تم پر تصدق فرمایا اس کا صدقہ قبول کرو۔[5]

حدیث ۲ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مروی، کہ حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منٰی میں دو رکعت نماز پڑھائی حالانکہ نہ ہماری اتنی زیادہ تعداد کبھی تھی نہ اس قدر امن۔"[6]

حدیث ۳ صحیحین میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذی الحلیفہ[7] میں عصر کی دو رکعتیں۔"[8]

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٦.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، مطلب في سجدة الشكر، ج٢، ص٧٢٠.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الثالث عشر في سجود التلاوة، ج١، ص١٣٦.

3 ...... پ٥، النسآء: ١٠١.

4 ...... پ٥، النسآء: ١٠١.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها، الحديث: ٦٨٦، ص٣٤٧.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب الصلاة بمنى، الحديث: ١٦٥٦، ج١، ص٥٥٤.

7 ...... مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام کا نام ہے، یہی اصح ہے۔ (مرقاۃ) ۱۲ منہ

8 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب من بات بذي الحليفة حتى أصبح، الحديث: ١٥٤٧، ج١، ص٥٢٠.

حدیث ۴: ترمذی شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضر وسفر دونوں میں نمازیں پڑھیں، حضر میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور اس کے بعد دو رکعت اور سفر میں ظہر کی دو اور اس کے بعد دو رکعت اور عصر کی دو۔ اور اس کے بعد کچھ نہیں اور مغرب کی حضر وسفر میں برابر تین رکعتیں، سفر وحضر کسی کی نماز مغرب میں قصر نہ فرماتے اور اس کے بعد دو رکعت۔ [1]

حدیث ۵: صحیحین میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں: ''نماز دو رکعت فرض کی گئی پھر جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ہجرت فرمائی تو چار فرض کر دی گئی اور سفر کی نماز اسی پہلے فرض پر چھوڑی گئی۔'' [2]

حدیث ۶: صحیح مسلم شریف میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: کہ ''اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانی حضر میں چار رکعتیں فرض کیں اور سفر میں دو اور خوف میں ایک [3] یعنی امام کے ساتھ۔'' [4]

حدیث ۷: ابن ماجہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز سفر کی دو رکعتیں مقرر فرمائیں اور یہ پوری ہے کم نہیں یعنی اگرچہ بظاہر دو رکعتیں کم ہوگئیں مگر ثواب میں یہ دو ہی چار کی برابر ہیں۔ [5]

مسائل فقہیہ

شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک جانے کے ارادہ سے بستی سے باہر ہوا۔ [6] (متون)

مسئلہ ۱: دن سے مراد سال کا سب میں چھوٹا دن اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کہ کھانے پینے، نماز اور دیگر ضروریات کے لیے ٹھہرنا تو ضرور ہی ہے، بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے اور تیسرے دن یوہیں کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے دوپہر کے بعد تک چلنے میں بھی برابر چلنا مراد نہیں بلکہ عادۃً جتنا آرام لینا چاہے اس قدر اس درمیان میں ٹھہرتا بھی جائے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز ہو نہ سست، خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستہ میں اسی حساب سے جو اس کے لیے

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ماجاء في التطوع في السفر، الحديث: ٥٥٢، ج٢، ص٧٦.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب مناقب الأنصار، باب التاريخ ... إلخ، الحديث: ٣٩٣٥، ج٢، ص٦٠٤.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب صلاة المسافرين و قصرها، الحديث: ٦٨٧، ص٣٤٧.

4 ...... یعنی امام کے ساتھ صرف ایک رکعت پڑھے گا اور ایک رکعت اکیلے۔

5 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات و السنة فيها، باب ماجاء في الوتر في السفر، الحديث: ١١٩٤، ج٢، ص٥٤.

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٨، ص٢٤٣.

مناسب ہوا اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی کہ ہوا نہ بالکل رُکی ہو نہ تیز۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۲: سال کا چھوٹا دن اس جگہ کا معتبر ہے جہاں دن رات معتدل ہوں یعنی چھوٹے دن کے اکثر حصہ میں منزل طے کر سکتے ہوں لہٰذا جن شہروں میں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے جیسے بلغار کہ وہاں بہت چھوٹا دن ہوتا ہے، لہٰذا وہاں کے دن کا اعتبار نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: کوس کا اعتبار نہیں کہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ۵۷ ۳/۸ میل ہے۔[3] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴: کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں ایک سے مسافت سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستہ سے یہ جائے گا اس کا اعتبار ہے، نزدیک والے راستے سے گیا تو مسافر نہیں اور دور والے سے گیا تو ہے، اگرچہ اس راستہ کے اختیار کرنے میں

---

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ١، ص ١٣٨.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ٢، ص ٧٢٤.

2 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ٢، ص ٧٢٥.

3 ..... بہارِ شریعت کے مطبوعہ نسخوں میں فتاویٰ رضویہ کے حوالے سے ۵۷ ۳/۸ میل مرقوم ہے، یہ کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ "فتاویٰ رضویہ" (جدید)، ج ۸، ص ۲۷۰، اور "فتاویٰ رضویہ" (قدیم)، ج ۳، ص ۶۶۹، میں مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے ساڑھے ستاون (۵۷ ۱/۲) میل لکھا ہے۔

فقیہ اعظم ہند علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی "نزھۃ القاری"، جلد 2، صفحہ 655 پر فرماتے ہیں: "مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے ظاہر مذہب کو اختیار فرما کر تین منزل کی یہ مسافت (ساڑھے ستاون میل) بیان فرمائی ہے۔ "جدالممتار" میں لکھتے ہیں:

والمعتاد المعهود في بلادنا أن كل مرحلة ١٢ كوس، وقد جربت مرارا كثيرة بمواضع شهيرة أن الميل الرائج في بلادنا خمسة أثمان كوس المعتبر ههنا، فاذا ضربت الاكواس في ٨، وقسم الحاصل على ٥ كانت أميال رحلة واحدة ١٩ـ١/٥، وأميال مسيرة ثلاثة أيام ٥٧ـ٣/٥ أعني ٦ـ٥٧.

("جدالممتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ١، ص ٣٥٩.)

ہمارے بلاد میں معتاد و معہود یہ ہے کہ ہر منزل بارہ کوس کی ہوتی ہے میں نے بار بار بکثرت مشہور جگہوں میں آزمایا ہے کہ اس وقت ہمارے بلاد میں جو میل رائج ہے۔ وہ ۵/۸ کوس ہے جب کوسوں کو ۸ میں ضرب دیں اور حاصل ضرب کو ۵ پر تقسیم کریں تو حاصل قسمت میل ہوگا، اب ایک منزل ۱۹ ۱/۵ میل کی ہوئی اور تین دن کی مسافت ۵۷ ۳/۵ میل یعنی ۵۷-۶ میل۔"

("نزهة القاري شرح صحيح البخاري"، ابواب تقصير الصلوة، ج ٢، ص ٦٦٥.)

اس کی کوئی غرض صحیح نہ ہو۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵ کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں، ایک دریا کا دوسرا خشکی کا ان میں ایک دو دن کا ہے دوسرا تین دن کا، تین دن والے سے جائے تو مسافر ہے ورنہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۶ تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہی ہے اور تین دن سے کم کے راستہ کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷ تین دن کی راہ کو کسی ولی نے اپنی کرامت سے بہت تھوڑے زمانہ میں طے کیا تو ظاہر یہی ہے کہ مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں مگر امام ابن ہمام نے اس کا مسافر ہونا مستبعد فرمایا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸ محض نیت سفر سے مسافر نہ ہوگا بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے شہر میں ہے تو شہر سے، گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹ فنائے شہر سے جو گاؤں متصل ہے شہر والے کے لیے اس گاؤں سے باہر ہو جانا ضرور نہیں۔ یوہیں شہر کے متصل باغ ہوں اگرچہ ان کے نگہبان اور کام کرنے والے ان میں رہتے ہوں ان باغوں سے نکل جانا ضروری نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ فنائے شہر یعنی شہر سے باہر جو جگہ شہر کے کاموں کے لیے ہو مثلاً قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، کوڑا پھینکنے کی جگہ اگر یہ شہر سے متصل ہو تو اس سے باہر ہو جانا ضروری ہے۔ اور اگر شہر و فنا کے درمیان فاصلہ ہو تو نہیں۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ١، ص١٣٨.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ٢، ص٧٢٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ١، ص١٣٨.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ١، ص١٣٩.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ٢، ص٧٢٦.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ٢، ص٧٢٦.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ٢، ص٧٢٢.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ٢، ص٧٢٢.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۱: آبادی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ جدھر جا رہا ہے اس طرف آبادی ختم ہو جائے اگرچہ اس کی محاذات میں دوسری طرف ختم نہ ہوئی ہو۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۱۲: کوئی محلہ پہلے شہر سے ملا ہوا تھا مگر اب جدا ہو گیا تو اس سے باہر ہونا بھی ضروری ہے اور جو محلہ ویران ہو گیا خواہ شہر سے پہلے متصل تھا یا اب بھی متصل ہے اس سے باہر ہونا شرط نہیں۔[2] (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے مسافر ہو جائے گا جبکہ مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو۔

مسئلہ ۱۴: سفر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ ہوا کہ وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے، یوہیں ساری دنیا گھوم آئے مسافر نہیں۔[3] (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۱۵: یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو، اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کر کے پھر ایک دن کی راہ جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا مسافر نہ ہوا۔[4] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۱۶: مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اور قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار و مستحق نار ہوا کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے اور دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہو گئی ہاں اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر اقامت کی نیت کر لی تو فرض باطل نہ ہوں گے مگر قیام و رکوع کا اعادہ کرنا ہوگا اور اگر تیسری کے سجدہ میں نیت کی تو اب فرض جاتے رہے، یوہیں اگر پہلی دونوں یا ایک میں قراءت نہ کی نماز فاسد ہو گئی۔[5] (ہدایہ، عالمگیری، درمختار وغیرہا)

---

1 ...... "غنية المتملي"، فصل في صلاة المسافر، ص٥٣٦.

2 ...... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٣.

3 ...... "غنية المتملي"، فصل في صلاة المسافر، ص٥٣٧.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٣، ٧٢٤.

4 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٨، ص٢٧٠.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٣٩.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٣٣.
و "الهداية"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج١، ص٨٠.

مسئلہ ۱۷: یہ رخصت کہ مسافر کے لیے ہے، مطلق ہے اس کا سفر جائز کام کے لیے ہو یا ناجائز کے لیے بہر حال مسافر کے احکام اس کے لیے ثابت ہوں گے۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۸: کافر تین دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا دو دن کے بعد مسلمان ہوگیا تو اس کے لیے قصر ہے اور نابالغ تین دن کی راہ کے قصد سے نکلا اور راستہ میں بالغ ہوگیا، اب سے جہاں جانا ہے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے حیض والی پاک ہوئی اور اب سے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: بادشاہ نے رعایا کی تفتیش حال کے لیے مُلک میں سفر کیا تو قصر نہ کرے جبکہ پہلا ارادہ متصل تین منزل کا نہ ہوا اور اگر کسی اور غرض کے لیے ہو اور مسافتِ سفر ہو تو قصر کرے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: سُنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی[4] کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے، یہ اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پیشتر واپسی کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۲: نیتِ اقامت صحیح ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں:

(۱) چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیت کی تو مقیم نہیں۔

(۲) وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو جنگل یا دریا غیر آباد ٹاپو میں اقامت کی نیت کی مقیم نہ ہوا۔

(۳) پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیت سے مقیم نہ ہوگا۔

(۴) یہ نیت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو، مثلاً ایک میں دس دن دوسرے میں پانچ دن کا تو مقیم نہ ہوگا۔

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۴٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج۲، ص۷۴۵.

4 ...... یعنی جلدی۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹.

6 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۲۸.

(۵) اپنا ارادہ مستقل رکھتا یعنی کسی کا تابع نہ ہو۔

(۶) اس کی حالت اس کے ارادہ کے منافی نہ ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: مسافر جا رہا ہے اور ابھی شہر یا گاؤں میں پہنچا نہیں اور نیت اقامت کر لی تو مقیم نہ ہوا اور پہنچنے کے بعد نیت کی تو ہو گیا اگرچہ ابھی مکان وغیرہ کی تلاش میں پھر رہا ہو۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: مسلمانوں کا لشکر کسی جنگل میں پڑاؤ ڈال دے اور ڈیرہ خیمہ نصب کر کے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے تو مقیم نہ ہوا اور جو لوگ جنگل میں خیموں میں رہتے ہیں وہ اگر جنگل میں خیمہ ڈال کر پندرہ دن کی نیت سے ٹھہریں مقیم ہو جائیں گے، بشرطیکہ وہاں پانی اور گھاس وغیرہ دستیاب ہوں کہ ان کے لیے جنگل ویسا ہی ہے جیسے ہمارے لیے شہر اور گاؤں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: دو جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کی اور دونوں مستقل ہوں جیسے مکّہ و منیٰ تو مقیم نہ ہوا اور ایک دوسرے کی تابع ہو جیسے شہر اور اس کی فنا تو مقیم ہو گیا۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: یہ نیت کی کہ ان دو بستیوں میں پندرہ روز ٹھہرے گا ایک جگہ دن میں رہے گا اور دوسری جگہ رات میں تو اگر پہلے وہاں گیا جہاں دن میں ٹھہرنے کا ارادہ ہے تو مقیم نہ ہوا اور اگر پہلے وہاں گیا جہاں رات میں رہنے کا قصد ہے تو مقیم ہو گیا، پھر یہاں سے دوسری بستی میں گیا جب بھی مقیم ہے۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: مسافر اگر اپنے ارادہ میں مستقل نہ ہو تو پندرہ دن کی نیت سے مقیم نہ ہوگا، مثلاً عورت جس کا مہر معجّل شوہر کے ذمہ باقی نہ ہو کہ شوہر کی تابع ہے اس کی اپنی نیت بیکار ہے اور غلام غیر مکاتب کہ اپنے مالک کا تابع ہے اور لشکری جس کو بیت المال یا بادشاہ کی طرف سے خوراک ملتی ہے کہ یہ اپنے سردار کا تابع ہے اور نوکر کہ یہ اپنے آقا کا تابع ہے اور قیدی کہ یہ قید کرنے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۲۳.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۸.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱۳۹.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۲.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱٤۰.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۲۹.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج۱، ص۱٤۰.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج۲، ص۷۳۰.

والے کا تابع ہے اور جس مالدار پر تاوان لازم آیا اور شاگرد جس کو استاذ کے یہاں سے کھانا ملتا ہے کہ یہ اپنے استاذ کا تابع ہے اور نیک بیٹا اپنے باپ کا تابع ہے ان سب کی اپنی نیت بے کار ہے بلکہ جن کے تابع ہیں ان کی نیتوں کا اعتبار ہے ان کی نیت اقامت کی ہے تو تابع بھی مقیم ہیں ان کی نیت اقامت کی نہیں تو یہ بھی مسافر ہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: عورت کا مہر معجّل باقی ہے تو اسے اختیار ہے کہ اپنے نفس کو روک لے لہٰذا اس وقت تابع نہیں۔ یوہیں مکاتب غلام کو بغیر مالک کی اجازت کے سفر کا اختیار ہے لہٰذا تابع نہیں اور جو سپاہی پادشاہ یا بیت المال سے خوراک نہیں لیتا وہ تابع نہیں اور اجیر جو ماہانہ یا برسی پر نوکر نہیں بلکہ روزانہ اس کا مقرر ہے وہ دن بھر کام کرنے کے بعد اجارہ فسخ کرسکتا ہے لہٰذا تابع نہیں اور جس مسلمان کو دشمن نے قید کیا اگر معلوم ہے کہ تین دن کی راہ کو لے جائے گا تو قصر کرے اور معلوم نہ ہو تو اس سے دریافت کرے، جو بتائے اس کے موافق عمل کرے اور نہ بتایا تو اگر معلوم ہے کہ وہ دشمن مقیم ہے تو پوری پڑھے اور مسافر ہے تو قصر کرے اور یہ بھی معلوم نہ ہوسکے تو جب تک تین دن کی راہ طے نہ کرلے، پوری پڑھے اور جس پر تاوان لازم آیا وہ سفر میں تھا اور پکڑا گیا اگر نادار ہے تو قصر کرے اور مالدار ہے اور پندرہ دن کے اندر دینے کا ارادہ ہے یا کچھ ارادہ نہیں جب بھی قصر کرے اور یہ ارادہ ہے کہ نہیں دے گا تو پوری پڑھے۔[2] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: تابع کو چاہیے کہ متبوع[3] سے سوال کرے وہ جو کہے اس کے بموجب عمل کرے اور اگر اس نے کچھ نہ بتایا تو دیکھے کہ مقیم ہے یا مسافر اگر مقیم ہے تو اپنے کو مقیم سمجھے اور مسافر ہے تو مسافر اور یہ بھی نہ معلوم، تو تین دن کی راہ طے کرنے کے بعد قصر کرے اس سے پہلے پوری پڑھے۔ اور اگر سوال نہ کرے تو وہی حکم ہے کہ سوال کیا اور کچھ جواب نہ ملا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اندھے کے ساتھ کوئی پکڑ کر لے جانے والا ہے اگر یہ اس کا نوکر ہے تو نابینا کی اپنی نیت کا اعتبار ہے اور اگر محض احسان کے طور پر اس کے ساتھ ہے تو اس کی نیت کا اعتبار ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: جو سپاہی سردار کا تابع تھا اور لشکر کو شکست ہوئی اور سب متفرق ہوگئے تو اب تابع نہیں بلکہ اقامت و سفر

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱٤۱.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج ۲، ص ۷٤۱-۷٤٤.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج ۲، ص ۷٤۲، وغيره.

3 ...... یعنی جس کے تابع ہے۔

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج ۲، ص ۷٤۳.

5 ...... المرجع السابق.

میں خود اس کی اپنی نیت کا لحاظ ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: غلام اپنے مالک کے ساتھ سفر میں تھا۔ مالک نے کسی مقیم کے ہاتھ اسے بیچ ڈالا اگر نماز میں اسے اس کا علم تھا اور دو پڑھیں تو پھر پڑھے۔ یو ہیں اگر غلام نماز میں تھا اور مالک نے اقامت کی نیت کرلی، اگر جان کر دو پڑھیں تو پھر پڑھے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: غلام دو شخصوں میں مشترک ہے اور وہ دونوں سفر میں ہیں ایک نے اقامت کی نیت کی دوسرے نے نہیں تو اگر اس غلام سے خدمت لینے میں باری مقرر ہے تو مقیم کی باری کے دن چار پڑھے اور مسافر کی باری کے دن دو۔ اور باری مقرر نہ ہو تو ہر روز چار پڑھے اور دو رکعت پر قعدہ فرض ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: جس نے اقامت کی نیت کی مگر اس کی حالت بتاتی ہے کہ پندرہ دن نہ ٹھہرے گا تو نیت صحیح نہیں، مثلاً حج کرنے گیا اور شروع ذی الحجہ میں پندرہ دن مکۂ معظمہ میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بیکار ہے کہ جب حج کا ارادہ ہے تو عرفات و منیٰ کو ضرور جائے گا پھر اتنے دنوں مکۂ معظمہ میں کیونکر ٹھہر سکتا ہے اور منیٰ سے واپس ہو کر نیت کرے تو صحیح ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۵: جو شخص کہیں گیا اور وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہیں مگر قافلہ کیساتھ جانے کا ارادہ ہے اور یہ معلوم ہے کہ قافلہ پندرہ دن کے بعد جائے گا تو وہ مقیم ہے اگرچہ اقامت کی نیت نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: مسافر کسی کام کے لیے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرا یا یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور دونوں صورتوں میں اگر آجکل آجکل کرتے برسیں گزر جائیں جب مسافر ہی ہے، نماز قصر پڑھے۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۷: مسلمانوں کا لشکر دارالحرب کو گیا یا دارالحرب میں کسی قلعہ کا محاصرہ کیا تو مسافر ہی ہے اگرچہ پندرہ دن کی

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج٢، ص٧٤٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٤١.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٤٠.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٩.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج٢، ص٧٢٩.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج١، ص١٣٩، وغيره.

نیت کر لی ہو اگرچہ ظاہر غلبہ ہو۔ یوہیں اگر دارالاسلام میں باغیوں کا محاصرہ کیا ہو تو مقیم نہیں اور جو شخص دارالحرب میں امان لے کر گیا اور پندرہ دن کی اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔[1] (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۳۸: دارالحرب کا رہنے والا وہیں مسلمان ہوگیا اور کفار اس کے مار ڈالنے کی فکر میں ہوئے وہ وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ کر کے بھاگا تو نماز قصر کرے اور اگر کہیں دو ایک ماہ کے ارادہ سے چھپ گیا جب بھی قصر پڑھے اور اگر اسی شہر میں چھپا تو پوری پڑھے اور اگر مسلمان دارالحرب میں قید تھا وہاں سے بھاگ کر کسی غار میں چھپا تو قصر پڑھے اگرچہ پندرہ دن کا ارادہ ہو اور اگر دارالحرب کے کسی شہر کے تمام رہنے والے مسلمان ہو جائیں اور حربیوں نے ان سے لڑنا چاہا تو وہ سب مقیم ہی ہیں۔ یوہیں اگر کفار ان کے شہر پر غالب آئے اور یہ لوگ شہر چھوڑ کر ایک دن کی راہ کے ارادہ سے چلے گئے جب بھی مقیم ہیں اور تین دن کی راہ کا ارادہ ہو تو مسافر پھر اگر واپس آئے اور کفار نے ان کے شہر پر قبضہ نہ کیا ہو تو مقیم ہوگئے اور اگر مشرکوں کا شہر پر تسلط ہوگیا اور وہاں رہے بھی مگر مسلمانوں کے واپس آنے پر چھوڑ دیا تو اگر یہ لوگ وہاں رہنا چاہیں تو دارالاسلام ہوگیا، نمازیں پوری کریں اور اگر وہاں رہنے کا ارادہ نہیں بلکہ صرف ایک آدھ مہینا رہ کر دارالاسلام کو چلے جائیں گے تو قصر کریں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: مسلمانوں کا لشکر دارالحرب میں گیا اور غالب آیا اور اس شہر کو دارالاسلام بنایا تو قصر نہ کریں اور اگر محض دو ایک ماہ رہنے کا ارادہ ہے تو قصر کریں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۰: مسافر نے نماز کے اندر اقامت کی نیت کی تو یہ نماز بھی پوری پڑھے اور اگر یہ صورت ہوئی کہ ایک رکعت پڑھی تھی کہ وقت ختم ہوگیا اور دوسری میں اقامت کی نیت کی تو یہ نماز دو ہی رکعت پڑھے اس کے بعد کی چار پڑھے۔ یوہیں اگر مسافر لاحق تھا اور امام بھی مسافر تھا امام کے سلام کے بعد نیتِ اقامت کی تو دو ہی پڑھے اور امام کے سلام سے پیشتر نیت کی تو چار پڑھے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۱: ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتدا کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قراءت بالکل نہ کرے بلکہ بقدرِ فاتحہ چپ کھڑا رہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۱.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الخامس عشر في صلاۃ المسافر، ج۱، ص۱۴۰.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۲۸.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۵، وغیرہ.

مسئلہ ۴۲: امام مسافر ہے اور مقتدی مقیم، امام کے سلام سے پہلے مقتدی کھڑا ہو گیا اور سلام سے پہلے امام نے اقامت کی نیت کرلی تو اگر مقتدی نے تیسری کا سجدہ نہ کیا ہو تو امام کے ساتھ ہولے، ورنہ نماز جاتی رہی اور تیسری کے سجدہ کے بعد امام نے اقامت کی نیت کی تو متابعت نہ کرے، متابعت کرے گا تو نماز جاتی رہے گی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۳: یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ حکم صحت اقتدا کے لیے شرط ہے کہ امام کا مقیم یا مسافر ہونا معلوم ہو خواہ نماز شروع کرتے وقت معلوم ہوا ہو یا بعد میں، لہٰذا امام کو چاہیے کہ شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کر دے اور شروع میں نہ کہا تو بعد نماز کہہ دے کہ اپنی نمازیں پوری کرلو میں مسافر ہوں۔[2] (درمختار) اور شروع میں کہہ دیا ہے جب بھی بعد میں کہہ دے کہ جو لوگ اس وقت موجود نہ تھے انھیں بھی معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ۴۴: وقت ختم ہونے کے بعد مسافر مقیم کی اقتدا نہیں کرسکتا وقت میں کرسکتا ہے اور اس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہو گئے یہ حکم چار رکعتی نماز کا ہے اور جن نمازوں میں قصر نہیں ان میں وقت و بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتدا کرسکتا ہے وقت میں اقتدا کی تھی نماز پوری کرنے سے پہلے وقت ختم ہو گیا جب بھی اقتدا صحیح ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۵: مسافر نے مقیم کی اقتدا کی اور امام کے مذہب کے موافق وہ نماز قضا ہے اور مقتدی کے مذہب پر ادا، مثلاً امام شافعی المذہب ہے مقتدی حنفی اور ایک مثل کے بعد ظہر کی نماز اس نے اس کے پیچھے پڑھی تو اقتدا صحیح ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: مسافر نے مقیم کے پیچھے شروع کر کے فاسد کردی تو اب دو ہی پڑھے گا یعنی جبکہ تنہا پڑھے یا کسی مسافر کی اقتدا کرے اور اگر پھر مقیم کی اقتدا کی تو چار پڑھے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: مسافر نے مقیم کی اقتدا کی تو مقتدی پر بھی قعدہ اولیٰ واجب ہو گیا فرض نہ رہا تو اگر امام نے قعدہ نہ کیا نماز فاسد نہ ہوئی اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقتدی پر بھی قعدہ اولیٰ فرض ہو گیا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: قصر اور پوری پڑھنے میں آخر وقت کا اعتبار ہے جبکہ پڑھ نہ چکا ہو، فرض کرو کسی نے نماز نہ پڑھی تھی اور

---

[1] ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۵.

[2] ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۵ ۔ ۷۳۶.

[3] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۶.

[4] ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۶.

[5] ...... المرجع السابق.

[6] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، ج۲، ص۷۳۶.

وقت اتنا باقی رہ گیا ہے کہ اللہ اکبر کہہ لے اب مسافر ہوگیا تو قصر کرے اور مسافر تھا اسوقت اقامت کی نیت کی تو چار پڑھے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۹ ظہر کی نماز وقت میں پڑھنے کے بعد سفر کیا اور عصر کی دو پڑھیں پھر کسی ضرورت سے مکان پر واپس آیا اور ابھی عصر کا وقت باقی ہے، اب معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں بے وضو ہوئیں تو ظہر کی دو پڑھے اور عصر کی چار اور اگر ظہر و عصر کی پڑھ کر آفتاب ڈوبنے سے پہلے سفر کیا اور معلوم ہوا کہ دونوں نمازیں بے وضو پڑھی تھیں تو ظہر کی چار پڑھے اور عصر کی دو۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰ مسافر کو سہو ہوا اور دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد نیتِ اقامت کی اس نماز کے حق میں مقیم نہ ہوا اور سجدۂ سہو ساقط ہوگیا اور سجدہ کرنے کے بعد نیت کی تو صحیح ہے اور چار رکعت پڑھنا فرض، اگرچہ ایک ہی سجدہ کے بعد نیت کی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱ مسافر نے مسافروں کی امامت کی، اثنائے نماز[4] میں امام بے وضو ہوا اور کسی مسافر کو خلیفہ کیا، خلیفہ نے اقامت کی نیت کی تو اس کے پیچھے جو مسافر ہیں ان کی نمازیں دو ہی رکعت رہیں گی۔ یوہیں اگر مقیم کو خلیفہ کیا جب بھی مقتدی مسافر دو ہی پڑھیں اور اگر امام نے حدث کے بعد مسجد سے نکلنے سے پہلے اقامت کی نیت کی تو چار پڑھیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲ وطن دو قسم ہے۔

(۱) وطنِ اصلی۔

(۲) وطنِ اقامت۔

وطنِ اصلی: وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔

1- "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۸.

2- "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱٤۱-۱٤۲.
و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، ج ۲، ص ۷۳۸.

3- "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱٤۱-۱٤۲.

4- یعنی نماز کے دوران۔

5- "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ۱، ص ۱٤۲.

وطن اقامت: وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۳: مسافر نے کہیں شادی کرلی اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، مقیم ہوگیا اور دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہوں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہوجائے گا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۴: ایک جگہ آدمی کا وطنِ اصلی ہے، اب اس نے دوسری جگہ وطنِ اصلی بنایا اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں ورنہ پہلا اصلی نہ رہا، خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۵: وطنِ اقامت دوسرے وطنِ اقامت کو باطل کردیتا ہے یعنی ایک جگہ پندرہ دن کے ارادہ سے ٹھہرا پھر دوسری جگہ اتنے ہی دن کے ارادہ سے ٹھہرا تو پہلی جگہ اب وطن نہ رہی، دونوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔ یوہیں وطن اقامت وطنِ اصلی و سفر سے باطل ہوجاتا ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۶: اگر اپنے گھر کے لوگوں کو لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور پہلی جگہ مکان و اسباب وغیرہ باقی ہیں تو وہ بھی وطن اصلی ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۷: وطنِ اقامت کے لیے یہ ضرور نہیں کہ تین دن کے سفر کے بعد وہاں اقامت کی ہو بلکہ اگر مدتِ سفر طے کرنے سے پیشتر اقامت کرلی وطنِ اقامت ہوگیا۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۸: بالغ کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں نہ اس کے اہل وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کے لیے وطن نہیں۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۹: مسافر جب وطنِ اصلی میں پہنچ گیا، سفر ختم ہوگیا اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۰: عورت بیاہ کر سُسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگے تو میکا اس کے لیے وطنِ اصلی نہ رہا یعنی اگر سُسرال

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ١، ص ١٤٢.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج ٢، ص ٧٣٩.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي و وطن الاقامة، ج ٢، ص ٧٣٩.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ١، ص ١٤٢.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر، مطلب في الوطن الأصلي... إلخ، ج ٢، ص ٧٣٩.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ١، ص ١٤٢.

تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سُسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہو گیا نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۱: عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔ نابالغ بچہ یا معتوہ کے ساتھ بھی سفر نہیں کر سکتی، ہمراہی میں بالغ محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ) محرم کے لیے ضرور ہے کہ سخت فاسق بے باک غیر مامون نہ ہو۔

جمعہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝ ﴾[2]

اے ایمان والو! جب نماز کے لیے جُمعہ کے دن اذان دی جائے، تو ذکرِ خدا کی طرف دوڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو، یہ تمھارے لیے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

فضائلِ روزِ جمعہ

حدیث ۱ و ۲: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہم پچھلے ہیں یعنی دنیا میں آنے کے لحاظ سے اور قیامت کے دن پہلے سوا اس کے کہ انھیں ہم سے پہلے کتاب ملی اور ہمیں ان کے بعد یہی جُمعہ وہ دن ہے کہ ان پر فرض کیا گیا یعنی یہ کہ اس کی تعظیم کریں وہ اس سے خلاف ہو گئے اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے بتا دیا دوسرے لوگ ہمارے تابع ہیں، یہود نے دوسرے دن کو وہ دن مقرر کیا یعنی ہفتہ کو اور نصاریٰ نے تیسرے دن کو یعنی اتوار کو۔''[3] اور مسلم کی دوسری روایت انھیں سے اور حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ ہے، فرماتے ہیں: ''ہم اہل دنیا سے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن پہلے کہ

[1] "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الخامس عشر في صلاة المسافر، ج ١، ص ١٤٢.
و "الفتاوی الرضوية"، ج ١٠، ص ٦٥٧.

[2] پ ٢٨، الجمعة: ٩.

[3] "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب فرض الجمعة... إلخ، الحديث: ٨٧٦، ج ١، ص ٣٠٢.

تمام مخلوق سے پہلے ہمارے لیے فیصلہ ہوجائے گا۔''[1]

حدیث ۳: مسلم وابوداود وترمذی ونسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا، جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ الصلٰوۃ والسلام پیدا کیے گئے اور اسی میں جنت میں داخل کیے گئے اور اسی میں جنت سے اترنے کا انھیں حکم ہوا۔ اور قیامت جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔''[2]

حدیث ۴ و ۵: ابوداود ونسائی وابن ماجہ وبیہقی اَوس بن اَوس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''تمھارے افضل دنوں سے جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انتقال کیا اور اسی میں نفخہ ہے (دوسری بار صور پھونکا جانا) اور اسی میں صعقہ ہے (پہلی بار صور پھونکا جانا)، اس دن میں مجھ پر دُرود کی کثرت کرو کہ تمہارا دُرود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔'' لوگوں نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! اس وقت حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر ہمارا دُرود کیونکر پیش کیا جائے گا، جب حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) انتقال فرما چکے ہوں گے؟ فرمایا: کہ اللہ تعالٰی نے زمین پر انبیا کے جسم کھانا حرام کردیا ہے۔''[3] اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے، کہ فرماتے ہیں: ''جمعہ کے دن مجھ پر دُرود کی کثرت کرو کہ یہ دن مشہود ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور مجھ پر جو دُرود پڑھے گا پیش کیا جائے گا۔ ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کی اور موت کے بعد؟ فرمایا: بے شک! اللہ (عزوجل) نے زمین پر انبیا کے جسم کھانا حرام کردیا ہے، اللہ کا نبی زندہ ہے، روزی دیا جاتا ہے۔''[4]

حدیث ۶ و ۷: ابن ماجہ ابولبابہ بن عبدالمنذر اور احمد سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عیدِاضحٰی و عیدالفطر سے بڑا ہے، اس میں پانچ خصلتیں ہیں۔

(۱) اللہ تعالٰی نے اسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

(۲) اور اسی میں زمین پر انھیں اتارا۔

(۳) اور اسی میں انھیں وفات دی۔

---

1 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الجمعۃ، باب ھدایۃ ھذہ الأمۃ لیوم الجمعۃ، الحدیث: ۸۵۶، ص۴۲۶.

2 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الجمعۃ، باب فضل یوم الجمعۃ، الحدیث: ۱۸۔(۸۵۴)، ص۴۲۵.

3 ..... "سنن النسائي"، کتاب الجمعۃ، باب اکثار الصلاۃ علی النبي صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ، الحدیث: ۱۳۷۱، ص۲۳۷.

4 ..... "سنن ابن ماجہ"، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ذکر وفاتہ و دفنہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث: ۱۶۳۷، ج۲، ص۲۹۱.

(۴) اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے دے گا، جب تک حرام کا سوال نہ کرے۔

(۵) اور اسی دن میں قیامت قائم ہوگی، کوئی فرشتۂ مقرب و آسمان و زمین اور ہوا اور پہاڑ اور دریا ایسا نہیں کہ جُمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو۔'' [1]

جمعه کے دن ایک ایسا وقت ھے که اُس میں دعا قبول ھوتی ھے

حدیث ۸ تا ۱۰: بخاری و مسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جُمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے دے گا۔'' اور مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ''وہ وقت بہت تھوڑا ہے۔'' [2] رہا یہ کہ وہ کون سا وقت ہے اس میں روایتیں بہت ہیں ان میں دو قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے۔ [3] اس حدیث کو مسلم ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ اور دوسری یہ کہ ''وہ جُمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔'' امام مالک و ابوداود و ترمذی و نسائی و احمد ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، وہ کہتے ہیں: میں کوہِ طور کی طرف گیا اور کعب احبار سے ملا ان کے پاس بیٹھا، انہوں نے مجھے توریت کی روایتیں سنائیں اور میں نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کیں، ان میں ایک حدیث یہ بھی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہتر دن کہ آفتاب نے اس پر طلوع کیا جُمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انھیں اترنے کا حکم ہوا اور اسی میں ان کی توبہ قبول ہوئی اور اسی میں ان کا انتقال ہوا اور اسی میں قیامت قائم ہوگی اور کوئی جانور ایسا نہیں کہ جُمعہ کے دن صبح کے وقت آفتاب نکلنے تک قیامت کے ڈر سے چیختا نہ ہو سوا آدمی اور جن کے اور اس میں ایک ایسا وقت ہے کہ مسلمان بندہ نماز پڑھنے میں اسے پالے تو اللہ تعالیٰ سے جس شے کا سوال کرے وہ اسے دے گا۔ کعب نے کہا سال میں ایسا ایک دن ہے؟ میں نے کہا بلکہ ہر جُمعہ میں ہے، کعب نے توریت پڑھ کر کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں پھر میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور کعب احبار کی مجلس

---

1. "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب في فضل الجمعة، الحديث: ١٠٨٤، ج٢، ص٨.
2. "صحيح مسلم"، كتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ١٥-(٨٥٢)، ص٤٢٤.
و "مرقاة المفاتيح"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، تحت الحديث: ١٣٥٧، ج٣، ص٤٤٥.
3. "صحيح مسلم"، كتاب الجمعة، باب في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ٨٥٣، ص٤٢٤.

اور جُمعہ کے بارے میں جو حدیث بیان کی تھی اس کا ذکر کیا اور یہ کہ کعب نے کہا تھا، یہ ہر سال میں ایک دن ہے، عبداللہ بن سلام نے کہا کعب نے غلط کہا، میں نے کہا پھر کعب نے توراۃ پڑھ کر کہا بلکہ وہ ساعت ہر جُمعہ میں ہے، کہا کعب نے سچ کہا، پھر عبداللہ بن سلام نے کہا تمھیں معلوم ہے یہ کون سی ساعت ہے؟ میں نے کہا مجھے بتاؤ اور بُخل نہ کرو، کہا جُمعہ کے دن کی پچھلی ساعت ہے، میں نے کہا پچھلی ساعت کیسے ہوسکتی ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے تو فرمایا ہے مسلمان بندہ نماز پڑھتے میں اسے پائے اور وہ نماز کا وقت نہیں، عبداللہ بن سلام نے کہا، کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ جو کسی مجلس میں انتظار نماز میں بیٹھے وہ نماز میں ہے میں نے کہا ہاں، فرمایا تو یہ ہے کہا تو وہ یہی ہے یعنی نماز پڑھنے سے نماز کا انتظار مراد ہے۔ [1]

حدیث ۱۱ ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جُمعہ کے دن جس ساعت کی خواہش کی جاتی ہے، اسے عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔'' [2]

حدیث ۱۲ طبرانی اوسط میں بسندِ حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''اللہ تبارک وتعالیٰ کسی مسلمان کو جُمعہ کے دن بے مغفرت کیے نہ چھوڑے گا۔'' [3]

حدیث ۱۳ ابو یعلیٰ انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جُمعہ کے دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہیں، کوئی گھنٹا ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے چھ لاکھ آزاد نہ کرتا ہو جن پر جہنم واجب ہوگیا تھا۔'' [4]

جمعہ کے دن یا رات میں مرنے کے فضائل

حدیث ۱۴ احمد و ترمذی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسلمان جُمعہ کے دن یا جُمعہ کی رات میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے بچالے گا۔'' [5]

حدیث ۱۵ ابو نعیم نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو جُمعہ کے دن یا جُمعہ کی رات میں مرے گا، عذاب قبر سے بچالیا جائے گا اور قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس پر شہیدوں کی مُہر ہوگی۔'' [6]

---

1 ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الجمعة، باب ماجاء في الساعة التي في يوم الجمعة، الحديث: ٢٤٦، ج١، ص١١٥.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في الساعة... إلخ، الحديث: ٤٨٩، ج٢، ص٣٠.

3 ...... "المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤٨١٧، ج٣، ص٣٥١.

4 ...... "مسند أبي يعلى"، مسند انس بن مالك، الحديث: ٣٤٢١، ٣٤٧١، ج٣، ص٢١٩، ٢٣٥.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء فيمن يموت يوم الجمعة، الحديث: ١٠٧٦، ج٢، ص٣٣٩.

6 ...... "حلية الأولياء"، رقم: ٣٦٢٩، ج٣، ص١٨١.

حدیث ۱۶: حمید نے ترغیب میں ایاس بن بکیر سے روایت کی، کہ فرماتے ہیں: ''جو جُمعہ کے دن مرے گا، اس کے لیے شہید کا اجر لکھا جائے گا اور فتنۂ قبر سے بچا لیا جائے گا۔'' (1)

حدیث ۱۷: عطا سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت جُمعہ کے دن یا جُمعہ کی رات میں مرے، عذابِ قبر اور فتنۂ قبر سے بچا لیا جائے گا اور خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کچھ حساب نہ ہوگا اور اس کے ساتھ گواہ ہوں گے کہ اس کے لیے گواہی دیں گے یا مُہر ہوگی۔'' (2)

حدیث ۱۸: بیہقی کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جُمعہ کی رات روشن رات ہے اور جُمعہ کا دن چمکدار دن۔'' (3)

حدیث ۱۹: ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ انھوں نے یہ آیت پڑھی:

﴿ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًاؕ ﴾ (4)

آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین پسند فرمایا۔

ان کی خدمت میں ایک یہودی حاضر تھا، اس نے کہا یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری جُمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمیں اس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس دن یہ آیت اتاری اس دن دوہری عید تھی کہ جُمعہ وعرفہ یہ دونوں دن مسلمانوں کے عید کے ہیں اور اس دن یہ دونوں جمع تھے کہ جُمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجہ۔ (5)

فضائل نماز جمعہ

حدیث ۲۰: مسلم و ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جُمعہ کو آیا اور (خطبہ) سنا اور چپ رہا اس کے لیے مغفرت ہو جائے گی ان گناہوں کی جو اس جُمعہ اور دوسرے جُمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن اور۔ اور جس نے کنکری چھوئی اس نے لغو کیا یعنی خطبہ سننے کی حالت میں اتنا

1 ...... "شرح الصدور"، للسيوطي، باب من لا يسئل في القبر، ص١٥١.

2 ...... "شرح الصدور"، للسيوطي، باب من لا يسئل في القبر، ص١٥١.

3 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، الحديث: ١٣٦٩، ج١، ص٣٩٣.

4 ...... پ٦، المآئدة: ٣.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة المائدة، الحديث: ٣٠٥٥، ج٥، ص٣٣.

کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہوا سے ہٹا دے۔"(1)

حدیث ۲۱ طبرانی کی روایت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جُمعہ کفارہ ہے ان گناہوں کے لیے جو اس جُمعہ اور اس کے بعد والے جُمعہ کے درمیان ہیں اور تین دن زیادہ اور یہ اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''جو ایک نیکی کرے، اس کے لیے دس مثل ہے۔''(2)

حدیث ۲۲ ابن حبان اپنی صحیح میں ابو سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا، اللہ تعالٰی اس کو جنتی لکھ دے گا۔

(۱) جو مریض کو پوچھنے جائے اور

(۲) جنازے میں حاضر ہو اور

(۳) روزہ رکھے اور

(۴) جُمعہ کو جائے اور

(۵) غلام آزاد کرے۔''(3)

حدیث ۲۳ ترمذی باِفادۂ تصحیح و تحسین راوی، کہ یزید بن ابی مریم کہتے ہیں: میں جُمعہ کو جاتا تھا، عبایہ بن رفاعہ بن رافع ملے، انہوں نے کہا: تمھیں بشارت ہو کہ تمھارے یہ قدم اللہ کی راہ میں ہیں، میں نے ابو عبس کو کہتے سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے قدم اللہ (عزوجل) کی راہ میں گرد آلود ہوں وہ آگ پر حرام ہیں۔''(4) اور بخاری کی روایت میں یوں ہے، کہ عبایہ کہتے ہیں: میں جُمعہ کو جا رہا تھا، ابو عبس رضی اللہ تعالٰی عنہ ملے اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کا ارشاد سنایا۔(5)

جمعه چھوڑنے پر وعیدیں

حدیث ۲۴ تا ۲۶ مسلم ابو ہریرہ و ابن عمر سے اور نسائی و ابن ماجہ ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہم سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''لوگ جُمعہ چھوڑنے سے باز آئیں گے یا اللہ تعالٰی انکے دلوں پر مہر کر دے گا پھر

---

1 ... "صحيح مسلم"، كتاب الجمعة، باب فضل من استمع و أنصت في الخطبة، الحديث: ٢٧ـ(٨٥٧)، ص٤٢٧.

2 ... "المعجم الكبير"، الحديث: ٣٤٥٩، ج٣، ص٢٩٨.

3 ... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، الحديث: ٢٧٦٠، ج٤، ص١٩١.

4 ... "جامع الترمذي"، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل من اغبرت قدماه... إلخ، الحديث: ١٦٣٨، ج٣، ص٢٣٥.

5 ... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب المشي إلى الجمعة، الحديث: ٩٠٧، ج١، ص٣١٣.

غافلین میں ہو جائیں گے۔" [1]

حدیث ۲۷ تا ۳۱: فرماتے ہیں: "جو تین جمعے سُستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مُہر کر دے گا۔" [2] اس کو ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابوالجعد ضمری سے اور امام مالک نے صفوان بن سلیم سے اور امام احمد نے ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور حاکم نے کہا صحیح بر شرط مسلم ہے اور ابن خزیمہ و حبان کی ایک روایت میں ہے، "جو تین جمعے بلا عذر چھوڑے، وہ منافق ہے۔" [3] اور رزین کی روایت میں ہے، "وہ اللہ (عزوجل) سے بے علاقہ ہے۔" [4] اور طبرانی کی روایت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، "وہ منافقین میں لکھ دیا گیا۔" [5] اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، وہ منافق لکھ دیا گیا اس کتاب میں جو نہ محو ہو نہ بدلی جائے، [6] اور ایک روایت میں ہے، "جو تین جمعے پے در پے چھوڑے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔" [7] اس کو ابو یعلیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بسند صحیح روایت کیا۔

حدیث ۳۲: احمد و ابوداود و ابن ماجہ سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "جو بغیر عذر جُمعہ چھوڑے، ایک دینار صدقہ دے اور اگر نہ پائے تو آدھا دینار اور یہ دینار تصدق کرنا شاید اس لیے ہو کہ قبول توبہ کے لیے معین ہو ورنہ حقیقۃً تو توبہ کرنا فرض ہے۔" [8]

حدیث ۳۳: صحیح مسلم شریف میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: "میں نے قصد کیا کہ ایک شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور جو لوگ جُمعہ سے پیچھے رہ گئے، ان کے گھروں کو جلا دوں۔" [9]

حدیث ۳۴: ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اور فرمایا: "اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف توبہ کرو اور مشغول ہونے سے پہلے نیک کاموں کی طرف سبقت کرو

---

1. "صحيح مسلم"، كتاب الجمعة، باب التغليظ في ترك الجمعة، الحديث: ٨٦٥، ص ٤٣٠.
2. "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في ترك الجمعة... إلخ، الحديث: ٥٠٠، ج٢، ص٣٨.
3. "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الإيمان، باب ماجاء في الشرك والنفاق، الحديث: ٢٥٨، ج١، ص٢٣٧.
4. "الترغيب و الترهيب"، كتاب الجمعة، الترهيب من ترك الجمعة بغير عذر، الحديث: ٣، ج١، ص٢٩٥.
5. "المعجم الكبير"، باب الألف، الحديث: ٤٢٢، ج١، ص ١٧٠.
6. "المسند" لإمام الشافعي، ومن كتاب إيجاب الجمعة، ص ٧٠.
7. "مسند أبي يعلى"، مسند ابن عباس، الحديث: ٢٧٠٤، ج٢، ص٥٥٣.
8. "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب كفارة من تركها، الحديث: ١٠٥٣، ج١، ص٣٩٣.
9. "صحيح مسلم"، كتاب المساجد... إلخ، باب فضل صلاة الجمعة... إلخ، الحديث: ٦٥٢، ص٣٢٧.

اور یادِ خدا کی کثرت اور ظاہر و پوشیدہ صدقہ کی کثرت سے جو تعلقات تمھارے اور تمھارے رب (عزوجل) کے درمیان ہیں ملاؤ۔ ایسا کرو گے تو تمھیں روزی دی جائے گی اور تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھاری شکستگی دور فرمائی جائے گی اور جان لو کہ اس جگہ اس دن اس سال میں قیامت تک کے لیے اللہ (عزوجل) نے تم پر جُمعہ فرض کیا، جو شخص میری حیات میں یا میرے بعد ہلکا جان کر اور بطور انکار جُمعہ چھوڑے اور اس کے لیے کوئی امام یعنی حاکم اسلام ہو عادل یا ظالم تو اللہ تعالیٰ نہ اس کی پراگندگی کو جمع فرمائے گا، نہ اس کے کام میں برکت دے گا، آگاہ اس کے لیے نہ نماز ہے، نہ زکوۃ، نہ حج، نہ روزہ، نہ نیکی جب تک توبہ نہ کرے اور جو توبہ کرے اللہ (عزوجل) اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔'' [1]

حدیث ۳۵: دار قطنی انھیں سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن پر ایمان لاتا ہے اس پر جُمعہ کے دن (نماز) جُمعہ فرض ہے مگر مریض یا مسافر یا عورت یا بچہ یا غلام پر اور جو شخص کھیل یا تجارت میں مشغول رہا تو اللہ (عزوجل) اس سے بے پرواہ ہے اور اللہ (عزوجل) غنی حمید ہے۔'' [2]

جمعہ کے دن نہانے اور خوشبو لگانے کا بیان

حدیث ۳۶ تا ۳۸: صحیح بخاری میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو شخص جُمعہ کے دن نہائے اور جس طہارت کی استطاعت ہو کرے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو ملے پھر نماز کو نکلے اور دو شخصوں میں جدائی نہ کرے یعنی دو شخص بیٹھے ہوئے ہوں انھیں ہٹا کر بیچ میں نہ بیٹھے اور جو نماز اس کے لیے لکھی گئی ہے پڑھے اور امام جب خطبہ پڑھے تو چپ رہے، اس کے لیے ان گناہوں کی جو اس جُمعہ اور دوسرے جُمعہ کے درمیان ہیں مغفرت ہو جائے گی۔'' [3] اور اسی کے قریب قریب ابو سعید خدری و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی متعدد طرق سے روایتیں آئیں۔

حدیث ۳۹ و ۴۰: احمد و ابو داود و ترمذی بافادۂ تحسین و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم بافادۂ تصحیح اَوس بن اَوس اور طبرانی اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو نہلائے اور نہائے اور اوّل وقت آئے اور شروع خطبہ میں شریک ہو اور چل کر آئے سواری پر نہ آئے اور امام سے قریب ہو اور کان لگا کر خطبہ سُنے اور لغو کام نہ کرے، اس کے لیے ہر قدم کے بدلے سال بھر کا عمل ہے، ایک سال کے دنوں کے روزے اور راتوں کے قیام کا اس

---

1 ... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات و السنة فيها، باب في فرض الجمعة، الحديث: ١٠٨١، ج٢، ص٥.

2 ... "سنن الدار قطني"، كتاب الجمعة، باب من تجب عليه الجمعة، الحديث: ١٥٦٠، ج٢، ص٣.

3 ... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب الدهن للجمعة، الحديث: ٨٨٣، ج١، ص٣٠٦.

کے لیے اجر ہے۔'' [1] اور اسی کے مثل دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی روایتیں ہیں۔

حدیث ۳۱: بخاری و مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''ہر مسلمان پر سات دن میں ایک دن غسل ہے کہ اس دن میں سر دھوئے اور بدن۔'' [2]

حدیث ۳۲: احمد و ابوداود و ترمذی و نسائی و دارمی سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جس نے جُمعہ کے دن وضو کیا، فبہا اور اچھا ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔'' [3]

حدیث ۳۳: ابوداود عکرمہ سے راوی، کہ عراق سے کچھ لوگ آئے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے سوال کیا کہ جُمعہ کے دن آپ غسل واجب جانتے ہیں؟ فرمایا نہ، ہاں یہ زیادہ طہارت ہے اور جو نہائے اس کے لیے بہتر ہے اور جو غسل نہ کرے تو اس پر واجب نہیں۔'' [4]

حدیث ۳۴: ابن ماجہ بسند حسن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اس دن کو اللہ (عزوجل) نے مسلمانوں کے لیے عید کیا تو جو جُمعہ کو آئے وہ نہائے اور اگر خوشبو ہو تو لگائے۔'' [5]

حدیث ۳۵: احمد و ترمذی بسند حسن براء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مسلمان پر حق ہے کہ جُمعہ کے دن نہائے اور گھر میں جو خوشبو ہو لگائے اور خوشبو نہ پائے تو پانی [6] یعنی نہانا بجائے خوشبو ہے۔''

حدیث ۳۶ و ۳۷: طبرانی کبیر و اوسط میں صدیق اکبر و عمران بن حصین رضی اللہ تعالٰی عنہما راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو جُمعہ کے دن نہائے اس کے گناہ اور خطائیں مٹادی جاتی ہیں اور جب چلنا شروع کیا تو ہر قدم پر بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔'' [7] اور دوسری روایت میں ہے، ''ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اسے دو سو برس کے عمل کا اجر ملتا ہے۔'' [8]

---

1. "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أوس بن أبي أوس الثقفي، الحديث: ١٦١٧٣، ج٥، ص٤٦٥.
2. "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل... إلخ، الحديث: ٨٩٧، ج١، ص٣١٠.
3. "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في الوضوء يوم الجمعة، الحديث: ٤٩٧، ج٢، ص٣٦.
4. "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب الرخصة في ترك الغسل يوم الجمعة، الحديث: ٣٥٣، ج١، ص١٦٠.
5. "سنن ابن ماجه"، أبواب اقامة الصلوات... إلخ، باب ماجاء في الزينة يوم الجمعة، الحديث: ١٠٩٨، ج٢، ص١٦.
6. "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في السواك... إلخ، الحديث: ٥٢٨، ج٢، ص٥٨.
7. "المعجم الكبير"، الحديث: ٢٩٢، ج١٨، ص١٣٩.
8. "المعجم الأوسط"، باب الجيم، الحديث: ٣٣٩٧، ج٢، ص٣١٤.

حدیث ۴۸ طبرانی کبیر میں بروایت ثقات ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جُمعہ کا غسل بال کی جڑوں سے خطائیں کھینچ لیتا ہے۔'' [1]

جمعہ کے لیے اوّل جانے کا ثواب اور گردن پھلانگنے کی ممانعت

حدیث ۴۹ بخاری و مسلم وابوداود و ترمذی و مالک ونسائی وابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو شخص جُمعہ کے دن غسل کرے، جیسے جنابت کا غسل ہے پھر پہلی ساعت میں جائے تو گویا اس نے اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی ساعت میں گیا گویا اس نے مرغی نیک کام میں خرچ کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا گویا انڈا خرچ کیا، پھر جب امام خطبہ کو نکلا ملئکہ ذکر سننے حاضر ہوجاتے ہیں۔'' [2]

حدیث ۵۰ تا ۵۲ بخاری و مسلم وابن ماجہ کی دوسری روایت انھیں سے ہے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب جُمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ہونے والے کو لکھتے ہیں سب میں پہلا پھر اس کے بعد والا، (اس کے بعد وہی ثواب جو اوپر کی روایت میں مذکور ہوئے ذکر کیے) پھر امام جب خطبہ کو نکلا فرشتے اپنے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور ذکر سنتے ہیں۔'' [3] اسی کے مثل سمرہ بن جندب وابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی روایت ہے۔

حدیث ۵۳ امام احمد و طبرانی کی روایت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، ''جب امام خطبہ کو نکلتا ہے تو فرشتے دفتر طے کر لیتے ہیں، کسی نے ان سے کہا، تو جو شخص امام کے نکلنے کے بعد آئے اس کا جُمعہ نہ ہوا؟ کہا، ہاں ہوا تو لیکن وہ دفتر میں نہیں لکھا گیا۔'' [4]

حدیث ۵۴ ''جس نے جُمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں اس نے جہنم کی طرف پُل بنایا۔'' [5] اس حدیث

---

1 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٧٩٩٦، ج٨، ص٢٥٦.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب فضل الجمعة، الحديث: ٨٨١، ج١، ص٣٠٥.

و "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الجمعة، باب العمل في غسل يوم الجمعة، الحديث: ٢٣٠، ج١، ص١٠٩.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجمعة، باب الاستماع إلى الخطبة يوم الجمعة، الحديث: ٩٢٩، ج١، ص٣١٩.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي امامة الباهلي، الحديث: ٢٢٣٣١، ج٨، ص٢٩٧.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجمعة، باب ماجاء في كراهية التخطي يوم الجمعة، الحديث: ٥١٣، ج٢، ص٤٨.

حدیث میں لفظ اِتَّخَذَ جِسْرًا واقع ہوا ہے اس کو معروف و مجہول دونوں طرح پڑھتے ہیں اور یہ ترجمہ معروف کا ہے اور مجہول پڑھیں تو=

کو ترمذی و ابن ماجہ معاذ بن انس جہنی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور ترمذی نے کہا یہ حدیث غریب ہے اور تمام اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔

حدیث ۵۵ احمد و ابوداود و نسائی عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آئے اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) خطبہ فرما رہے تھے ارشاد فرمایا: ''بیٹھ جا! تو نے ایذا پہنچائی۔'' [1]

حدیث ۵۶ ابوداود عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جمعہ میں تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ لغو کے ساتھ حاضر ہوا (یعنی کوئی ایسا کام کیا جس سے ثواب جاتا رہے مثلاً خطبہ کے وقت کلام کیا یا کنکریاں چھوئیں) تو اس کا حصہ جمعہ سے وہی لغو ہے اور ایک وہ شخص کہ اللہ سے دُعا کی تو اگر چاہے دے اور چاہے نہ دے اور ایک وہ کہ سکوت و انصات کے ساتھ حاضر ہوا اور کسی مسلمان کی نہ گردن پھلانگی نہ کسی کو ایذا دی تو جمعہ اس کے لیے کفارہ ہے، آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک۔'' [2]

مسائل فقہیہ

جمعہ فرض عین ہے اور اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکد ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱ جمعہ پڑھنے کے لیے چھ شرطیں ہیں کہ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو تو ہوگا ہی نہیں۔

(۱) مصر یا فنائے مصر

مصر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ[4] ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبہ و سطوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف پر قدرت کافی ہے، اگرچہ ناانصافی کرتا اور بدلہ نہ لیتا ہو اور مصر کے آس پاس کی جگہ جو مصر کی مصلحتوں کے لیے ہو اسے ''فنائے مصر'' کہتے ہیں۔ جیسے قبرستان، گھوڑ دوڑ کا میدان، فوج کے رہنے کی جگہ، کچہریاں، اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں تو فنائے مصر میں

= مطلب یہ ہوگا کہ خود پل بنا دیا جائے گا یعنی جس طرح لوگوں کی گردنیں اس نے پھلانگی ہیں، اس کو قیامت کے دن جہنم میں جانے کا پل بنایا جائے گا کہ اس کے اوپر چڑھ کر لوگ جائیں گے۔۱۲

1 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب تخطي رقاب الناس يوم الجمعة، الحديث: ١١١٨، ج١، ص٤١٣.

2 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب الكلام والإمام يخطب، الحديث: ١١١٣، ج١، ص٤١١.

3 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٥.

4 ..... یعنی ضلع کا حصہ۔

ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز۔[1] (غنیہ وغیرہا) لہٰذا جمعہ یا شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں۔[2] (غنیہ)

مسئلہ ۲: جس شہر پر کفار کا تسلط ہو گیا وہاں بھی جمعہ جائز ہے، جب تک دار الاسلام رہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مصر کے لیے حاکم کا وہاں رہنا ضرور ہے، اگر بطور دورہ وہاں آ گیا تو وہ جگہ مصر نہ ہوگی، نہ وہاں جمعہ قائم کیا جائے گا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جو جگہ شہر سے قریب ہے مگر شہر کی ضرورتوں کے لیے نہ ہو اور اس کے اور شہر کے درمیان کھیت وغیرہ فاصل ہو تو وہاں جمعہ جائز نہیں اگرچہ اذان جمعہ کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو۔[5] (عالمگیری) مگر اکثر آئمہ کہتے ہیں کہ اگر اذان کی آواز پہنچتی ہو تو ان لوگوں پر جمعہ پڑھنا فرض ہے بلکہ بعض نے تو یہ فرمایا کہ اگر شہر سے دور جگہ ہو مگر بلا تکلیف واپس باہر جا سکتا ہو تو جمعہ پڑھنا فرض ہے۔[6] (درمختار) لہٰذا جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں انھیں چاہیے کہ شہر میں آ کر جمعہ پڑھ جائیں۔

مسئلہ ۵: گاؤں کا رہنے والا شہر میں آیا اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہے تو جمعہ فرض ہے اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو، زوال سے پہلے یا بعد تو فرض نہیں، مگر پڑھے تو مستحق ثواب ہے۔ یوہیں مسافر شہر میں آیا اور نیت اقامت نہ کی تو جمعہ فرض نہیں، گاؤں والا جمعہ کے لیے شہر کو آیا اور کوئی دوسرا کام بھی مقصود ہے تو اس سعی (یعنی جمعہ کے لیے آنے) کا بھی ثواب پائے گا اور جمعہ پڑھا تو جمعہ کا بھی۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: حج کے دنوں میں منیٰ میں جمعہ پڑھا جائے گا جبکہ خلیفہ یا امیر حجاز یعنی شریف مکہ وہاں موجود ہو اور امیر موسم یعنی وہ کہ حاجیوں کے لیے حاکم بنایا گیا ہے جمعہ نہیں قائم کر سکتا۔ حج کے علاوہ اور دنوں میں منیٰ میں جمعہ نہیں ہو سکتا اور عرفات

---

1 ...... "غنية المتملي"، فصل في صلاة الجمعة، ص٥٤٩ ـ ٥٥١، وغيرها.

2 ...... "غنية المتملي"، فصل في صلاة الجمعة، ص٥٤٩.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطيب، ج٣، ص١٦.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٧.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٥.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٠.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٥.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في حكم المرقي بين يدي الخطيب، ج٣، ص٤٤.

میں مطلقاً نہیں ہوسکتا، نہ حج کے زمانہ میں، نہ اور دنوں میں۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: شہر میں متعدد جگہ جُمعہ ہوسکتا ہے، خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جُمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ۔ [2] (درمختار وغیرہ) مگر بلا ضرورت بہت سی جگہ جُمعہ قائم نہ کیا جائے کہ جُمعہ شعائرِ اسلام سے ہے اور جامع جماعات ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی، نیز دفع حرج کے لیے تعدد جائز رکھا گیا ہے تو خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا اور محلہ محلہ جُمعہ قائم کرنا نہ چاہیے۔ نیز ایک بہت ضروری امر جس کی طرف عوام کو بالکل توجہ نہیں، یہ ہے کہ جُمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے کہ جس نے چاہا نیا جُمعہ قائم کر لیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا یہ ناجائز ہے، اس لیے کہ جُمعہ قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے، اس کا بیان آگے آتا ہے اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سُنی صحیح العقیدہ ہو، احکام شرعیہ جاری کرنے میں سُلطان اسلام کے قائم مقام ہے، لہٰذا وہی جُمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہوسکتا اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں، عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطورِ خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے نہ یہ ہوسکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کرلیں ایسا جُمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔

مسئلہ ۸: ظہر احتیاطی (کہ جُمعہ کے بعد چار رکعت نماز اس نیت سے کہ سب میں پچھلی ظہر جس کا وقت پایا اور نہ پڑھی) خاص لوگوں کے لیے ہے جن کو فرض جُمعہ ادا ہونے میں شک نہ ہو اور عوام کہ اگر ظہر احتیاطی پڑھیں تو جُمعہ کے ادا ہونے میں انھیں شک ہوگا وہ نہ پڑھیں اور اس کی چاروں رکعتیں بھری پڑھی جائیں اور بہتر یہ ہے کہ جُمعہ کی پچھلی چار سنتیں پڑھ کر ظہر احتیاطی پڑھیں پھر دو سنتیں اور ان چھ سنتوں میں سنت وقت کی نیت کریں۔ [3] (عالمگیری، صغیری، ردالمحتار وغیرہا)

(۲) سلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا [4]

مسئلہ ۹: سُلطان عادل ہو یا ظالم جُمعہ قائم کرسکتا ہے۔ یوہیں اگر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا یعنی شرعاً اس کو حق امامت نہ

1 ..... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱٤٥.

2 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ج ۳، ص ۱۸، و "الفتاوی الرضوية"، ج ۸، ص ۳۱۲.

3 ..... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱٤٥.

و "صغيری"، فصل في صلاة الجمعة، ص ۲۷۸، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في نية آخر ظهر بعد صلاة الجمعة، ج ۳، ص ۲۱، و "الفتاوی الرضوية"، ج ۸، ص ۲۹۳.

4 ..... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج ۱، ص ۱٤٥.

ہو، مثلاً قرشی نہ ہو یا اور کوئی شرط مفقود ہو تو یہ بھی جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر عورت بادشاہ بن بیٹھی تو اس کے حکم سے جمعہ قائم ہوگا، یہ خود نہیں قائم کر سکتی۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: بادشاہ نے جسے جمعہ کا امام مقرر کر دیا وہ دوسرے سے بھی پڑھوا سکتا ہے اگرچہ اسے اس کا اختیار نہ دیا ہو کہ دوسرے سے پڑھوادے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: امام جمعہ کی بلا اجازت کسی نے جمعہ پڑھایا اگر امام یا وہ شخص جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے شریک ہو گیا تو ہو جائے گا ورنہ نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: حاکم شہر کا انتقال ہو گیا یا فتنہ کے سبب کہیں چلا گیا اور اس کے خلیفہ (ولی عہد) یا قاضی ماذون نے جمعہ قائم کیا جائز ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: کسی شہر میں بادشاہ اسلام وغیرہ جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے نہ ہو تو عام لوگ جسے چاہیں امام بنادیں۔ یوہیں اگر بادشاہ سے اجازت نہ لے سکتے ہوں جب بھی کسی کو مقرر کر سکتے ہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴: حاکمِ شہر نابالغ یا کافر ہے اور اب وہ نابالغ بالغ ہوا یا کافر مسلمان ہوا تو اب بھی جمعہ قائم کرنے کا ان کو حق نہیں، البتہ اگر جدید حکم ان کے لیے آیا یا بادشاہ نے کہہ دیا تھا کہ بالغ ہونے یا اسلام لانے کے بعد جمعہ قائم کرنا تو قائم کر سکتا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: خطبہ کی اجازت جمعہ کی اجازت ہے اور جمعہ کی اجازت خطبہ کی اجازت ہے اگرچہ کہہ دیا ہو کہ خطبہ پڑھنا اور جمعہ نہ قائم کرنا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: بادشاہ لوگوں کو جمعہ قائم کرنے سے منع کر دے تو لوگ خود قائم کرلیں اور اگر اس نے کسی شہر کی شہریت باطل کر دی تو لوگوں کو اب جمعہ پڑھنے کا اختیار نہیں۔[8] (ردالمحتار) یہ اس وقت ہے کہ بادشاہِ اسلام نے شہریت باطل کی ہو اور

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في صحة الجمعة... إلخ، ج٣، ص٩، وغيرهما.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص١٠.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطيب، ج٣، ص١٤.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص١٤.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٦.

6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في جواز استنابة الخطيب، ج٣، ص١٦.

کافرنے باطل کی تو پڑھیں۔

مسئلہ ۱۷: امام جمعہ کو بادشاہ نے معزول کر دیا تو جب تک معزولی کا پروانہ نہ آئے یا خود بادشاہ نہ آئے معزول نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: بادشاہ سفر کرکے اپنے ملک کے کسی شہر میں پہنچا تو وہاں جمعہ خود قائم کر سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

(۳) وقت ظہر

یعنی وقت ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر اثنائے نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آگیا جمعہ باطل ہو گیا ظہر کی قضا پڑھیں۔[3] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۹: مقتدی نماز میں سو گیا تھا آنکھ اس وقت کھلی کہ امام سلام پھیر چکا ہے تو اگر وقت باقی ہے جمعہ پورا کر لے ورنہ ظہر کی قضا پڑھے یعنی نئے تحریمہ سے۔[4] (عالمگیری وغیرہ) یوہیں اگر اتنی بھیڑ تھی کہ رکوع و سجود نہ کر سکا یہاں تک کہ امام نے سلام پھیر دیا تو اس میں بھی وہی صورتیں ہیں۔[5] (درمختار)

(٤) خطبہ

مسئلہ ۲۰: خطبۂ جمعہ میں شرط یہ ہے، کہ:

(۱) وقت میں ہو اور

(۲) نماز سے پہلے اور

(۳) ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد اور

(۴) اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سُن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٦.

2 ..... المرجع السابق. 3 ..... المرجع السابق.

4 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٦.

5 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢١.

6 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في نية آخر ظهر بعد صلاة الجمعة، ج٣، ص٢١.

مسئلہ ۲۱: خطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ یا سُبْحٰنَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: چھینک آئی اور اس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحٰنَ اللہ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: خطبہ و نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: سنت یہ ہے کہ دو خطبے پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں[4] میں۔[5] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۵: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں:

(۱) خطیب کا پاک ہونا۔

(۲) کھڑا ہونا۔

(۳) خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔

(۴) خطیب کا منبر پر ہونا۔ اور

(۵) سامعین کی طرف مونھ۔ اور

(۶) قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کی بائیں جانب ہو۔

(۷) حاضرین کا متوجہ بامام ہونا۔

(۸) خطبہ سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھنا۔

(۹) اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔

(۱۰) الحمد سے شروع کرنا۔

(۱۱) اللہ عزوجل کی ثنا کرنا۔

---

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٢، وغيره.

2 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٦.

3 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٧.

4 ..... یعنی سردیوں۔

5 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٢٣.

(۱۲) اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا۔

(۱۳) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر درود بھیجنا۔

(۱۴) کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔

(۱۵) پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔

(۱۶) دوسرے میں حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا۔

(۱۷) دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دُعا کرنا۔

(۱۸) دونوں خطبے ہلکے ہونا۔

(۱۹) دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔ مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو بہتر یہ ہے کہ دوسرا خطبہ اس سے شروع کریں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ .[1]

(۲۰) مرد اگر امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف مونھ کرے اور دہنے بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے۔ اور

(۲۱) امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگے، البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جاسکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے۔

(۲۲) خطبہ سننے کی حالت میں دوزانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار، غنیہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۶: بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف جو اس میں نہ ہو حرام ہے، مثلاً مالک رقاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور

---

1 ...... حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے، ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر توکل کرتے ہیں اور اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگتے ہیں اپنے نفسوں کی برائی سے اور اپنے اعمال کی بدی سے جسکو اللہ (عزوجل) ہدایت کرے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کرے اسے ہدایت کرنے والا کوئی نہیں۔۱۲

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱۴۶، ۱۴۷.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۲۳ ـ ۲۶.

حرام ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۷ خطبہ میں آیت نہ پڑھنا یا دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ نہ کرنا یا اثنائے خطبہ میں کلام کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر خطیب نے نیک بات کا حکم کیا یا بُری بات سے منع کیا تو اسے اس کی ممانعت نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا خلاف سنت متوارثہ ہے۔ یوہیں خطبہ میں اشعار پڑھنا بھی نہ چاہیے اگرچہ عربی ہی کے ہوں، ہاں دو ایک شعر پند و نصائح کے اگر کبھی پڑھ لے تو حرج نہیں۔

(۵) جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد

مسئلہ ۲۹ اگر تین غلام یا مسافر یا بیمار یا گونگے یا اَن پڑھ مقتدی ہوں تو جمعہ ہو جائے گا اور صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰ خطبہ کے وقت جو لوگ موجود تھے وہ بھاگ گئے اور دوسرے تین شخص آگئے تو ان کے ساتھ امام جمعہ پڑھے یعنی جمعہ کی جماعت کے لیے انھیں لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ ان کے غیر سے بھی ہو جائے گا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۱ پہلی رکعت کا سجدہ کرنے سے پیشتر سب مقتدی بھاگ گئے یا صرف دو رہ گئے تو جمعہ باطل ہو گیا سرے سے ظہر کی نیت باندھے اور اگر سب بھاگ گئے مگر تین مرد باقی ہیں یا سجدہ کے بعد بھاگے یا تحریمہ کے بعد بھاگ گئے تھے مگر پہلے رکوع میں آکر شامل ہوگئے یا خطبہ کے بعد بھاگ گئے اور امام نے دوسرے تین مردوں کے ساتھ جمعہ پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ جائز ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲ امام نے جب اَللّٰهُ اَكْبَر کہا اس وقت مقتدی باوضو تھے مگر انہوں نے نیت نہ باندھی پھر یہ سب بے وضو ہوگئے اور دوسرے لوگ آگئے یہ چلے گئے تو ہو گیا اور اگر تحریمہ ہی کے وقت سب مقتدی بے وضو تھے پھر اور لوگ آگئے تو امام

---

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۲٤.
2. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤٦.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤۸.
   و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۲۷.
4. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۲۷.
5. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في قول الخطيب... إلخ، ج۳، ص۲۷.

سرے سے تحریمہ باندھے۔[1] (خانیہ)

(۶) اذنِ عام

یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو، اگر جامع مسجد میں جب لوگ جمع ہوگئے دروازہ بند کر کے جُمعہ پڑھا نہ ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: بادشاہ نے اپنے مکان میں جُمعہ پڑھا اور دروازہ کھول دیا لوگوں کو آنے کی عام اجازت ہے تو ہو گیا لوگ آئیں یا نہ آئیں اور دروازہ بند کر کے پڑھا یا دربانوں کو بٹھا دیا کہ لوگوں کو آنے نہ دیں تو جُمعہ نہ ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: عورتوں کو اگر مسجد جامع سے روکا جائے تو اذنِ عام کے خلاف نہ ہوگا کہ ان کے آنے میں خوفِ فتنہ ہے۔[4] (ردالمحتار)

جُمعہ واجب ہونے کے لیے گیارہ شرطیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا بلکہ مرد عاقل بالغ کے لیے جُمعہ پڑھنا افضل ہے اور عورت کے لیے ظہر افضل، ہاں عورت کا مکان اگر مسجد سے بالکل متصل ہے کہ گھر میں امام مسجد کی اقتدا کر سکے تو اس کے لیے بھی جُمعہ افضل ہے اور نابالغ نے جُمعہ پڑھا تو نفل ہے کہ اس پر نماز فرض ہی نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

(۱) شہر میں مقیم ہونا

(۲) صحت یعنی مریض پر جُمعہ فرض نہیں مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جُمعہ تک نہ جا سکتا ہو یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا۔[6] (غنیہ) شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: جو شخص مریض کا تیمار دار ہو، جانتا ہے کہ جُمعہ کو جائے گا تو مریض دِقتوں میں پڑ جائے گا اور اس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا تو اس تیمار دار پر جُمعہ فرض نہیں۔[8] (درمختار وغیرہ)

---

1. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السادس عشر في صلاۃ الجمعۃ، ج ۱، ص۱٤۸.
2. ...... المرجع السابق.
3. ...... المرجع السابق.
4. ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في قول الخطیب... إلخ، ج۳، ص۲۹.
5. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳، ص۳۰.
6. ...... "غنیۃ المتملي"، فصل في صلاۃ الجمعۃ، ص۵٤۸.
7. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۳۱.
8. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۳۱، وغیرہ.

(۳) آزاد ہونا۔ غلام پر جُمعہ فرض نہیں اور اس کا آقا منع کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مکاتب غلام پر جُمعہ واجب ہے۔ یوہیں جس غلام کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو باقی کے لیے سعایت کرتا ہو یعنی بقیہ آزاد ہونے کے لیے کما کر اپنے آقا کو دیتا ہو اس پر بھی جُمعہ فرض ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۷: جس غلام کو اس کے مالک نے تجارت کرنے کی اجازت دی ہو یا اس کے ذمہ کوئی خاص مقدار کما کر لانا مقرر کیا ہو اس پر جُمعہ واجب ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: مالک اپنے غلام کو ساتھ لے کر مسجد جامع کو گیا اور غلام کو دروازہ پر چھوڑا کہ سواری کی حفاظت کرے تو اگر جانور کی حفاظت میں خلل نہ آئے پڑھ لے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: مالک نے غلام کو جُمعہ پڑھنے کی اجازت دے دی جب بھی واجب نہ ہوا اور بلا اجازت مالک اگر جُمعہ یا عید کو گیا اگر جانتا ہے کہ مالک ناراض نہ ہوگا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: نوکر اور مزدور کو جُمعہ پڑھنے سے نہیں روک سکتا، البتہ اگر مسجد جامع دور ہے تو جتنا حرج ہوا ہے اس کی مزدوری میں کم کرسکتا ہے اور مزدور اس کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

(۴) مرد ہونا

(۵) بالغ ہونا

(۶) عاقل ہونا۔ یہ دونوں شرطیں خاص جُمعہ کے لیے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل و بلوغ شرط ہے۔

(۷) انکھیارا ہونا۔[7]

مسئلہ ۴۱: یک چشم اور جس کی نگاہ کمزور ہو اس پر جُمعہ فرض ہے۔ یوہیں جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت باوضو ہو

1 …… "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٤.

2 …… "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٤.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣١.

3 …… "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٤.

4 …… المرجع السابق.

5 …… "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٢.

6 …… "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٤.

7 …… "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٢.

اس پر جُمعہ فرض ہے اور وہ نابینا جو خود مسجد جُمعہ تک بلا تکلف نہ جاسکتا ہو اگرچہ مسجد تک کوئی لے جانے والا ہو، اُجرتِ مثل پر لے جائے یا بلا اُجرت اس پر جُمعہ فرض نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: بعض نابینا بلا تکلف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں راستوں میں چلتے پھرتے ہیں اور جس مسجد میں چاہیں بلا پُوچھے جاسکتے ہیں ان پر جُمعہ فرض ہے۔[2] (ردالمحتار)

(۸) چلنے پر قادر ہونا۔

مسئلہ ۴۳: اپاہج پر جُمعہ فرض نہیں، اگرچہ کوئی ایسا ہو کہ اسے اٹھا کر مسجد میں رکھ آئے گا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو یا فالج سے بیکار ہو گیا ہو، اگر مسجد تک جاسکتا ہو تو اس پر جُمعہ فرض ہے ورنہ نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

(۹) قید میں نہ ہونا، مگر جب کہ کسی دَین کی وجہ سے قید کیا گیا اور مالدار ہے یعنی ادا کرنے پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے۔[5] (ردالمحتار)

(۱۰) بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا، مفلس قرضدار کو اگر قید کا اندیشہ ہو تو اس پر فرض نہیں۔[6] (ردالمحتار)

(۱۱) مینھ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اس قدر کہ ان سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔[7]

مسئلہ ۴۵: جُمعہ کی امامت ہر مرد کرسکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہوسکتا ہو اگرچہ اس پر جُمعہ فرض نہ ہو جیسے مریض مسافر غلام۔[8] (درمختار) یعنی جبکہ سلطان اسلام یا اس کا نائب یا جس کو اس نے اجازت دی بیمار ہو یا مسافر تو یہ سب نماز جُمعہ پڑھا سکتے ہیں یا انہوں نے کسی مریض یا مسافر یا غلام یا کسی لائق امامت کو اجازت دی ہو یا بضرورت عام لوگوں نے کسی ایسے کو امام مقرر کیا ہو جو امامت کرسکتا ہو، یہ نہیں کہ بطور خود جس کا جی چاہے جُمعہ پڑھا دے کہ یوں جُمعہ نہ ہوگا۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳، ص۳۲.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳، ص۳۲.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۳۲، وغیرہ.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳، ص۳۳.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، مطلب في شروط وجوب الجمعۃ، ج۳، ص۳۳.

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، ج۳، ص۳۳.

مسئلہ ۴۶: جس پر جُمعہ فرض ہے اسے شہر میں جُمعہ ہو جانے سے پہلے ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، بلکہ امام ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حرام ہے اور پڑھ لیا جب بھی جُمعہ کے لیے جانا فرض ہے اور جُمعہ ہو جانے کے بعد ظہر پڑھنے میں کراہت نہیں، بلکہ اب تو ظہر ہی پڑھنا فرض ہے، اگر جُمعہ دوسری جگہ نہ مل سکے مگر جُمعہ ترک کرنے کا گناہ اس کے سر رہا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷: یہ شخص کہ جُمعہ ہونے سے پہلے ظہر پڑھ چکا تھا نادم ہو کر گھر سے جُمعہ کی نیت سے نکلا اگر اس وقت امام نماز میں ہو تو نماز ظہر جاتی رہی، جُمعہ مل جائے تو پڑھ لے ورنہ ظہر کی نماز پھر پڑھے اگرچہ مسجد دور ہونے کے سبب جُمعہ نہ ملا ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴۸: مسجد جامع میں یہ شخص ہے جس نے ظہر کی نماز پڑھ لی ہے اور جس جگہ نماز پڑھی وہیں بیٹھا ہے تو جب تک جُمعہ شروع نہ کرے ظہر باطل نہیں اور اگر بقصد جُمعہ وہاں سے ہٹا تو باطل ہوگئی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۹: یہ شخص اگر مکان سے نکلا ہی نہیں یا کسی اور ضرورت سے نکلا یا امام کے فارغ ہونے کے وقت یا فارغ ہونے کے بعد نکلا یا اس دن جُمعہ پڑھا ہی نہ گیا یا لوگوں نے جُمعہ پڑھنا تو شروع کیا تھا مگر کسی حادثہ کے سبب پورا نہ کیا تو ان سب صورتوں میں ظہر باطل نہیں۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵۰: جن صورتوں میں ظہر باطل ہونا کہا گیا اس سے مراد فرض جاتا رہنا ہے کہ یہ نماز اب نفل ہوگئی۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵۱: جس پر جُمعہ فرض تھا اس نے ظہر کی نماز میں امامت کی پھر جُمعہ کو نکلا تو اس کی ظہر باطل ہے مگر مقتدیوں میں جو جُمعہ کو نہ نکلا اس کے فرض باطل نہ ہوئے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۵۲: جس پر کسی عذر کے سبب جُمعہ فرض نہ ہو وہ اگر ظہر پڑھ کر جُمعہ کے لیے نکلا تو اس کی نماز بھی جاتی رہی، ان شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٣.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٤.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٤.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٩.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٥.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۵۳: مریض یا مسافر یا قیدی یا کوئی اور جس پر جمعہ فرض نہیں ان لوگوں کو بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ جمعہ ہونے سے پیشتر جماعت کریں یا بعد میں۔ یوہیں جنھیں جمعہ نہ ملا وہ بھی بغیر اذان و اقامت ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں، جماعت ان کے لیے بھی ممنوع ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: علما فرماتے ہیں جن مسجدوں میں جمعہ نہیں ہوتا، انھیں جمعہ کے دن ظہر کے وقت بند رکھیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۵: گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان و اقامت کے ساتھ باجماعت پڑھیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: معذور اگر جمعہ کے دن ظہر پڑھے تو مستحب یہ ہے کہ نماز جمعہ ہو جانے کے بعد پڑھے اور تاخیر نہ کی تو مکروہ ہے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵۷: جس نے جمعہ کا قعدہ پالیا یا سجدۂ سہو کے بعد شریک ہوا اسے جمعہ مل گیا۔ لہٰذا اپنی دو ہی رکعتیں پوری کرے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵۸: نماز جمعہ کے لیے پیشتر سے جانا اور مسواک کرنا اور اچھے اور سفید کپڑے پہننا اور تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت۔[6] (عالمگیری، غنیہ)

مسئلہ ۵۹: جب امام خطبہ کے لیے کھڑا ہوا اس وقت سے ختم نماز تک نماز و اذکار اور ہر قسم کا کلام منع ہے، البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یوہیں جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے جلد جلد پوری کر لے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۶۰: جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا، سلام و جواب سلام وغیرہ یہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں یہاں تک کہ امر بالمعروف، ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے، جب خطبہ پڑھے تو تمام حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے، جو لوگ امام سے دور ہوں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انھیں بھی چپ رہنا واجب ہے، اگر کسی کو بری بات کرتے

---

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۳٦.

2 ..... المرجع السابق.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤۹.

4 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۳٦.

5 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج۱، ص۱٤۹.

6 ..... المرجع السابق. و "غنية المتملي"، فصل في صلاة الجمعة، ص۵۵۹.

7 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۳۸.

و "جدالممتار" على "ردالمحتار" كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۱، ص۳۷۸.

دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتے ہیں زبان سے ناجائز ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: خطبہ سننے کی حالت میں دیکھا کہ اندھا کوئیں میں گرا چاہتا ہے یا کسی کو بچھو وغیرہ کاٹنا چاہتا ہے، تو زبان سے کہہ سکتے ہیں، اگر اشارہ یا دبانے سے بتا سکیں تو اس صورت میں بھی زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: خطیب نے مسلمانوں کے لیے دُعا کی تو سامعین کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے، کریں گے گنہگار ہوں گے۔ خطبہ میں دُرُود شریف پڑھتے وقت خطیب کا داہنے بائیں مونھ کرنا بدعت ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں دُرُود شریف پڑھیں، زبان سے پڑھنے کی اسوقت اجازت نہیں۔[4] یوہیں صحابۂ کرام کے ذکر پر اس وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہم زبان سے کہنے کی اجازت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۴: خطبۂ جُمعہ کے علاوہ اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے، مثلاً خطبہ عیدین ونکاح وغیرہما۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: پہلی اذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید وفروخت کی تو یہ بھی ناجائز اور مسجد میں خرید وفروخت تو سخت گناہ ہے اور کھانا کھا رہا تھا کہ اذان جُمعہ کی آواز آئی اگر یہ اندیشہ ہو کہ کھائے گا تو جُمعہ فوت ہو جائے گا تو کھانا چھوڑ دے اور جُمعہ کو جائے، جُمعہ کے لیے اطمینان ووقار کے ساتھ جائے۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۶: خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوبارہ اذان دی جائے۔[7] (متون) یہ ہم اوپر بیان کر آئے کہ سامنے سے یہ مراد نہیں کہ مسجد کے اندر منبر سے متصل ہو کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام مکروہ فرماتے ہیں۔

---

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٣٩.

2 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٩.

3 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ج٣، ص٣٨، و مطلب في قول الخطيب... إلخ، ص٢٤.

4 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٠.

5 ..... المرجع السابق.

6 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ج١، ص١٤٩.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٢.

7 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٢.

مسئلہ ۶۷: اکثر جگہ دیکھا گیا کہ اذان ثانی پست آواز سے کہتے ہیں، یہ نہ چاہیے بلکہ اسے بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے اور جس نے پہلی نہ سُنی اسے سُن کر حاضر ہو۔[1] (بحر وغیرہ)

مسئلہ ۶۸: خطبہ ختم ہوجائے تو فوراً اقامت کہی جائے، خطبہ و اقامت کے درمیان دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶۹: جس نے خطبہ پڑھا وہی نماز پڑھائے، دوسرا نہ پڑھائے اور اگر دوسرے نے پڑھا دی جب بھی ہو جائے گی جبکہ وہ ماذون[3] ہو۔ یوہیں اگر نابالغ نے بادشاہ کے حکم سے خطبہ پڑھا اور بالغ نے نماز پڑھائی جائز ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۰: نماز جمعہ میں بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون یا پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰىكَ پڑھے، مگر ہمیشہ انھیں کو نہ پڑھے کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: جمعہ کے دن اگر سفر کیا اور زوال سے پہلے آبادی شہر سے باہر ہوگیا تو حرج نہیں ورنہ ممنوع ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۲: حجامت بنوانا اور ناخن ترشوانا جمعہ کے بعد[7] افضل ہے۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۷۳: سوال کرنے والا اگر نمازیوں کے آگے سے گزرتا ہو یا گردنیں پھلانگتا ہو یا بلاضرورت مانگتا ہو تو سوال بھی ناجائز ہے اور ایسے سائل کو دینا بھی ناجائز۔[9] (ردالمحتار) بلکہ مسجد میں اپنے لیے مطلقاً سوال کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۷۴: جمعہ کے دن یا رات میں سورۂ کہف کی تلاوت افضل ہے اور زیادہ بزرگی رات میں پڑھنے کی ہے نسائی بیہقی بسند صحیح ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو شخص سورۂ کہف جمعہ کے دن پڑھے، اس کے لیے دونوں

---

1 ..... "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۲، ص۲۷۳، وغيره.
2 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۴۳.
3 ..... یعنی جس کو اجازت دی گئی۔
4 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في حكم المرقي... إلخ، ج۳، ص۴۳.
5 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: أمر الخليفة... إلخ، ج۳، ص۶۴.
و "البحر الرائق"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ج۲، ص۲۷۵.
6 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۴۴.
7 ..... جمعہ سے پہلے اور بعد میں ناخن وغیرہ ترشوانا جائز ہے البتہ حدیث میں جمعہ سے پہلے کا ذکر آیا ہے جیسا کہ صدرالشریعہ نے بہارِ شریعت حصہ ۱۶ میں یہ حدیث رقم فرمائی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جمعہ کے دن نماز کے لیے جانے سے پہلے مونچھیں کترواتے اور ناخن ترشواتے تھے۔ (شعب الایمان،باب العشرون من شعب الایمان...الخ، فصل الوضوء،ج۳، ص۲۴)۔...علمیہ
8 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج۳، ص۴۶.
9 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في الصدقة على سؤال المسجد، ج۳، ص۴۷.

جُمعوں کے درمیان نور روشن ہوگا۔" [1]

اور دارمی کی روایت میں ہے، "جو شبِ جُمعہ میں سورۂ کہف پڑھے اس کے لیے وہاں سے کعبہ تک نور روشن ہوگا۔" [2]

اور ابو بکر ابن مردویہ کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ فرماتے ہیں: "جو جُمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے قدم سے آسمان تک نور بلند ہوگا جو قیامت کو اس کے لیے روشن ہوگا اور دو جُمعوں کے درمیان جو گناہ ہوئے ہیں بخش دیے جائیں گے۔" [3] اس حدیث کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔ حمٓ الدخان پڑھنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔

طبرانی نے ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جو شخص جُمعہ کے دن یارات میں حمٓ الدخان پڑھے، اس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں ایک گھر بنائے گا۔" [4] اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ "اس کی مغفرت ہوجائے گی۔" [5] اور ایک روایت میں ہے، "جو کسی رات میں حمٓ الدخان پڑھے، اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کریں گے۔" [6] جُمعہ کے دن یارات میں جو سورۂ یٰسٓ پڑھے، اس کی مغفرت ہوجائے۔" [7]

فائدہ: جُمعہ کے دن روحیں جمع ہوتی ہیں، لہٰذا اس میں زیارتِ قبور کرنی چاہیے اور اس روز جہنم نہیں بھڑکایا جاتا۔ [8] (درمختار)

عیدین کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ﴾ [9]

روزوں کی گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو کہ اس نے تمھیں ہدایت فرمائی۔

---

1 ..... "السنن الصغرى" للبيهقي، كتاب الصلاة، باب فضل الجمعة، الحديث: ٦٠٨، ج١، ص٢١٠.

2 ..... "سنن الدارمي"، كتاب فضائل القرآن، باب في فضل سورة الكهف، الحديث: ٣٤٠٧، ج٢، ص٥٤٦.

3 ..... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الجمعة، الترغيب في قرأة سورة الكهف... إلخ، الحديث: ٢، ج١، ص٢٩٨.

4 ..... "المعجم الكبير"، الحديث: ٨٠٢٦، ج٨، ص٢٦٤.

5 ..... "جامع الترمذي"، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل حمٓ الدخان، الحديث: ٢٨٩٨، ج٤، ص٤٠٧.

6 ..... "جامع الترمذي"، أبواب فضائل القرآن، باب ماجاء في فضل حمٓ الدخان، الحديث: ٢٨٩٧، ج٤، ص٤٠٦.

7 ..... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الجمعة، الترغيب في قرأة سورة الكهف... إلخ، الحديث: ٤، ج١، ص٢٩٨.

8 ..... "الدر المختار"، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ج٣، ص٤٩.

9 ..... پ٢، البقرة: ١٨٥.

اور فرماتا ہے:

﴿ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ ﴾ [1]

اپنے رب (عزوجل) کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔

حدیث ۱: ابن ماجہ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو عیدین کی راتوں میں قیام کرے، اس کا دل نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مریں گے۔'' [2]

حدیث ۲: اصبہانی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں: ''جو پانچ راتوں میں شب بیداری کرے اس کے لیے جنت واجب ہے، ذی الحجہ کی آٹھویں، نویں، دسویں راتیں اور عید الفطر کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب براءت۔'' [3]

حدیث ۳: ابو داود انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، اس زمانہ میں اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی کرتے تھے (مہرگان و نیروز)، فرمایا: یہ کیا دن ہیں؟ لوگوں نے عرض کی، جاہلیت میں ہم ان دنوں میں خوشی کرتے تھے، فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو دن تمھیں دیے، عید اضحیٰ و عید الفطر کے دن۔'' [4]

حدیث ۴ و ۵: ترمذی و ابن ماجہ و دارمی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر کے دن کچھ کھا کر نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور عید اضحیٰ کو نہ کھاتے، جب تک نماز نہ پڑھ لیتے۔'' [5] اور بخاری کی روایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ ''عید الفطر کے دن تشریف نہ لے جاتے، جب تک چند کھجوریں نہ تناول فرمالیتے اور طاق ہوتیں۔'' [6]

حدیث ۶: ترمذی و دارمی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ''عید کو ایک راستہ سے تشریف لے جاتے اور دوسرے سے واپس ہوتے۔'' [7]

---

1 ...... پ ۳۰، الکوثر: ۲.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب فيمن قام ليلتي العيدين، الحديث: ١٧٨٢، ج٢، ص٣٦٥.

3 ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب العيدين والأضحية، الترغيب في إحياء ليلتي العيدين، الحديث: ٢، ج٢، ص٩٨.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب صلاة العيدين، الحديث: ١١٣٤، ج١، ص٤١٨.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب العيدين، باب ماجاء في الأكل يوم الفطر قبل الخروج، الحديث: ٥٤٢، ج٢، ص٧٠.

6 ...... "صحيح البخاري"، كتاب العيدين، باب الأكل يوم الفطر قبل الخروج، الحديث: ٩٥٣، ج١، ص٣٢٨.

7 ...... "جامع الترمذي"، أبواب العيدين، باب ماجاء في خروج النبي صلى الله عليه وسلم إلى العيد... إلخ، الحديث: ٥٤١، ج٢، ص٦٩.

حدیث ۷ ابوداود و ابن ماجہ کی روایت انھیں سے ہے، کہ ''ایک مرتبہ عید کے دن بارش ہوئی تو مسجد میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عید کی نماز پڑھی۔'' [1]

حدیث ۸ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عید کی نماز دو رکعت پڑھی، نہ اس کے قبل نماز پڑھی نہ بعد۔'' [2]

حدیث ۹ صحیح مسلم شریف میں ہے جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ عید کی نماز پڑھی ایک دو مرتبہ نہیں (بلکہ بارہا)، نہ اذان ہوئی نہ اقامت۔ [3]

مسائلِ فقہیّہ

عیدین کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ انھیں پر جن پر جُمعہ واجب ہے اور اس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جُمعہ کے لیے ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ جُمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت، اگر جُمعہ میں خطبہ نہ پڑھا تو جُمعہ نہ ہوا اور اس میں نہ پڑھا تو نماز ہوگئی مگر بُرا کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ جُمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز، اگر پہلے پڑھ لیا تو بُرا کیا، مگر نماز ہوگئی لوٹائی نہیں جائے گی اور خطبہ کا بھی اعادہ نہیں اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اقامت، صرف دو بار اتنا کہنے کی اجازت ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ ؕ۔ [4] (عالمگیری، درمختار وغیرہما) بلا وجہ عید کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے۔ [5] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱ گاؤں میں عیدین کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ [6] (درمختار)

روزِ عید کے مستحبات

مسئلہ ۲ عید کے دن یہ امور مستحب ہیں:

(۱) حجامت بنوانا۔

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصلاة، باب يصلي بالناس العيد في المسجد إذا كان يوم مطر، الحديث: ۱۱۶۰، ج۱، ص۴۲۵.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب العيدين، باب الخطبة بعد العيد، الحديث: ۹۶۴، ج۱، ص۳۳۱.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة العيدين، باب كتاب صلاة العيدين، الحديث: ۸۸۷، ص۴۳۹.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱۵۰.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج۳، ص۵۱، وغيرهما.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ص۱۱۹.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج۳، ص۵۲.

(۲) ناخن ترشوانا۔

(۳) غسل کرنا۔

(۴) مسواک کرنا۔[1]

(۵) اچھے کپڑے پہننا، نیا ہو تو نیا ورنہ دُھلا۔

(۶) انگوٹھی پہننا۔[2]

(۷) خوشبو لگانا۔

(۸) صبح کی نماز مسجد محلہ میں پڑھنا۔

(۹) عیدگاہ جلد چلا جانا۔

(۱۰) نماز سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا۔

(۱۱) عیدگاہ کو پیدل جانا۔

(۱۲) دوسرے راستہ سے واپس آنا۔

(۱۳) نماز کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھا لینا۔ تین، پانچ، سات یا کم وبیش مگر طاق ہوں، کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھا لے، نماز سے پہلے کچھ نہ کھایا تو گنہگار نہ ہوا مگر عشا تک نہ کھایا تو عتاب[3] کیا جائے گا۔[4] (کتب کثیرہ)

مسئلہ ۳: سواری پر جانے میں بھی حرج نہیں مگر جس کو پیدل جانے پر قدرت ہو اس کے لیے پیدل جانا افضل ہے اور

---

1 ...... یہ اس کے علاوہ ہے جو وضو میں کی جاتی ہے کہ وضو میں سنت مؤکدہ ہے اور عید کی اس میں خصوصیت نہیں، بلکہ وہ تو ہر وضو کے لئے ہے۔ (ردالمحتار) ۱۲ منہ حفظہ ربہ۔

2 ...... اس کی تفصیلی معلومات کیلئے بہارشریعت حصہ ۱۶ میں "انگوٹھی اور زیور کا بیان" ملاحظہ فرمائیں۔

امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ "نماز کے اَحکام" میں فرماتے ہیں: جب کبھی انگوٹھی پہنئے تو اس بات کا خاص خیال رکھئے کہ صرف ساڑھے چار ماشہ سے کم وَزن چاندی کی ایک ہی انگوٹھی پہنئے۔ ایک سے زیادہ نہ پہنئے اور اُس ایک انگوٹھی میں بھی نگینہ ایک ہی ہو، ایک سے زیادہ نگینے نہ ہوں، بغیر نگینے کی بھی مت پہنئے۔ نگینے کے وَزن کی کوئی قید نہیں، چاندی کا چھلّہ یا چاندی کے بیان کردہ وَزن وغیرہ کے علاوہ کسی بھی دھات کی انگوٹھی یا چھلّہ مرد نہیں پہن سکتا۔ ("نماز کے اَحکام"، ص۳۲۴۔۳۲۵)

3 ...... یعنی سرزنش۔

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب السابع عشر في صلاۃ العیدین، ج۱، ص۱۴۹.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۵۴، وغیرھما.

واپسی میں سواری پر آنے میں حرج نہیں۔[1] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴: عیدگاہ کو نماز کے لیے جانا سنت ہے اگرچہ مسجد میں گنجائش ہو اور عیدگاہ میں منبر بنانے یا منبر لے جانے میں حرج نہیں۔[2] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۵: (۱۴) خوشی ظاہر کرنا

(۱۵) کثرت سے صدقہ دینا

(۱۶) عیدگاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کیے جانا

(۱۷) آپس میں مبارک دینا مستحب ہے اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر نہ کہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے، عیدگاہ میں ہو یا گھر میں اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہیں، یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو نماز ہو جانے کے بعد پڑھے اور نماز عید کے بعد عیدگاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے، گھر میں پڑھ سکتا ہے بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ یہ احکام خواص کے ہیں، عوام اگر نفل پڑھیں اگرچہ نماز عید سے پہلے اگرچہ عیدگاہ میں انہیں منع نہ کیا جائے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: نماز کا وقت بقدر ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے، مگر عیدالفطر میں دیر کرنا اور عیداضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے کے پہلے زوال ہو گیا ہو تو نماز جاتی رہی۔[5] (درمختار وغیرہ) زوال سے مراد نصف النہار شرعی ہے، جس کا بیان باب الاوقات میں گزرا۔

نماز عید کا طریقہ

نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عیدالفطر یا عیداضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے پھر ثنا پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ص١١٩.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج١، ص١٤٩.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٥٥، وغيره.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٥٦.

4 ...... المرجع السابق، ص٥٧ ـ ٦٠.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٦٠، وغيره.

چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے یعنی پہلی تکبیر میں ہاتھ باندھے، اس کے بعد دو تکبیروں میں ہاتھ لٹکائے پھر چوتھی تکبیر میں باندھ لے۔ اس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لیے جائیں اور جہاں پڑھنا نہیں وہاں ہاتھ چھوڑ دیے جائیں، پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے پھر رکوع وسجدہ کرے، دوسری رکعت میں پہلے الحمد وسورت پڑھے پھر تین بار کان تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے، اس سے معلوم ہوگیا کہ عیدین میں زائد تکبیریں چھ ہوئیں، تین پہلی میں قراءت سے پہلے اور تکبیر تحریمہ کے بعد اور تین دوسری میں قراءت کے بعد، اور تکبیر رکوع سے پہلے اور ان چھوؤں تکبیروں میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیح کی قدر سکتہ کرے اور عیدین میں مستحب یہ ہے کہ پہلی میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۂ منافقون پڑھے یا پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰىكَ ۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: امام نے چھ تکبیروں سے زیادہ کہیں تو مقتدی بھی امام کی پیروی کرے مگر تیرہ سے زیادہ میں امام کی پیروی نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: پہلی رکعت میں امام کے تکبیر کہنے کے بعد مقتدی شامل ہوا تو اسی وقت تین تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام نے قراءت شروع کر دی ہو اور تین ہی کہے، اگرچہ امام نے تین سے زیادہ کہی ہوں اور اگر اس نے تکبیریں نہ کہیں کہ امام رکوع میں چلا گیا تو کھڑے کھڑے نہ کہے بلکہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیر کہہ لے اور اگر امام کو رکوع میں پایا اور غالب گمان ہے کہ تکبیریں کہہ کر امام کو رکوع میں پالے گا تو کھڑے کھڑے تکبیریں کہے پھر رکوع میں جائے ورنہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائے اور رکوع میں تکبیریں کہے پھر اگر اس نے رکوع میں تکبیریں پوری نہ کی تھیں کہ امام نے سر اٹھالیا تو باقی ساقط ہوگئیں اور اگر امام کے رکوع سے اٹھنے کے بعد شامل ہوا تو اب تکبیریں نہ کہے بلکہ جب اپنی پڑھے اس وقت کہے اور رکوع میں جہاں تکبیر کہنا بتایا گیا، اس میں ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر دوسری رکعت میں شامل ہوا تو پہلی رکعت کی تکبیریں اب نہ کہے بلکہ جب اپنی فوت شدہ پڑھنے کھڑا ہو اس وقت کہے اور دوسری رکعت کی تکبیریں اگر امام کے ساتھ پا جائے، فبہا ورنہ اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو پہلی رکعت کے بارہ میں مذکور ہوئی۔[3] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

---

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٦١، وغيره .

2 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: أمر الخليفة... إلخ، ج٣، ص٦٣.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج١، ص١٥١.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج٣، ص٦٤ ـ ٦٦، وغيرهما .

مسئلہ ۱۰: جو شخص امام کے ساتھ شامل ہوا پھر سو گیا یا اس کا وضو جاتا رہا، اب جو پڑھے تو تکبیریں اتنی کہے جتنی امام نے کہیں، اگرچہ اس کے مذہب میں اتنی نہ تھیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: امام تکبیر کہنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو قیام کی طرف نہ لوٹے نہ رکوع میں تکبیر کہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: پہلی رکعت میں امام تکبیریں بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو قراءت کے بعد کہہ لے یا رکوع میں اور قراءت کا اعادہ نہ کرے۔[3] (غنیہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: امام نے تکبیراتِ زوائد میں ہاتھ نہ اٹھائے تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے بلکہ ہاتھ اٹھائے۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے اور خطبۂ جُمُعہ میں جو چیزیں سنت ہیں اس میں بھی سنت ہیں اور جو وہاں مکروہ یہاں بھی مکروہ صرف دو باتوں میں فرق ہے ایک یہ کہ جُمُعہ کے پہلے خطبہ سے پیشتر خطیب کا بیٹھنا سنت تھا اور اس میں نہ بیٹھنا سنت ہے دوسرے یہ کہ اس میں پہلے خطبہ سے پیشتر نو بار اور دوسرے کے پہلے سات بار اور منبر سے اترنے کے پہلے چودہ بار اللہ اکبر کہنا سنت ہے اور جُمُعہ میں نہیں۔[5] (عالمگیری درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: عید الفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام کی تعلیم کرے، وہ پانچ باتیں ہیں:

(۱) کس پر واجب ہے؟ (۲) اور کس کے لیے؟ (۳) اور کب؟ (۴) اور کتنا؟ (۵) اور کس چیز سے؟۔

بلکہ مناسب یہ ہے کہ عید سے پہلے جو جُمُعہ پڑھے اس میں بھی یہ احکام بتا دیے جائیں کہ پیشتر سے لوگ واقف ہو جائیں اور عید اضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے احکام اور تکبیراتِ تشریق کی تعلیم کی جائے۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: امام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا مگر اس کی نماز فاسد ہوگئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا، ہاں بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز پڑھے۔[7] (درمختار)

---

1. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱۵۱.
2. "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: أمر الخليفة... إلخ، ج۳، ص۶۵.
3. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱۵۱.
4. المرجع السابق.
5. المرجع السابق، ص۱۵۰، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج۳، ص۶۷، وغيرهما.
6. المرجع السابق.
7. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج۳، ص۶۷.

مسئلہ ۱۷: کسی عذر کے سبب عید کے دن نماز نہ ہو سکی (مثلاً سخت بارش ہوئی یا ابر کے سبب چاند نہیں دیکھا گیا اور گواہی ایسے وقت گزری کہ نماز نہ ہو سکی یا ابر تھا اور نماز ایسے وقت ختم ہوئی کہ زوال ہو چکا تھا) تو دوسرے دن پڑھی جائے اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عید الفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی اور دوسرے دن بھی نماز کا وہی وقت ہے جو پہلے دن تھا یعنی ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے نصف النہار شرعی تک اور بلا عذر عید الفطر کی نماز پہلے دن نہ پڑھی تو دوسرے دن نہیں پڑھ سکتے۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۸: عید اضحیٰ تمام احکام میں عید الفطر کی طرح ہے صرف بعض باتوں میں فرق ہے، اس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھا لیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا جائے اور عید اضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارہویں تک بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں، بارہویں کے بعد پھر نہیں ہو سکتی اور بلا عذر دسویں کے بعد مکروہ ہے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: قربانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ پہلی سے دسویں ذی الحجہ تک نہ حجامت بنوائے، نہ ناخن ترشوائے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو لوگوں کا کسی جگہ جمع ہو کر حاجیوں کی طرح وقوف کرنا اور ذکر و دُعا میں مشغول رہنا صحیح یہ ہے کہ کچھ مضایقہ نہیں جبکہ لازم و واجب نہ جانے اور اگر کسی دوسری غرض سے جمع ہوئے، مثلاً نماز استسقا پڑھنی ہے، جب تو بلا اختلاف جائز ہے اصلاً حرج نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۱: بعد نمازِ عید مصافحہ[5] و معانقہ کرنا[6] جیسا عموماً مسلمانوں میں رائج ہے بہتر ہے کہ اس میں اظہار مسرت ہے۔[7] (وشاح الجید)

مسئلہ ۲۲: نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱۵۱، ۱۵۲.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج۳، ص۶۸، وغيرهما.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج۱، ص۱۵۲، وغيره.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين مطلب في إزالة الشعر... إلخ، ج۳، ص۷۷.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج۳، ص۷۰، وغيره.

5 ...... یعنی ہاتھ ملانا۔

6 ...... یعنی گلے ملنا۔

7 ...... انظر: "الفتاوی الرضوية"، ج۸، ص۶۰۱.

گئی ایک بار تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں، وہ یہ ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ ط[1] (تنویر الابصار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: تکبیر تشریق سلام پھیرنے کے بعد فوراً واجب ہے یعنی جب تک کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو کہ اس نماز پر بنا نہ کر سکے، اگر مسجد سے باہر ہو گیا یا قصداً وضو توڑ دیا یا کلام کیا اگرچہ سہواً تو تکبیر ساقط ہو گئی اور بلا قصد وضو ٹوٹ گیا تو کہہ لے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: تکبیر تشریق اس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اس کی اقتدا کی اگرچہ عورت یا مسافر یا گاؤں کا رہنے والا اور اگر اس کی اقتدا نہ کریں تو ان پر واجب نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: نفل پڑھنے والے نے فرض والے کی اقتدا کی تو امام کی پیروی میں اس مقتدی پر بھی واجب ہے اگرچہ امام کے ساتھ اس نے فرض نہ پڑھے اور مقیم نے مسافر کی اقتدا کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: غلام پر تکبیر تشریق واجب ہے اور عورتوں پر واجب نہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھی، ہاں اگر مرد کے پیچھے عورت نے پڑھی اور امام نے اس کے امام ہونے کی نیت کی تو عورت پر بھی واجب ہے مگر آہستہ کہے۔ یوہیں جن لوگوں نے برہنہ نماز پڑھی ان پر بھی واجب نہیں، اگرچہ جماعت کریں کہ ان کی جماعت جماعتِ مستحبہ نہیں۔[5] (درمختار، جوہرہ وغیرہما)

مسئلہ ۲۷: نفل وسنت و وتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جُمعہ کے بعد واجب ہے اور نماز عید کے بعد بھی کہہ لے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: مسبوق ولاحق پر تکبیر واجب ہے، مگر جب خود سلام پھیریں اس وقت کہیں اور امام کے ساتھ کہہ لی تو نماز فاسد نہ ہوئی اور نماز ختم کرنے کے بعد تکبیر کا اعادہ بھی نہیں۔[7] (ردالمحتار)

1 ...... "تنویر الأبصار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۷۱، ۷٤، وغیرہ.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج۳، ص۷۳.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۷٤.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج۳، ص۷٤.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۷٤.
و "الجوهرة النیرة"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، ص۱۲۲، وغیرهما.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج۳، ص۷۳.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: کلمة لابأس قدتستعمل في المندوب، ج۳، ص۷٦.

مسئلہ ۲۹: اور دنوں میں نماز قضا ہوگئی تھی ایام تشریق میں اس کی قضا پڑھی تو تکبیر واجب نہیں۔ یوہیں ان دنوں کی نمازیں اور دنوں میں پڑھیں جب بھی واجب نہیں۔ یوہیں سال گذشتہ کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اس سال کے ایام تشریق میں پڑھے جب بھی واجب نہیں، ہاں اگر اسی سال کے ایام تشریق کی قضا نمازیں اسی سال کے انھیں دنوں میں جماعت سے پڑھے تو واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: منفرد[2] پر تکبیر واجب نہیں۔[3] (جوہرہ نیرہ) مگر منفرد بھی کہہ لے کہ صاحبین[4] کے نزدیک اس پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۳۱: امام نے تکبیر نہ کہی جب بھی مقتدی پر کہنا واجب ہے اگرچہ مقتدی مسافر یا دیہاتی یا عورت ہو۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: ان تاریخوں میں اگر عام لوگ بازاروں میں باعلان تکبیریں کہیں تو انہیں منع نہ کیا جائے۔[6] (درمختار)

گہن کی نماز کا بیان

حدیث ۱: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہد کریم میں ایک مرتبہ آفتاب میں گہن لگا، مسجد میں تشریف لائے اور بہت طویل قیام و رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھی کہ میں نے کبھی ایسا کرتے نہ دیکھا اور یہ فرمایا: کہ "اللہ عزوجل کسی کی موت و حیات کے سبب اپنی یہ نشانیاں ظاہر نہیں فرماتا، ولیکن ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، لہٰذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر و دعا و استغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔"[7]

حدیث ۲: نیز انھیں میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ لوگوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! ہم نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو دیکھا کہ کسی چیز کے لینے کا قصد فرماتے ہیں پھر پیچھے ہٹتے دیکھا، فرمایا: "میں نے جنت کو دیکھا اور اس سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اس سے کھاتے اور دوزخ کو دیکھا اور آج کے مثل کوئی خوفناک منظر

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: المختار أن الذبیح إسماعیل، ج۳، ص۷۴.
2 ...... یعنی تنہا نماز پڑھنے والے۔
3 ...... "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین، ص۱۲۲.
4 ...... فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو صاحبین کہتے ہیں۔
5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، مطلب: کلمۃ لابأس قدتستعمل في المندوب، ج۳، ص۷۶.
6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب العیدین، ج۳، ص۷۵.
7 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الکسوف، باب الذکر في الکسوف، الحدیث: ۱۰۵۹، ج۱، ص۳۶۳.

کبھی نہ دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اکثر دوزخی عورتیں ہیں، عرض کی، کیوں یارسول اللہ (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)؟ فرمایا: کہ کفر کرتی ہیں، عرض کی گئی، اللہ (عزوجل) کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ فرمایا: ''شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان کا کفران کرتی ہیں، اگر تُو اس کے ساتھ عمر بھر احسان کرے پھر کوئی بات بھی (خلاف مزاج) دیکھے، کہے گی، میں نے کبھی کوئی بھلائی تم سے دیکھی ہی نہیں۔'' [1]

حدیث ۳ صحیح بخاری شریف میں حضرت اسما بنت صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، فرماتی ہیں: ''حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے آفتاب گہنے میں غلام آزاد کرنے کا حکم فرمایا۔'' [2]

حدیث ۴ سُنن اربعہ میں سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں: ''حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے گہن کی نماز پڑھائی اور ہم حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی آواز نہیں سنتے تھے۔'' [3] یعنی قراءت آہستہ کی۔

مسائل فقهيه

سورج گہن کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب۔ سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی مستحب ہے اور تنہا تنہا بھی ہوسکتی ہے اور جماعت سے پڑھی جائے تو خطبہ کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لیے شرط ہیں، وہی شخص اس کی جماعت قائم کرسکتا ہے جو جمعہ کی کرسکتا ہے، وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں، گھر میں یا مسجد میں۔ [4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱ گہن کی نماز اسی وقت پڑھیں جب آفتاب گہنا ہو، گہن چھوٹنے کے بعد نہیں اور گہن چھوٹنا شروع ہوگیا مگر ابھی باقی ہے اس وقت بھی شروع کرسکتے ہیں اور گہن کی حالت میں اس پر ابر آجائے جب بھی نماز پڑھیں۔ [5] (جوہرۂ نیرہ)

مسئلہ ۲ ایسے وقت گہن لگا کہ اس وقت نماز ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں، بلکہ دُعا میں مشغول رہیں اور اسی حالت میں ڈوب جائے تو دُعا ختم کردیں اور مغرب کی نماز پڑھیں۔ [6] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ یہ نماز اور نوافل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں نہ اس میں اذان

---

1 ..... "صحیح البخاري"، کتاب الکسوف، باب صلاۃ الکسوف جماعۃ، الحدیث: ۱۰۵۲، ج۱، ص۳٦۰.

2 ..... "صحیح البخاري"، کتاب الکسوف، باب من أحب العتاقۃ في کسوف الشمس، الحدیث: ۱۰۵٤، ج۱، ص۳٦۲.

3 ..... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ماجاء في صلاة الكسوف، الحديث: ١٢٦٤، ج٢، ص٩٣.

4 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج۳، ص۷۷ ـ ۸۰.

5 ..... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف، ص۱۲٤.

6 ..... المرجع السابق، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج۳، ص۷۸.

ہے، نہ اقامت، نہ بلند آواز سے قراءت اور نماز کے بعد دُعا کریں یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے اور دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں، خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: اگر لوگ جمع نہ ہوئے تو ان لفظوں سے پکاریں، اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵: افضل یہ ہے کہ عیدگاہ یا جامع مسجد میں اس کی جماعت قائم کی جائے اور اگر دوسری جگہ قائم کریں جب بھی حرج نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: اگر یاد ہو تو سورۂ بقرہ اور آل عمران کی مثل بڑی بڑی سورتیں پڑھیں اور رکوع وسجود میں بھی طول دیں اور بعد نماز دُعا میں مشغول رہیں یہاں تک کہ پورا آفتاب کھل جائے اور یہ بھی جائز ہے کہ نماز میں تخفیف کریں اور دُعا میں طول، خواہ امام قبلہ رُو دُعا کرے یا مقتدیوں کی طرف مونھ کر کے کھڑا ہو اور یہ بہتر ہے اور سب مقتدی آمین کہیں، اگر دُعا کے وقت عصا یا کمان پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو تو یہ بھی اچھا ہے، دُعا کے لیے منبر پر نہ جائے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷: سورج گہن اور جنازہ کا اجتماع ہو تو پہلے جنازہ پڑھے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۸: چاند گہن کی نماز میں جماعت نہیں، امام موجود ہو یا نہ ہو بہرحال تنہا تنہا پڑھیں۔[6] (درمختار وغیرہ) امام کے علاوہ دو تین آدمی جماعت کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۹: تیز آندھی آئے یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے مینھ برسے یا بکثرت اولے پڑیں یا آسمان سُرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں یا طاعون وغیرہ وبا پھیلے یا زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو یا اور کوئی دہشت ناک امر پایا جائے ان سب کے لیے دو رکعت نماز مستحب ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

---

1. ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج۳، ص۷۸.
2. ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج۳، ص۷۹.
3. ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر في صلاۃ الکسوف، ج۱، ص۱۵۳.
4. ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج۳، ص۷۹، وغیرہ
5. ..... "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف، ص۱۲۴.
6. ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر في صلاۃ الکسوف، ج۱، ص۱۵۳. و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج۳، ص۸۰، وغیرہ.
7. ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن عشر في صلاۃ الکسوف، ج۱، ص۱۵۳. و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الکسوف، ج۳، ص۸۰، وغیرھما.

چند حدیثیں جن میں آندھی وغیرہ کا ذکر ہے، اس موقع پر بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان ان پر عمل کریں (وباللہ التوفیق)۔

حدیث ۱: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما میں مروی، فرماتی ہیں: جب تیز ہوا چلتی تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَخَیْرَ مَآ اُرْسِلَتْ بِہٖ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا وَشَرِّ مَآ اُرْسِلَتْ بِہٖ ۔ [1]

حدیث ۲: امام شافعی و ابو داود و ابن ماجہ و بیہقی نے دعوات کبیر میں روایت کی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے، رحمت و عذاب لاتی ہے، اسے بُرا نہ کہو اور اللہ (عزوجل) سے اس کے خیر کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔'' [2]

حدیث ۳: ترمذی میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ایک شخص نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی۔ فرمایا: ''ہوا پر لعنت نہ بھیجو کہ وہ مامور ہے اور جو شخص کسی شے پر لعنت بھیجے اور وہ لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی بھیجنے والے پر لوٹ آتی ہے۔'' [3]

حدیث ۴: ابو داود و نسائی و ابن ماجہ و امام شافعی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: جب آسمان پر ابر آتا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کلام ترک فرما دیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْہِ ۔ [4]

اگر کھل جاتا حمد کرتے اور برستا تو یہ دُعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ سَقْیًا نَّافِعًا ۔ [5]

---

[1] ...... "صحیح مسلم"، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤیۃ الریح... إلخ، الحدیث: ۱۵۔(۸۹۹)، ص۴۴۶.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے اس کے خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کے خیر کا جو اس میں ہے اور اس کے خیر کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے اور اس کے شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی۔۱۲

[2] ...... "مسند" الإمام الشافعي، کتاب العیدین، ص۸۱.

[3] ...... "جامع الترمذي"، أبواب البر والصلۃ، باب ماجاء في اللعنۃ، الحدیث: ۱۹۸۵، ج۳، ص۳۹۴.

[4] ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جو اس میں ہے۔۱۲

[5] ...... "مسند" الإمام الشافعي، کتاب العیدین، ص۸۱.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ایسا پانی برسا جو نفع پہنچائے۔۱۲

حدیث ۵ امام احمد و ترمذی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو یہ کہتے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ .[1]

حدیث ۶ امام مالک نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جب بادل کی آواز سنتے تو کلام ترک فرما دیتے اور کہتے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ[2] اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط[3]

حدیث ۷ فرماتے ہیں: ''جب بادل کی گرج سنو تو اللہ (عزوجل) کی تسبیح کرو، تکبیر نہ کہو۔''[4]

نمازِ استسقا کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍؕ ﴾[5]

تمھیں جو مصیبت پہنچتی ہے، وہ تمھارے ہاتھوں کے کرتوت سے ہے اور بہت سی معاف فرما دیتا ہے۔

یہ قحط بھی ہمارے ہی معاصی کے سبب ہے، لہٰذا ایسی حالت میں کثرتِ استغفار کی بہت ضرورت ہے اور یہ بھی اس کا فضل ہے کہ بہت سے معاف فرما دیتا ہے، ورنہ اگر سب باتوں پر مؤاخذہ کرے تو کہاں ٹھکانہ۔

فرماتا ہے:

﴿ وَ لَوْ یُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ ﴾[6]

اگر لوگوں کو ان کے فعلوں پر پکڑتا تو زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑتا۔

---

1 ...... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب ما يقول إذا سمع الرعد، الحديث: ٣٤٦١، ج٥، ص٢٨٠.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اپنے غضب سے تو ہم کو قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہم کو ہلاک نہ کر اور اس سے قبل ہم کو عافیت میں رکھ۔۱۲

2 ...... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الكلام، باب القول إذا سمعت الرعد، الحديث: ١٩٢٠، ج٢، ص٤٧٠.

3 ...... ترجمہ: پاک ہے وہ کہ حمد کے ساتھ رعد اس کی تسبیح کرتا ہے اور فرشتے اس کے خوف سے، بے شک اللہ (عزوجل) ہر چیز پر قادر ہے۔۱۲

4 ...... "مراسيل أبي داود" مع "سنن أبي داود"، باب ماجاء في المطر، ص٢٠.

5 ...... پ٢٥، الشورى: ٣٠.

6 ...... پ٢٢، فاطر: ٤٥.

اور فرماتا ہے:

﴿ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاۙ ﴿۱۰﴾ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاۙ ﴿۱۱﴾ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ﴿۱۲﴾ ﴾ [1]

اپنے رب (عزوجل) سے استغفار کرو، بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے، مُوسلا دھار پانی تم پر بھیجے گا اور مالوں اور بیٹوں سے تمھاری مدد کرے گا اور تمھیں باغ دے گا اور تمھیں نہریں دے گا۔

حدیث ۱: ابن ماجہ کی روایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو لوگ ناپ اور تول میں کمی کرتے ہیں، وہ قحط اور شدت موت میں اور ظلم بادشاہ میں گرفتار ہوتے ہیں، اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش نہ ہوتی۔'' [2]

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''قحط اس کا نام نہیں کہ بارش نہ ہو، بڑا قحط تو یہ ہے کہ بارش ہو اور زمین کچھ نہ اُگائے۔'' [3]

حدیث ۳: صحیحین میں ہے، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی دُعا میں اس قدر ہاتھ نہ اٹھاتے جتنا استسقا میں اٹھاتے، یہاں تک بلند فرماتے کہ بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی۔'' [4]

حدیث ۴: صحیح مسلم شریف میں انھیں سے مروی، کہ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بارش کے لیے دُعا کی اور پشتِ دست سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔'' [5] (یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ ہتھیلی آسمان کی طرف ہو، اور اس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی فال ہو)۔

حدیث ۵: سُنن اربعہ میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پرانے کپڑے پہن کر استسقا کے لیے تشریف لے گئے تواضع وخشوع وتضرع کے ساتھ۔'' [6]

---

1 ...... پ۲۹، نوح: ۱۰ - ۱۲.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب الفتن، باب العقوبات، الحديث: ۴۰۱۹، ج۴، ص۳۶۷.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الفتن وأشراط الساعة، باب في سكنى المدينة... إلخ، الحديث: ۲۹۰۴، ص۱۵۵۳.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الاستسقاء، باب رفع الإمام يده في الإستسقاء، الحديث: ۱۰۳۱، ج۱، ص۳۵۲.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين بالدعاء في الاستسقاء، الحديث: ۸۹۶، ص۴۴۴.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب السفر، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، الحديث: ۵۵۸، ج۲، ص۸۰.
و"سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلاة... إلخ، باب ماجاء في صلاة الاستسقاء، الحديث: ۱۲۶۶، ج۲، ص۹۴.

حدیث ۶ ابوداود نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہتی ہیں: لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں قحطِ باراں کی شکایت پیش کی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے منبر کے لیے حکم فرمایا، عیدگاہ میں رکھا گیا اور لوگوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا کہ اس روز سب لوگ چلیں، جب آفتاب کا کنارہ چمکا، اس وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھے، تکبیر کہی اور حمدِ الٰہی بجالائے، پھر فرمایا: ''تم لوگوں نے اپنے ملک کے قحط کی شکایت کی اور یہ کہ مینھ اپنے وقت سے مؤخر ہوگیا اور اللہ عزوجل نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اس سے دُعا کرو اور اس نے وعدہ کرلیا ہے کہ تمھاری دُعا قبول فرمائے گا۔'' اس کے بعد فرمایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ قُوَّۃً وَّ بَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ ٥ [1]

پھر ہاتھ بلند فرمایا یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہوئی پھر لوگوں کی طرف پشت کی اور ردائے مبارک لوٹ دی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی، اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ابر پیدا کیا، وہ گرجا اور چمکا اور برسا۔ اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ابھی مسجد کو تشریف بھی نہ لائے تھے کہ نالے بہہ گئے۔ [2]

حدیث ۷ امام مالک و ابوداود بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) استسقا کی دُعا میں یہ کہتے:

اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَ بَھِیْمَتَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ ۔ [3]

حدیث ۸ سنن ابوداود میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہاتھ اٹھا کر یہ دُعا کی:

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا مَّرِیْئًا مَّرِیْعًا نَّافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ ۔ [4]

---

1 ...... ترجمہ: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا رحمٰن و رحیم ہے قیامت کے دن کا مالک ہے اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یا اللہ (عزوجل)! تو ہی معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر مینھ اتار اور جو کچھ تو اوتارے، اوسے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک پہنچنے کا سبب کردے۔۱۲

2 ...... "سنن أبي داود"، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب رفع الیدین في الاستسقاء، الحدیث: ۱۱۷۳، ج۱، ص ۴۳۱.

3 ...... "سنن أبي داود"، کتاب صلاۃ الاستسقاء، باب رفع الیدین في الاستسقاء، الحدیث: ۱۱۷۶، ج۱، ص ۴۳۲.
ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے بندوں اور چوپایوں کو سیراب کر اور اپنی رحمت کو پھیلا اور اپنے شہرِ مردہ کو زندہ کر۔۱۲

4 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہم کو سیراب کر پوری بارش سے، جو خوشگوار تازگی لانے والی ہو، نافع ہو، ضرر نہ کرے، جلد ہو، دیر میں نہ ہو۔۱۲

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے یہ دُعا پڑھی تھی کہ آسمان گھِر آیا۔[1]

حدیث ۹ صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: لوگ جب قحط میں مبتلا ہوتے تو امیر المومنین فاروقِ اعظم حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسّل سے طلبِ باراں کرتے، عرض کرتے، اے اللہ (عزوجل)! تیری طرف ہم اپنے نبی کا وسیلہ کیا کرتے تھے اور تو برساتا تھا، اب ہم تیری طرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عم مکرم کو وسیلہ کرتے ہیں تو بارش بھیج۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جب یوں کرتے تو بارش ہوتی[2] یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) آگے ہوتے اور ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پیچھے صفیں باندھ کر دُعا کرتے۔ اب کہ یہ میسر نہیں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے چچا کو آگے کر کے دُعا کرتے ہیں یہ بھی توسّل حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ہے صورۃً میسر نہیں تو معنیً۔

مسائل فقهيه

استسقا دُعا و استغفار کا نام ہے۔ استسقا کی نماز جماعت سے جائز ہے، مگر جماعت اس کے لیے سنت نہیں، چاہیں جماعت سے پڑھیں یا تنہا تنہا دونوں طرح اختیار ہے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱ استسقا کے لیے پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلّل وخشوع وخضوع و تواضع کے ساتھ سَر برہنہ پیدل جائیں اور پا برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کفّار کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں کہ جاتے ہیں رحمت کے لیے اور کافر پر لعنت اترتی ہے۔ تین دن پیشتر سے روزے رکھیں اور توبہ و استغفار کریں پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور زبانی توبہ کافی نہیں بلکہ دل سے کریں اور جن کے حقوق اس کے ذمہ ہیں سب ادا کرے یا معاف کرائے، کمزوروں، بوڑھوں، بُڑھیوں بچوں کے توسّل سے دُعا کرے اور سب آمین کہیں۔ کہ صحیح بخاری شریف میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تمھیں روزی اور مدد کمزوروں کے ذریعہ سے ملتی ہے۔''[4] اور ایک روایت میں ہے، ''اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدت سے عذاب کی بارش ہوتی۔''[5] اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں۔ غرض یہ کہ توجہ رحمت کے

---

1. "سنن أبي داود"، كتاب صلاة الاستسقاء، باب رفع اليدين في الاستسقاء، الحديث: ١١٦٩، ج١، ص ٤٣٠.
2. "صحيح البخاري"، أبواب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا، الحديث: ١٠١٠، ج١، ص٣٤٦.
3. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ج٣، ص ٨١ ـ ٨٣.
4. "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب من استعان بالضعفاء... إلخ، الحديث: ٢٨٩٦، ج٢، ص ٢٨٠.
5. "السنن الكبرى"، كتاب صلاة الاستسقاء، باب استحباب الخروج بالضعفاء... إلخ، الحديث: ٦٣٩٠، ج٣، ص ٤٨١.

تمام اسباب مہیا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دُعا کریں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ نماز پڑھائے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی میں سَبِّحِ اسْمَ اور دوسری میں هَلْ اَتٰكَ پڑھے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑا ہو کر خطبہ پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی خطبہ پڑھے اور خطبہ میں دُعا و تسبیح و استغفار کرے اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارہ نیچے اور نیچے کا اوپر کردے کہ حال بدلنے کی فال ہو، خطبہ سے فارغ ہو کر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلہ کو مونھ کرکے دُعا کرے۔ بہتر وہ دعائیں ہیں جو احادیث میں وارد ہیں اور دُعا میں ہاتھوں کو خوب بلند کرے اور پشتِ دست جانب آسمان[1] رکھے۔[2] (عالمگیری، غنیہ، درمختار، جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۲: اگر جانے سے پیشتر بارش ہوگئی، جب بھی جائیں اور شکرِ الٰہی بجالائیں اور مینھ کے وقت حدیث میں جو دُعا ارشاد ہوئی پڑھے اور بادل گرجے تو اس کی دُعا پڑھے اور بارش میں کچھ دیر ٹھہرے کہ بدن پر پانی پہنچے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: کثرت سے بارش ہو کہ نقصان کرنے والی معلوم ہو تو اس کے روکنے کی دُعا کر سکتے ہیں اور اس کی دُعا حدیث میں یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ .[4]

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

---

1 ..... یعنی اور دعاؤں میں تو قاعدہ یہ ہے کہ ہتھیلی آسمان کی طرف ہو، اور اس میں ہاتھ لوٹ دیں کہ حال بدلنے کی فال ہو۔

2 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب التاسع عشر في الاستسقاء، ج١، ص١٥٣ ـ ١٥٤.
و "غنية المتملي"، صلاة الاستسقاء، ٤٢٧ ـ ٤٣٠.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ج٣، ص٨٣ ـ ٨٥.
و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب صلاة الاستسقاء، ص١٢٤ ـ ١٢٥.

3 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الاستسقاء، ج٣، ص٨٥.

4 ..... "صحيح البخاري"، كتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء في المساجد الجامع، الحديث: ١٠١٣، ج١، ص٣٤٧.
و "صحيح مسلم"، كتاب صلاة الاستسقاء، الحديث: ٨ـ(٨٩٧)، ٩ـ(٨٩٧)، ص٤٤٤، ٤٤٥.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہمارے آس پاس برسا، ہمارے اوپر نہ برسا۔ اے اللہ (عزوجل)! بارش کر ٹیلوں اور پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور جہاں درخت اوگتے ہیں۔ ۱۲

نماز خوف کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۞ ﴾ (1)

اگر تمھیں خوف ہو تو پیدل یا سواری پر نماز پڑھو پھر جب خوف جاتا رہے تو اللہ (عزوجل) کو اس طرح یاد کرو جیسا اُس نے سکھایا وہ کہ تم نہیں جانتے تھے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۞ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۞ ﴾ (2)

اور جب تم ان میں ہو اور نماز قائم کرو تو ان میں کا ایک گروہ تمھارے ساتھ کھڑا ہو اور انھیں چاہیے کہ اپنے ہتھیار لیے ہوں پھر جب ایک رکعت کا سجدہ کرلیں تو وہ تمھارے پیچھے ہوں اور اب دوسرا گروہ آئے، جس نے تمھارے ساتھ نہ پڑھی تھی، وہ تمھارے ساتھ پڑھے اور اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں، کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ، تو ایک ساتھ تم پر جھک پڑیں اور تم پر کچھ گناہ نہیں، اگر تمھیں مینھ سے تکلیف ہو یا بیمار ہو کہ اپنے ہتھیار رکھ دو، مگر پناہ کی چیز لیے رہو، بیشک اللہ (عزوجل) نے کافروں کے لیے ذلّت کا عذاب طیار کر رکھا ہے، پھر جب نماز پوری کر چکو تو اللہ (عزوجل) کو یاد کرو، کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے، پھر جب اطمینان سے ہو جاؤ تو نماز حسب دستور قائم کرو، بیشک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

حدیث 1 ترمذی و نسائی میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عسفان وضجنان

1 ...... پ ۲، البقرۃ: ۲۳۹.

2 ...... پ ۵، النسآء: ۱۰۲ ۔ ۱۰۳.

کے درمیان اترے، مشرکین نے کہا ان کے لیے ایک نماز ہے جو باپ اور بیٹوں سے بھی زیادہ پیاری ہے اور وہ نماز عصر ہے، لہٰذا سب کام ٹھیک رکھو، جب نماز کو کھڑے ہوں ایک دم حملہ کرو، جبریل علیہ الصلوۃ والسلام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کے دو حصے کریں ایک گروہ کے ساتھ نماز پڑھیں اور دوسرا گروہ ان کے پیچھے سپر اور اسلحہ لیے کھڑا رہے تو ان کی ایک ایک رکعت ہوگی (یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ) اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دو رکعتیں۔[1]

حدیث ۲ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ گئے جب ذات الرقاع میں پہنچے، ایک سایہ دار درخت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے لیے چھوڑ دیا، اس پر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنی تلوار لٹکا دی تھی، ایک مشرک آیا اور تلوار لے لی اور کھینچ کر کہنے لگا، آپ مجھ سے ڈرتے ہیں فرمایا: ''نہ''، اس نے کہا تو آپ کو کون مجھ سے بچائے گا، فرمایا: ''اللہ (عزوجل)'' صحابۂ کرام نے جب دیکھا تو اسے ڈرایا، اس نے میان میں تلوار رکھ کر لٹکا دی، اس کے بعد اذان ہوئی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ پیچھے ہٹا اور دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھی تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی چار ہوئیں اور لوگوں کی دو دو یعنی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ۔[2]

مسائلِ فقہیّہ

نمازِ خوف جائز ہے، جبکہ دشمنوں کا قریب میں ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہو اور اگر یہ گمان تھا کہ دشمن قریب میں ہیں اور نمازِ خوف پڑھی، بعد کو گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مقتدی نماز کا اعادہ کریں۔ یوہیں اگر دشمن دور ہوں تو یہ نماز جائز نہیں یعنی مقتدی کی نہ ہوگی اور امام کی ہو جائے گی۔

نمازِ خوف کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن سامنے ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ سب ایک ساتھ نماز پڑھیں گے تو حملہ کر دیں گے، ایسے وقت امام جماعت کے دو حصے کرے، اگر کوئی اس پر راضی ہو کہ ہم بعد کو پڑھ لیں گے تو اسے دشمن کے مقابل کرے اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے، پھر جس گروہ نے نماز نہیں پڑھی اس میں کوئی امام ہو جائے اور یہ لوگ اس کے ساتھ باجماعت پڑھ لیں اور اگر دونوں میں سے بعد کو پڑھنے پر کوئی راضی نہ ہو تو امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابل کرے اور دوسرا امام کے پیچھے نماز پڑھے، جب امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے یعنی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو یہ

1 ... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة النساء، الحديث: ٣٠٤٦، ج٥، ص٢٧.

2 ... "صحيح مسلم"، كتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب صلاة الخوف، الحديث: ٨٤٣، ص٤٢٠.

لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں اور جو لوگ وہاں تھے وہ چلے آئیں اب ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے، مگر مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں یا یہیں اپنی نماز پوری کر کے جائیں اور وہ لوگ آئیں اور ایک رکعت بغیر قراءت پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیریں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ گروہ یہاں نہ آئے بلکہ وہیں اپنی نماز پوری کرلے اور دوسرا گروہ اگر نماز پوری کر چکا ہے، فبہا، ورنہ اب پوری کرے، خواہ وہیں یا یہاں آکر اور یہ لوگ قراءت کے ساتھ اپنی ایک رکعت پڑھیں اور تشہد کے بعد سلام پھیریں۔ یہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے خواہ نماز ہی دو رکعت کی ہو، جیسے فجر وعید و جُمعہ یا سفر کی وجہ سے چار کی دو ہوگئیں اور چار رکعت والی نماز ہو تو ہر گروہ کے ساتھ امام دو دو رکعت پڑھے اور مغرب میں پہلے گروہ کے ساتھ دو اور دوسرے گروہ کے ساتھ ایک پڑھے، اگر پہلے کے ساتھ ایک پڑھی اور دوسرے کے ساتھ دو تو نماز جاتی رہی۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱: یہ سب احکام اس صورت میں ہیں جب امام و مقتدی سب مقیم ہوں یا سب مسافر یا امام مقیم ہے اور مقتدی مسافر اور اگر امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم تو امام ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھ کر سلام پھیر دے، پھر پہلا گروہ آئے اور تین رکعتیں بغیر قراءت کے پڑھے پھر دوسرا گروہ آئے اور تین پڑھے، پہلی میں فاتحہ و سورت پڑھے اور اگر امام مسافر ہے اور مقتدی بعض مقیم ہیں بعض مسافر تو مقیم مقیم کے طریقہ پر عمل کریں اور مسافر مسافر کے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: ایک رکعت کے بعد دشمن کے مقابل جانے سے مراد پیدل جانا ہے، سواری پر جائیں گے تو نماز جاتی رہے گی۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر خوف بہت زیادہ ہو کہ سواری سے اتر نہ سکیں تو سواری پر تنہا تنہا اشارہ سے، جس طرف بھی منھ کر سکیں اسی طرف نماز پڑھیں، سواری پر جماعت سے نہیں پڑھ سکتے، ہاں اگر ایک گھوڑے پر دو سوار ہوں تو پچھلا اگلے کی اقتدا کر سکتا ہے اور سواری پر فرض نماز اسی وقت جائز ہوگی کہ دشمن ان کا تعاقب کر رہے ہوں اور اگر یہ دشمن کے تعاقب میں ہوں تو سواری پر نماز نہیں ہوگی۔[4] (جوہرہ، درمختار)

---

[1] ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸٦ ـ ۸۸.
و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون في صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵٤ـ۱۵۵، وغیرھما.

[2] ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون في صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵۵، وغیرہ.

[3] ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۷.

[4] ...... "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ص۱۳۰.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۸.

مسئلہ ۴: نمازِ خوف میں صرف دشمن کے مقابل جانا اور وہاں سے امام کے پاس صف میں آنا یا وضو جاتا رہا تو وضو کے لیے چلنا معاف ہے، اس کے علاوہ چلنا نماز کو فاسد کر دے گا، اگر دشمن نے اسے دوڑایا یا اس نے دشمن کو بھگایا تو نماز جاتی رہی، البتہ پہلی صورت میں اگر سواری پر ہو تو معاف ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: سواری پر نہیں تھا اثنائے نماز میں سوار ہو گیا نماز جاتی رہی، خواہ کسی غرض سے سوار ہوا ہو اور لڑنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے، مگر ایک تیر پھینکنے کی اجازت ہے۔[2] (درمختار) یوہیں آج کل بندوق کا ایک فیر کرنے کی اجازت ہے۔

مسئلہ ۶: دریا میں تیرنے والا اگر کچھ دیر بغیر اعضا کو حرکت دیے رہ سکے تو اشارہ سے نماز پڑھے، ورنہ نماز نہ ہوگی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷: جنگ میں مشغول ہے، مثلاً تلوار چلا رہا ہے اور وقت نماز ختم ہونا چاہتا ہے تو نماز کو مؤخر کرے، لڑائی سے فارغ ہو کر نماز پڑھے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: باغیوں اور اس شخص کے لیے جس کا سفر کسی معصیت کے لیے ہو صلاۃ الخوف جائز نہیں۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۹: نمازِ خوف ہو رہی تھی، اثنائے نماز میں خوف جاتا رہا یعنی دشمن چلے گئے تو جو باقی ہے وہ امن کی سی پڑھیں، اب خوف کی پڑھنا جائز نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: دشمنوں کے چلے جانے کے بعد کسی نے قبلہ سے سینہ پھیرا، نماز جاتی رہی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: نمازِ خوف میں ہتھیار لیے رہنا مستحب ہے اور خوف کا اثر صرف اتنا ہے کہ ضرورت کے لیے چلنا جائز ہے، باقی محض خوف سے نماز میں قصر نہ ہوگا۔[8] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۲: نمازِ خوف جس طرح دشمن سے ڈر کے وقت جائز ہے۔ یوہیں درندہ اور بڑے سانپ وغیرہ سے خوف ہو جب بھی جائز ہے۔[9] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۸.
2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۸.
3 ...... المرجع السابق، ص۸۹.
4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۹.
5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۹.
6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون في صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵۶.
7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب العشرون في صلاۃ الخوف، ج۱، ص۱۵۶.
8 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۸.
9 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الخوف، ج۳، ص۸۶.

کتاب الجنائز

بیماری کا بیان

بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے منافع بے شمار ہیں، اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر حقیقۃً راحت و آرام کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے، حقیقت میں روحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے حقیقی بیماری امراض روحانیہ ہیں کہ یہ البتہ بہت خوف کی چیز ہے اور اسی کو مرض مہلک سمجھنا چاہیے۔ بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا اور توبہ و استغفار کرتا ہے اور یہ تو بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا۔

ع انچہ از دوست میر سد نیکوست [1]

مگر ہم جیسے کم سے کم اتنا تو کریں کہ صبر و استقلال سے کام لیں اور جزع و فزع کر کے آتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے نہ دیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی پھر اس بڑے ثواب سے محرومی دوہری مصیبت ہے۔ بہت سے نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمے بول اٹھتے ہیں بلکہ بعض کفر تک پہنچ جاتے ہیں معاذ اللہ۔ اللہ عزوجل کی طرف ظلم کی نسبت کر دیتے ہیں، یہ تو بالکل ہی خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ کے مصداق [2] بن جاتے ہیں، اب ہم اس کے بعض فوائد جو احادیث میں وارد ہیں بیان کرتے ہیں کہ مسلمان اپنے پیارے اور برگزیدہ رسول کے ارشادات بگوش دل سنیں اور ان پر عمل کریں، اللہ عزوجل توفیق عطا فرمائے۔

حدیث ۱ و ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مسلمان کو جو تکلیف و ہم و حزن و اذیت و غم پہنچے، یہاں تک کہ کانٹا جو اس کے چبھے، اللہ تعالیٰ ان کے سبب اس کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' [3]

حدیث ۳: صحیحین میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''مسلمان کو جو اذیت پہنچتی ہے مرض ہو یا اس کے سوا کچھ اور، اللہ تعالیٰ اس کے سیئات کو گرا دیتا ہے، جیسے درخت سے پتے

---

1 ...... یعنی وہ چیز جو دوست کی طرف سے پہنچتی ہے، اچھی ہوتی ہے۔

2 ...... یعنی دنیا وآخرت میں نقصان اٹھانے والوں کی طرح۔

3 ...... "صحیح البخاري"، کتاب المرضی، باب ماجاء في كفارة المرض... إلخ، الحديث ٥٦٤١، ج٤، ص٣.

جھڑتے ہیں۔" (1)

حدیث ۴ و ۵: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ام السائب کے پاس تشریف لے گئے، فرمایا: "تجھے کیا ہوا ہے جو کانپ رہی ہے؟ عرض کی، بخار ہے، خدا اس میں برکت نہ کرے، فرمایا: "بخار کو برا نہ کہہ کہ وہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے مَیل کو۔" (2) اسی کے مثل سنن ابن ماجہ میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ۶: صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: "جب اپنے بندہ کی آنکھیں لے لوں پھر وہ صبر کرے، تو آنکھوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔" (3)

حدیث ۷: ترمذی شریف میں ہے، امیہ نے صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ان دو آیتوں کا مطلب دریافت کیا:

﴿ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ﴾ (4)

جو تمھارے نفس میں ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔ اور

﴿ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ ﴾ (5)

جو کسی قسم کی برائی کرے گا اس کا بدلہ دیا جائے گا۔

(کہ جب ہر برائی کی جزا ہے اور جو خطرہ دل میں گزرے اس کا بھی حساب ہے تو بڑی مشکل ہے کہ اس سے کون بچے گا۔)

صدیقہ نے فرمایا: جب سے میں نے اس کا سوال حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے کیا کسی نے بھی مجھ سے نہ پوچھا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: "اس سے مراد عتاب ہے کہ اللہ تعالٰی بندوں پر کرتا ہے کہ اسے بخار اور تکلیف پہنچاتا ہے، یہاں تک کہ مال جو کُرتے کی آستین میں ہو اور گم جائے اور اس کی وجہ سے گھبرا جائے، ان اُمور کی وجہ سے گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے بھٹی سے سرخ سونا نکلتا ہے۔" (6) (یعنی گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو جاتا ہے جیسا بھٹی سے سونا مَیل

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المرضى، باب وضع اليد على المريض، الحديث: ٥٦٦٠، ج٤، ص٩.

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض... إلخ، الحديث: ٢٥٧٥، ص١٣٩٢.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المرضى، باب فضل من ذهب بصره، الحديث: ٥٦٥٣، ج٤، ص٦.

4 ...... پ٣، البقرة: ٢٨٤.

5 ...... پ٥، النسآء: ١٢٣.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة البقرة، الحديث: ٣٠٠٢، ج٤، ص٤٦٥.

سے پاک ہو کر نکلتا ہے)۔

حدیث ۸ ترمذی میں ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بندہ کو کوئی تکلیف کم و بیش نہیں پہنچتی مگر گناہ کے سبب اور جو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے وہ بہت زیادہ ہے'' اور یہ آیہ پڑھی:

﴿ وَمَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍؕ ﴾ [1]

جو تمھیں مصیبت پہنچی، وہ اس کا بدلہ ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کیا اور بہت سی معاف فرما دیتا ہے۔

حدیث ۹ و ۱۰ شرح سنت میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بندہ جب عبادت کے اچھے طریقہ پر ہو پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتہ اس پر مؤکل ہے، اس سے فرمایا جاتا ہے: اس کے لیے ویسے ہی اعمال لکھ جب مرض میں مبتلا نہ تھا، یہاں تک کہ میں اسے مرض سے رہا کروں یا اپنی طرف بلالوں [2] یعنی موت دوں۔'' اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب مسلمان کسی بلائے بدن میں مبتلا ہوتا ہے، فرشتہ کو حکم ہوتا ہے، لکھ جو نیک کام پہلے کیا کرتا تھا، تو اگر شفا دیتا ہے تو دھو دیتا اور پاک کر دیتا ہے اور موت دیتا ہے تو بخش دیتا ہے اور رحم فرماتا ہے۔'' [3]

حدیث ۱۱ ترمذی بافادۂ تصحیح و تحسین و ابن ماجہ و دارمی سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے سوال ہوا، کس پر بلا زیادہ سخت ہوتی ہے؟ فرمایا: ''انبیا پر پھر جو بہتر ہیں پھر جو بہتر ہیں آدمی میں جتنا دین ہوتا ہے اسی کے اندازہ سے بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے، اگر دین میں قوی ہے بلا بھی اس پر سخت ہوگی اور دین میں ضعیف ہے تو اس پر آسانی کی جاتی ہے تو ہمیشہ بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے یہاں تک کہ زمین پر یوں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہ رہا۔'' [4]

حدیث ۱۲ ترمذی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جتنی بلا زیادہ اتنا ہی ثواب زیادہ اور اللہ عزوجل جب کسی قوم کو محبوب رکھتا ہے تو اسے بلا میں ڈالتا ہے، جو راضی ہوا اس کے لیے رضا ہے اور جو ناراض ہوا اس کے لیے ناخوشی۔'' [5] اور دوسری روایت ترمذی کی انھیں سے یوں ہے، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب

---

1. ...... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب ومن سورة الشورى... إلخ، الحديث: ۳۲۹۳، ج۵، ص۱۶۹.
پ۲۵، الشورى: ۳۰.
2. ...... "شرح السنة"، كتاب الجنائز، باب المريض يكتب له مثل عمله، الحديث: ۱٤۲۳، ج۳، ص۱۸٦.
3. ...... "شرح السنة"، كتاب الجنائز، باب المريض يكتب له مثل عمله، الحديث: ۱٤۲٤، ج۳، ص۱۸۷.
4. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر على البلاء، الحديث: ۲٤۰٦، ج٤، ص۱۷۹.
و "سنن الدارمي"، كتاب الرقائق، باب في أشد الناس بلاء، الحديث: ۲۷۸۳، ج۲، ص٤۱۲.
5. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر... إلخ، الحديث: ۲٤۰٤، ج٤، ص۱۷۸.

اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ رکھتا ہے تو اُسے دنیا ہی میں سزا دیدیتا ہے اور جب شر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے گناہ کا بدلہ نہیں دیتا اور قیامت کے دن اسے پورا بدلہ دے گا۔'' (1)

حدیث ۱۳: امام مالک و ترمذی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''مسلمان مرد و عورت کے جان و مال و اولاد میں ہمیشہ بلا رہتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملتا ہے کہ اس پر خطا کچھ نہیں۔'' (2)

حدیث ۱۴: احمد و ابوداود بروایت محمد بن خالد عن ابیہ عن جدہ راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''بندہ کے لیے علم الٰہی میں کوئی مرتبہ مقرر ہوتا ہے اور وہ اعمال کے سبب اس رتبہ کو نہ پہنچا تو بدن یا مال یا اولاد میں اس کا ابتلا فرماتا ہے پھر اسے صبر دیتا ہے، یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے علم الٰہی میں ہے۔'' (3)

حدیث ۱۵: ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جب قیامت کے دن اہل بلا کو ثواب دیا جائے گا تو عافیت والے تمنا کریں گے، کاش دنیا میں قینچیوں سے ان کی کھالیں کاٹی جاتیں۔'' (4)

حدیث ۱۶: ابوداود و عامر الرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر فرمایا اور فرمایا: کہ ''مومن جب بیمار ہو پھر اچھا ہو جائے، اس کی بیماری گناہوں سے کفارہ ہو جاتی ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت اور منافق جب بیمار ہوا پھر اچھا ہوا، اوس کی مثال اونٹ کی ہے کہ مالک نے اسے باندھا پھر کھول دیا تو نہ اسے یہ معلوم کہ کیوں باندھا، نہ یہ کہ کیوں کھولا؟ ایک شخص نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! بیماری کیا چیز ہے، میں تو کبھی بیمار نہ ہوا؟ فرمایا: ہمارے پاس سے اٹھ جا کہ تو ہم میں سے نہیں۔'' (5)

حدیث ۱۷: امام احمد شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''جب میں اپنے مومن بندہ کو بلا میں ڈالوں اور وہ اس ابتلا پر میری حمد کرے، تو وہ اپنی خواب گاہ سے گناہوں سے ایسا پاک ہو کر اٹھے گا جیسے اس دن کہ اپنی ماں سے پیدا ہوا۔'' اور رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: ''میں نے اپنے بندہ کو مقید اور مبتلا کیا، اس کے لیے عمل ویسا ہی جاری رکھو جیسا صحت میں تھا۔'' (6)

---

(1) ..... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر... إلخ، الحديث: ٢٤٠٤، ج٤، ص١٧٨.

(2) ..... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في الصبر... إلخ، الحديث: ٢٤٠٧، ج٤، ص١٧٩.

(3) ..... "سنن أبي داود"، كتاب الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، الحديث: ٣٠٩٠، ج٣، ص٢٤٦.
و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث رجل، الحديث: ٢٢٤٠١، ج٨، ص٣١٤.

(4) ..... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، ٥٩-باب، الحديث: ٢٤١٠، ج٤، ص١٨٠.

(5) ..... "سنن أبي داود"، كتاب الجنائز، باب الأمراض المكفرة للذنوب، الحديث: ٣٠٨٩، ج٣، ص٢٤٥.

(6) ..... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث شداد بن أوس، الحديث: ١٧١١٨، ج٦، ص٧٧.

مریض کی عیادت کو جانا سنت ہے۔ احادیث میں اس کی بہت فضیلت آئی ہے۔

عیادت کے فضائل

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ابوداود و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مسلمان پر مسلمان کے پانچ حق ہیں:

(۱) سلام کا جواب دینا

(۲) مریض کے پوچھنے کو جانا

(۳) جنازے کے ساتھ جانا

(۴) دعوت قبول کرنا

(۵) چھینکنے والے کا جواب دینا۔[1] (جب اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہے)

حدیث ۲: صحیحین میں ہے براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ہمیں سات باتوں کا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے حکم فرمایا، (یہ پانچ باتیں ذکر کر کے فرمایا)، (۶) قسم کھانے والے کی قسم پوری کرنا، (۷) مظلوم کی مدد کرنا۔[2]

حدیث ۳: بخاری و مسلم ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو گیا تو واپس ہونے تک ہمیشہ جنت کے پھل چننے میں رہا۔''[3]

حدیث ۴: صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل روزِ قیامت فرمائے گا: ''اے ابن آدم! میں بیمار ہوا تُو نے میری عیادت نہ کی، عرض کرے گا، تیری عیادت کیسے کرتا تُو رب العالمین ہے (یعنی خدا کیسے بیمار ہوسکتا ہے کہ اس کی عیادت کی جائے) فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا اور اس کی تُو نے عیادت نہ کی، کیا تُو نہیں جانتا کہ اگر اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا اور فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تُو نے نہ دیا عرض کرے گا تجھے کس طرح کھانا دیتا تُو تو رب العالمین ہے فرمائے گا: کیا تجھے نہیں معلوم کہ میرے فلاں بندہ نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا کیا تجھے نہیں معلوم کہ اگر تُو نے دیا ہوتا تو اس کو (یعنی اس کے ثواب کو) میرے پاس پاتا، فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی طلب کیا تُو نے نہ دیا،

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الجنائز، باب الأمر باتباع الجنائز، الحدیث: ۱۲۴۰، ج۱، ص۴۲۱.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب اللباس، باب خواتیم الذھب، الحدیث: ۵۸۶۳، ج۴، ص۶۷.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب البر... إلخ، باب فضل عیادۃ المریض، الحدیث: ۴۱۔(۲۵۶۸)، ص۱۳۸۹.

عرض کرے گا، تجھے کیسے پانی دیتا تُو تو رب العالمین ہے فرمائے گا: ''میرے فلاں بندہ نے تجھ سے پانی مانگا تُو نے اسے نہ پلایا، اگر پلایا ہوتا تو میرے یہاں پاتا۔'' (1)

حدیث ۵: صحیح بخاری شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو یہ فرماتے:

لَا بَأْسَ طُهُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ۔

''یعنی کوئی حرج کی بات نہیں ان شاء اللہ تعالٰی یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔''

اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا:

لَا بَأْسَ طُهُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی ۔ (2)

حدیث ۶: ابوداود و ترمذی امیر المومنین مولا علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں ایک باغ ہوگا۔'' (3)

حدیث ۷: ابوداود نے انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو اچھی طرح وضو کرکے بغرض ثواب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کو جائے جہنم سے ساٹھ برس کی راہ دور کر دیا گیا۔'' (4)

حدیث ۸: ترمذی بافادۂ تحسین و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو شخص مریض کی عیادت کو جاتا ہے آسمان سے منادی ندا کرتا ہے، تُو اچھا ہے اور تیرا چلنا اچھا اور جنت کی ایک منزل کو تُو نے ٹھکانا بنایا۔'' (5)

حدیث ۹: ابن ماجہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جب تُو مریض کے پاس جائے تو اس سے کہہ کہ تیرے لیے دُعا کرے کہ اس کی دُعا دُعائے ملئکہ کی مانند ہے۔'' (6)

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب البر... إلخ، باب فضل عيادة المريض، الحديث: ٢٥٦٩، ص١٣٨٩.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، الحديث: ٣٦١٦، ج٢، ص٥٠٥.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض، الحديث: ٩٧١، ج٢، ص٢٩٠.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجنائز، باب في فضل العيادة على وضوء، الحديث: ٣٠٩٧، ج٣، ص٢٤٨.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عاد مريضا، الحديث: ١٤٤٣، ج٢، ص١٩٢.

6 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في عيادة المريض، الحديث: ١٤٤١، ج٢، ص١٩١.

حدیث ۱۰: بیہقی نے سعید بن المسیب سے مرسلاً روایت کی کہ فرماتے ہیں: ''افضل عیادت یہ ہے کہ جلد اٹھ آئے۔'' [1] اور اسی کی مثل انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مروی۔

حدیث ۱۱: ترمذی و ابن ماجہ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: جب مریض کے پاس جاؤ تو عمر کے بارے میں دل خوش کن بات کرو کہ یہ کسی چیز کو رد نہ کردے گا اور اس کے جی کو اچھا معلوم ہوگا۔ [2]

حدیث ۱۲: ابن حبان اپنی صحیح میں انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو جنتیوں میں لکھ دیگا۔

(۱) مریض کی عیادت کرے

(۲) جنازہ میں حاضر ہو

(۳) روزہ رکھے

(۴) جُمعہ کو جائے

(۵) غلام آزاد کرے۔'' [3]

حدیث ۱۳ و ۱۴: احمد و طبرانی و ابویعلیٰ و ابن خزیمہ و ابن حبان معاذ بن جبل اور ابوداود ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''پانچ چیزیں ہیں کہ جو ان میں سے ایک بھی کرے، اللہ عزوجل کے ضمان میں آجائے گا۔

(۱) مریض کی عیادت کرے

(۲) یا جنازہ کے ساتھ جائے

(۳) یا غزوہ کو جائے

(۴) یا امام کے پاس اس کی تعظیم و توقیر کے ارادہ سے جائے

(۵) یا اپنے گھر میں بیٹھا رہے کہ لوگ اس سے سلامت رہیں اور وہ لوگوں سے۔'' [4]

حدیث ۱۵: ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

1 ... "شعب الإيمان"، باب في عيادة المريض، فصل في آداب العيادة، الحديث: ۹۲۲۱، ج۶، ص۵٤۲.

2 ... "جامع الترمذي"، أبواب الطب، ۳۵۔باب، الحديث: ۲۰۹٤، ج٤، ص۲۵.

3 ... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، الحديث: ۲۷٦۰، ج٤، ص۱۹۱.

4 ... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث معاذ بن جبل رضي الله عنه، الحديث: ۲۲۱۵٤، ج۸، ص۲۵۵.

''آج تم میں کون روزہ دار ہے؟ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں، فرمایا: آج تم میں کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ عرض کی میں نے، فرمایا: کون آج جنازہ کے ساتھ گیا؟ عرض کی میں، فرمایا: کس نے آج مریض کی عیادت کی؟ عرض کی میں نے، فرمایا: یہ خصلتیں کسی میں کبھی جمع نہ ہوں گی مگر جنت میں داخل ہوگا۔'' [1]

حدیث ۱۲: ابوداود و ترمذی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دُعا پڑھے:

اَسْئَالُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ ۔ [2]

اگر موت نہیں آئی ہے تو اُسے شفا ہوجائے گی۔'' [3]

موت آنے کا بیان

دنیا گزشتنی و گزاشتنی [4] ہے، آخر ایک دن موت آنی ہے جب یہاں سے کوچ کرنا ہی ہے تو وہاں کی طیاری چاہیے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور اس وقت کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''دنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ راہ چلتا۔'' [5] تو مسافر جس طرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہ گیر راستہ کے کھیل تماشوں میں نہیں لگتا کہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک پہنچنے میں ناکامی ہوگی، اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ دنیا میں نہ پھنسے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے کہ مقصود اصلی کے حاصل کرنے میں آڑے آئیں اور موت کو کثرت سے یاد کرے کہ اس کی یاد دنیوی تعلقات کی بیخ کنی کرتی ہے۔ [6]

حدیث میں ارشاد فرمایا:

---

1 ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الجنائز، الترغيب في عيادة المرضى... إلخ، الحديث: ٧، ج٤، ص١٦٣.

2 ...... ترجمہ: اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں، جو عرشِ کریم کا مالک ہے اس کا کہ تجھے شفا دے۔ ۱۲

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجنائز، باب الدعاء للمريض، الحديث: ٣١٠٦، ج٣، ص٢٥١.
و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبدالله بن العباس، الحديث: ٢١٨٢، ج١، ص٥٢٤.

4 ...... یعنی دنیا ختم ہونے والی اور چھوٹنے والی۔

5 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الرقاق، باب قول النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ((كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل))، الحديث: ٦٤١٦، ج٤، ص٢٢٣.

6 ...... یعنی جڑ کاٹتی ہے۔

اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ [1] الْمَوْتِ . [2]

مگر کسی مصیبت پر موت کی آرزو نہ کرے کہ اس کی ممانعت آئی ہے اور ناچار کرنی ہی ہے تو یوں کہے، الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو۔ [3] كما هو في حديث الصحيحين عن انس رضى الله تعالىٰ عنه [4] اور مسلمان کو چاہیے کہ اللہ عزوجل سے نیک گمان رکھے، اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ حدیث میں فرمایا: کوئی نہ مرے، مگر اس حال میں کہ اللہ عزوجل سے نیک گمان رکھتا ہو۔" [5] کہ ارشادِ الٰہی ہے:

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ . [6]

''میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے میں اسی طرح اس کے ساتھ پیش آتا ہوں۔''

ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے اور وہ قریب الموت تھے، فرمایا: تو اپنے کو کس حال میں پاتا ہے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! اللہ (عزوجل) سے امید ہے اور اپنے گناہوں سے ڈر، فرمایا: "یہ دونوں خوف و رجا، اس موقع پر جس بندہ کے دل میں ہوں گے، اللہ اسے وہ دے گا جس کی امید رکھتا ہے اور اس سے امن میں رکھے گا جس سے خوف کرتا ہے۔" [7] روح قبض ہونے کا وقت بہت سخت وقت ہے کہ اسی پر سارے عمل کا مدار ہے، بلکہ ایمان کے تمام نتائج اُخروی اسی پر مرتب کہ اعتبار خاتمہ ہی کا ہے اور شیطان لعین ایمان لینے کی فکر میں ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اس کے مکر سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے وہ مراد کو پہنچا۔ اِنَّمَا الْعِبْرَةُ بِالْخَوَاتِيْمِ . ''اعتبار خاتمہ ہی کا ہے۔'' اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُسْنَ الْخَاتِمَةِ .

ارشاد فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: جس کا آخر کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو یعنی کلمہ طیبہ وہ جنت میں داخل ہوا۔ [8]

مسائلِ فقہیہ

جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ دہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف مونھ کردیں

1. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزهد، باب ماجاء في ذكر الموت، الحديث: ٢٣١٤، ج٤، ص١٣٨.
2. ...... لذتوں کی توڑ دینے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔۱۲
3. ...... "صحيح البخاري"، كتاب المرضىٰ، باب تمنى المريض الموت، الحديث: ٥٦٧١، ج٤، ص١٣.
4. ...... یعنی اس حدیث کو بخاری و مسلم نے حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔
5. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجنة... إلخ، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالىٰ عند الموت، الحديث: ٨٢-(٢٨٧٧)، ص١٥٣٨.
6. ...... "صحيح البخاري"، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ، ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ﴾... إلخ، الحديث: ٧٤٠٥، ج٤، ص٥٤١.
7. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، ١١-باب، الحديث: ٩٨٥، ج٢، ص٢٩٦.
8. ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجنائز، باب في التلقين، الحديث: ٣١١٦، ج٣، ص٢٥٥.

اور یہ بھی جائز ہے کہ چت لٹائیں اور قبلہ کو پاؤں کریں کہ یوں بھی قبلہ کو مونھ ہو جائے گا مگر اس صورت میں سر کو قدرے اونچا رکھیں اور قبلہ کو مونھ کرنا دشوار ہو کہ اس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱: جان کنی کی حالت میں جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے پڑھیں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مگر اسے اس کے کہنے کا حکم نہ کریں۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: جب اس نے کلمہ پڑھ لیا تو تلقین موقوف کر دیں، ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں کہ اس کا آخر کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: تلقین کرنے والا کوئی نیک شخص ہو، ایسا نہ ہو جس کو اس کے مرنے کی خوشی ہو اور اس کے پاس اس وقت نیک اور پرہیز گار لوگوں کا ہونا بہت اچھی بات ہے اور اس وقت وہاں سورۂ یٰسٓ شریف کی تلاوت اور خوشبو ہونا مستحب، مثلاً لوبان یا اگر کی بتیاں سُلگادیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: موت کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں اس کے پاس حاضر ہو سکتی ہیں۔[5] (عالمگیری) مگر جس کا حیض و نفاس منقطع ہو گیا اور ابھی غسل نہیں کیا اسے اور جنب کو آنا نہ چاہیے۔ اور کوشش کرے کہ مکان میں کوئی تصویر یا کُتّا نہ ہو، اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں ملئکۂ رحمت نہیں آتے، اس کی نزع کے وقت اپنے اور اس کے لیے دُعائے خیر کرتے رہیں، کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کہ اس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں، نزع میں سختی دیکھیں تو سورۂ یٰسٓ و سورۂ رعد پڑھیں۔

مسئلہ ۵: جب روح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں کہ مونھ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیے جائیں، یہ کام اس کے گھر والوں میں جو زیادہ نرمی کے ساتھ کر سکتا ہو باپ یا بیٹا وہ کرے۔[6] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۶: آنکھیں بند کرتے وقت یہ دُعا پڑھے:

1. ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۹۱، وغيره.
2. ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۰.
3. ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.
4. ...... المرجع السابق.
5. ...... المرجع السابق.
6. ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۱.

بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَآئِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْہُ ۔ [1] (درمختار)

مسئلہ ۷: اس کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا اور کوئی بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے۔ [2] (عالمگیری) مگر ضرورت سے زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعثِ تکلیف ہے۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۸: میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔ [4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: مرتے وقت معاذ اللہ اس کی زبان سے کلمۂ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دیں گے کہ ممکن ہے موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو اور بے ہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا۔ [5] (درمختار) اور بہت ممکن ہے کہ اس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی کہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرلے دشوار ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۰: اس کے ذمہ قرض یا جس قسم کے دَین ہوں جلد سے جلد ادا کر دیں۔ [6] کہ حدیث میں ہے، ''میت اپنے دَین میں مقید ہے۔'' [7] ایک روایت میں ہے، ''اس کی روح معلق رہتی ہے جب تک دَین نہ ادا کیا جائے۔'' [8]

مسئلہ ۱۱: میت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے جبکہ اسکا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔ [9] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: غسل و کفن و دفن میں جلدی چاہیے کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ [10] (جوہرہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۹۷.

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملّت پر، اے اللہ (عزوجل) تو اس کے کام کو اس پر آسان کر اور اس کے مابعد کو اس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تُو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (آخرت) اسے اس سے بہتر کر، جس سے نکلا (دنیا)۔۱۲

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.

3 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب البيوع، الحديث ۲۹۶۵، ج۳، ص۵۸.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج۱، ص۱۵۷.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۹۶.

6 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۱.

7 ......

8 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء عن النبي انه قال ... الخ، الحديث: ۱۰۸۱، ج۲، ص۳٤۱.

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة عند الميت، ج۳، ص۹۸ ـ ۱۰۰، وغيره.

10 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۱.

مسئلہ ۱۳ پردیسیوں اور اس کے دوست احباب کو اطلاع کر دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اس کے لیے دُعا کریں گے کہ ان پر حق ہے کہ اس کی نماز پڑھیں اور دُعا کریں۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴ بازار و شارع عام پر اس کی موت کی خبر دینے کے لیے بلند آواز سے پکارنا بعض نے مکروہ بتایا، مگر صحیح یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں مگر حسبِ عادت جاہلیت بڑے بڑے الفاظ سے نہ ہو۔[2] (جوہرہ نیرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵ ناگہانی موت سے مرا تو جب تک موت کا یقین نہ ہو، تجہیز و تکفین ملتوی رکھیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ عورت مرگئی اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ مرگیا اور عورت کی جان پر بنی ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو، بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۷ اگر اس نے قصداً کسی کا مال نگل لیا اور مرگیا تو اگر اتنا مال چھوڑا ہے کہ تاوان دے دیا جائے تو ترکہ سے تاوان ادا کریں، ورنہ پیٹ چیر کر مال نکالا جائے گا اور بلاقصد ہے تو چیرا نہ جائے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸ حاملہ عورت مرگئی اور دفن کر دی گئی کسی نے خواب میں دیکھا کہ اوس کے بچہ پیدا ہوا تو محض اس خواب کی بنا پر قبر کھودنی جائز نہیں۔[6] (عالمگیری)

میت کے نہلانے کا بیان

مسئلہ ۱ میت کو نہلانا فرض کفایہ ہے بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہوگیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲ نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس چار پائی یا تختہ پر نہلانے کا ارادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اُسے اتنی بار چار پائی وغیرہ کے گرد پھرائیں اور اُس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج١، ص١٥٧.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣١.

و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في أطفال المشركين، ج٣، ص٩٧.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الأول، ج١، ص١٥٧.

4 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٧١.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٧٢.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الكراهية، الباب السادس عشر في زيارة القبور... إلخ، ج٥، ص٣٥١.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٨.

کپڑے سے چھپا دیں، پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی مونھ پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابون اسلامی کارخانہ کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر دا ہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو تو خالص پانی نیم گرم کافی ہے پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔[1]

مسئلہ ۳: ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنت جہاں غسل دیں مستحب یہ ہے کہ پردہ کرلیں کہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے، نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلہ کی طرف پاؤں کر کے یا جو آسان ہو کریں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: نہلانے والا باطہارت ہو، جنب یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا اور بے وضو نے نہلایا تو کراہت بھی نہیں، بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو، وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار و پرہیز گار ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے، مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے خوشبو آئی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور کوئی بُری بات دیکھی، مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضا میں تغیر آیا تو اسے کسی سے نہ کہے اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں، کہ حدیث میں ارشاد ہوا: ''اپنے مُردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور اُن کی برائیوں سے باز رہو۔''[4] (جوہرہ نیرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۸، وغيره.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۸.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۱.

"سنن أبي داود"، كتاب الأدب، باب في النهي عن سب الموتى، الحديث: ۴۹۰۰، ج۴، ص۳۶۰.

مسئلہ ۶ اگر کوئی بدمذہب مرا اور اُس کا رنگ سیاہ ہوگیا یا اور کوئی بُری بات ظاہر ہوئی تو اس کا بیان کرنا چاہیے کہ اس سے لوگوں کو عبرت ونصیحت ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ نہلانے والے کے پاس خوشبو سلگانا مستحب ہے کہ اگر میّت کے بدن سے بُو آئے تو اسے پتہ نہ چلے ورنہ گھبرائے گا، نیز اُسے چاہیے کہ بقدر ضرورت اعضائے میّت کی طرف نظر کرے بلا ضرورت کسی عضو کی طرف نہ دیکھے کہ ممکن ہے اُس کے بدن میں کوئی عیب ہو جسے وہ چھپاتا تھا۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۸ اگر وہاں اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو نہلانے پر اجرت لے سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے اور اگر کوئی دوسرا نہلانے والا نہ ہو تو اُجرت لینا جائز نہیں۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۹ جنب یا حیض ونفاس والی عورت کا انتقال ہوا تو ایک ہی غسل کافی ہے کہ غسل واجب ہونے کے کتنے ہی اسباب ہوں، سب ایک غسل سے ادا ہو جاتے ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۰ مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت، میّت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی، چھوٹے سے یہ مراد کہ حدِ شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ جس مرد کا عضوِ تناسل یا انثیین کاٹ لیے گئے ہوں وہ مرد ہی ہے یعنی مرد ہی اُسے غسل دے سکتا ہے یا اُس کی عورت۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر نہ واقع ہوا ہو جس سے اس کے نکاح سے نکل جائے، مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہوگئی، اگرچہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہوگئی کہ ان وجوہ سے نکاح جاتا رہا اور اجنبیہ ہوگئی لہٰذا غسل نہیں دے سکتی۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۱.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹ـ۱۶۰.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۷.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۲.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: عورت کو طلاق رجعی دی ہنوز عدت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہوگیا تو غسل دے سکتی ہے اور بائن طلاق دی ہے تو اگرچہ عدت میں ہے غسل نہیں دے سکتی۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴: ام ولد[2] یا مدبّرہ[3] یا مکاتبہ[4] یا ویسی باندی اپنے آقائے مردہ کو غسل نہیں دے سکتی کہ یہ سب اب اُس کی ملک سے خارج ہوگئیں۔ یوہیں اگر یہ مرجائیں تو آقا نہیں نہلا سکتا۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: عورت مرجائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں۔[6] (درمختار)

عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازہ کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ موتھ دیکھ سکتا ہے، یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اسکے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

مسئلہ ۱۶: عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمم کرایا جائے پھر تیمم کرنے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اجنبی ہو اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے اور شوہر کو اس کی حاجت نہیں اور اس مسئلہ میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔[7] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۷: مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اُس کی بی بی، تو جو عورت وہاں ہے اُسے تیمم کرائے پھر اگر عورت محرم ہے یا اُس کی باندی تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: مرد کا سفر میں انتقال ہوا اور اس کے ساتھ عورتیں ہیں اور کافر مرد مگر مسلمان مرد کوئی نہیں تو عورتیں اس کافر

---

1 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰.

و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۷.

2 ..... یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔

3 ..... یعنی وہ لونڈی جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

4 ..... یعنی آقا اپنی لونڈی سے مال کی ایک مقدار مقرر کرکے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کردے تو آزاد ہے اور لونڈی اس کو قبول بھی کرلے۔

نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصہ ۹ میں مدبّر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

5 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۶، وغیرہ.

6 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۵.

7 ..... المرجع السابق، ص۱۱۰.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰، وغیرهما.

8 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰.

کو نہلانے کا طریقہ بتا دیں کہ وہ نہلا دے اور اگر مرد کوئی نہیں اور چھوٹی لڑکی ہمراہ ہے کہ نہلانے کی طاقت رکھتی ہے تو یہ عورتیں اُسے سکھا دیں کہ وہ نہلائے۔ یوہیں اگر عورت کا انتقال ہوا اور کوئی مسلمان عورت نہیں اور کافرہ عورت موجود ہے تو مرد اُس کافرہ کو غسل کی تعلیم کرے اور اُس سے نہلوائے یا چھوٹا لڑکا اس قابل ہو کہ نہلا سکے تو اُسے بتائے اور وہ نہلائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: ایسی جگہ انتقال ہوا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبلِ دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۰: خنثیٰ مشکل[3] کا انتقال ہوا تو اسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے اور تیمم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے۔ یوہیں خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔[4] (عالمگیری) خنثیٰ مشکل چھوٹا بچہ ہو تو اُسے مرد بھی نہلا سکتے ہیں اور عورت بھی یوہیں عکس۔

مسئلہ ۲۱: مسلمان کا انتقال ہوا اور اُس کا باپ کافر ہے تو اُسے مسلمان نہلائیں، اس کے باپ کے قابو میں نہ دیں، کافر مسلمان ہوا اور اُس کی عورت کافرہ ہے تو اگر کتابیہ ہے نہلا سکتی ہے مگر بلا ضرورت اُس سے نہلوانا بہت بُرا ہے اور اگر مجوسیہ یا بت پرست ہے اور اُس کے مرنے کے بعد مسلمان ہوگئی تو نہلا سکتی ہے بشرطیکہ نکاح میں باقی ہو ورنہ نہیں اور نکاح میں باقی رہنے کی صورت یہ ہے کہ اگر سلطنتِ اسلامی میں ہے تو حاکم اسلام شوہر کے مسلمان ہونے کے بعد عورت پر اسلام پیش کرے، اگر مان لیا فبہا ورنہ فوراً نکاح سے نکل جائے گی اور اگر سلطنتِ اسلامی میں نہیں تو اسلام شوہر کے بعد عورت کو تین حیض آنے کا انتظار کیا جائے گا اس مدت میں مسلمان ہوگئی فبہا ورنہ نکاح سے نکل جائے گی اور دونوں صورتوں میں پھر اگرچہ مسلمان ہو جائے غسل نہیں دے سکتی۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: میّت سے غسل اُتر جانے اور اس پر نماز صحیح ہونے میں نیت اور فعل شرط نہیں، یہاں تک کہ مُردہ اگر پانی میں گر گیا یا اس پر مینھ برسا کہ سارے بدن پر پانی بہہ گیا غسل ہوگیا، مگر زندوں پر جو غسل میت واجب ہے یہ اس وقت بری الذمہ ہوں گے کہ نہلائیں، لہٰذا اگر مردہ پانی میں ملا تو بہ نیت غسل اُسے تین بار پانی میں حرکت دے دیں کہ غسل مسنون ادا ہو جائے اور ایک بار حرکت دی تو واجب ادا ہوگیا مگر سنت کا مطالبہ رہا اور بلا نیت نہلانے سے بری الذمہ ہو جائیں گے مگر

---

1. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰.
2. المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۱۱.
3. یعنی جس میں مرد و عورت دونوں کی علامتیں پائی جائیں اور یہ ثابت نہ ہو کہ مرد ہے یا عورت۔
4. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۶۰.
5. "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۰۷، وغيره.

ثواب نہ ملے گا۔ مثلاً کسی کو سکھانے کی نیت سے میت کو غسل دیا واجب ساقط ہوگیا، مگر غسلِ میت کا ثواب نہ ملے گا، نیز غسل ہوجانے کے لیے یہ بھی ضرور نہیں کہ نہلانے والا مکلّف یا اہلِ نیت ہو، لہٰذا نابالغ یا کافر نے نہلا دیا غسل ادا ہوگیا۔ یوہیں اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو یا مرد نے عورت کو غسل دیا غسل ادا ہوگیا اگرچہ ان کو نہلانا جائز نہ تھا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا تو غسل و کفن دیں گے اور جنازہ کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد وہ باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز نہ پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اس میں سر بھی ہے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر سر نہ ہو یا طول میں سر سے پاؤں تک دہنا یا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے، نہ کفن، نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیں۔[2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲۴: مُردہ ملا اور یہ نہیں معلوم کہ مسلمان ہے یا کافر تو اگر اس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو، جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے یا مسلمانوں کے محلّہ میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: مسلمان مُردے کافر مُردوں میں مل گئے تو اگر ختنہ وغیرہ کسی علامت سے شناخت کرسکیں تو مسلمانوں کو جُدا کر کے غسل و کفن دیں اور نماز پڑھیں اور امتیاز نہ ہوتا ہو تو غسل دیں اور نماز میں خاص مسلمانوں کے لیے دُعا کی نیت کریں اور اُن میں اگر مسلمان کی تعداد زیادہ ہو تو مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کریں ورنہ علیحدہ۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: کافر مُردے کے لیے غسل و کفن و دفن نہیں بلکہ ایک چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں داب دیں، یہ بھی جب کریں کہ اُس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اُسے لے نہ جائے، ورنہ مسلمان ہاتھ نہ لگائے نہ اس کے جنازے میں شرکت کرے اور اگر بوجہ قرابت قریبہ شریک ہو تو دُور دُور رہے اور اگر مسلمان ہی اُس کا رشتہ دار ہے اور اس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو یا لے نہیں اور بلحاظ قرابت غسل و کفن دفن کرے تو جائز ہے، مگر کسی امر میں سنت کا طریقہ نہ برتے بلکہ نجاست دھونے کی طرح اُس پر پانی بہائے اور چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دے، یہ حکم کافر اصلی کا ہے اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ مطلقاً نہ اُسے غسل

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في حدیث ((کل سبب و نسب منقطع إلاسببي و نسبي))، ج۳، ص۱۰۸.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۰۷.
و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹، وغیرھما.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في حدیث ((کل سبب و نسب منقطع إلاسببي و نسبي))، ج۳، ص۱۰۹.

دیں نہ کفن، بلکہ کُتّے کی طرح کسی تنگ گڑھے میں ڈھکیل کر مٹی سے بغیر حائل کے پاٹ دیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: ذمیہ کو مسلمان کا حمل تھا وہ مرگئی اگر بچہ میں جان پڑگئی تھی تو اُسے مسلمانوں کے قبرستان سے علیحدہ دفن کریں اور اس کی پیٹھ قبلہ کو کردیں کہ بچہ کا مونھ قبلہ کو ہو، اس لیے کہ بچہ جب پیٹ میں ہوتا ہے تو اُس کا مونھ ماں کی پیٹھ کی طرف ہوتا ہے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: میّت کا بدن اگر ایسا ہوگیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال اُدھڑے گی، تو ہاتھ نہ لگائیں صرف پانی بہادیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹: نہلانے کے بعد اگر ناک کان مونھ اور دیگر سوراخوں میں روئی رکھ دیں تو حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ نہ رکھیں۔[4] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۳۰: میّت کی داڑھی یا سر کے بال میں کنگھا کرنا یا ناخن تراشنا یا کسی جگہ کے بال مونڈنا یا کترنا یا اُکھاڑنا، ناجائز و مکروہ تحریمی ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جس حالت پر ہے اُسی حالت میں دفن کردیں، ہاں اگر ناخن ٹوٹا ہو تو لے سکتے ہیں اور اگر ناخن یا بال تراش لیے تو کفن میں رکھ دیں۔[5] (درمختار، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: میّت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینہ پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔[6] (درمختار) بعض جگہ ناف کے نیچے اُس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

مسئلہ ۳۲: بعض جگہ دستور ہے کہ عموماً میّت کے غسل کے لیے کورے گھڑے بدھنے[7] لاتے ہیں اس کی کچھ ضرورت نہیں، گھر کے استعمالی گھڑے لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور بعض یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد توڑ ڈالتے ہیں، یہ ناجائز و حرام ہے کہ مال ضائع کرنا ہے اور اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہوگئے تو یہ بھی فضول بات ہے کہ اولاً تو اُس پر چھینٹیں

---

1 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال ان شتمت، ج٣، ص١٥٨.

2 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١١٠.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٨.

4 ..... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٠٤ ـ ١٠٥، وغيرهما.

5 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في القراءة عند الميت، ج٣، ص١٠٤.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج١، ص١٥٨.

6 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٠٥.

7 ..... یعنی مٹی کے نئے مٹکے، لوٹے۔

نہیں پڑتیں اور پڑیں بھی تو راجح یہ ہے کہ میت کا غسل نجاست حکمیہ دُور کرنے کے لیے ہے تو مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں، جس طرح زندوں کے وضو وغسل کا پانی اور اگر فرض کیا جائے کہ نجس پانی کی چھینٹیں پڑیں تو دھوڈالیں، دھونے سے پاک ہو جائیں گے اور اکثر جگہ وہ گھڑے بدھنے مسجدوں میں رکھ دیتے ہیں اگر نیت یہ ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور اُس کا مُردے کو ثواب تو یہ اچھی نیت ہے اور رکھنا بہتر اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو یہ نِری حماقت اور بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

کفن کا بیان

مسئلہ ۱: میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، کفن کے تین درجے ہیں۔

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت

مرد کے لیے سنت تین کپڑے ہیں۔

(۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) قمیص

اور عورت کے لیے پانچ۔

تین یہ اور

(۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند

کفن کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں۔

(۱) لفافہ (۲) اِزار

اور عورت کے لیے تین۔

(۱) لفافہ (۲) اِزار (۳) اوڑھنی یا

(۱) لفافہ (۲) قمیص (۳) اوڑھنی۔

کفن

ضرورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسّر آئے اور کم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

---

[1] "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۱۲۔ ۱۱۶.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۰، وغیرهما.

مسئلہ ۲: لفافہ یعنی چادر کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور ازار یعنی تہ بند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنی چھوٹی جو بندش کے لیے زیادہ تھا اور قمیص جس کو کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہوں اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے، چاک اور آستینیں اس میں نہ ہوں۔ مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے، مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کے لیے سینہ کی طرف، اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہیے یعنی ڈیڑھ گز، سینہ بند پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳: بلاضرورت کفن کفایت سے کم کرنا ناجائز و مکروہ ہے۔[2] (درمختار) بعض محتاج کفنِ ضرورت پر قادر ہوتے ہیں مگر کفنِ مسنون میسّر نہیں، وہ کفنِ مسنون کے لیے لوگوں سے سوال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ سوال بلاضرورت جائز نہیں اور یہاں ضرورت نہیں، البتہ اگر کفنِ ضرورت پر بھی قادر نہ ہوں تو بقدرِ ضرورت سوال کریں زیادہ نہیں، ہاں اگر بغیر مانگے مسلمان خود کفنِ مسنون پورا کر دیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ پورا ثواب پائیں گے۔[3] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴: ورثہ میں اختلاف ہوا، کوئی دو کپڑوں کے لیے کہتا ہے کوئی تین کے لیے تو تین کپڑے دیے جائیں کہ یہ سنت ہے یا یوں کیا جائے کہ اگر مال زیادہ ہے اور وارث کم تو کفنِ سنت دیں اور مال کم ہے وارث زیادہ تو کفنِ کفایت۔[4] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۵: کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین و جُمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے، "مُردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں، سفید کفن بہتر ہے۔ کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اپنے مُردے سفید کپڑوں میں کفناؤ۔"[5] (غنیہ، ردالمحتار)

---

1 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۶۰.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج۳، ص۱۱۲، وغيرهما.

2 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج۳، ص۱۱۵.

3 ..... "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۱۰۰.

4 ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۵.

5 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج۳، ص۱۱۲.
و "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص۵۸۱ ـ ۵۸۲.
"جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء ما يستحب من الأكفان، الحديث: ۹۹۶، ج۲، ص۳۰۱.

مسئلہ ۶ کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لیے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے، اُس کا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز، اُس کا کفن بھی ناجائز۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ خنثیٰ مشکل کو عورت کی طرح پانچ کپڑے دیے جائیں مگر کسم یا زعفران کا رنگا ہوا اور ریشمی کفن اسے ناجائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ کسی نے وصیت کی کہ کفن میں اُسے دو کپڑے دیے جائیں تو یہ وصیت جاری نہ کی جائے، تین کپڑے دیے جائیں اور اگر یہ وصیت کی کہ ہزار روپے کا کفن دیا جائے تو یہ بھی نافذ نہ ہوگی متوسط درجہ کا دیا جائے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹ جو نابالغ حدِ شہوت[4] کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیے جاتے ہیں اسے بھی دیے جائیں اور اس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو کپڑے دے سکتے ہیں اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیے جائیں تو اچھا ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰ پُرانے کپڑے کا بھی کفن ہوسکتا ہے، مگر پُرانا ہو تو دُھلا ہوا ہو کہ کفن ستھرا ہونا مرغوب ہے۔[6] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۱ میّت نے اگر کچھ مال چھوڑا تو کفن اسی کے مال سے ہونا چاہیے اور مدیون[7] ہے تو قرضخواہ[8] کفن کفایت سے زیادہ کو منع کرسکتا ہے اور منع نہ کیا تو اجازت سمجھی جائے گی۔[9] (ردالمحتار) مگر قرض خواہ کو ممانعت کا اس وقت حق ہے، جب وہ تمام مال دَین میں مستغرق[10] ہو۔

مسئلہ ۱۲ دَین و وصیّت و میراث، ان سب پر کفن مقدم ہے اور دَین وصیت پر اور وصیت میراث پر۔[11] (جوہرہ)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦١.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج٣، ص١١٢.

4 ...... حدِ شہوت لڑکوں میں یہ کہ اس کا دل عورتوں کی طرف رغبت کرے اور لڑکی میں یہ کہ اسے دیکھ کر مرد کو اس کی طرف میلان پیدا ہو اور اس کا اندازہ لڑکوں میں بارہ سال اور لڑکیوں میں نو برس ہے۔ ۱۲ منہ

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الكفن، ج٣، ص١١٧، وغيره.

6 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، الجزء الأول، ص١٣٥.

7 ...... یعنی مقروض۔

8 ...... یعنی قرض دینے والا۔

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في الكفن، ج٣، ص١١٤، وغيره.

10 ...... یعنی قرض میں گھرا ہوا۔

11 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٤.

مسئلہ ۱۳: میّت نے مال نہ چھوڑا تو کفن اس کے ذمہ ہے جس کے ذمہ زندگی میں نفقہ تھا اور اگر کوئی ایسا نہیں جس پر نفقہ واجب ہوتا یا ہے مگر نادار ہے تو بیت المال سے دیا جائے اور بیت المال بھی وہاں نہ ہو، جیسے یہاں ہندوستان میں تو وہاں کے مسلمانوں پر کفن دینا فرض ہے، اگر معلوم تھا اور نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے اگر ان لوگوں کے پاس بھی نہیں تو ایک کپڑے کی قدر اور لوگوں سے سوال کرلیں۔[1] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۱۴: عورت نے اگرچہ مال چھوڑا اُس کا کفن شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ موت کے وقت کوئی ایسی بات نہ پائی گئی جس سے عورت کا نفقہ شوہر پر سے ساقط ہو جاتا، اگر شوہر مرا اور اس کی عورت مالدار ہے، جب بھی عورت پر کفن واجب نہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۵: یہ جو کہا گیا کہ فلاں پر کفن واجب ہے اس سے مراد کفنِ شرعی ہے۔ یوہیں باقی سامانِ تجہیز مثلاً خوشبو اور غسال اور لے جانے والوں کی اُجرت اور دفن کے مصارف، سب میں شرعی مقدار مراد ہے۔ باقی اور باتیں اگر میّت کے مال سے کی گئیں اور ورثہ بالغ ہوں اور سب وارثوں نے اجازت بھی دے دی ہو تو جائز ہے، ورنہ خرچ کرنے والے کے ذمہ ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: کفن کے لیے سوال کرلائے اس میں سے کچھ بچ رہا تو اگر معلوم ہے کہ یہ فلاں نے دیا ہے تو اُسے واپس کردیں، ورنہ دوسرے محتاج کے کفن میں صرف کردیں، یہ بھی نہ ہو تو تصدق کردیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: میّت ایسی جگہ ہے کہ وہاں صرف ایک شخص ہے اور اُس کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہے تو اُس پر یہ ضرور نہیں کہ اپنے کپڑے کا کفن کردے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۸: کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اس سے زیادہ نہیں، پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے بڑی چادر پھر

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٤.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١١٨-١٢٠.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦١.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كفن الزوجة على الزوج، ج٣، ص١١٩.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كفن الزوجة على الزوج، ج٣، ص١١٩.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٠.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٠.

تہبند پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع سجود یعنی ماتھے، ناک، ہاتھ، گھٹنے، قدم پر کافور لگائیں پھر اِزار یعنی تہبند لپیٹیں پہلے بائیں جانب سے پھر دہنی طرف سے پھر لفافہ لپیٹیں پہلے بائیں طرف سے پھر دہنی طرف سے تاکہ دہنا اوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے، عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر مونھ پر مثل نقاب ڈال دیں کہ سینہ پر رہے کہ اُس کا طول نصف پشت سے سینہ تک ہے اور عرض ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہے اور یہ جو لوگ کیا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اُڑھاتے ہیں یہ محض بیجا و خلافِ سُنت ہے پھر بدستور اِزار و لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اُوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھیں۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۹: مرد کے بدن پر ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لیے جائز ہے، جس نے احرام باندھا ہے اُس کے بدن پر بھی خوشبو لگائیں اور اُس کا مونھ اور سر کفن سے چھپایا جائے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: اگر مُردہ کا کفن چوری گیا اور لاش ابھی تازہ ہے تو پھر کفن دیا جائے اگر میت کا مال بدستور ہے تو اس سے اور تقسیم ہوگیا تو ورثہ کے ذمہ کفن دینا ہے، وصیت یا قرض میں دیا گیا تو ان لوگوں پر نہیں اور اگر کل ترکہ دَین میں مستغرق ہے اور قرض خواہوں نے اب تک قبضہ نہ کیا ہو تو اسی مال سے دیں اور قبضہ کر لیا تو اُن سے واپس نہ لیں گے، بلکہ کفن اُس کے ذمہ ہے کہ مال نہ ہونے کی صورت میں جس کے ذمہ ہوتا ہے اور اگر صورتِ مذکورہ میں لاش پھٹ گئی تو کفن مسنون کی حاجت نہیں ایک کپڑا کافی ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: اگر مُردہ کو جانور کھا گیا اور کفن پڑا ملا تو اگر میت کے مال سے دیا گیا ہے ترکہ میں شمار ہوگا اور کسی اور نے دیا ہے اجنبی یا رشتہ دار نے تو دینے والا مالک ہے جو چاہے کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ضروریہ: ہندوستان میں عام رواج ہے کہ کفنِ مسنون کے علاوہ اوپر سے ایک چادر اُڑھاتے ہیں وہ تکیہ دار یا کسی مسکین پر تصدق کرتے ہیں اور ایک جانماز ہوتی ہے جس پر امام جنازہ کی نماز پڑھاتا ہے وہ بھی تصدق کر دیتے ہیں، اگر یہ چادر و جانماز میت کے مال سے نہ ہوں بلکہ کسی نے اپنی طرف سے دیا ہے (اور عادۃً وہی دیتا ہے جس نے کفن دیا بلکہ کفن کے

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦١.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١١٦، وغيرهما.

2 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦١.

3 ..... المرجع السابق.

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثالث، ج١، ص١٦٢.

لیے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اسی انداز سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں بھی ہو جائیں) جب تو ظاہر ہے کہ اس کی اجازت ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر میت کے مال سے ہے تو دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ورثہ سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو، جب بھی جائز ہے اور اگر اجازت نہ دی تو جس نے میت کے مال سے منگایا اور تصدق کیا اس کے ذمہ یہ دونوں چیزیں ہیں یعنی ان میں جو قیمت صرف ہوئی ترکہ میں شمار کی جائے گی اور وہ قیمت خرچ کرنے والا اپنے پاس سے دے گا، دوسری صورت یہ کہ ورثہ میں کُل یا بعض نابالغ ہیں تو اب وہ دونوں چیزیں ترکہ سے ہرگز نہیں دی جاسکتیں، اگرچہ اس نابالغ نے اجازت بھی دیدی ہو کہ نابالغ کے مال کو صرف کر لینا حرام ہے۔ لوٹے گھڑے ہوتے ہوئے خاص میت کے نہلانے کے لیے خریدے تو اس میں یہی تفصیل ہے۔ تیجہ، دسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی کے مصارف میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال سے جو چاہے خرچ کرے اور میت کو ثواب پہنچائے اور میت کے مال سے یہ مصارف اسی وقت کیے جائیں کہ سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت ہو ورنہ نہیں مگر جو بالغ ہو اپنے حصہ سے کرسکتا ہے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ میت نے وصیت کی ہو تو دَین ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کی تہائی میں وصیت جاری ہوگی۔ اکثر لوگ اس سے غافل ہیں یا ناواقف کہ اس قسم کے تمام مصارف کر لینے کے بعد اب جو باقی رہتا ہے اسے ترکہ سمجھتے ہیں۔ ان مصارف میں نہ وارث سے اجازت لیتے ہیں، نہ نابالغ وارث ہونا مضر جانتے ہیں اور یہ سخت غلطی ہے، اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تیجہ وغیرہ کو منع کیا جاتا ہے کہ یہ تو ایصال ثواب ہے، اسے کون منع کرے گا۔ منع وہ کرے جو وہابی ہو بلکہ ناجائز طور پر جو ان میں صرف کیا جاتا ہے اس سے منع کیا جاتا ہے، کوئی اپنے مال سے کرے یا ورثہ بالغین ہی ہوں، ان سے اجازت لے کر کرے تو ممانعت نہیں۔

جنازہ لے چلنے کا بیان

مسئلہ ۱: جنازہ کو کندھا دینا عبادت ہے، ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے اور حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۲: سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں، ایک ایک پایہ ایک شخص لے اور اگر صرف دو شخصوں نے جنازہ اٹھایا، ایک سرہانے اور ایک پائنتی تو بلا ضرورت مکروہ ہے اور ضرورت سے ہو مثلاً جگہ تنگ ہے تو حرج نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: سنت یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ کہ پہلے دہنے سرہانے کندھا دے پھر دہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوئے کہ

1 ---- "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ١٣٩.

2 ---- "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج ١، ص ١٦٢.

حدیث میں ہے، ''جو چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔'' نیز حدیث میں ہے، ''جو جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے، اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرمادے گا۔'' [1] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: جنازہ لے چلنے میں چارپائی کو ہاتھ سے پکڑ کر مونڈھے پر رکھے، اسباب کی طرح گردن یا پیٹھ پر لادنا مکروہ ہے، چوپایہ پر جنازہ لادنا بھی مکروہ ہے۔ [2] (عالمگیری، غنیہ، درمختار) ٹھیلے پر لادنے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۵: چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دُودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا، اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازہ کو ہاتھ پر لیے ہو، جب بھی حرج نہیں اور اس سے بڑا مردہ ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔ [3] (غنیہ، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۶: جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میّت کو جھٹکا لگے اور ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں، دہنے بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ [4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷: جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے اور سواری پر ہو تو آگے چلنا مکروہ اور آگے ہو تو جنازہ سے دور ہو۔ [5] (عالمگیری، صغیری)

مسئلہ ۸: عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز و ممنوع ہے اور نوحہ کرنے والی ساتھ میں ہو تو اسے سختی سے منع کیا جائے، اگر نہ مانے تو اس کی وجہ سے جنازہ کے ساتھ جانا نہ چھوڑا جائے کہ اس کے ناجائز فعل سے یہ کیوں سنت ترک کرے، بلکہ دل سے اسے بُرا جانے اور شریک ہو۔ [6] (درمختار، صغیری)

---

1 ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٩.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج١، ص١٦٢.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٥٨ ـ ١٥٩.

2 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج١، ص١٦٢.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٥٩.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج١، ص١٦٢.
و "غنية المتملي، فصل في الجنائز، ص٥٩٢. وغيرهما

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج١، ص١٦٢، وغيره.

5 ..... المرجع السابق، و "صغيرى"، فصل في الجنائز، ص٢٩٢.

6 ..... "صغيرى"، فصل في الجنائز، ص٢٩٣.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٦٢.

مسئلہ ۹: اگر عورتیں جنازے کے پیچھے ہوں اور مرد کو یہ اندیشہ ہو کہ پیچھے چلنے میں عورتوں سے اختلاط ہوگا یا ان میں کوئی نوحہ کرنے والی ہو تو ان صورتوں میں مرد کو آگے چلنا بہتر ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جنازہ لے چلنے میں سرہانا آگے ہونا چاہیے اور جنازہ کے ساتھ آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور احوال و اہوال قبر کو پیش نظر رکھیں، دنیا کی باتیں نہ کریں نہ ہنسیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے دیکھا، فرمایا: ''تو جنازہ میں ہنستا ہے، تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔'' اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور بلحاظ حال زمانہ اب علما نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے۔[3] (صغیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۲: جنازہ جب تک رکھا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لیے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں۔ یوہیں اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے جنازہ گزرا تو کھڑا ہونا ضرور نہیں، ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اٹھے اور جائے، جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہوں یا سر بلکہ آڑا رکھیں کہ دہنی کروٹ قبلہ کو ہو۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۳: جنازہ اٹھانے پر اُجرت لینا دینا جائز ہے، جب کہ اور اٹھانے والے بھی موجود ہوں۔[5] (عالمگیری) مگر جو ثواب جنازہ لے چلنے پر حدیث میں بیان ہوا، اسے نہ ملے گا کہ اس نے تو بدلہ لے لیا۔

مسئلہ ۱۴: میت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اس کے جنازہ کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، في حمل الميت، ج۳، ص۱٦۲.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱٦۲.

3 ...... "صغیری"، فصل في الجنائز، ص۲۹۲.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱٦۳.
و "الفتاوی الرضوية"، ج۹، ص۱٤۰.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱٦۲.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱٦۰.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع، ج۱، ص۱٦۲.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۵: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو اسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیے اور نماز کے بعد اولیائے میّت سے اجازت لے کر واپس ہوسکتا ہے اور دفن کے بعد اولیا سے اجازت کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری)

نمازِ جنازہ کا بیان

مسئلہ ۱: نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہوگئے، ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار ہوا۔[2] (عامۂ کتب) اس کی فرضیت کا جو انکار کرے کافر ہے۔

مسئلہ ۲: اس کے لیے جماعت شرط نہیں، ایک شخص بھی پڑھ لے فرض ادا ہوگیا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: نمازِ جنازہ واجب ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں یعنی

(۱) قادر

(۲) بالغ

(۳) عاقل

(۴) مسلمان ہونا، ایک بات اس میں زیادہ ہے یعنی اس کی موت کی خبر ہونا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: نمازِ جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں، ایک مصلّی کے متعلق دوسری میّت کے متعلق، مصلّی کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں یعنی

(۱) مصلّی کا نجاست حکمیہ و حقیقیہ سے پاک ہونا، نیز اس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا

(۲) ستر عورت

(۳) قبلہ کو مونھ ہونا

(۴) نیت، اس میں وقت شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ رُکن ہے شرط نہیں جیسا پہلے ذکر ہوا۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

---

1 ... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٥.

2 ... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢٠.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٢.

3 ... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٢.

4 ... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢١.

5 ... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، ج٣، ص١٢١، وغيره.

بعض لوگ جوتا پہنے اور بہت لوگ جوتے پر کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھتے ہیں، اگر جوتا پہنے پڑھی تو جوتا اور اس کے نیچے کی زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے، بقدر مانع نجاست ہوگی تو اس کی نماز نہ ہوگی اور جوتے پر کھڑے ہو کر پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا[1] ضروری ہے۔

مسئلہ ۵ جنازہ طیار ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز ہو جائے گی تیمم کر کے پڑھے۔ اس کی تفصیل باب تیمم میں مذکور ہوئی۔[2]

مسئلہ ۶ امام طاہر نہ تھا تو نماز پھر پڑھیں، اگرچہ مقتدی طاہر ہوں کہ جب امام کی نہ ہوئی کسی کی نہ ہوئی اور اگر امام طاہر تھا اور مقتدی بلا طہارت تو اعادہ نہ کی جائے کہ اگرچہ مقتدیوں کی نہ ہوئی مگر امام کی تو ہوگئی۔ یوہیں اگر عورت نے نماز پڑھائی اور مردوں نے اس کی اقتدا کی تو لوٹائی نہ جائے کہ اگرچہ مردوں کی اقتدا صحیح نہ ہوئی مگر عورت کی نماز تو ہوگئی، وہی کافی ہے اور نماز جنازہ کی تکرار جائز نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۷ نماز جنازہ سواری پر پڑھی تو نہ ہوئی۔ امام کا بالغ ہونا شرط ہے خواہ امام مرد ہو یا عورت، نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہوئی۔[4] (درمختار، عالمگیری)

نماز جنازہ میں میت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں۔

(۱) میت کا مسلمان ہونا۔[5]

مسئلہ ۸ میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا، تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اس وقت زندہ تھا اور اکثر باہر نکلنے سے پیشتر مر گیا تو اُس کی بھی نماز نہ پڑھی جائے اور تفصیل آتی ہے۔

مسئلہ ۹ چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے، اُس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰ مسلمان کو دارالحرب میں چھوٹا بچہ تنہا ملا اور اُس نے اُٹھا لیا پھر مسلمان کے یہاں مرا، تو اُس کی نماز پڑھی

---

1. ...... امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: احتیاط یہی ہے کہ جوتا اتار کر اس پر پاؤں رکھ کر نماز پڑھی جائے کہ زمین یا تلا اگر ناپاک ہو تو نماز میں خلل نہ آئے۔ (فتاوی رضویہ ج۹ ص۱۸۸)۔... علمیہ
2. ...... جنازہ تیار ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز ہو جائے گی تیمم کر کے پڑھے۔ البتہ جس ولی کو حقِ تقدّم حاصل ہو (مثلاً بادشاہ اسلام، پھر قاضی، پھر امام جمعہ، پھر امام محلہ یا ولی) اس کے لیے جائز نہیں۔ ایسا ہی ہدایہ، خانیہ اور کافی وغیرہ میں ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے بہارِ شریعت، ج۱، ص۳۵۱ و"جد الممتار"، کتاب الطھارۃ، باب التیمم، ج۱، ص۲۹٤)۔... علمیہ
3. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۲۲.
4. ...... المرجع السابق، و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱٦٤.
5. ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۲۱.
6. ......

جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار و مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ اُن کی نماز نہیں۔

(۱) باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اُسی بغاوت میں مارا جائے۔

(۲) ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ اُن کو غسل دیا جائے نہ اُن کی نماز پڑھی جائے، مگر جبکہ بادشاہِ اسلام نے اُن پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے۔

(۳) جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آ کر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں، ہاں اُنکے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے۔

(۴) جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے۔

(۵) شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں، اس حالت میں مارے جائیں تو اُن کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

(۶) جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا، اُس کی بھی نماز نہیں۔

(۷) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا، اُس کی بھی نماز نہیں۔[2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۲: جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے، مگر اُس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی اگرچہ قصداً خودکشی کی ہو، جو شخص رجم کیا گیا یا قصاص میں مارا گیا، اُسے غسل دیں گے اور نماز پڑھیں گے۔[3] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

(۲) میّت کے بدن و کفن کا پاک ہونا۔[4]

مسئلہ ۱۳: بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اُسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اُسکے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا تو حرج نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱٦۳.

2 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل یسقط فرض... إلخ، ج۳، ص۱۲٥، ۱۲۸.
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱٦۳، وغیرهما.

3 ..... "الفتاوی الهندیة"، المرجع السابق، و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۷، وغیرهما.

4 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۲.

5 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۲.

مسئلہ ۱۴: بغیر غسل نماز پڑھی گئی نہ ہوئی، اُسے غسل دے کر پھر پڑھیں اور اگر قبر میں رکھ چکے، مگر مٹی ابھی نہیں ڈالی گئی تو قبر سے نکالیں اور غسل دے کر نماز پڑھیں اور مٹی دے چکے تو اب نہیں نکال سکتے، لہٰذا اب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں کہ پہلی نماز نہ ہوئی تھی کہ بغیر غُسل ہوئی تھی اور اب چونکہ غسل ناممکن ہے لہٰذا اب ہو جائے گی۔[1] (ردالمحتار وغیرہ)

(۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا یعنی کُل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا، لہٰذا غائب کی نماز نہیں ہوسکتی۔[2]

(۴) جنازہ زمین پر رکھا ہونا یا ہاتھ پر ہو مگر قریب ہو، اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو نماز نہ ہوگی۔[3]

(۵) جنازہ مصلّی کے آگے قبلہ کو ہونا، اگر مصلّی کے پیچھے ہوگا نماز صحیح نہ ہوگی۔[4]

مسئلہ ۱۵: اگر جنازہ الٹا رکھا یعنی امام کے دہنے میّت کا قدم ہو تو نماز ہو جائے گی، مگر قصداً ایسا کیا تو گنہگار ہوئے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر قبلہ کے جاننے میں غلطی ہوئی یعنی میّت کو اپنے خیال سے قبلہ ہی کو رکھا تھا مگر حقیقۃً قبلہ کو نہیں، تو موضع تحری میں اگر تحری کی نماز ہوگئی ورنہ نہیں۔[6] (درمختار)

(۶) میّت کا وہ حصۂ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چُھپا ہونا۔[7]

(۷) میّت امام کے محاذی ہو یعنی اگر ایک میّت ہے تو اُس کا کوئی حصۂ بدن امام کے محاذی ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصۂ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: **نماز جنازہ میں دو رکن ہیں:**

(۱) چار بار اللہ اکبر کہنا

(۲) قیام

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۲۱، وغیرہ.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: هل یسقط فرض الکفایۃ بفعل الصبي، ج۳، ص۱۲۳.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۲٤.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۲۱.

8 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: هل یسقط فرض الکفایۃ بفعل الصبي، ج۳، ص۱۲۳.

بغیر عذر بیٹھ کر یا سواری پر نماز جنازہ پڑھی، نہ ہوئی اور اگر ولی یا امام بیمار تھا اس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی ہوگئی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: نماز جنازہ میں تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں:

(۱) اللہ عزوجل کی حمد وثنا۔　(۲) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود۔　(۳) میت کے لیے دُعا۔

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ کان تک ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے، یعنی سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ. پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اور درود شریف پڑھے بہتر وہ دُرود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور کوئی دوسرا پڑھا جب بھی حرج نہیں، پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دُعا کرے اور بہتر یہ کہ وہ دُعا پڑھے جو احادیث میں وارد ہیں اور ماثور دُعائیں اگر اچھی طرح نہ پڑھ سکے تو جو دُعا چاہے پڑھے، مگر وہ دُعا ایسی ہو کہ اُمورِ آخرت سے متعلق ہو۔[2] (جوہرہ نیرہ، عالمگیری، درمختار وغیرہا)

بعض ماثور دُعائیں یہ ہیں:

(۱) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ط اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ (ھا)[3] وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (ھا).[4]

---

1. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: ھل یسقط فرض... إلخ، ج۳، ص۱۲٤.
2. "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۷.
   و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۲٤، ۱۲۸.
3. ان دعاؤں میں عورتوں کیلئے جہاں صیغے کا اختلاف ہے اسے ہلال کے اوپر لکھ دیا ہے۔۱۲منہ　❁ جبکہ ہم نے اسے ہلال میں سامنے لکھ دیا ہے۔
4. رواہ احمد وابو داود و الترمذی والنسائی وابن حبان والحاکم عن ابی ھریرۃ و احمد وابو یعلی والبیھقی وسعید بن منصور فی سننہ عن ابی قتادۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھما. ۱۲منہ
   "المستدرک" للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعیۃ صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: ۱۳٦٦، ج۱، ص٦۸٤.
   و "عمل الیوم و اللیلۃ" مع "السنن الکبری" للنسائی، الحدیث: ۱۰۹۱۹، ج٦، ص۲٦٦.
   ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر و غائب کو اور ہمارے چھوٹے اور ہمارے بڑے کو اور ہمارے مرد اور عورت کو، اے اللہ (عزوجل)! ہم میں سے تُو جسے زندہ رکھے، اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تُو جس کو وفات دے اُسے ایمان پر وفات دے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔۱۲

(۲) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ (لَھَا) وَارْحَمْہُ (ھَا) وَعَافِہٖ (ھا) وَاعْفُ عَنْہُ (ھَا) وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ (ھَا) وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ (ھَا) وَاغْسِلْہُ (ھَا) بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِوَنَقِّہٖ (ھَا) مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ (ھَا) دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ (ھَا) وَاَھْلاً خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ (ھَا) وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ [1] وَاَدْخِلْہُ (ھَا) الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ (ھَا) مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ [2]

(۳) اَللّٰھُمَّ عَبْدُکَ (اَمَتُکَ) وَابْنُ (بِنْتُ) اَمَتِکَ یَشْھَدُ (تَشْھَدُ) اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَیَشْھَدُ (تَشْھَدُ) اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ اَصْبَحَ فَقِیْرًا (اَصْبَحَتْ فَقِیْرَۃً) اِلٰی رَحْمَتِکَ وَاَصْبَحْتَ غَنِیًّا عَنْ عَذَابِہٖ (ھَا) تَخَلّٰی (تَخَلَّتْ) مِنَ الدُّنْیَا وَاَھْلِھَا اِنْ کَانَ (کَانَتْ) زَاکِیًا (زَاکِیَۃً) فَزَکِّہٖ (ھَا) وَاِنْ کَانَ (کَانَتْ) مُخْطِئًا (مُخْطِئَۃً) فَاغْفِرْ لَہٗ (ھَا) اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ (ھَا) وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ (ھَا) ۔ [3]

(۴) اَللّٰھُمَّ ھٰذَا (ھٰذِہٖ) عَبْدُکَ ابْنُ (اَمَتُکَ بِنْتُ) عَبْدِکَ ابْنُ (بِنْتُ) اَمَتِکَ مَاضٍ فِیْہِ (ھَا) حُکْمُکَ خَلَقْتَہٗ (ھَا) وَلَمْ یَکُ (تَکُ ھِیَ) شَیْئًا مَذْکُوْرًا ط نَزَلَ (نَزَلَتْ) بِکَ وَاَنْتَ خَیْرُ مَنْزُوْلٍ بِہٖ اَللّٰھُمَّ لَقِّنْہُ (ھَا) حُجَّتَہٗ (ھَا) وَاَلْحِقْہُ (ھا) بِنَبِیِّہٖ (ھَا) مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط وَثَبِّتْہُ (ھَا) بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ

---

[1] ...... یعنی یہ الفاظ عورت کے جنازہ پر نہ پڑھے جائیں۔۱۲منہ

[2] ...... رواہ مسلم والترمذی والنسائی و ابن ماجہ و ابوبکر بن ابی شیبۃ عن عوف بن مالک الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔۱۲منہ

"صحیح مسلم"، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت في الصلاۃ، الحدیث: ۹۶۳، ص۴۷۹.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اُس کو بخش دے اور رحم کر اور عافیت دے اور معاف کر اور عزت کی مہمانی کر اور اس کی جگہ کو کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف اور اولے سے دھو دے اور اس کو خطا سے پاک کر جیسا کہ تو نے سفید کپڑے کو میل سے پاک کیا اور اس کو گھر کے بدلے میں بہتر گھر دے اور اہل کے بدلے میں بہتر اہل دے اور بی بی کے بدلے میں بہتر بی بی اور اس کو جنت میں داخل کر اور عذاب قبر و فتنۂ قبر و عذاب جہنم سے محفوظ رکھ۔۱۲

[3] ...... رواہ الحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما۔ ۱۲منہ

"المستدرک" للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعیۃ صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: ۱۳۶۹، ج۱، ص۶۸۵.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیری باندی کا بیٹا ہے گواہی دیتا ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تیرے بندے اور رسول ہیں یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسکے عذاب سے غنی ہے دنیا اور دنیا والوں سے جدا ہوا، اگر یہ پاک ہے تو تُو اسے پاک و صاف کر اور اگر خطا کار ہے تو بخش دے۔ اے اللہ (عزوجل)! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ رکھ اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔۱۲

فَاِنَّهٗ (هَا) اِفْتَقَرَ (اِفْتَقَرَتْ) اِلَيْكَ وَاسْتَغْنَيْتَ عَنْهُ (هَا) كَانَ (كَانَتْ) يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاغْفِرْلَهٗ (لَهَا) وَارْحَمْهُ (هَا) وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (هَا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (هَا) ط اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ (كَانَتْ) زَاكِيًا (زَاكِيَةً) فَزَكِّهٖ (هَا) وَاِنْ كَانَ (كَانَتْ) خَاطِئًا (خَاطِئَةً) فَاغْفِرْ لَهٗ (هَا) . (1)

(۵) اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ (اَمَتُكَ) وَابْنُ (بِنْتُ) اَمَتِكَ اِحْتَاجَ (جَتْ) اِلٰى رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ (هَا) اِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُحْسِنًا (مُحْسِنَةً) فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ (هَا) وَاِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُسِيْئًا (مُسِيْئَةً) فَتَجَاوَزْ عَنْهُ (هَا) . (2)

(۶) اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ (اَمَتُكَ) وَابْنُ (بِنْتُ) عَبْدِكَ كَانَ (كَانَتْ) يَشْهَدُ (تَشْهَدُ) اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ط وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ (هَا) مِنَّا اِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُحْسِنًا (مُحْسِنَةً) فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ (هَا) وَاِنْ كَانَ (كَانَتْ) مُسِيْئًا (مُسِيْئَةً) فَاغْفِرْ لَهٗ (هَا) وَلَا تَحْرِمْنَآ اَجْرَهٗ (هَا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (هَا) . (3)

---

1 ...... رواہ عن امیر المومنین علی کرم اللّٰہ تعالیٰ وجهه. ۱۲منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۵۷، ج۱۵، ص۳۰۴.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندہ اور تیری باندی کا بیٹا ہے، اس کے متعلق تیرا حکم نافذ ہے تُو نے اسے پیدا کیا حالانکہ یہ قابلِ ذکر شے نہ تھا۔ تیرے پاس آیا تو ان سب سے بہتر ہے جن کے پاس اُترا جائے۔ اے اللہ حجت کی تو اس کو تلقین کر اور اس کو اس کے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ملا دے اور قول ثابت پر اسے ثابت رکھ اس لیے کہ یہ تیری طرف محتاج ہے اور تو اس سے غنی ہے یہ شہادت دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، پس اسے بخش دے اور رحم کر اور اس کے اجر سے ہم کو محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔ اے اللہ (عزوجل)! اگر یہ پاک ہے تو پاک کر اور بدکار ہے تو بخش دے۔۱۲

2 ...... رواہ الحاکم عن یزید بن رکانۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما. ۱۲منہ

"المستدرک" للحاکم، کتاب الجنائز، باب أدعية صلاة الجنازة، الحدیث: ۱۳۶۸، ج۱، ص۶۸۵.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیری باندی کا بیٹا ہے، تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسکے عذاب سے غنی ہے اگر نیکوکار ہے تو اس کی خوبی میں زیادہ کر اور اگر گنہگار ہے تو درگذر فرما۔۱۲

3 ...... رواہ ابن حبان عن ابی هریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه. ۱۲منہ

"الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان"، کتاب الجنائز، فصل في الصلاة على الجنازة، الحدیث: ۳۰۶۲، ج۵، ص۳۰.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ ہے اور تیرے بندہ کا بیٹا ہے، گواہی دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور تیرے رسول ہیں اور تُو ہم سے زیادہ اسے جانتا ہے، اگر نیکوکار ہے تو نیکی میں زیادہ کر اور اگر گنہگار ہے تو اسے بخش دے اور اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد فتنہ میں نہ ڈال۔۱۲

(۷) اَصْبَحَ (اَصْبَحَتْ) عَبْدُکَ (اَمَتُکَ) ھٰذَا (ھٰذِہٖ) قَدْ تَخَلّٰی (تَخَلَّتْ) عَنِ الدُّنْیَا وَتَرَکَھَا (تَرَکَتْھَا) لِاَھْلِھَا وَافْتَقَرَ (افْتَقَرَتْ) اِلَیْکَ وَاسْتَغْنَیْتَ عَنْہُ (ھَا) وَقَدْ کَانَ (کَانَتْ) یَشْھَدُ (تَشْھَدُ) اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ (ھَا) وَتَجَاوَزْ عَنْہُ (ھَا) وَاَلْحِقْہُ (ھَا) بِنَبِیِّہٖ (ھَا) صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔ [1]

(۸) اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبُّھَا وَاَنْتَ خَلَقْتَھَا وَاَنْتَ ھَدَیْتَھَا لِلْاِسْلَامِ ط وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَھَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّھَا وَعَلَانِیَتِھَا جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْلَھَا ۔ [2]

(۹) اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاِخْوَانِنَا وَاَخَوَاتِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا اَللّٰھُمَّ ھٰذَا (ھٰذِہٖ) عَبْدُکَ (اَمَتُکَ) فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَلَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ (بِھَا) مِنَّا فَاغْفِرْلَنَا وَلَہٗ (لَھَا) ۔ [3]

(۱۰) اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ (فُلَانَۃَ بِنْتَ فُلَانٍ) فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ فَقِہٖ (ھَا) مِنْ

---

1 ..... رواہ ابو یعلی بسند صحیح عن سعید بن المسیب عن امیر المومنین عمر رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ من قولہ الحقنا بما قبلہ من المرفوعات للمناسبۃ. ۱۲منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۱۷، ج۱۵، ص۲۹۹.

ترجمہ: آج تیرا یہ بندہ دنیا سے نکلا اور دنیا کو اہلِ دنیا کے لیے چھوڑا۔ تیری طرف محتاج ہے اور تو اس سے غنی گواہی دیتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تیرے بندہ اور رسول ہیں اے اللہ (عزوجل)! تو اس کو بخش دے اور اس سے درگزر فرما اور اس کو اس کے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ لاحق کر دے۔۱۲

2 ..... رواہ ابو داود والنسائی والبیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ. ۱۲منہ

"سنن أبي داود"، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، الحدیث: ۳۲۰۰، ج۳، ص۲۸۳.

و "السنن الکبریٰ" للبیہقي، کتاب الجنائز، باب الدعاء في صلاۃ الجنازۃ، الحدیث: ۶۹۷۶، ج۴، ص۶۸.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اس کا رب ہے اور تو نے اس کو پیدا کیا اور تو نے اس کو اسلام کی طرف ہدایت کی اور تو نے اس کی رُوح کو قبض کیا تو اس کے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے ہم سفارش کے لیے حاضر ہوئے اسے بخش دے۔

3 ..... روا ابو نعیم عن عبد اللّٰہ بن الحارث بن نوفل عن ابیہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ. ۱۲منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، صلاۃ الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۳۷، ج۱۵، ص۳۰۱.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو تو بخش دے اور ہمارے آپس کی حالت درست کر اور ہمارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دے۔ اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا بندہ فلاں بن فلاں ہے ہم اس کے متعلق خیر کے سوا کچھ نہیں جانتے اور تو اس کو ہم سے زیادہ جانتا ہے، تو ہم کو اور اُس کو بخش دے۔۱۲

فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ ط اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ (هَا) وَارْحَمْهُ (هَا) اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ط. [1]

(۱۱) اَللّٰهُمَّ اَجِرْهَا مِنَ الشَّيْطَانِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ط اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهَا وَصَعِّدْ رُوْحَهَا وَلَقِّهَا مِنْكَ رِضْوَانًا ط. [2]

(۱۲) اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ خَلَقْتَنَا وَنَحْنُ عِبَادُكَ ط اَنْتَ رَبُّنَا وَ اِلَيْكَ مَعَادُنَا . [3]

(۱۳) اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ (هَا) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (هَا) . [4]

(۱۴) اَللّٰهُمَّ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا بَدِيْعَ

---

1 ...... رواہ ابو داود و ابن ماجہ عن واثلہ بن الاسقع رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ۱۲منہ

"سنن أبي داود"، کتاب الجنائز، باب الدعاء للمیت، الحدیث: ۳۲۰۲، ج۳، ص۲۸۳.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! فلاں بن فلاں تیرے ذمہ اور تیری حفاظت میں ہے، اس کو فتنۂ قبر اور عذابِ جہنم سے بچا، تُو وفا اور حمد کا اہل ہے اے اللہ (عزوجل)! اس کو بخش اور رحم کر بے شک تُو بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲

2 ...... رواہ ابن ماجہ عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما ۱۲منہ

"سنن ابن ماجه"، کتاب الجنائز، باب ماجاء في إدخال المیت القبر، الحدیث: ۱۵۵۳، ج۲، ص۲۴۳.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اس کو شیطان سے اور عذابِ قبر سے بچا اے اللہ زمین کو اس کی دونوں کروٹوں سے کشادہ کردے اور اُس کی رُوح کو بلند کر اور اپنی خوشنودی دے۔۱۲

3 ...... رواہ البغوی و ابن منده والدیلمی فی مسند الفردوس عن ابی حاضر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ۱۲منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، صلاة الجنائز، الحدیث: ۴۲۸۴۲، ج۱۵، ص۳۰۲.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تُو نے ہم کو پیدا کیا اور ہم تیرے بندے ہیں، تُو ہمارا رب ہے اور تیری ہی طرف ہم کو لوٹنا ہے۔۱۲

نوٹ: بہارِ شریعت کے مطبوعہ نسخوں میں عن ابی عامر جبکہ فتاویٰ رضویہ قدیم و جدید دونوں میں عن ابی حاضر ہے۔ ہم نے بہارِ شریعت میں اسے عن ابی حاضر لکھ دیا ہے، کیونکہ یہ دونوں کتابت کی غلطیاں معلوم ہوتی ہیں۔

دیکھئے "مسند الفردوس"، الحدیث: ۲۰۲۶، ج۱، ص۴۹۷. "الاصابة في تمییز الصحابة" للعسقلاني، رقم: ۹۷۴۱، ج۷، ص۷۰.

4 ...... رواہ البغوی عن ابراهیم الاسهلی عن ابیہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ۱۲منہ

"کنز العمال"، کتاب الموت، في الصلاة علی المیت، الحدیث: ۴۲۲۹۲، ج۱۵، ص۲۴۸.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! بخش دے ہمارے اگلے اور پچھلے کو اور ہمارے زندہ و مردہ کو اور ہمارے مرد و عورت کو اور ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے حاضر و غائب کو۔ اے اللہ (عزوجل)! اس کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال۔۱۲

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اِنِّیْ اَسْئَالُکَ بِاَنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰهُ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْکَرِیْمَ اِذَا اَمَرَ بِالسُّؤَالِ لَمْ یَرُدَّهٗ اَبَدًا وَّقَدْ اَمَرْتَنَا فَدَعَوْنَا وَاَذِنْتَ لَنَا فَشَفَعْنَا وَاَنْتَ اَکْرَمُ الْاَکْرَمِیْنَ ط فَشَفِّعْنَا فِیْهِ (هَا) وَارْحَمْهُ (هَا) فِیْ وَحْدَتِهٖ (هَا) وَارْحَمْهُ (هَا) فِیْ وَحْشَتِهٖ (هَا) وَارْحَمْهُ (هَا) فِیْ غُرْبَتِهٖ (هَا) وَارْحَمْهُ (هَا) فِیْ کُرْبَتِهٖ (هَا) وَاَعْظِمْ لَهٗ (لَهَا) اَجْرَهٗ (هَا) وَنَوِّرْ لَهٗ (هَا) قَبْرَهٗ (هَا) وَبَیِّضْ لَهٗ (لَهَا) وَجْهَهٗ (هَا) وَبَرِّدْ لَهٗ (هَا) مَضْجَعَهٗ (هَا) وَعَطِّرْ لَهٗ (هَا) مَنْزِلَهٗ (هَا) وَاَکْرِمْ لَهٗ (هَا) نُزُلَهٗ (هَا) یَا خَیْرَ الْمُنْزِلِیْنَ ج وَیَا خَیْرَ الْغَافِرِیْنَ وَیَا خَیْرَ الرَّاحِمِیْنَ ج اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِ الشَّافِعِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ [1]

فائدہ: نویں دسویں دعاؤں میں اگر میت کے باپ کا نام معلوم نہ ہو تو اُس کی جگہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام کہے کہ وہ سب آدمیوں کے باپ ہیں اور اگر خود میت کا نام بھی معلوم نہ ہو تو نویں دُعا میں هٰذَا عَبْدُکَ یا هٰذِهٖ اَمَتُکَ پر قناعت کرے فلاں بن فلاں یا بنت کو چھوڑ دے اور دسویں میں اُس کی جگہ عَبْدُکَ هٰذَا یا عورت ہو تو اَمَتُکَ هٰذِهٖ کہے۔

فائدہ: میت کا فسق و فجور معلوم ہو تو نویں دُعا میں لَا نَعْلَمُ اِلَّا خَیْرًا کی جگہ قَدْ عَلِمْنَا مِنْهُ خَیْرًا کہے کہ اسلام ہر خیر سے بہتر خیر ہے۔

---

[1] ...... زادہ مجدد المأته الحاضرة. ۱۲منه

"الفتاوی الرضویة"، ج۹، ص۲۱۷.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! اے ارحم الراحمین، اے ارحم الراحمین، اے ارحم الراحمین، اے زندہ، اے قیوم، اے آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، اے عظمت و بزرگی والے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس وجہ سے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ تو اللہ (عزوجل) یکتا ہے، بے نیاز ہے، جو نہ دوسرے کو جنا، نہ دوسرے سے جنا اور اُس کا مقابل کوئی نہیں۔ اے اللہ میں سوال کرتا ہوں اور تیری طرف نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ کریم! جب سوال کا حکم دیتا ہے تو واپس کبھی نہیں کرتا اور تُو نے ہمیں حکم دیا ہم نے دُعا کی اور تُو نے ہمیں اجازت دی ہم نے سفارش کی اور تو سب کریموں سے زیادہ کریم ہے، ہماری سفارش اس کے بارہ میں قبول کر اور اس کی تنہائی میں تُو اس پر رحم کر اور اس کی وحشت میں تُو رحم کر اور اس کی غربت میں تُو رحم کر اس کی بے چینی میں تُو رحم کر اور اس کے اجر کو عظیم کر اور اس کی قبر کو منور کر اور اس کے چہرہ کو سپید کر اور اس کی خواب گاہ کو ٹھنڈا کر اور اُس کی منزل کو معطر کر اور اس کی مہمانی کا سامان اچھا کر۔ اے بہتر اوتارنے والے اور اے بہتر بخشنے والے اور اے بہتر رحم کرنے والے۔ آمین، آمین، آمین، دُرود و سلام بھیج اور برکت کر شفاعت کرنے والوں کے سردار محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اُن کی آل واصحاب سب پر۔ تمام تعریفیں اللہ (عزوجل) کے لیے، جو رب ہے تمام جہان کا۔ ۱۲

فائدہ: ان دُعاؤں میں بعض مضامین مکرر ہیں اور دُعا میں تکرار مستحسن اگر سب دُعائیں یاد ہوں اور وقت میں گنجائش ہو تو سب کا پڑھنا اَولیٰ، ورنہ جو چاہے پڑھے اور امام جتنی دیر میں یہ دُعائیں پڑھے اگر مقتدی کو یاد نہ ہوں تو پہلی دُعا کے بعد آمین آمین کہتا رہے۔

مسئلہ ۱: میت مجنون یا نابالغ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا .[1]

اور لڑکی ہو تو اجْعَلْهَا اور شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً کہے۔[2] (جوہرہ)

مجنون سے مراد وہ مجنون ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا کہ وہ کبھی مکلف ہی نہ ہوا اور اگر جنون عارضی ہے تو اس کی مغفرت کی دُعا کی جائے، جیسے اوروں کے لیے کی جاتی ہے کہ جنوں سے پہلے تو وہ مکلف تھا اور جنون کے پیشتر کے گناہ جنوں سے جاتے نہ رہے۔[3] (غنیہ)

مسئلہ ۲: چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دُعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے[4]، سلام میں میت اور فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیت کرے، اُسی طرح جیسے اور نمازوں کے سلام میں نیت کی جاتی ہے یہاں اتنی بات زیادہ ہے کہ میت کی بھی نیت کرے۔[5] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳: تکبیر و سلام کو امام جہر کے ساتھ کہے، باقی تمام دُعائیں آہستہ پڑھی جائیں اور صرف پہلی مرتبہ اللہ اکبر کہنے کے وقت ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ اٹھانا نہیں۔[6] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۴: نماز جنازہ میں قرآن بہ نیت قرآن یا تشہد پڑھنا منع ہے اور بہ نیت دُعا وثنا الحمد وغیرہ آیات دعائیہ وثنائیہ پڑھنا جائز ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵: بہتر یہ ہے کہ نماز جنازہ میں تین صفیں کریں کہ حدیث میں ہے: ''جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی،

---

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اس کو ہمارے لیے پیش رو کر اور اسکو ہمارے لیے ذخیرہ کر اور اسکو ہماری شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعۃ کر دے۔ ۱۲

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۸. 3 ...... "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص۵۸۷.

4 ...... اس کی وضاحت فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 194 پر ملاحظہ فرمائیے۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب هل يسقط فرض... إلخ، ج۳، ص۱۳۰، وغيرهما.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۲۸۔۱۳۰.

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۳۰.

اُس کی مغفرت ہو جائے گی۔'' اور اگر کُل سات ہی شخص ہوں تو ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو دوسری میں اور ایک تیسری میں۔[1] (غنیہ)

مسئلہ ۶ جنازہ میں پچھلی صف کو تمام صفوں پر فضیلت ہے۔[2] (درمختار)

نمازِ جنازہ کون پڑھائے

مسئلہ ۷ نمازِ جنازہ میں امامت کا حق بادشاہِ اسلام کو ہے، پھر قاضی، پھر امامِ جمعہ، پھر امامِ محلہ، پھر ولی کو، امامِ محلہ کا ولی پر تقدم بطورِ استحباب ہے اور یہ بھی اُس وقت کے ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔[3] (غنیہ، درمختار)

مسئلہ ۸ ولی سے مراد میّت کے عصبہ ہیں اور نماز پڑھانے میں اولیا کی وہی ترتیب ہے جو نکاح میں ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ نمازِ جنازہ میں میّت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر، البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نمازِ جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے، اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام غیروں پر مقدم ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹ میّت کا ولی اقرب (سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار) غائب ہے اور ولی ابعد (دُور کا رشتہ والا) حاضر ہے تو یہی ابعد نماز پڑھائے، غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دُور ہے کہ اُس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ عورت کا کوئی ولی نہ ہو تو شوہر نماز پڑھائے، وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی۔ یوہیں مرد کا ولی نہ ہو تو پڑوسی اوروں پر مقدم ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ غلام مرگیا تو اُس کا آقا بیٹے اور باپ پر مقدم ہے، اگرچہ یہ دونوں آزاد ہوں اور آزاد شدہ غلام میں باپ اور بیٹے اور دیگر ورثا آقا پر مقدم ہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص۵۸۸.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۳۱.

3 ...... "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص۵۸٤.

و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۳۹ ـ ۱٤۱.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولي الأمر واجب، ج۳، ص۱٤۱.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولي الأمر واجب، ج۳، ص۱٤۱.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱٤۳.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم أولي الأمر واجب، ج۳، ص۱٤۳.

مسئلہ ۱۲: مکاتب کا بیٹا یا غلام مرگیا تو نماز پڑھانے کا حق مکاتب کو ہے، مگر اُس کا مولیٰ اگر موجود ہو تو اُسے چاہیے کہ مولیٰ سے پڑھوائے اور اگر مکاتب مرگیا اور اتنا مال چھوڑا کہ بدل کتابت ادا ہو جائے اور وہ مال وہاں موجود ہے تو اُس کا بیٹا نماز پڑھائے اور مال غائب ہے تو مولیٰ۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۳: عورتوں اور بچوں کو نماز جنازہ کی ولایت نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: ولی اور بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ کسی اور کو نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: میّت کے ولی اقرب اور ولی ابعد دونوں موجود ہیں تو ولی اقرب کو اختیار ہے کہ ابعد کے سوا کسی اور سے پڑھوا دے ابعد کو منع کرنے کا اختیار نہیں اور اگر ولی اقرب غائب ہے اور اتنی دُور ہے کہ اُس کے آنے کا انتظار نہ کیا جاسکے اور کسی تحریر کے ذریعہ سے ابعد کے سوا کسی اور سے پڑھوانا چاہے تو ابعد کو اختیار ہے کہ اُسے روک دے اور اگر ولی اقرب موجود ہے مگر بیمار ہے تو جس سے چاہے پڑھوا دے ابعد کو منع کا اختیار نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: عورت مرگئی شوہر اور جوان بیٹا چھوڑا تو ولایت بیٹے کو ہے شوہر کو نہیں، البتہ اگر یہ لڑکا اُسی شوہر سے ہے تو باپ پر پیش قدمی مکروہ ہے، اسے چاہیے کہ باپ سے پڑھوائے اور اگر دوسرے شوہر سے ہے تو سوتیلے باپ پر تقدم کرسکتا ہے کوئی حرج نہیں اور بیٹا بالغ نہ ہو تو عورت کے جو اور ولی ہوں اُن کا حق ہے شوہر کا نہیں۔[5] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخص ایک درجہ کے ولی ہوں تو زیادہ حق اُس کا ہے جو عمر میں بڑا ہے، مگر کسی کو یہ اختیار نہیں کہ دوسرے ولی کے سوا کسی اور سے بغیر اُس کی اجازت کے پڑھوا دے اور اگر ایسا کیا یعنی خود نہ پڑھائی اور کسی اور کو اجازت دے دی تو دوسرے ولی کو منع کا اختیار ہے، اگرچہ یہ دوسرا ولی عمر میں چھوٹا ہو اور اگر ایک ولی نے ایک شخص کو اجازت دی، دوسرے نے دوسرے کو تو جس کو بڑے نے اجازت دی وہ اولیٰ ہے۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: میّت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز فلاں پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے یعنی اس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہ رہے گا، ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اُس سے پڑھوا دے۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، الجزء الأول، ص١٣٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: تعظيم... إلخ، ج٣، ص١٤١ ـ ١٤٤.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣.

5 ...... المرجع السابق. 6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣، وغيره.

مسئلہ ۱۹: ولی کے سوا کسی ایسے نے نماز پڑھائی جو ولی پر مقدم نہ ہو اور ولی نے اُسے اجازت بھی نہ دی تھی تو اگر ولی نماز میں شریک نہ ہوا تو نماز کا اعادہ کر سکتا ہے اور اگر مردہ دفن ہوگیا ہے تو قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر وہ ولی پر مقدم ہے جیسے بادشاہ و قاضی و امام محلہ کہ ولی سے افضل ہو تو اب ولی نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اور اگر ایک ولی نے نماز پڑھا دی تو دوسرے اولیا اعادہ نہیں کر سکتے اور ہر صورت اعادہ میں جو شخص پہلی نماز میں شریک نہ تھا وہ ولی کے ساتھ پڑھ سکتا ہے اور جو شخص شریک تھا وہ ولی کے ساتھ نہیں پڑھ سکتا ہے کہ جنازہ کی دو مرتبہ نماز ناجائز ہے سوا اس صورت کے کہ غیر ولی نے بغیر اذن ولی پڑھائی۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲۰: جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نماز جنازہ بھی اُن سے فاسد ہو جاتی ہے سوا ایک بات کے کہ عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مستحب یہ ہے کہ میت کے سینہ کے سامنے امام کھڑا ہو اور میت سے دُور نہ ہو میت خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ یہ اُس وقت ہے کہ ایک ہی میت کی نماز پڑھاتی ہو اور اگر چند ہوں تو ایک کے سینہ کے مقابل اور قریب کھڑا ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲: امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچویں تکبیر میں مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے جب امام سلام پھیرے تو اُس کے ساتھ سلام پھیر دے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۳: بعض تکبیریں فوت ہوگئیں یعنی اُس وقت آیا کہ بعض تکبیریں ہو چکی ہیں تو فوراً شامل نہ ہو اس وقت ہو جب امام تکبیر کہے اور اگر انتظار نہ کیا بلکہ فوراً شامل ہوگیا تو امام کے تکبیر کہنے سے پہلے جو کچھ ادا کیا اُس کا اعتبار نہیں، اگر وہیں موجود تھا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت امام کے ساتھ اللہ اکبر نہ کہا، خواہ غفلت کی وجہ سے دیر ہوئی یا ہنوز نیت ہی کرتا رہ گیا تو یہ شخص اس کا انتظار نہ کرے کہ امام دوسری تکبیر کہے تو اُس کے ساتھ شامل ہو بلکہ فوراً ہی شامل ہو جائے۔[5] (درمختار، غنیہ)

مسئلہ ۲۴: مسبوق یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہوگئیں وہ اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور

---

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى و العشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٣.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٤٤، وغيرهما.

2 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادى و العشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج١، ص١٦٤.

3 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض... إلخ، ج٣، ص١٣٤.

4 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٣١.

5 ..... "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص٥٨٧.

اگر یہ اندیشہ ہو کہ دُعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میّت کو کندھے تک اٹھالیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دُعائیں چھوڑ دے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: لاحق یعنی جو شروع میں شامل ہوا مگر کسی وجہ سے درمیان کی بعض تکبیریں رہ گئیں مثلاً پہلی تکبیر امام کے ساتھ کہی، مگر دوسری اور تیسری جاتی رہیں تو امام کی چوتھی تکبیر سے پیشتر یہ تکبیریں کہہ لے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اللہ اکبر کہہ لے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کرلے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اس صورت میں یعنی جب علیحدہ علیحدہ پڑھے تو اُن میں جو افضل ہے اس کی پہلے پڑھے پھر اس کی جو اُس کے بعد سب میں افضل ہے وعلیٰ ھذا القیاس۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: چند جنازے کی ایک ساتھ پڑھائی تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی یا سرہانے دوسرے کو اور اس دوسرے کی پائنتی یا سرہانے تیسرے کو وعلیٰ ھذا القیاس۔ اگر آگے پیچھے رکھے تو امام کے قریب اس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو پھر اُس کے بعد جو افضل ہو وعلیٰ ھذا القیاس۔

اور اگر فضیلت میں برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہو اسے امام کے قریب رکھیں یہ اس وقت ہے کہ سب ایک جنس کے ہوں اور اگر مختلف جنس کے ہوں تو امام کے قریب مرد ہو اس کے بعد لڑکا پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہقہ یعنی نماز میں جس طرح مقتدیوں کی صف میں ترتیب ہے، اس کا عکس یہاں ہے اور اگر آزاد و غلام کے جنازے ہوں تو آزاد کو امام سے قریب رکھیں گے اگرچہ نابالغ ہو، اُس کے بعد غلام کو اور کسی ضرورت سے ایک ہی قبر میں چند مُردے دفن کریں تو ترتیب عکس کریں یعنی قبلہ کو اُسے رکھیں جو افضل ہے جب کہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں، ورنہ قبلہ کی جانب مرد کو رکھیں پھر لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہقہ کو۔[5] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۳٦.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: هل يسقط فرض الكفاية بفعل الصبي، ج۳، ص۱۳٦.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۳٦.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۳۸.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱٦٥.
و"الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۳۹.

مسئلہ ۲۹ ایک جنازہ کی نماز شروع کی تھی کہ دوسرا آ گیا تو پہلے کی پوری کرلے اور اگر دوسری تکبیر میں دونوں کی نیت کرلی، جب بھی پہلے ہی کی ہوگی اور اگر صرف دوسرے کی نیت کی تو دوسرے کی ہوگی اس سے فارغ ہو کر پہلے کی پھر پڑھے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ نماز جنازہ میں امام بے وضو ہو گیا اور کسی کو اپنا خلیفہ کیا تو جائز ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱ میّت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھیں، جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے کہ یہ موسم اور زمین اور میّت کے جسم و مرض کے اختلاف سے مختلف ہے، گرمی میں جلد پھٹے گا اور جاڑے میں بدیر تر یا شور زمین میں جلد خشک اور غیر شور میں بدیر فربہ جسم جلد لاغر دیر میں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲ کوئیں میں گر کر مر گیا یا اوس کے اوپر مکان گر پڑا اور مردہ نکالا نہ جا سکا تو اُسی جگہ اُس کی نماز پڑھیں اور دریا میں ڈوب گیا اور نکالا نہ جا سکا تو اس کی نماز نہیں ہو سکتی کہ میّت کا مصلّی کے آگے ہونا معلوم نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳ مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے، خواہ میّت مسجد کے اندر ہو یا باہر، سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض، کہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی۔[5] (درمختار) شارع عام اور دوسرے کی زمین پر نماز جنازہ پڑھنا منع ہے۔[6] (ردالمحتار) یعنی جب کہ مالک زمین منع کرتا ہو۔

مسئلہ ۳۴ جُمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا تو اگر جُمعہ سے پہلے تجہیز و تکفین ہو سکے تو پہلے ہی کرلیں، اس خیال سے روک رکھنا کہ جُمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے۔[7] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۵ نماز مغرب کے وقت جنازہ آیا تو فرض اور سنتیں پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں۔ یوہیں کسی اور فرض نماز کے وقت جنازہ آئے اور جماعت طیار ہو تو فرض و سنت پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں، بشرطیکہ نماز جنازہ کی تاخیر میں جسم خراب

---

1 ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الخامس، ج۱، ص۱٦٥.

2 ..... المرجع السابق.

3 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم أولي الأمر واجب، ج۳، ص۱٤٦.

4 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: تعظیم أولي الأمر واجب، ج۳، ص۱٤۷.

5 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱٤۸.

6 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في کراھۃ صلاۃ الجنازۃ في المسجد، ج۳، ص۱٤۸.

7 ..... المرجع السابق، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱۷۳، و "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۳۱۰.

ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: نماز عید کے وقت جنازہ آیا تو پہلے عید کی نماز پڑھیں پھر جنازہ پھر خطبہ اور گہن کی نماز کے وقت آئے تو پہلے جنازہ پھر گہن کی۔[2] (درمختار، جوہرہ)

مسئلہ ۳۷: مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت زندہ تھا پھر مر گیا تو اُس کو غسل و کفن دیں گے اور اس کی نماز پڑھیں گے، ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے، اُس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اس کی نہیں پڑھی جائے گی، یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے، اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینہ تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک۔[3] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۳۸: بچہ کی ماں یا جنائی نے زندہ پیدا ہونے کی شہادت دی تو اس کی نماز پڑھی جائے، مگر وراثت کے بارے میں اُن کی گواہی نامعتبر ہے یعنی بچہ اپنے باپ فوت شدہ کا وارث نہیں قرار دیا جائے گا نہ بچہ کی وارث اُس کی ماں ہوگی، یہ اس وقت ہے کہ خود باہر نکلا اور کسی نے حاملہ کے شکم پر ضرب لگائی کہ بچہ مرا ہوا باہر نکلا تو وارث ہوگا اور وارث بنائے گا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۹: بچہ زندہ پیدا ہوا یا مُردہ اُس کی خلقت تمام ہو یا ناتمام بہر حال اس کا نام رکھا جائے اور قیامت کے دن اُس کا حشر ہوگا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۰: کافر کا بچہ دارالحرب میں اپنی ماں یا باپ کے ساتھ یا بعد میں قید کیا گیا پھر وہ مر گیا اور اُس کے ماں باپ میں سے اب تک کوئی مسلمان نہ ہوا تو اسے نہ غسل دیں گے نہ کفن، خواہ دارالحرب ہی میں مرا ہو یا دارالاسلام میں اور اگر تنہا دارالاسلام میں اُسے لائیں یعنی اُس کے ماں باپ میں سے کسی کو قید کر کے نہ لائے ہوں نہ وہ بطور خود بچہ کے لانے سے

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: فيما يترجح تقديمه من صلاة عيد و جنازة... إلخ، ج۳، ص۵۲ ـ ۵۳.
و "الفتاوى الرضوية"، ج۹، ص۱۸۳ـ۱۸۴.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب العيدين، ج۳، ص۵۲.
و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب صلاة الكسوف، ص۱۲٤.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج۳، ص۱۵۲ـ۱۵٤.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج۳، ص۱۵۲.

5 ...... المرجع السابق، ص۱۵٤.

پہلے ذمی بن کر آئے تو اسے غسل وکفن دیں گے اور اُس کی نماز پڑھی جائے گی، اگر اس نے عاقل ہو کر کفر اختیار نہ کیا۔[1] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۴۱: کافر کے بچہ کو قید کیا اور ابھی وہ دارالحرب ہی میں تھا کہ اُس کا باپ دارالاسلام میں آکر مسلمان ہوگیا تو بچہ مسلمان سمجھا جائے گا یعنی اگرچہ دارالحرب میں مرجائے، اسے غسل وکفن دیں گے اس کی نماز پڑھیں گے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۲: بچہ کو ماں باپ کے ساتھ قید کر لائے اور ان میں سے کوئی مسلمان ہوگیا یا وہ بچہ سمجھ وال تھا، خود مسلمان ہوگیا تو ان دونوں صورتوں میں وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔[3] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۴۳: کافر کے بچہ کو ماں باپ کے ساتھ قید کیا مگر وہ دونوں وہیں دارالحرب میں مرگئے تو اب مسلمان سمجھا جائے، مجنون بالغ قید کیا گیا تو اس کا حکم وہی ہے جو بچہ کا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۴: مسلمان کا بچہ کافرہ سے پیدا ہوا اور وہ اُس کی منکوحہ نہ تھی، یعنی وہ بچہ زنا کا ہے تو اُس کی نماز پڑھی جائے۔[5] (ردالمحتار)

قبر و دفن کا بیان

مسئلہ ۱: میّت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میّت کو زمین پر رکھ دیں اور چاروں طرف سے دیواریں قائم کرکے بند کردیں۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: جس جگہ انتقال ہوا اسی جگہ دفن نہ کریں کہ یہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے لیے خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں، مقصد یہ کہ اس کے لیے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے میّت بالغ ہو یا نابالغ۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۵۹.
و"الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۵۵، وغيرهما.

2 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج۳، ص۱۵۵.

3 ..... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۱۵۵ ـ ۱۵۷.

4 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب: مهم إذا قال... إلخ، ج۳، ص۱۵۷.

5 ..... "ردالمحتار"

6 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۵.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج۳، ص۱۶۳.

7 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج۳، ص۱۶۶.

مسئلہ ۳: قبر کی لنبائی میت کے قد برابر ہو اور چوڑائی آدھے قد کی اور گہرائی کم سے کم نصف قد کی اور بہتر یہ کہ گہرائی بھی قد برابر ہو اور متوسط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔[1] (ردالمحتار) اس سے مراد یہ کہ لحد یا صندوق اتنا ہو، یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔

مسئلہ ۴: قبر دو قسم ہے، لحد کہ قبر کھود کر اس میں قبلہ کی طرف میت کے رکھنے کی جگہ کھودیں اور صندوق وہ جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے، لحد سنت ہے اگر زمین اس قابل ہو تو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: تابوت کہ میت کو کسی لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے، مگر جب ضرورت ہو مثلاً زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں اور اس صورت میں تابوت کے مصارف اس میں سے لیے جائیں جو میت نے مال چھوڑا ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۷: اگر تابوت میں رکھ کر دفن کریں تو سنت یہ ہے کہ اس میں مٹی بچھا دیں اور دہنے بائیں خام[5] اینٹیں لگا دیں اور اوپر کہگل[6] کر دیں غرض یہ کہ اندر کا حصہ مثل لحد کے ہو جائے اور لوہے کا تابوت مکروہ ہے اور قبر کی زمین نم ہو تو دھول بچھا دینا سنت ہے۔[7] (صغیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم سے قریب ہے، پکی اینٹ لگانا مکروہ ہے کہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔[8] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹: قبر میں اترنے والے دو تین جو مناسب ہوں کوئی تعداد اس میں خاص نہیں اور بہتر یہ کہ قوی و نیک و امین

1 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱٦٤.

2 ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱٦٥.

3 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱٦٤.

4 ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱٦٦.
و "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱٦٥، وغیرھما.

5 ..... یعنی کچی۔

6 ..... یعنی مٹی کی لپائی۔

7 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في دفن المیت، ج۳، ص۱٦٥.

8 ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصلاۃ، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱٦٦، وغیرہ.

ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے کہ مردہ قبلہ کی جانب سے قبر میں اتارا جائے، یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب سے قبر میں لائیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱ عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ والے یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضایقہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ میّت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ .

اور ایک روایت میں بِسْمِ اللّٰهِ کے بعد وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی آیا ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳ میّت کو دہنی طرف کروٹ پر لٹائیں اور اس کا مونھ قبلہ کو کریں، اگر قبلہ کی طرف مونھ کرنا بھول گئے تختہ لگانے کے بعد یاد آیا تو تختہ ہٹا کر قبلہ رُو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں۔ یوہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا جدھر سرہانا ہونا چاہیے ادھر پاؤں کیے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں کہ اب ضرورت نہیں اور نہ کھولی تو حرج نہیں۔[6] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵ قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے، تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں، صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶ عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں، مرد کی قبر کو

---

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

2 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٦٦، وغيره.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

4 ..... "تنوير الأبصار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

5 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج١، ص١٦٦.

6 ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤٠.

7 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج٣، ص١٦٧.

دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ اگر مینھ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے، عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے۔[1] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۱۷: تختے لگانے کے بعد مٹی دی جائے مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔

پہلی بار کہیں: مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ.[2]

دوسری بار: وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ.[3]

تیسری بار: وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی.[4]

یا پہلی بار: اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ.[5]

دوسری بار: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ اَبْوَابَ السَّمَآءِ لِرُوْحِهٖ.[6]

تیسری بار: اَللّٰهُمَّ زَوِّجْهُ مِنْ حُوْرِ الْعِيْنِ.[7]

اور میت عورت ہو تو،

تیسری بار یہ کہیں: اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْهَا الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ.[8]

باقی مٹی ہاتھ یا کھرپی یا پھوڑے وغیرہ جس چیز سے ممکن ہو قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔[9] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے، اسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے۔

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج۳، ص۱۶۸.
و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۴۰.

2 ...... اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا۔۱۲

3 ...... اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے۔۱۲

4 ...... اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔۱۲

5 ...... اے اللہ (عزوجل)! زمین کو اس کے دونوں پہلوؤں سے کشادہ کر۔۱۲ عورت کے لئے ضمیر مؤنث ہو جَنْبَيْهَا، لِرُوْحِهَا۔۱۲

6 ...... اے اللہ (عزوجل)! اس کی روح کیلئے آسمان کے دروازے کھول دے۔۱۲

7 ...... اے اللہ (عزوجل)! حورعین کو اس کی زوجہ کر دے۔۱۲

8 ...... اے اللہ (عزوجل)! اپنی رحمت سے تو اس کو جنت میں داخل کر دے۔۱۲

9 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۴۱.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج۱، ص۱۶۶.

مسئلہ ۱۹: قبر چوکھوٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اس پر پانی چھڑکنے میں حرج نہیں، بلکہ بہتر ہے اور قبر ایک بالشت اونچی ہو یا کچھ خفیف زیادہ۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: جہاز پر انتقال ہوا اور کنارہ قریب نہ ہو، تو غسل و کفن دے کر نماز پڑھ کر سمندر میں ڈبو دیں۔[2] (غنیہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: علما و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے۔[3] (درمختار، ردالمحتار) یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو، اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۲: اگر ضرورت ہو تو قبر پر نشان کے لیے کچھ لکھ سکتے ہیں، مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہو، ایسے مقبرہ میں دفن کرنا بہتر ہے جہاں صالحین کی قبریں ہوں۔[4] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۲۳: مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقرہ کا اول و آخر پڑھیں سرہانے الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورت تک پڑھیں۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۴: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے، کہ ان کے رہنے سے میت کو انس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میت کے لیے دُعا و استغفار کریں اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔[6] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۲۵: ایک قبر میں ایک سے زیادہ بلا ضرورت دفن کرنا جائز نہیں اور ضرورت ہو تو کر سکتے ہیں، مگر دو میتوں کے درمیان مٹی وغیرہ سے آڑ کر دیں اور کون آگے ہو کون پیچھے یہ اوپر مذکور ہوا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: جس شہر یا گاؤں وغیرہ میں انتقال ہوا وہیں کے قبرستان میں دفن کرنا مستحب ہے اگرچہ یہ وہاں رہتا نہ

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ١، ص ١٦٦.
و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج ٣، ص ١٦٨.

2 ..... "ردالمحتار" المرجع السابق، ص ١٦٥ و "غنية المتملي"، فصل في الجنائز، ص ٦٠٧.

3 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في دفن الميت، ج ٣، ص ١٦٩.

4 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ٣، ص ١٧٠.
و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ١٤١.

5 ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص ١٤١، وغيره.

6 ..... المرجع السابق.

7 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السادس، ج ١، ص ١٦٦.

ہو، بلکہ جس گھر میں انتقال ہوا اس گھر والوں کے قبرستان میں دفن کریں اور دو ایک میل باہر لے جانے میں حرج نہیں کہ شہر کے قبرستان اکثر اتنے فاصلے پر ہوتے ہیں اور اگر دوسرے شہر کو اس کی لاش اٹھالے جائیں تو اکثر علما نے منع فرمایا اور یہی صحیح ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ دفن سے پیشتر لے جانا چاہیں اور دفن کے بعد تو مطلقاً نقل کرنا ممنوع ہے، سوا بعض صورتوں کے جو مذکور ہوں گی۔[1] (عالمگیری) اور یہ جو بعض لوگوں کا طریقہ ہے کہ زمین کو سپرد کرتے ہیں پھر وہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے اور رافضیوں کا طریقہ ہے۔

مسئلہ ۲۷: دوسرے کی زمین میں بلا اجازتِ مالک دفن کر دیا تو مالک کو اختیار ہے خواہ اولیائے میت سے کہے اپنا مردہ نکال لو یا زمین برابر کرکے اس میں کھیتی کرے۔ یوہیں اگر وہ زمین شفعہ میں لے لی گئی یا غصب کیے ہوئے کپڑے کا کفن دیا تو مالک مردہ کو نکلوا سکتا ہے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: وقفی قبرستان میں کسی نے قبر طیار کرائی اس میں دوسرے لوگ اپنا مردہ دفن کرنا چاہتے ہیں اور قبرستان میں جگہ ہے، تو مکروہ ہے اور اگر دفن کر دیا تو قبر کھودوانے والا مردہ کو نہیں نکلوا سکتا جو خرچ ہوا ہے لے لے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: عورت کو کسی وارث نے زیور سمیت دفن کر دیا اور بعض ورثہ موجود نہ تھے ان ورثہ کو قبر کھودنے کی اجازت ہے، کسی کا کچھ مال قبر میں گر گیا مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو قبر کھود کر نکال سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی درہم ہو۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: اپنے لیے کفن تیار رکھے تو حرج نہیں اور قبر کھودوا رکھنا بے معنی ہے کیا معلوم کہاں مرے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پاخانہ، پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اس سے گزرنا ناجائز ہے، خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اس کا گمان ہو۔[6] (عالمگیری، درمختار)

---

1. "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی و العشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱٦٧.
2. المرجع السابق، و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۷۱.
3. "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی و العشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱٦٦. و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۷۱.
4. "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی و العشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱٦٧. و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب فی دفن المیت، ج ۳، ص ۱۷۱.
5. "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۸۳.
6. "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادی و العشرون فی الجنائز، الفصل السادس، ج ۱، ص ۱٦٦. و "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج ۳، ص ۱۸۳.

مسئلہ ۳۲: اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبروں پر گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے، دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے، قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے۔ ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا، فرمایا: ''جوتے اتار دے، نہ قبر والے کو تُو ایذا دے، نہ وہ تجھے۔''[1]

مسئلہ ۳۳: قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے۔[2] (درمختار) یعنی جب کہ پڑھنے والے اُجرت پر نہ پڑھتے ہوں کہ اُجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا ناجائز ہے، اگر اُجرت پر پڑھوانا چاہے تو اپنے کام کاج کے لیے نوکر رکھے پھر یہ کام لے۔

مسئلہ ۳۴: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میّت کے مونھ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں، بلکہ درمختار میں کفن پر عہد نامہ لکھنے کو جائز کہا ہے اور فرمایا کہ اس سے مغفرت کی امید ہے اور میّت کے سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیّت کی تھی، انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھ دی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا، حال پوچھا؟ کہا: جب میں قبر میں رکھا گیا، عذاب کے فرشتے آئے، فرشتوں نے جب پیشانی پر بسم اللہ شریف دیکھی کہا تو عذاب سے بچ گیا۔[3] (درمختار، غنیہ، عن التاتارخانیہ) یوں بھی ہوسکتا ہے کہ پیشانی پر بسم اللہ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔[4] (ردالمحتار)

زیارتِ قبور

مسئلہ ۳۵: زیارتِ قبور مستحب ہے ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے، جُمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے، سب میں افضل روزِ جُمعہ وقتِ صبح ہے۔ اولیائے کرام کے مزاراتِ طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے، وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی منکرِ شرعی ہو مثلاً عورتوں سے اختلاط تو اس کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا، بلکہ اسے بُرا جانے اور ممکن ہو تو بُری بات زائل کرے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ....

2 .... "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ج۳، ص۱۸۵.

3 .... المرجع السابق، و "الفتاوی التاتارخانیۃ"، کتاب الصلاۃ، الفصل الثانی، ج۲، ص۱۷۰.

4 .... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب: فیما یکتب علی کفن المیت، ج۳، ص۱۸۶.

5 .... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۷.

مسئلہ ۳۶: عورتوں کے لیے بعض علما نے زیارتِ قبور کو جائز بتایا، درمختار میں یہی قول اختیار کیا، مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع و فزع کریں گی، لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لیے جائیں تو بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوانوں کے لیے ممنوع۔[1] (ردالمحتار) اور اسلم یہ ہے کہ عورتیں مطلقاً منع کی جائیں کہ اپنوں کی قبور کی زیارت میں تو وہی جزع و فزع ہے اور صالحین کی قبور پر یا تعظیم میں حد سے گزر جائیں گی یا بے ادبی کریں گی کہ عورتوں میں یہ دونوں باتیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔[2] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۷: زیارتِ قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب[3] سے جا کر میّت کے مونھ کے سامنے کھڑا ہو، سرہانے سے نہ آئے کہ میّت کے لیے باعثِ تکلیف ہے یعنی میّت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے اور یہ کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ اِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ یَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ الْفَانِیَةِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِیَةِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَةِ اَدْخِلْ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مِنْکَ رَوْحًا وَّرَیْحَانًا وَّمِنَّا تَحِیَّةً وَّسَلَامًا۔[4]

پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ سے بیٹھے کہ اس کے پاس زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلہ پر بیٹھ سکتا تھا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: قبرستان میں جائے تو الحمد شریف اور الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ آخر سورہ تک اور سورہ یٰسٓ اور تَبٰرَکَ الَّذِیْ اور اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُرُ ایک ایک بار اور قُلْ ھُوَ اللّٰهُ بارہ یا گیارہ یا سات یا تین بار پڑھے اور ان سب کا ثواب مردوں کو پہنچائے۔ حدیث میں ہے: "جو گیارہ بار قُلْ ھُوَ اللّٰهُ شریف پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو پہنچائے تو مردوں کی گنتی برابر اسے ثواب ملے گا۔"[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۸.

2 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۵۳۸.

3 ...... یعنی قدموں کی طرف۔

4 ...... سلام ہو تم پر اے قوم مومنین کے گھر والو! تم ہمارے اگلے ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اللہ (عزوجل) سے ہم اپنے اور تمہارے لیے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں، اللہ (عزوجل) ہمارے اگلوں اور پچھلوں پر رحم کرے۔ اے اللہ (عزوجل)! اے رب فانی روحوں کے اور جسم گل جانے والے اور بوسیدہ ہڈیوں کے، تو اپنی طرف سے ان قبروں میں تازگی اور خوشبو داخل کر اور ہماری طرف سے تحیت و سلام پہنچادے۔۱۲

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۹.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في زیارۃ القبور، ج۳، ص۱۷۹.

مسئلہ ۳۹: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک فرض و نفل کا ثواب مُردوں کو پہنچا سکتا ہے، اُن سب کو پہنچے گا اور اس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی، بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے یہ نہیں کہ اُسی ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے۔[1] (ردالمحتار) بلکہ یہ امید ہے کہ اس ثواب پہنچانے والے کے لیے اُن سب کے مجموعے کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا، جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا، اس نے دس مُردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار دس وعلیٰ ہذا القیاس۔[2] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴۰: نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اُس کا ثواب مُردہ کو پہنچایا تو اِنْشَاءَ اللّٰہ تعالیٰ پہنچے گا۔[3] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۴۱: قبر کو بوسہ دینا بعض علما نے جائز کہا ہے، مگر صحیح یہ ہے کہ منع ہے۔[4] (اشعۃ اللمعات) اور قبر کا طوافِ تعظیمی منع ہے اور اگر برکت لینے کے لیے گردِ مزار پھرا تو حرج نہیں، مگر عوام منع کیے جائیں بلکہ عوام کے سامنے کیا بھی نہ جائے کہ کچھ کا کچھ سمجھیں گے۔

دفن کے بعد تلقین

مسئلہ ۴۲: دفن کے بعد مُردہ کو تلقین کرنا، اہل سنت کے نزدیک مشروع ہے۔[5] (جوہرہ) یہ جو اکثر کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کی جائے یہ معتزلہ کا مذہب ہے کہ انھوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کر دیا۔[6] (ردالمحتار) حدیث میں ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے اور اُس کی مٹی دے چکو، تو تم میں ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سُنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا پھر کہے یا فلاں بن فلانہ وہ کہے گا، ہمیں ارشاد کر اللہ (عزوجل) تجھ پر رحم فرمائے گا، مگر تمھیں اس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے:

اُذْکُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْیَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في القراءۃ للمیت... إلخ، ج۳، ص۱۸۰.

2 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۶۲۳ ـ ۶۲۹.

3 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۶۲۹ ـ ۶۴۲.

4 ...... "اشعۃ اللمعات"، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور، ج۱، ص۷۶۳.

5 ...... "الجوہرۃ النیرۃ"، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، ص۱۳۰.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب في التلقین بعد الموت، ج۳، ص۹۴.

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّ بِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا .[1]

نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے، چلو ہم اُس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اس کی حجت سکھا چکے، اس پر کسی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے عرض کی، اگر اُس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو؟ فرمایا: حوا کی طرف نسبت کرے۔"[2] رواہ الطبرانی فی الکبیر والضیاء فی الاحکام وغیرھما۔ بعض اجلہ ائمہ تابعین فرماتے ہیں: جب قبر پر مٹی برابر کر چکیں اور لوگ واپس جائیں تو مستحب سمجھا جاتا کہ میت سے اس کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر یہ کہا جائے:

يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ .[3]

تین بار پھر کہا جائے:

قُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ وَدِيْنِيَ الْاِسْلَامُ وَنَبِيِّيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .[4]

اعلیٰ حضرت قبلہ نے اس پر اتنا اور اضافہ کیا:

وَاعْلَمْ اَنَّ هٰذَيْنِ الَّذَيْنِ اَتَيَاكَ اَوْيَاْتِيَانِكَ اِنَّمَا هُمَا عَبْدَانِ لِلّٰهِ لَا يَضُرَّانِ وَلَا يَنْفَعَانِ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ وَاشْهَدْ اَنَّ رَبَّكَ اللّٰهُ وَدِيْنَكَ الْاِسْلَامُ وَنَبِيَّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَبَّتَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكَ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ .[5]

مسئلہ ۴۳: قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے تسبیح کرینگے اور میت کا دل بہلے گا۔[6] (ردالمحتار)

---

1 ...... ترجمہ: تو اُسے یاد کر، جس پر تُو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندہ اور رسول ہیں اور یہ کہ تُو اللہ (عزوجل) کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔۱۲

2 ...... "المعجم الکبیر" للطبرانی، الحدیث: ۷۹۷۹، ج۸، ص۲۴۹ ۔ ۲۵۰.

3 ...... اے فلاں بن فلاں تو کہہ کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں۔۱۲

4 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۲۲۲.

تو کہہ میرا رب اللہ (عزوجل) ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔۱۲

5 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص۲۲۲.

اور جان لے کہ یہ دو شخص جو تیرے پاس آئے یا آئیں گے یہ اللہ (عزوجل) کے بندے ہیں بغیر خدا کے حکم کے نہ ضرر پہنچائیں، نہ نفع پس نہ خوف کر اور نہ غم کر اور تو گواہی دے کہ تیرا رب اللہ (عزوجل) ہے اور تیرا دین اسلام ہے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اللہ (عزوجل) ہم کو اور تجھ کو قول ثابت پر ثابت رکھے، دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، مطلب فی وضع الجرید و نحو الآس علی القبور، ج۳، ص۱۸۴.

یوہیں جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۲: قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہیے کہ اُس کی تسبیح سے رحمت اُترتی ہے اور میّت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میّت کا حق ضائع کرنا ہے۔[1] (ردالمحتار)

تعزیت کا بیان

مسئلہ ۱: تعزیت مسنون ہے۔ حدیث میں ہے، ''جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔''[2] اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ دوسری حدیث ترمذی و ابن ماجہ میں ہے، ''جو کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کرے، اُسے اُسی کے مثل ثواب ملے گا۔''[3]

مسئلہ ۲: تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے، اس کے بعد مکروہ ہے کہ غم تازہ ہوگا مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اُسے علم نہیں تو بعد میں حرج نہیں۔[4] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: دفن سے پیشتر بھی تعزیت جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ دفن کے بعد ہو یہ اُس وقت ہے کہ اولیائے میّت جزع و فزع نہ کرتے ہوں، ورنہ ان کی تسلی کے لیے دفن سے پیشتر ہی کرے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۴: مستحب یہ ہے کہ میّت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں، چھوٹے بڑے مرد و عورت سب کو مگر عورت کو اُس کے محارم ہی تعزیت کریں۔ تعزیت میں یہ کہے، اللہ تعالیٰ میّت کی مغفرت فرمائے اور اس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر روزی کرے اور اس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان لفظوں سے تعزیت فرمائی:

لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَاَعْطٰی وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى .

''خدا ہی کا ہے جو اُس نے لیا دیا اور اُس کے نزدیک ہر چیز ایک میعاد مقرر کے ساتھ ہے۔''[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵: مصیبت پر صبر کرے تو اُسے دو ثواب ملتے ہیں، ایک مصیبت کا دوسرا صبر کا اور جزع و فزع سے دونوں

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في وضع الجريد و نحو الآس على القبور، ج٣، ص١٨٤.

2 ..... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في ثواب من عزى مصابا، الحديث: ١٦٠١، ج٢، ص٢٦٨.

3 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء في أجر من عزى مصابا، الحديث: ١٠٧٥، ج٢، ص٣٣٨.

4 ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤١.

و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ج٣، ص١٧٧.

5 ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٤١.

6 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي و العشرون في الجنائز، ج١، ص١٦٧، وغيره.

جاتے رہتے ہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: میّت کے اعزہ کا گھر میں بیٹھنا کہ لوگ ان کی تعزیت کو آئیں اس میں حرج نہیں اور مکان کے دروازہ پر یا شارع عام پر بچھونے بچھا کر بیٹھنا بُری بات ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷: میّت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میّت کے گھر والوں کے لیے اُس دن اور رات کے لیے کھانا لائیں تو بہتر ہے اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: میّت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقرا کو کھلائیں تو بہتر ہے۔[4] (فتح القدیر)

مسئلہ ۹: جن لوگوں سے قرآن مجید یا کلمۂ طیبہ پڑھوایا، ان کے لیے بھی کھانا طیار کرنا ناجائز ہے۔[5] (ردالمحتار) یعنی جب کہ ٹھہرا لیا ہو یا معروف ہو یا وہ اغنیا ہوں۔

مسئلہ ۱۰: تیجے وغیرہ کا کھانا اکثر میّت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے، اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے۔ یوہیں اگر بعض ورثہ موجود نہ ہوں جب بھی ناجائز ہے، جبکہ غیر موجودین سے اجازت نہ لی ہو اور سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو یا کچھ نابالغ یا غیر موجود ہوں مگر بالغ موجود اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں۔[6] (خانیہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۱: تعزیت کے لیے اکثر عورتیں رشتہ دار جمع ہوتی ہیں اور روتی پیٹتی نوحہ کرتی ہیں، انھیں کھانا نہ دیا جائے کہ گناہ پر مدد دینا ہے۔[7] (کشف الغطا)

مسئلہ ۱۲: میّت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انھیں کے لائق بھیجا جائے

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الثواب على المصيبة، ج٣، ص١٧٥.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج١، ص١٦٧.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ج٣، ص١٧٦.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في الثواب على المصيبة، ج٣، ص١٧٥.

4 ...... "فتح القدير"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، فصل في الدفن، ج٢، ص١٥١. طبعة مركز اهل السنة بركات رضا.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في كراهة الضيافة من أهل الميت، ج٣، ص١٧٦.

6 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الحظر و الاباحة، ج٤، ص٣٦٦، و "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٦٤، وغيره.

7 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج٩، ص٦٦٦.

زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا، کھانا منع ہے۔[1] (کشف الغطا) اور صرف پہلے دن کھانا بھیجنا سنت ہے، اس کے بعد مکروہ۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: قبرستان میں تعزیت کرنا بدعت ہے۔[3] (ردالمحتار) اور دفن کے بعد میت کے مکان پر آنا اور تعزیت کر کے اپنے اپنے گھر جانا اگر اتفاقاً ہو تو حرج نہیں اور اس کی رسم کرنا نہ چاہیے اور میت کے مکان پر تعزیت کے لیے لوگوں کا مجمع کرنا دفن کے پہلے ہو یا بعد اسی وقت ہو یا کسی اور وقت خلاف اَولیٰ ہے اور کریں تو گناہ بھی نہیں۔

مسئلہ ۱۴: جو ایک بار تعزیت کر آیا اسے دوبارہ تعزیت کے لیے جانا مکروہ ہے۔[4] (درمختار)

سوگ اور نوحہ کا ذکر

مسئلہ ۱۵: سوگ کے لیے سیاہ کپڑے پہننا مردوں کو ناجائز ہے۔[5] (عالمگیری) یوہیں سیاہ بلّے لگانا کہ اس میں نصاریٰ کی مشابہت بھی ہے۔

مسئلہ ۱۶: میت کے گھر والوں کو تین دن تک اس لیے بیٹھنا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کر جائیں جائز ہے مگر ترک بہتر اور یہ اس وقت ہے کہ فروش اور دیگر آرائش نہ کرتا ہو ورنہ ناجائز۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جس کو بَین کہتے ہیں بالاجماع حرام ہے۔ یوہیں واویلا وامصیبتا[7] کہہ کے چلّانا۔[8] (جوہرہ وغیرہا)

مسئلہ ۱۸: گریبان پھاڑنا، مونھ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیت کے

---

1 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹، ص٦٦٦.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الثاني عشر في الهدایا و الضیافات، ج٥، ص٣٤٤.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، مطلب في کراهة الضیافة من أهل المیت، ج٣، ص١٧٧.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ج٣، ص١٧٧.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ومما یتصل بذلك مسائل، ج١، ص١٦٧.

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ومما یتصل بذلك مسائل، ج١، ص١٦٧.
و "ردالمحتار"، کتاب الصلاة، مطلب في کراهة الضیافة من أهل المیت، ج٣، ص١٧٦.

7 ...... یعنی ہائے مصیبت۔

8 ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب الصلاة، باب الجنائز، ص١٣٩ وغیره.

کام ہیں اور حرام۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں، مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔[2] (حدیث)

مسئلہ ۲۰: آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں، بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بکا فرمایا۔[3] (جوہرہ) اس مقام پر بعض احادیث جو نوحہ وغیرہ کے بارہ میں وارد ہیں ذکر کی جاتی ہیں کہ مسلمان بغور دیکھیں اور اپنے یہاں کی عورتوں کو سنائیں، کہ یہ بلا ہندوستان کی اکثر عورتوں میں ہندوؤں کی تقلید سے پائی جاتی ہے۔

حدیث ۱: بخاری و مسلم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مونھ پر طمانچے مارے اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت کا پکارنا پکارے (نوحہ کرے) وہ ہم سے نہیں۔''[4]

حدیث ۲: صحیحین میں ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی واللفظ لمسلم، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جو سر منڈائے[5] اور نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے، میں اس سے بَری ہوں۔''[6]

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''میری اُمت میں چار کام جاہلیت کے ہیں، لوگ انھیں نہ چھوڑیں گے۔

(۱) حسب پر فخر کرنا اور

(۲) نسب میں طعن کرنا اور

(۳) ستاروں سے مینھ چاہنا (فلاں نچھتر کے سبب پانی برسے گا) اور

(۴) نوحہ کرنا

اور فرمایا: ''نوحہ کرنے والی نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کی تو قیامت کے دن اس طرح کھڑی کی جائے گی کہ اس پر

---

1 ..."الفتاوی الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ومما يتصل بذلك مسائل، ج۱، ص۱٦۷.

2 ... انظر: "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، الحديث: ۱۲۸۰، ج۱، ص٤۳۲.

3 ... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الجنائز، ص۱۳۹ ـ ۱٤۰.

4 ... "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب ليس منّا من ضرب الخدود، الحديث: ۱۲۹۷، ج۱، ص٤۳۹.

5 ... یعنی کسی کے مرنے پر جیسے ہندو بھدرا کرتے ہیں۔۱۲

6 ... "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب تحريم ضرب الخدود... إلخ، الحديث: ۱۰٤، ص٦٦.

ایک کُرتا قطران کا ہوگا اور ایک خارشت کا۔" [1]

حدیث ۴: صحیحین میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب اللہ تعالٰی عذاب نہیں فرماتا اور زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: لیکن اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔" [2] یعنی جبکہ اس نے وصیت کی ہو یا وہاں رونے کا رواج ہو اور منع نہ کیا ہو، واللہ تعالٰی اعلم یا یہ مراد ہے کہ ان کے رونے سے اسے تکلیف ہوتی ہے کہ دوسری حدیث میں آیا، "اے اللہ (عزوجل) کے بندو! اپنے مردے کو تکلیف نہ دو، جب تم رونے لگتے ہو وہ بھی روتا ہے۔" [3]

حدیث ۵: بخاری و مسلم مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس پر نوحہ کیا گیا، قیامت کے دن اس نوحہ کے سبب اس پر عذاب ہوگا۔" [4] یعنی اُنھیں صورتوں میں

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ہے ام سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کہتی ہیں: جب ابو سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا انتقال ہوا، میں نے کہا مسافرت اور پردیس میں انتقال ہوا، ان پر اس طرح رووں گی جس کا چرچا ہو، میں نے رونے کا تہیہ کیا تھا اور ایک عورت بھی اس ارادہ سے آئی کہ میری مدد کرے، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: "جس گھر سے اللہ تعالٰی نے شیطان کو دو مرتبہ نکالا، تُو اس میں شیطان کو داخل کرنا چاہتی ہے" فرماتی ہیں: میں رونے سے باز آئی اور نہیں روئی۔ [5]

حدیث ۷: ترمذی ابو موسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو مرتا ہے اور رونے والا اس کی خوبیاں بیان کر کے روتا ہے، اللہ تعالٰی اس میت پر دو فرشتے مقرر فرماتا ہے جو اسے کونچتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تُو ایسا تھا؟۔" [6]

حدیث ۸: ابن ماجہ ابو امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: اللہ عزوجل فرماتا ہے: "اے ابن آدم! اگر تُو اوّل صدمہ کے وقت صبر کرے اور ثواب کا طالب ہو تو تیرے لیے جنت کے سوا کسی ثواب پر

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب التشديد في النياحة، الحديث: ٩٣٤، ص ٤٦٥.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الجنائز، باب البكاء عند المريض، الحديث: ١٣٠٤، ج ١، ص ٤٤١.

3 ...... "المعجم الكبير"، باب القاف، قيلة بنت مخرمة العنبرية، الحديث ١، ج ٢٥، ص ١٠.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء أهله عليه، الحديث: ٩٣٣، ص ٤٦٥.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، الحديث: ٩٢٢، ص ٤٥٩.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الجنائز، باب ماجاء في كراهية البكاء على الميت، الحديث: ١٠٠٥، ج ٢، ص ٣٠٥.

میں راضی نہیں۔''[1]

حدیث ۹ احمد و بیہقی امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''جس مسلمان مرد یا عورت پر کوئی مصیبت پہنچی اسے یاد کر کے اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ کہے، اگرچہ مصیبت کا زمانہ دراز ہوگیا ہو، تو اللہ تعالیٰ اُس پر نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا اُس دن کہ مصیبت پہنچی تھی۔''[2]

شہید کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۝ ﴾[3]

جو اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیے گئے، انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمھیں خبر نہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًاؕ-بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَۙ۝ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۙ-وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْۙ-اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَۘ۝ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍۙ-وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ۝ ﴾[4]

جو لوگ راہِ خدا میں قتل کیے گئے انھیں مردہ نہ گمان کر، بلکہ وہ اپنے رب (عزوجل) کے یہاں زندہ ہیں انھیں روزی ملتی ہے۔ اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے جو انھیں دیا اس پر خوش ہیں اور جو لوگ بعد والے ان سے ابھی نہ ملے، ان کے لیے خوشخبری کے طالب کہ ان پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، اللہ (عزوجل) کی نعمت اور فضل کی خوشخبری چاہتے ہیں اور یہ کہ ایمان والوں کا اجر اللہ (عزوجل) ضائع نہیں فرماتا۔

احادیث میں اس کے فضائل بکثرت وارد ہیں، شہادت صرف اسی کا نام نہیں کہ جہاد میں قتل کیا جائے بلکہ:

حدیث ۱ ایک حدیث میں فرمایا: ''اس کے سوا سات شہادتیں اور ہیں۔

(۱) جو طاعون سے مرا شہید ہے۔

---

1 ..... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء في الصبر على المصيبة، الحديث: ۱۵۹۷، ج۲، ص۲۶۶.

2 ..... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث الحسين بن علي رضي الله عنهما، الحديث: ۱۷۳٤، ج۱، ص٤۲۹.

3 ..... پ۲، البقرة: ۱۵٤.

4 ..... پ٤، اٰل عمران: ۱٦۹-۱۷۱.

(۲) جو ڈوب کر مرا شہید ہے۔

(۳) ذات الجنب میں مرا شہید ہے۔

(۴) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے۔[1]

(۵) جو جل کر مرا شہید ہے۔

(۶) جس کے اوپر دیوار وغیرہ ڈھ پڑے اور مرجائے شہید ہے۔

(۷) عورت کہ بچہ پیدا ہونے یا کوآرے پن میں مرجائے شہید ہے۔"[2]

اس حدیث کو امام مالک[3] وابوداود ونسائی نے جابر بن عتیک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت اور:

حدیث ۲ امام احمد کی روایت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "طاعون سے بھاگنے والا اس کے مثل ہے، جو جہاد سے بھاگا اور جو صبر کرے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔"[4]

حدیث ۳ احمد ونسائی عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: "جو طاعون میں مرے، ان کے بارے میں اللہ عزوجل کے دربار میں مقدمہ پیش ہوگا۔ شہدا کہیں گے، یہ ہمارے بھائی ہیں یہ ویسے ہی قتل کیے گئے جیسے ہم اور بچھونوں پر وفات پانے والے کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں یہ اپنے بچھونوں پر مرے جیسے ہم۔ اللہ عزوجل فرمائے گا: "ان کے زخم دیکھو، اگر ان کے زخم مقتولین کے مشابہ ہوں، تو یہ انھیں میں ہیں اور انھیں کے ساتھ ہیں۔" دیکھیں گے تو ان کے زخم شہدا کے زخم سے مشابہ ہوں گے، شہدا میں شامل کردیے جائیں گے۔"[5]

حدیث ۴ ابن ماجہ کی روایت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کہ ارشاد فرمایا مسافرت کی موت شہادت ہے۔[6]

---

1 ..... اس سے مراد استسقا ہے یا دست آنا دونوں قول ہیں اور یہ لفظ دونوں کو شامل ہوسکتا ہے، لہٰذا اس کے فضل سے امید ہے کہ دونوں کو شہادت کا اجر ملے۔ ۱۲ منہ حفظ ربہ

2 ..... حدیث کے الفاظ یہ ہیں ((وَالْمَرْأَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ فَهِيَ شَهِيْدَةٌ)) ("سنن النسائي"، كتاب الجنائز، باب النهي عن البكاء على الميت، الحديث: ۱۸٤۷، ص۳۰۹) دون قوله: فهي.

جس کے یہ معنی ہیں کہ ایسی چیز سے مری، جو اس میں اکٹھی ہے جدا نہ ہوئی اس میں ولادت وزوال بکارت دونوں داخل ہیں۔ ۱۲

3 ..... "الموطأ" لإمام مالك، كتاب الجنائز، باب النهي عن البكاء على الميت، الحديث: ۵٦۳، ج۱، ص۲۱۸.

4 ..... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، الحديث: ۱٤۸۸۱، ج۵، ص۱٤۲.

5 ..... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث العرباض بن سارية، الحديث: ۱۷۱۵۹، ج٦، ص۸٦.

6 ..... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الجنائز، باب ماجاء فيمن مات غريبا، الحديث: ۱٦۱۳، ج۲، ص۲۷۵.

ان کے سوا اور بہت صورتیں ہیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے، امام جلال الدین سیوطی وغیرہ ائمہ نے ان کو ذکر کیا ہے، بعض یہ ہیں۔

(۹) سِل کی بیماری میں مرا۔

(۱۰) سواری سے گر کر یا مرگی سے مرا۔

(۱۱) بخار میں مرا۔

(۱۲) مال یا

(۱۳) جان یا

(۱۴) اہل یا

(۱۵) کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا۔

(۱۶) عشق میں مرا بشرطیکہ پاکدامن ہو اور چھپایا ہو۔

(۱۷) کسی درندہ نے پھاڑ کھایا۔

(۱۸) بادشاہ نے ظلماً قید کیا یا

(۱۹) مارا اور مر گیا۔

(۲۰) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا۔

(۲۱) علم دین کی طلب میں مرا۔

(۲۲) مؤذن کہ طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو۔

(۲۳) تاجر راست گو۔

(۲۴) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی۔

(۲۵) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے، ان میں امر الٰہی قائم کرے اور انھیں حلال کھلائے۔

(۲۶) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ.

(۲۷) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر و حضر میں کہیں ترک نہ کرے۔

(۲۸) فسادِ اُمت کے وقت سنت پر عمل کرنے والا، اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔

(۲۹) جو مرض میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ چالیس بار کہے اور اسی مرض میں مرجائے اور اچھا ہوگیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

(۳۰) کفار سے مقابلہ کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(۳۱) جو ہر رات میں سورۂ یٰس شریف پڑھے۔

(۳۲) جو باطہارت سویا اور مرگیا۔

(۳۳) جو نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر سو بار دُرود شریف پڑھے۔

(۳۴) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔

(۳۵) جو جمعہ کے دن مرے۔

(۳۶) جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے، اللہ تعالٰی ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا کہ اس کے لیے شام تک استغفار کریں اور اگر اس دن میں مرا تو شہید مرا اور جو شام کو کہے صبح تک کے لیے یہی بات ہے۔[1]

مسائلِ فقہیّہ

اصطلاح فقہ میں شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطور ظلم کسی آلہ جارحہ سے قتل کیا گیا اور نفس قتل سے مال نہ واجب ہوا ہو اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔[2] شہید کا حکم یہ ہے کہ غسل نہ دیا جائے، ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیا جائے۔[3] تو جہاں یہ حکم پایا جائے گا فقہا اسے شہید کہیں گے ورنہ نہیں، مگر شہید فقہی نہ ہونے سے یہ لازم نہیں کہ شہید کا ثواب بھی نہ پائے، صرف اس کا مطلب اتنا ہوگا کہ غسل دیا جائے وبس۔

مسئلہ ۱: نابالغ اور مجنون کو غسل دیا جائے، اگرچہ وہ کسی طرح قتل کیے گئے، جنب اور حیض و نفاس والی عورت خواہ ابھی حیض و نفاس میں ہو یا ختم ہوگیا مگر ابھی غسل نہ کیا تو ان سب کو غسل دیا جائے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: حیض شروع ہوئے ابھی پورے تین دن نہ ہوئے تھے کہ قتل کی گئی تو اسے غسل نہ دیں گے کہ ابھی یہ نہیں کہہ

---

1. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، مطلب في تعداد الشھداء، ج۳، ص۱۹۵ ۔ ۱۹۷.
2. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ج۳، ص۱۸۷ ۔ ۱۸۹.
3. "الدرالمختار"، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ج۳، ص۱۹۱.
4. "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الشھید، ج۳، ص۱۸۷.

سکتے کہ حائض ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳ جنب ہونا یوں معلوم ہوگا کہ قتل سے پہلے اس نے خود بیان کیا ہو یا اس کی عورت نے بتایا۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۴ آلۂ جارحہ وہ جس سے قتل کرنے سے قاتل پر قصاص واجب ہوتا ہے یعنی جو اعضا کو جدا کر دے جیسے تلوار، بندوق کو بھی آلۂ جارحہ کہیں گے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵ جب نفس قتل سے قاتل پر قصاص واجب نہ ہو بلکہ مال واجب ہو تو غسل دیا جائے گا، مثلاً لاٹھی سے مارا یا قتل خطا کہ نشانہ پر مار رہا تھا مگر کسی آدمی کو لگا اور مر گیا یا کوئی شخص ننگی تلوار لیے سو گیا اور سوتے میں کسی آدمی پر وہ تلوار گر پڑی وہ مر گیا یا کسی شہر یا گاؤں میں یا ان کے قریب مقتول پڑا ملا اور اس کا قاتل معلوم نہیں، ان سب صورتوں میں غسل دیں گے اور اگر مقتول شہر وغیرہ میں ملا اور معلوم ہے کہ چوروں نے قتل کیا ہے خواہ اسلحہ سے قتل کیا ہو یا کسی اور چیز سے تو غسل نہ دیا جائے، اگرچہ یہ معلوم نہیں کہ کس چور نے قتل کیا۔ یوہیں اگر جنگل میں ملا اور معلوم نہیں کہ کس نے قتل کیا تو غسل نہ دیں گے۔ یوہیں اگر ڈاکوؤں نے قتل کیا تو غسل نہ دیں گے، ہتھیار سے قتل کیا ہو یا کسی اور چیز سے۔[4] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶ اگر نفس قتل سے مال واجب نہ ہوا بلکہ وجوب مال کسی امر خارج سے ہے، مثلاً قاتل و اولیائے مقتول میں صلح ہوگئی یا باپ نے بیٹے کو مار ڈالا یا کسی ایسے کو مارا کہ اس کا وارث بیٹا ہے، مثلاً اپنی عورت کو مار ڈالا اور عورت کا وارث بیٹا ہے جو اسی شوہر سے ہے تو قصاص کا مالک یہی لڑکا ہوگا مگر چونکہ اس کا باپ قاتل ہے قصاص ساقط ہو گیا تو ان صورتوں میں غسل نہ دیا جائے۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۷ اگر قتل بطور ظلم نہ ہو بلکہ قصاص یا حد یا تعزیر میں قتل کیا گیا یا درندہ نے مار ڈالا تو غسل دیں گے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۸ کوئی شخص گھائل ہوا مگر اُس کے بعد دنیا سے متمتع ہوا، مثلاً کھایا یا پیا یا سویا یا علاج کیا، اگرچہ یہ چیزیں بہت قلیل ہوں یا خیمہ میں ٹھہرا یعنی وہیں جہاں زخمی ہوا یا نماز کا ایک وقت پورا ہوش میں گزرا، بشرطیکہ نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا وہاں

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۸۷.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ص۱٤۳.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۸۹.

4 ...... المرجع السابق، وغيره.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۹۲.

سے اُٹھ کر دوسری جگہ کو چلا یا لوگ اُسے معرکہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ لے گئے خواہ زندہ پہنچا ہو یا راستہ ہی میں انتقال ہوا یا کسی دنیوی بات کی وصیت کی یا بیع کی یا کچھ خریدا یا بہت سی باتیں کیں، تو ان سب صورتوں میں غسل دیں گے، بشرطیکہ یہ امور جہاد ختم ہونے کے بعد واقع ہوئے اور اگر اثنائے جنگ میں ہوں تو یہ چیزیں مانع شہادت نہیں یعنی غسل نہ دیں گے اور وصیت اگر آخرت کے متعلق ہو یا دو ایک بات بولا اگرچہ لڑائی کے بعد تو شہید ہے غسل نہ دیں گے اور اگر لڑائی میں نہیں قتل کیا گیا بلکہ ظلماً تو ان چیزوں میں سے اگر کوئی پائی گئی غسل دیں گے ورنہ نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جس کو حربی یا باغی یا ڈاکو نے کسی آلہ سے قتل کیا ہو یا ان کے جانوروں نے اسے کچل دیا، اگرچہ خود بھی ان کے جانور پر سوار تھا یا کھینچے لیے جاتا تھا یا اس جانور نے اپنے ہاتھ پاؤں اس پر مارے یا دانت سے کاٹا یا اس کی سواری کو ان لوگوں نے بھڑکا دیا اُس سے گر کر مرگیا یا انہوں نے اس پر آگ پھینکی یا اُن کے یہاں سے ہوا آگ اُڑا لائی یا انہوں نے کسی لکڑی میں آگ لگادی جس کا ایک کنارہ اُدھر تھا اور ان صورتوں میں جل کر مرگیا یا معرکہ میں مرا ہوا ملا اور اُس پر زخم کا نشان ہے، مثلاً آنکھ کان سے خون نکلا ہے یا حلق سے صاف خون نکلا یا اُن لوگوں نے شہر پناہ پر سے اُسے پھینک دیا یا اُس کے اوپر دیوار ڈھادی یا پانی میں ڈبو دیا یا پانی بند تھا انہوں نے کھول کر ادھر بہادیا کہ ڈوب گیا یا گلا گھونٹ دیا، غرض وہ لوگ جس طرح بھی مسلمان کو قتل کریں یا قتل کے سبب بنیں وہ شہید ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: معرکہ میں مُردہ ملا اور اُس پر قتل کا کوئی نشان نہیں یا اُس کی ناک یا پاخانہ پیشاب کے مقام سے خون نکلا ہے یا حلق سے بستہ خون نکلا یا دشمن کے خوف سے مرگیا تو غسل دیا جائے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: اپنی جان یا مال یا کسی مسلمان کے بچانے میں لڑا اور مارا گیا وہ شہید ہے، لوہے یا پتھر یا لکڑی کسی چیز سے قتل کیا گیا ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: دو کشتیوں میں مسلمان تھے، دشمن نے ایک کشتی پر آگ پھینکی یہ لوگ جل گئے، وہ آگ بڑھ کر دوسری کشتی میں لگی یہ بھی جلے تو اس دوسری کشتی والے بھی شہید ہیں۔[5] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۹۲-۱۹٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج۱، ص۱٦۷ - ۱٦۸.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۸۹، وغيرهما.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج۳، ص۱۹۰.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج۱، ص۱٦۸.

5 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳ مشرک کا گھوڑا چھوٹ کر بھاگا اور اُس پر کوئی سوار نہیں اس نے کسی مسلمان کو کچل دیا یا مسلمان نے کافر پر تیر چلایا وہ مسلمان کو لگا یا کافر کے گھوڑے سے مسلمان کا گھوڑا بھڑکا اُس نے مسلمان سوار کو گرا دیا یا معاذ اللہ! مسلمانوں نے فرار کی کافروں نے ان کو آگ یا خندق کی طرف مضطر کیا یا مسلمانوں نے اپنے گرد گوکھرو بچھائے تھے پھر اُس پر چلے اور مر گئے ان سب صورتوں میں غسل دیا جائے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ لڑائی میں کسی مسلمان کا گھوڑا بھڑکا یا کافروں کا جھنڈا دیکھ کر بدکا، مگر کافروں نے اسے نہیں بھڑکایا اور اس نے سوار کو گرا دیا وہ مر گیا یا کافر قلعہ بند ہوئے اور مسلمان شہر پناہ پر چڑھے، اُس پر سے پھسل کر کوئی گرا اور مر گیا یا معاذ اللہ! مسلمانوں کو شکست ہوئی اور ایک مسلمان کی سواری نے دوسرے مسلمانوں کو کچل دیا، خواہ وہ مسلمان اس پر سوار ہو یا باگ پکڑ کر لیے جاتا یا پیچھے سے ہانکتا ہو یا دشمن پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گر کر مر گیا، ان سب صورتوں میں غسل دیا جائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ دونوں فریق آمنے سامنے ہوئے، مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور ایک شخص مُردہ ملا تو جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ آلہ جارحہ سے ظلماً قتل کیا گیا غسل دیا جائے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ شہید کے بدن پر جو چیزیں از قسم کفن نہ ہوں اُتار لی جائیں، مثلاً پوستین زرہ ٹوپی، خود ہتھیار، روئی کا کپڑا اور اگر کفن مسنون میں کچھ کمی پڑے تو اضافہ کیا جائے اور پاجامہ نہ اُتارا جائے اور اگر کمی ہے مگر پورا کرنے کو کچھ نہیں تو پوستین اور روئی کا کپڑا نہ اُتاریں، شہید کے سب کپڑے اُتار کر نئے کپڑے دینا مکروہ ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۷ جیسے اور مُردوں کو خوشبو لگاتے ہیں شہید کو بھی لگائیں، شہید کا خون نہ دھویا جائے، خون سمیت دفن کریں اور اگر کپڑے میں نجاست لگی ہو تو دھو ڈالیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ) شہید کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔[6] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۸ دشمن پر وار کیا ضرب اُس پر نہ پڑی، بلکہ خود اس پر پڑی اور مر گیا تو عنداللہ شہید ہے، مگر غسل دیں اور نماز پڑھیں۔[7] (جوہرہ)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج١، ص١٦٨.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق، " و ردالمحتار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج٣، ص١٩١، وغيرهما.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل السابع، ج١، ص١٦٨، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ج٣، ص١٩١.

7 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الشهيد، ص١٤٥.

کعبۂ معظمہ میں نماز پڑھنے کا بیان

حدیث ۱ و ۲: صحیح مسلم و صحیح بخاری میں ہے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور اسامہ بن زید و عثمان بن طلحہ حجبی و بلال بن رباح رضی اللہ تعالٰی عنہم کعبۂ معظمہ میں داخل ہوئے اور دروازہ بند کرلیا گیا کچھ دیر تک وہاں ٹھہرے جب باہر تشریف لائے، میں نے بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ سے پوچھا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے کیا کیا؟ کہا: ایک ستون بائیں طرف کیا اور دو داہنی طرف اور تین پیچھے پھر نماز پڑھی اور اُس زمانہ میں بیت اللہ شریف کے چھ ستون تھے۔[1]

مسئلہ ۱: کعبۂ معظمہ کے اندر ہر نماز جائز ہے، فرض ہو یا نفل تنہا پڑھے یا با جماعت، اگرچہ امام کا رُخ اور طرف ہو اور مقتدی کا اور طرف مگر جب کہ مقتدی کی پشت امام کے سامنے ہو تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی اور اگر مقتدی کا موتھ امام کے موتھ کے سامنے ہو تو ہو جائے گی، مگر کوئی چیز اگر درمیان میں حائل نہ ہو تو مکروہ ہے اور اگر مقتدی کا موتھ امام کی کروٹ کی طرف ہو تو بلا کراہت جائز۔[2] (جوہرہ، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲: کعبۂ معظمہ کی چھت پر نماز پڑھی جب بھی یہی صورتیں ہیں، مگر اُس کی چھت پر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے۔[3] (تنویر الابصار)

مسئلہ ۳: مسجد الحرام شریف میں کعبۂ معظمہ کے گرد جماعت کی اور مقتدی کعبۂ معظمہ کے چاروں طرف ہوں جب بھی جائز ہے اگرچہ مقتدی بہ نسبت امام کے کعبہ سے قریب تر ہو، بشرطیکہ یہ مقتدی جو بہ نسبت امام کے قریب تر ہے ادھر نہ ہو جس طرف امام ہو بلکہ دوسری طرف ہو اور اگر اسی طرف ہے جس طرف امام ہے اور بہ نسبت امام کے قریب تر ہے تو اُس کی نماز نہ ہوئی۔[4] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۴: امام کعبہ کے اندر ہے اور مقتدی باہر تو اقتدا صحیح ہے، خواہ امام تنہا اندر ہو یا اس کے ساتھ بعض مقتدی بھی ہوں، مگر دروازہ کھلا ہونا چاہیے کہ امام کے رکوع و سجود کا حال معلوم ہوتا رہے اور اگر دروازہ بند ہے مگر امام کی آواز آتی ہے جب بھی

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصلاة، باب الصلاة بين السواري في غير جماعة، الحديث: ٥٠٥، ج١، ص١٨٨.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ص١٤٥.
و "الدرالمختار"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج٣، ص١٩٨، وغيرهما.

3 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج٣، ص١٩٨.

4 ...... "تنوير الأبصار" و "ردالمحتار" كتاب الصلاة، باب الصلاة في الكعبة، ج٣، ص١٩٩، وغيرهما.

حرج نہیں مگر جس صورت میں امام تنہا اندر ہو کراہت ہے کہ امام تنہا بلندی پر ہوگا اور یہ مکروہ ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: امام باہر ہو اور مقتدی اندر جب بھی نماز صحیح ہے بشرطیکہ مقتدی کی پشت امام کے مواجہہ میں نہ ہو۔[2] (ردالمحتار)

قد تم ھذا الجزء بحمد اللہ تعالی ولہ الحمد اولا و اخرا و باطنا وظاھرا و الصلوۃ و السلام علی من ارسلہ شاھدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا و الہ و اصحابہ و ابنہ و حزبہ اجمعین الی یوم الدین و الحمد للہ رب العلمین و انا الفقیر الی الغنی ابو العلا امجد علی الاعظمی غفر اللہ ولوالدیہ امین.

تصدیق جلیل و تقریظ بے مثیل

امام اہلسنت، ناصر دین وملت، محی الشریعہ کاسر الفتنہ، قامع البدعہ، مجدد المائۃ الحاضرہ، صاحب الحجۃ القاہرہ،
سیدی وسندی وکنزی وذخری لیومی وغدی اعلیٰ حضرت مولنا مولوی حاجی قاری مفتی **احمد رضا خان** صاحب قادری برکاتی

نفع الاسلام و المسلمین باسرارہ القدسیہ و کمالاتہ المعنویہ و الصوریہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

الحمد للہ وکفی وسلم علی عبادہ الذین اصطفیٰ لا سیما علی الشارع المصطفیٰ ومقتفیہ فی المشارع اولی الصدق و الصفا.

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے یہ مبارک رسالہ بہارِ شریعت حصہ چہارم تصنیف لطیف اخی فی اللہ ذی المجد والجاہ والطبع السلیم والفکر القویم والفضل والعلی مولانا ابو العلی مولوی حکیم امجد علی قادری برکاتی اعظمی بالمذہب والمشرب والسکنی رزقہ اللہ تعالی فی الدارین الحسنی مطالعہ کیا الحمدللہ مسائل صحیحہ رجیحہ محققہ منقحہ پر مشتمل پایا۔ آج کل ایسی کتاب کی ضرورت تھی کہ عوام بھائی سلیس اردو میں صحیح مسئلے پائیں اور گمراہی واغلاط کے مصنوع وملمع زیوروں کی طرف آنکھ نہ اٹھائیں مولی عزوجل مصنف کی عمر وعلم وفیض میں برکت دے اور ہر باب میں اس کتاب کے اور حصص کافی وشافی ووافی وصافی تالیف کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں اہل سنت میں شائع ومعمول اور دنیا وآخرت میں مقبول فرمائے۔ آمین

والحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومولنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ اجمعین امین. ذی الحجۃ الحرام ۱۳۳۷ھ ہجریہ علی صاحبہا والہ الکرام افضل الصلوۃ والتحیۃ امین.

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ في الکعبۃ، ج۲، ص ۲۰۰.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ في الکعبۃ، ج۲، ص ۲۰۰.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ط

زکاۃ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ [1]

اور متقی وہ ہیں کہ ہم نے جو انھیں دیا ہے، اُس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا ﴾ [2]

ان کے مالوں میں سے صدقہ لو، اس کی وجہ سے انھیں پاک اور ستھرا بنادو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ﴾ [3]

اور فلاح پاتے وہ ہیں جو زکاۃ ادا کرتے ہیں۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَمَاۤ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴾ [4]

اور جو کچھ تم خرچ کروگے، اللہ تعالیٰ اُس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ

---

1 ...... پ ۱، البقرۃ: ۳.

2 ...... پ ۱۱، التوبۃ: ۱۰۳.

3 ...... پ ۱۸، المؤمنون: ٤.

4 ...... پ ۲۲، سبا: ۳۹.

مَا اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًىۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۝ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّ مَغْفِرَةٌ خَیْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ یَّتْبَعُهَاۤ اَذًىؕ وَاللّٰهُ غَنِیٌّ حَلِیْمٌ۝﴾ [1]

جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں۔ ہر بال میں سو دانے اور اللہ (عزوجل) جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ (عزوجل) وسعت والا، بڑا علم والا ہے۔ جو لوگ اللہ (عزوجل) کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان جتاتے، نہ اذیت دیتے ہیں، اُن کے لیے اُن کا ثواب اُن کے رب کے حضور ہے اور نہ اُن پر کچھ خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اچھی بات اور مغفرت اس صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد اذیت دینا ہو اور اللہ (عزوجل) بے پرواہ حلم والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِیْمٌ۝﴾ [2]

ہرگز نیکی حاصل نہ کرو گے جب تک اس میں سے نہ خرچ کرو جسے محبوب رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرو گے اللہ (عزوجل) اُسے جانتا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓىٕكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِۙ وَالسَّآىٕلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِۚ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَۚ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْاۚ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِؕ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْاؕ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۝﴾ [3]

نیکی اس کا نام نہیں کہ مشرق و مغرب کی طرف مونھ کر دو، نیکی تو اُس کی ہے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن اور ملائکہ و کتاب و انبیا پر ایمان لایا اور مال کو اُس کی محبت پر رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافر اور سائلین کو اور گردن چھڑانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکاۃ دی اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب کوئی معاہدہ کریں تو اپنے عہد کو پورا کریں اور تکلیف و مصیبت اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے وہ لوگ سچے ہیں اور وہی لوگ متقی ہیں۔

---

1 ...... پ۳، البقرة: ۲۶۱ ـ ۲۶۳.

2 ...... پ٤، اٰل عمران: ۹۲.

3 ...... پ۲، البقرة: ۱۷۷.

اور فرماتا ہے:

﴿ وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ ﴾ [1]

جو لوگ بخل کرتے ہیں اُس کے ساتھ جو اللہ (عزوجل) نے اپنے فضل سے اُنھیں دیا۔ وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ اُن کے لیے بہتر ہے بلکہ یہ اُن کے لیے بُرا ہے۔ اس چیز کا قیامت کے دن اُن کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جس کے ساتھ بخل کیا۔

اور فرماتا ہے۔

﴿ وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۙ یَّوْمَ یُحْمٰى عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۝ ﴾ [2]

جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے اور اُسے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ہیں، اُنھیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو، جس دن آتشِ جہنم میں وہ تپائے جائیں گے اور اُن سے اُن کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی [3] (اور اُن سے کہا جائے گا) یہ وہ ہے جو تم نے اپنے نفس کے لیے جمع کیا تھا تو اب چکھو جو جمع کرتے تھے۔

نیز زکاۃ کے بیان میں بکثرت آیات وارد ہوئیں جن سے اُس کا مہتم بالشان ہونا ظاہر۔

احادیث اس کے بیان میں بہت ہیں بعض ان میں سے یہ ہیں:

حدیث ۱ و ۲: صحیح بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اُس کی زکاۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا، جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔'' اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس آیت کی تلاوت کی ﴿ وَلَا یَحْسَبَنَّ

---

1 ..... پ ٤، اٰل عمران: ١٨٠.

2 ..... پ ١٠، التوبة: ٣٤ ۔ ٣٥.

3 ..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کوئی روپیہ دوسرے روپیہ پر نہ رکھا جائے گا۔ نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی پر بلکہ زکاۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جمع کیے ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر ١٢ منہ
"الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة، الحديث: ٢٢، ج ١، ص ٣١٠.

﴿الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ﴾[1] الآیہ. اسی کے مثل ترمذی و نسائی و ابن ماجہ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳: احمد کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یوں ہے، ''جس مال کی زکاۃ نہیں دی گئی، قیامت کے دن وہ گنجا سانپ[2] ہوگا، مالک کو دوڑائے گا، وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اُس کے مونھ میں ڈال دے گا۔''[3]

حدیث ۴ و ۵: صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا اس کے لیے آگ کے پتر بنائے جائیں گے اون پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور اُن سے اُس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائے گی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیے جائیں گے۔ یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف اور اونٹ کے بارے میں فرمایا: جو اس کا حق نہیں ادا کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹا دیا جائے گا اور وہ اونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہو کر آئیں گے، پاؤں سے اُسے روندیں گے اور مونھ سے کاٹیں گے، جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائے گی، پہلی لوٹے گی اور گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا: کہ اس شخص کو ہموار میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب کی سب آئیں گی، نہ ان میں مُڑے ہوئے سینگ کی کوئی ہوگی، نہ بے سینگ کی، نہ ٹوٹے سینگ کی اور سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی[4] اور اسی کے مثل صحیحین میں اونٹ اور گائے اور بکریوں کی زکاۃ نہ دینے میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی۔[5]

حدیث ۶: صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ خلیفہ ہوئے، اس وقت اعراب میں کچھ لوگ کافر ہو گئے (کہ زکاۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے)، صدیق اکبر نے اُن پر جہاد کا حکم دیا، امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا اُن سے آپ کیونکر قتال کرتے ہیں کہ

---

1 ..... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، الحديث: ١٤٠٣، ج١، ص٤٧٤.
پ٤، اٰل عمران: ١٨٠.

2 ..... سانپ جب ہزار برس کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار برس کا ہوتا ہے، وہ بال گر جاتے ہیں۔ یہ معنی ہیں گنجے سانپ کے کہ اتنا پرانا ہوگا۔ ۱۲ منہ

3 ..... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ١٠٨٥٧، ج٣، ص٦٢٦.
یہ حدیث طویل ہے مختصراً ذکر کی گئی۔ ۱۲ منہ

4 ..... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب إثم مانع الزكاة، الحديث: ٩٨٧، ص٤٩١.

5 ..... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب زكاة البقر، الحديث: ١٤٦٠، ج١، ص٤٩٢.

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ فرمایا ہے، مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے لڑوں یہاں تک کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہیں اور جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا، اُس نے اپنی جان اور مال بچالیا، مگر حق اسلام میں اور اس کا حساب اللہ (عزوجل) کے ذمہ ہے (یعنی یہ لوگ تو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے ہیں، ان پر کیسے جہاد کیا جائے گا) صدیق اکبر نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس سے جہاد کروں گا، جو نماز و زکاۃ میں تفریق کرے[1] (کہ نماز کو فرض مانے اور زکاۃ کی فرضیت سے انکار کرے)، زکاۃ حق المال ہے، خدا کی قسم! بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھے، اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر اُن سے جہاد کروں گا، فاروقِ اعظم فرماتے ہیں: واللہ میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق کا سینہ کھول دیا ہے۔ اُس وقت میں نے بھی پہچان لیا کہ وہی حق ہے۔[2]

حدیث ۷: ابوداود نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ جب یہ آیۂ کریمہ ﴿ وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ﴾[3] نازل ہوئی، مسلمانوں پر شاق ہوئی (سمجھے کہ چاندی سونا جمع کرنا حرام ہے تو بہت دقت کا سامنا ہوگا)، فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: میں تم سے مصیبت دُور کر دوں گا۔ حاضر خدمتِ اقدس ہوئے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ آیت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے اصحاب پر گراں معلوم ہوئی فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے زکاۃ تو اس لیے فرض کی کہ تمھارے باقی مال کو پاک کر دے اور مواریث اس لیے فرض کیے کہ تمھارے بعد والوں کے لیے ہو (یعنی مطلقاً مال جمع کرنا حرام ہوتا تو زکاۃ سے مال کی طہارت نہ ہوتی، بلکہ زکاۃ کس چیز پر واجب ہوتی اور میراث کاہے میں جاری ہوتی، بلکہ جمع کرنا حرام وہ ہے کہ زکاۃ نہ دے) اس پر فاروقِ اعظم نے تکبیر کہی۔[4]

حدیث ۸: بخاری اپنی تاریخ میں اور امام شافعی و بزار و بیہقی اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''زکاۃ کسی مال میں نہ ملے گی مگر اُسے ہلاک کر دے گی۔''[5] بعض ائمہ نے اس حدیث کے

---

1 ...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نری کلمہ گوئی اسلام کیلئے کافی نہیں، جب تک تمام ضروریاتِ دین کا اقرار نہ کرے اور امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بحث کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان کے علم میں پہلے یہ بات نہ تھی، کہ وہ فرضیت کے منکر ہیں یہ خیال تھا کہ زکاۃ دیتے نہیں اس کی وجہ سے گنہگار ہوئے، کافر تو نہ ہوئے کہ ان پر جہاد قائم کیا جائے، مگر جب معلوم ہو گیا تو فرماتے ہیں میں نے پہچان لیا کہ وہی حق ہے، جو صدیق نے سمجھا اور کیا۔ ۱۲ منہ

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الاعتصام، باب الإقتداء بسنن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ٧٢٨٤، ج٤ ص٥٠٠.

3 ...... پ١٠، التوبة: ٣٤.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في حقوق المال، الحديث: ١٦٦٤، ج٢، ص١٧٦.

5 ...... "شعب الإيمان"، باب في الزكاة، فصل في الاستعفاف عن المسألة، الحديث: ٣٥٢٢، ج٣، ص٢٧٣.

یہ معنی بیان کیے کہ زکاۃ واجب ہوئی اور ادا نہ کی اور اپنے مال میں ملائے رہا تو یہ حرام اُس حلال کو ہلاک کر دے گا اور امام احمد نے فرمایا کہ معنے یہ ہیں کہ مالدار شخص مالِ زکاۃ لے تو یہ مالِ زکاۃ اس کے مال کو ہلاک کر دے گا کہ زکاۃ تو فقیروں کے لیے ہے اور دونوں معنے صحیح ہیں۔ (1)

حدیث ۹ طبرانی نے اوسط میں بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''جو قوم زکاۃ نہ دے گی، اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔'' (2)

حدیث ۱۰ طبرانی نے اوسط میں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''خشکی و تری میں جو مال تلف ہوتا ہے، وہ زکاۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔'' (3)

حدیث ۱۱ صحیحین میں احنف بن قیس سے مروی، سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ''اُن کے سر پستان پر جہنم کا گرم پتھر رکھیں گے کہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے کہ ہڈیاں توڑتا سینہ سے نکلے گا۔'' (4) اور صحیح مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ ''پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گدی توڑ کر پیشانی سے۔'' (5)

حدیث ۱۲ طبرانی امیر المومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''فقیر ہرگز ننگے بھوکے ہونے کی تکلیف نہ اٹھائیں گے مگر مالداروں کے ہاتھوں، سُن لو! ایسے تونگروں سے اللہ تعالیٰ سخت حساب لے گا اور انھیں دردناک عذاب دے گا۔'' (6)

حدیث ۱۳ نیز طبرانی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ''قیامت کے دن تونگروں کے لیے محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے۔'' محتاج عرض کریں گے، ہمارے حقوق جو تُو نے اُن پر فرض کیے تھے، انہوں نے ظلماً نہ دیے، اللہ عزوجل فرمائے گا: ''مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال کی کہ تمہیں اپنا قُرب عطا کروں گا اور انھیں دُور رکھوں گا۔'' (7)

---

(1) ..... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة،الحديث: ١٨، ج ١، ص ٣٠٩.

(2) ..... "المعجم الأوسط"، الحديث: ٤٥٧٧، ج ٣، ص ٢٧٥ ـ ٢٧٦.

(3) ..... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة،الحديث: ١٦، ج ١، ص ٣٠٨.

(4) ..... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب في الكتازين للأموال والتغليظ عليهم، الحديث: (٩٩٢)، ص ٤٩٧.

(5) ..... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب في الكتازين للأموال والتغليظ عليهم، الحديث: ٣٥ ـ (٩٩٢)، ص ٤٩٨.

(6) ..... "الترغيب والترهيب"، كتاب الصدقات، الحديث: ٥، ج ١، ص ٣٠٦.
و "المعجم الأوسط"، الحديث: ٣٥٧٩، ج ٢، ص ٣٧٤ ـ ٣٧٥.

(7) ..... "المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤٨١٣، ج ٣، ص ٣٤٩.

حدیث ۱۴: ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ تونگر ہے کہ اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔'' [1]

حدیث ۱۵: امام احمد مسند میں عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''اللہ عزوجل نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو ان میں سے تین ادا کرے، وہ اُسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک پوری چاروں نہ بجالائے۔ نماز، زکاۃ، روزۂ رمضان، حج بیت اللہ۔'' [2]

حدیث ۱۶: طبرانی کبیر میں بسند صحیح راوی، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں: ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکاۃ دیں اور جو زکاۃ نہ دے، اس کی نماز قبول نہیں۔ [3]

حدیث ۱۷: صحیحین و مسند احمد و سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور بندہ کسی کا قصور معاف کرے تو اللہ تعالٰی اس کی عزت ہی بڑھائے گا اور جو اللہ (عزوجل) کے لیے تواضع کرے، اللہ (عزوجل) اسے بلند فرمائے گا۔'' [4]

حدیث ۱۸: بخاری و مسلم انھیں سے راوی فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم: ''جو شخص اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے کئی دروازے ہیں، جو نمازی ہے دروازۂ نماز سے بلایا جائے گا، جو اہلِ جہاد سے ہے دروازۂ جہاد سے بلایا جائے گا اور جو اہلِ صدقہ سے ہے دروازۂ صدقہ سے بلایا جائے گا، جو روزہ دار ہے باب الریان سے بلایا جائے گا۔'' صدیق اکبر نے عرض کی، اس کی تو کچھ ضرورت نہیں کہ ہر دروازے سے بلایا جائے (یعنی مقصود دخول جنت ہے، وہ ایک دروازہ سے حاصل ہے) مگر کوئی ہے ایسا جو سب دروازوں سے بلایا جائے؟ فرمایا: ''ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اُن میں سے ہو۔'' [5]

حدیث ۱۹: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص کھجور برابر حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ (عزوجل) نہیں قبول فرماتا مگر حلال کو، تو اسے

---

1 ... "صحیح ابن خزیمة"، کتاب الزکاة، باب ذکر إدخال مانع الزکاة النار... إلخ، الحدیث: ۲۲۴۹، ج۴، ص۸.

2 ... "المسند" حدیث زیاد بن نعیم، الحدیث: ۱۷۸۰۴، ج۶، ص۲۳۶، "الترغیب و الترھیب" الحدیث: ۱۴، ج۱، ص۳۰۸.

3 ... "المعجم الکبیر"، الحدیث: ۱۰۰۹۵، ج۱۰، ص۱۰۳.

4 ... "صحیح مسلم"، کتاب البر و الصلة و الأدب، باب استحباب العفو و التواضع، الحدیث: ۲۵۸۸، ص۱۳۹۷.

5 ... "صحیح البخاري"، کتاب فضائل أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم، الحدیث: ۳۶۶۶، ج۲، ص۵۲۰.
و "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحدیث: ۷۶۳۷، ج۳، ص۹۳.

اللہ تعالیٰ دستِ راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اُس کے مالک کے لیے پرورش کرتا ہے، جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کی تربیت کرتا ہے، یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہو جاتا ہے۔" (1)

حدیث ۲۰ و ۲۱: نسائی و ابن ماجہ اپنی سنن میں و ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں اور حاکم نے بافادۂ تصحیح ابوہریرہ و ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور یہ فرمایا: کہ "قسم ہے! اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔" اُس کو تین بار فرمایا پھر سر جھکا لیا تو ہم سب نے سر جھکا لیے اور رونے لگے، یہ نہیں معلوم کہ کس چیز پر قسم کھائی۔ پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سر مبارک اُٹھا لیا اور چہرۂ اقدس میں خوشی نمایاں تھی تو ہمیں یہ بات سُرخ اونٹوں سے زیادہ پیاری تھی اور فرمایا: "جو بندہ پانچوں نمازیں پڑھتا ہے اور رمضان کا روزہ رکھتا ہے اور زکاۃ دیتا ہے اور ساتوں کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے اُس کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو۔" (2)

حدیث ۲۲: امام احمد نے بروایت ثقات انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اپنے مال کی زکاۃ نکال، کہ وہ پاک کرنے والی ہے تجھے پاک کر دے گی اور رشتہ داروں سے سلوک کر اور مسکین اور پڑوسی اور سائل کا حق پہچان۔" (3)

حدیث ۲۳: طبرانی نے اوسط و کبیر میں ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "زکاۃ اسلام کا پُل ہے۔" (4)

حدیث ۲۴: طبرانی نے اوسط میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "جو میرے لیے چھ چیزوں کی کفالت کرے، میں اُس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔" میں نے عرض کی، وہ کیا ہیں یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا: "نماز و زکاۃ و امانت و شرمگاہ و شکم و زبان۔" (5)

حدیث ۲۵: بزار نے علقمہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "تمھارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو۔" (6)

---

1. ...... "صحیح البخاري"، کتاب الزکاۃ، باب لاتقبل صدقۃ من غلول، الحدیث: ۱٤۱۰، ج۱، ص٤۷٦.
2. ...... "سنن النسائي"، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، الحدیث: ۲٤۳٥، ص۳۹۹.
3. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند انس بن مالك، الحدیث: ۱۲۳۹۷، ج٤، ص۲۷۳.
4. ...... "المعجم الأوسط"، باب المیم، الحدیث: ۸۹۳۷، ج٦، ص۳۲۸.
5. ...... "المعجم الأوسط"، باب الفاء، الحدیث: ٤۹۲٥، ج۳، ص۳۹٦.
6. ...... "مجمع الزوائد"، کتاب الزکاۃ، باب فرض الزکاۃ، الحدیث: ٤۳۲٦، ج۳، ص۱۹۸.

حدیث ۲۶: طبرانی نے کبیر میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مال کی زکاۃ ادا کرے اور جو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ حق بولے یا سکوت کرے یعنی بُری بات زبان سے نہ نکالے اور جو اللہ و رسول (عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔'' [1]

حدیث ۲۷: ابوداود نے حسن بصری سے مرسلاً اور طبرانی و بیہقی نے ایک جماعت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''زکاۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو اور اپنے بیماروں کا علاج صدقہ سے کرو اور بلا نازل ہونے پر دُعا وتضرع سے استعانت کرو۔'' [2]

حدیث ۲۸: ابن خزیمہ اپنی صحیح اور طبرانی اوسط اور حاکم مستدرک میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے اپنے مال کی زکاۃ ادا کردی، بیشک اللہ تعالیٰ نے اُس سے شر دُور فرمادیا۔'' [3]

مسائل فقهیه

زکاۃ شریعت میں اللہ (عزوجل) کے لیے مال کے ایک حصہ کا جو شرع نے مقرر کیا ہے، مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو، نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اُس سے بالکل جدا کرلے۔ [4] (درمختار)

مسئلہ ۱: زکاۃ فرض ہے، اُس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار ومردود الشہادۃ ہے۔ [5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: مباح کر دینے سے زکاۃ ادا نہ ہوگی، مثلاً فقیر کو بہ نیت زکاۃ کھانا کھلا دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مالک کر دینا نہیں پایا گیا، ہاں اگر کھانا دے دیا کہ چاہے کھائے یا لے جائے تو ادا ہوگئی۔ یوہیں بہ نیت زکاۃ فقیر کو کپڑا دے دیا یا پہنا دیا ادا ہوگئی۔ [6] (درمختار)

---

1 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١٣٥٦١، ج١٢، ص٣٢٤.

2 ...... "مراسيل أبي داود" مع "سنن أبي داود"، باب في الصائم يصيب أهله، ص٨.

3 ...... "المعجم الأوسط"، باب الألف، الحديث: ١٥٧٩، ج١، ص٤٣١.

4 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٠٣ ـ ٢٠٦.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٠.

6 ...... "الدرالمختار"معه"ردالمحتار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٠٤.

مسئلہ ۳: فقیر کو بہ نیت زکاۃ مکان رہنے کو دیا زکاۃ ادا نہ ہوئی کہ مال کا کوئی حصہ اسے نہ دیا بلکہ منفعت کا مالک کیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو قبضہ کرنا جانتا ہو، یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے ورنہ ادا نہ ہوگی، مثلاً نہایت چھوٹے بچہ یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ کو اتنی عقل نہ ہو تو اُس کی طرف سے اس کا باپ جو فقیر ہو یا وصی یا جس کی نگرانی میں ہے قبضہ کریں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: زکاۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) مسلمان ہونا۔

کافر پر زکاۃ واجب نہیں یعنی اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ زمانہ کفر کی زکاۃ ادا کرے۔[3] (عامۂ کتب) معاذ اللہ کوئی مرتد ہو گیا تو زمانہ اسلام میں جو زکاۃ نہیں دی تھی ساقط ہوگئی۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: کافر دارالحرب میں مسلمان ہوا اور وہیں چند برس تک اقامت کی پھر دارالاسلام میں آیا، اگر اس کو معلوم تھا کہ مالدار مسلمان پر زکاۃ واجب ہے، تو اُس زمانہ کی زکاۃ واجب ہے ورنہ نہیں اور اگر دارالاسلام میں مسلمان ہوا اور چند سال کی زکاۃ نہیں دی تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ کہتا ہو کہ مجھے فرضیتِ زکاۃ کا علم نہیں کہ دارالاسلام میں جہل عذر نہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

(۲) بلوغ۔

(۳) عقل، نابالغ پر زکاۃ واجب نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل آخر میں افاقہ ہوتا ہے، اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گذرتا ہے تو واجب ہے، اور جنون اگر اصلی ہو یعنی جنون ہی کی حالت میں بلوغ ہوا تو اس کا سال ہوش آنے سے شروع ہوگا۔ یوہیں اگر عارضی ہے مگر پورے سال کو گھیر لیا تو جب افاقہ ہوگا اس وقت سے سال کی ابتدا ہوگی۔[6] (جوہرہ، عالمگیری، ردالمحتار)

1- "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۰۵.

2- "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۰٤.

3- "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في احکام المعتوہ، ج۳، ص۲۰۷.

4- "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱.

5- "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱، وغیرہ.

6- "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲.
و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في احکام المعتوہ، ج۳، ص۲۰۷.

مسئلہ ۷: بوہرے پر زکاۃ واجب نہیں، جب کہ اسی حالت میں پورا سال گزرے اور اگر کبھی کبھی اُسے افاقہ بھی ہوتا ہے تو واجب ہے۔ جس پر غشی طاری ہوئی اس پر زکاۃ واجب ہے، اگرچہ غشی کامل سال بھر تک ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

(۴) آزاد ہونا۔

غلام پر زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ ماذون ہو (یعنی اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو) یا مکاتب[2] یا ام ولد[3] یا مُستسعیٰ (یعنی غلام مشترک جس کو ایک شریک نے آزاد کر دیا اور چونکہ وہ مالدار نہیں ہے، اس وجہ سے باقی شریکوں کے حصے کما کر پورے کرنے کا اُسے حکم دیا گیا)۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: ماذون غلام نے جو کچھ کمایا ہے اس کی زکاۃ نہ اُس پر ہے نہ اُس کے مالک پر، ہاں جب مالک کو دے دیا تو اب ان برسوں کی بھی زکاۃ مالک ادا کرے، جب کہ غلام ماذون دَین میں مستغرق نہ ہو، ورنہ اس کی کمائی پر مطلقاً زکاۃ واجب نہیں، نہ مالک کے قبضہ کرنے کے پہلے نہ بعد۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مکاتب نے جو کچھ کمایا اس کی زکاۃ واجب نہیں نہ اس پر نہ اس کے مالک پر، جب مالک کو دے دے اور سال گذر جائے، اب بشرائط زکاۃ مالک پر واجب ہوگی اور گذشتہ برسوں کی واجب نہیں۔[6] (ردالمحتار)

(۵) مال بقدرِ نصاب اُس کی مِلک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکاۃ واجب نہ ہوئی۔[7] (تنویر، عالمگیری)

(۶) پورے طور پر اُس کا مالک ہو یعنی اس پر قابض بھی ہو۔[8]

مسئلہ ۱۰: جو مال گم گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا تھا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی تھی اور یہ یاد نہ رہا کہ وہ کون ہے یا مدیُون نے دَین

---

1 ..... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في احکام المعتوه، ج۳، ص۲۰۷.
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲.

2 ..... یعنی وہ غلام جس کا آقا مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کر دے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کر لے۔

3 ..... یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔
تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصہ ۹ میں مدبر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

4 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱، وغیرہ.

5 ..... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱٤.

6 ..... المرجع السابق.

7 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲.

8 ..... المرجع السابق.

سے انکار کر دیا اور اُس کے پاس گواہ نہیں پھر یہ اموال مل گئے، تو جب تک نہ ملے تھے، اُس زمانہ کی زکاۃ واجب نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگر دَین ایسے پر ہے جو اس کا اقرار کرتا ہے مگر ادا میں دیر کرتا ہے یا نادار ہے یا قاضی کے یہاں اس کے مفلس ہونے کا حکم ہو چکا یا وہ منکر ہے، مگر اُس کے پاس گواہ موجود ہیں تو جب مال ملے گا، سالہائے گزشتہ کی بھی زکاۃ واجب ہے۔[2] (تنویر)

مسئلہ ۱۲: چَرائی کا جانور اگر کسی نے غصب کیا، اگرچہ وہ اقرار کرتا ہو تو ملنے کے بعد بھی اس زمانہ کی زکاۃ واجب نہیں۔[3] (خانیہ)

مسئلہ ۱۳: غصب کیے ہوئے کی زکاۃ غاصب پر واجب نہیں کہ یہ اس کا مال ہی نہیں، بلکہ غاصب پر یہ واجب ہے کہ جس کا مال ہے اُسے واپس دے اور اگر غاصب نے اُس مال کو اپنے مال میں خلط کر دیا کہ تمیز ناممکن ہو اور اس کا اپنا مال بقدر نصاب ہے تو مجموع پر زکاۃ واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: ایک نے دوسرے کے مثلاً ہزار روپے غصب کر لیے پھر وہی روپے اُس سے کسی اور نے غصب کر کے خرچ کر ڈالے اور ان دونوں غاصبوں کے پاس ہزار ہزار روپے اپنی ملک کے ہیں تو غاصب اوّل پر زکاۃ واجب ہے دوسرے پر نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: شے مرہُون[6] کی زکاۃ نہ مرتہن[7] پر ہے، نہ راہن[8] پر، مرتہن تو مالک ہی نہیں اور راہن کی ملک تام نہیں کہ اس کے قبضہ میں نہیں اور بعد رہن چھڑانے کے بھی ان برسوں کی زکاۃ واجب نہیں۔[9] (درمختار وغیرہ)

---

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج۳، ص۲۱۸.

2 ..... "تنوير الأبصار"، كتاب الزكاة، ج۳، ص۲۱۹.

3 ..... "الفتاوى الخانية"، كتاب الزكاة، ج۱، ص۱۲٤.

4 ..... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب فيما لو صادر السلطان رجلا... إلخ، ج۳، ص۲۵۹.

5 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۳.

6 ..... یعنی جو چیز گروی رکھی گئی ہے۔

7 ..... یعنی جس کے پاس چیز گروی رکھی گئی ہو۔

8 ..... یعنی گروی رکھنے والا۔
تفصیلی معلومات کے لئے دیکھئے: بہار شریعت حصہ ۱۷ میں رہن کا بیان۔

9 ..... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج۳، ص۲۱٤، وغيره.

مسئلہ ۱۶ جو مال تجارت کے لیے خریدا اور سال بھر تک اس پر قبضہ نہ کیا تو قبضہ کے قبل مشتری پر زکاۃ واجب نہیں اور قبضہ کے بعد اس سال کی بھی زکاۃ واجب ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

(۷) نصاب کا دَین سے فارغ ہونا۔

مسئلہ ۱۷ نصاب کا مالک ہے مگر اس پر دَین ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکاۃ واجب نہیں، خواہ وہ دَین بندہ کا ہو، جیسے قرض، زرِ ثمن[2] کسی چیز کا تاوان یا اللہ عزوجل کا دَین ہو، جیسے زکاۃ، خراج مثلاً کوئی شخص صرف ایک نصاب کا مالک ہے اور دو سال گذر گئے کہ زکاۃ نہیں دی تو صرف پہلے سال کی زکاۃ واجب ہے دوسرے سال کی نہیں کہ پہلے سال کی زکاۃ اس پر دَین ہے اس کے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، لہٰذا دوسرے سال کی زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر تین سال گذر گئے، مگر تیسرے میں ایک دن باقی تھا کہ پانچ درم اور حاصل ہوئے جب بھی پہلے ہی سال کی زکاۃ واجب ہے کہ دوسرے اور تیسرے سال میں زکاۃ نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں، ہاں جس دن کہ وہ پانچ درم حاصل ہوئے اس دن سے ایک سال تک اگر نصاب باقی رہ جائے تو اب اس سال کے پورے ہونے پر زکاۃ واجب ہوگی۔ یوہیں اگر نصاب کا مالک تھا اور سال تمام پر زکاۃ نہ دی پھر سارے مال کو ہلاک کر دیا پھر اور مال حاصل کیا کہ یہ بقدرِ نصاب ہے، مگر سال اوّل کی زکاۃ جو اس کے ذمہ دَین ہے اس میں سے نکالیں تو نصاب باقی نہیں رہتی تو اس نئے سال کی زکاۃ واجب نہیں اور اگر اُس پہلے مال کو اُس نے قصداً ہلاک نہ کیا، بلکہ بلا قصد ہلاک ہوگیا تو اُس کی زکاۃ جاتی رہی، لہٰذا اس کی زکاۃ دَین نہیں تو اس صورت میں اس نئے سال کی زکاۃ واجب ہے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸ اگر خود مدیُون[4] نہیں مگر مدیُون کا کفیل[5] ہے اور کفالت کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی، زکاۃ واجب نہیں، مثلاً زید کے پاس ہزار روپے ہیں اور عمرو نے کسی سے ہزار قرض لیے اور زید نے اس کی کفالت کی تو زید پر اس صورت میں زکاۃ واجب نہیں کہ زید کے پاس اگرچہ روپے ہیں مگر عمرو کے قرض میں مستغرق ہیں کہ قرض خواہ کو اختیار ہے زید سے مطالبہ کرے اور روپے نہ ملنے پر یہ اختیار ہے کہ زید کو قید کرادے تو یہ روپے دَین میں مستغرق ہیں، لہٰذا زکاۃ واجب نہیں

---

1 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۵.

2 ..... یعنی کسی خریدی گئی چیز کے دام۔

3 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲-۱۷۴.
و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب: الفرق بین السبب والشرط والعلة، ج۳، ص۲۱۰.

4 ..... یعنی مقروض۔

5 ..... یعنی مقروض کا ضامن۔

اور اگر عمرو کی دس شخصوں نے کفالت کی اور سب کے پاس ہزار ہزار روپے ہیں جب بھی ان میں کسی پر زکاۃ واجب نہیں کہ قرض خواہ ہر ایک سے مطالبہ کرسکتا ہے اور بصورت نہ ملنے کے جس کو چاہے قید کرادے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹ جو دَین میعادی ہو وہ مذہب صحیح میں وجوب زکاۃ کا مانع نہیں۔[2] (ردالمحتار)

چونکہ عادۃً دَینِ مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہٰذا اگرچہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دَینِ مہر ہو جب وہ مالکِ نصاب ہے، زکاۃ واجب ہے۔[3] (عالمگیری) خصوصاً مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد معیّن نہیں ہوتی، اس کے مطالبہ کا تو عورت کو اختیار ہی نہیں، جب تک موت یا طلاق واقع نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰ عورت کا نفقہ شوہر پر دَین نہیں قرار دیا جائے گا جب تک قاضی نے حکم نہ دیا ہو یا دونوں نے باہم کسی مقدار پر تصفیہ نہ کرلیا ہو اور اگر یہ دونوں نہ ہوں تو ساقط ہوجائے گا شوہر پر اس کا دینا واجب نہ ہوگا، لہٰذا مانع زکاۃ نہیں۔ عورت کے علاوہ کسی رشتہ دار کا نفقہ اس وقت دَین ہے جب ایک مہینہ سے کم زمانہ گزرا ہو یا اُس رشتہ دار نے قاضی کے حکم سے قرض لیا اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو ساقط ہے اور مانع زکاۃ نہیں۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ دَین اس وقت مانع زکاۃ ہے جب زکاۃ واجب ہونے سے پہلے کا ہو اور اگر نصاب پر سال گزرنے کے بعد ہوا تو زکاۃ پر اس دَین کا کچھ اثر نہیں۔[5] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲ جس دَین کا مطالبہ بندوں کی طرف سے نہ ہو اس کا اس جگہ اعتبار نہیں یعنی وہ مانع زکاۃ نہیں مثلاً نذر و کفارہ و صدقۂ فطر و حج و قربانی کہ اگر ان کے مصارف نصاب سے نکالیں تو اگرچہ نصاب باقی نہ رہے زکاۃ واجب ہے، عشر و خراج واجب ہونے کے لیے دین مانع نہیں یعنی اگرچہ مدیُون ہو، یہ چیزیں اس پر واجب ہو جائیں گی۔[6] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۳ جو دَین اثنائے سال میں عارض ہوا یعنی شروع سال میں مدیُون نہ تھا پھر مدیُون ہوگیا پھر سال تمام پر

---

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج٣، ص ٢١٠.

2 ..... المرجع السابق، ص ٢١١.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٣.

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٣.
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج٣، ص ٢١١.

5 ..... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج٣، ص ٢١٠.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٣.

6 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب: الفرق بين السبب والشرط والعلة، ج٣، ص ٢١١، وغيرهما.

علاوہ دَین کے نصاب کا مالک ہو گیا تو زکاۃ واجب ہوگئی، اس کی صورت یہ ہے کہ قرض کر دقرض خواہ نے قرض معاف کر دیا تو اب چونکہ اس کے ذمہ دَین نہ رہا اور سال بھی پورا ہو چکا ہے، لہٰذا واجب ہے کہ ابھی زکاۃ دے، یہ نہیں کہ اب سے ایک سال گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی اور اگر شروع سال سے مدیُون تھا اور سال تمام پر معاف کیا تو ابھی زکاۃ واجب نہ ہوگی بلکہ اب سے سال گزرنے پر۔[1] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۲۴ ایک شخص مدیُون ہے اور چند نصاب کا مالک کہ ہر ایک سے دَین ادا ہو جاتا ہے، مثلاً اس کے پاس روپے اشرفیاں بھی ہیں، تجارت کے اسباب بھی، چرائی کے جانور بھی تو روپے اشرفیاں دَین کے مقابل سمجھے اور اور چیزوں کی زکاۃ دے اور اگر روپے اشرفیاں نہ ہوں اور چرائی کے جانوروں کی چند نصابیں ہوں، مثلاً چالیس بکریاں ہیں اور تیس گائیں اور پانچ اونٹ تو جس کی زکاۃ میں اسے آسانی ہو، اُس کی زکاۃ دے اور دوسرے کو دَین میں سمجھے تو اُس صورتِ مذکورہ میں اگر بکریوں یا اونٹوں کی زکاۃ دے گا تو ایک بکری دینی ہوگی اور گائے کی زکاۃ میں سال بھر کا بچھڑا اور ظاہر ہے کہ ایک بکری دینا بچھڑا دینے سے آسان ہے، لہٰذا بکری دے سکتا ہے اور اگر برابر ہوں تو اسے اختیار ہے۔ مثلاً پانچ اونٹ ہیں اور چالیس بکریاں دونوں کی زکاۃ ایک بکری ہے، اُسے اختیار ہے جسے چاہے دَین کے لیے سمجھے اور جس کی چاہے زکاۃ دے اور یہ سب تفصیل اُس وقت ہے کہ بادشاہ کی طرف سے کوئی زکاۃ وصول کرنے والا آئے، ورنہ اگر بطور خود دینا چاہتا ہے تو ہر صورت میں اختیار ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵ اس پر ہزار روپے قرض ہیں اور اس کے پاس ہزار روپے ہیں اور ایک مکان اور خدمت کے لیے ایک غلام تو زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ مکان و غلام دس ہزار روپے کی قیمت کے ہوں کہ یہ چیزیں حاجت اصلیہ سے ہیں اور جب روپے موجود ہیں تو قرض کے لیے روپے قرار دیے جائیں گے نہ کہ مکان و غلام۔[3] (عالمگیری)

(۸) نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو۔[4]

مسئلہ ۲۶ حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکاۃ واجب نہیں، جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے، خانہ داری کے سامان، سواری کے جانور، خدمت کے لیے لونڈی غلام،

---

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۱۵، وغيره.

2 ..... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۱۶.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۳.

4 ..... المرجع السابق، ص۱۷۲.

آلاتِ حرب، پیشہ وروں کے اوزار، اہلِ علم کے لیے حاجت کی کتابیں، کھانے کے لیے غلہ۔[1] (ہدایہ، عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷ ایسی چیز خریدی جس سے کوئی کام کرے گا اور کام میں اس کا اثر باقی رہے گا، جیسے چمڑا پکانے کے لیے مازو[2] اور تیل وغیرہ اگر اس پر سال گزر گیا زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں رنگریز نے اُجرت پر کپڑا رنگنے کے لیے کسم، زعفران خریدا تو اگر بقدرِ نصاب ہے اور سال گزر گیا زکاۃ واجب ہے۔ پُڑیا وغیرہ رنگ کا بھی یہی حکم ہے اور اگر وہ ایسی چیز ہے جس کا اثر باقی نہیں رہے گا، جیسے صابون تو اگرچہ بقدرِ نصاب ہو اور سال گزر جائے زکاۃ واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸ عطر فروش نے عطر بیچنے کے لیے شیشیاں خریدیں، ان پر زکاۃ واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ خرچ کے لیے روپے کے پیسے لیے تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں۔ حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا کیا اور جو باقی رہے اگر بقدرِ نصاب ہیں تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ اسی نیّت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجتِ اصلیہ ہی میں صَرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجتِ اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکاۃ واجب نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰ اہلِ علم کے لیے کتابیں حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور غیر اہل کے پاس ہوں، جب بھی کتابوں کی زکاۃ واجب نہیں جب کہ تجارت کے لیے نہ ہوں، فرق اتنا ہے کہ اہلِ علم کے پاس ان کتابوں کے علاوہ اگر مال بقدرِ نصاب نہ ہو تو زکاۃ لینا جائز ہے اور غیر اہلِ علم کے لیے ناجائز، جب کہ دو سو درم قیمت کی ہوں۔ اہل وہ ہے جسے پڑھنے پڑھانے یا تصحیح کے لیے ان کتابوں کی ضرورت ہو۔ کتاب سے مراد مذہبی کتاب فقہ و تفسیر و حدیث ہے، اگر ایک کتاب کے چند نسخے ہوں تو ایک سے زائد جتنے نسخے ہوں اگر دو سو درم کی قیمت کے ہوں تو اس اہل کو بھی زکاۃ لینا ناجائز ہے، خواہ ایک ہی کتاب کے زائد نسخے اس قیمت کے ہوں یا متعدد کتابوں کے زائد نسخے مل کر اس قیمت کے ہوں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱ حافظ کے لیے قرآن مجید حاجتِ اصلیہ سے نہیں اور غیر حافظ کے لیے ایک سے زیادہ حاجتِ اصلیہ کے

---

1 ..... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲.
و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب في زکاة ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۲.

2 ..... ایک دوا کا نام۔

3 ..... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۲.

4 ..... "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب في زکاة ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۸.

5 ..... المرجع السابق، ص۲۱۳.

6 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، مطلب في زکاة ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۱۷.

علاوہ ہے یعنی اگر مصحف شریف دو سو درم قیمت کا ہو تو زکاۃ لینا جائز نہیں۔[1] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲: طبیب کے لیے طب کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں ہیں، جب کہ مطالعہ میں رکھتا ہو یا اُسے دیکھنے کی ضرورت پڑے، نحو و صرف و نجوم اور دیوان اور قصے کہانی کی کتابیں حاجتِ اصلیہ میں نہیں، اصول فقہ و علم کلام و اخلاق کی کتابیں جیسے احیاء العلوم و کیمیائے سعادت وغیرہما حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: کفار اور بد مذہبوں کے رد اور اہلِ سنت کی تائید میں جو کتابیں ہیں وہ حاجتِ اصلیہ سے ہیں۔ یوہیں عالم اگر بد مذہب وغیرہ کی کتابیں اس لیے رکھے کہ اُن کا رد کرے گا تو یہ بھی حاجتِ اصلیہ میں ہیں اور غیر عالم کو تو ان کا دیکھنا ہی جائز نہیں۔

(۹) مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے تو بڑھائے یعنی اُس کے یا اُس کے نائب کے قبضہ میں ہو، ہر ایک کی دو صورتیں ہیں وہ اسی لیے پیدا ہی کیا گیا ہو اسے خلقی کہتے ہیں، جیسے سونا چاندی کہ یہ اسی لیے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لیے مخلوق تو نہیں، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نُمو ہوگا۔[3] سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور و بس، خلاصہ یہ کہ زکاۃ تین قسم کے مال پر ہے۔

(۱) ثمن یعنی سونا چاندی۔

(۲) مال تجارت۔

(۳) سائمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔[4] (عامہ کتب)

مسئلہ ۳۴: نیت تجارت کبھی صراحۃً ہوتی ہے کبھی دلالۃً صراحۃً یہ کہ عقد کے وقت ہی نیت تجارت کر لی خواہ وہ عقد خریداری ہو یا اجارہ، ثمن روپیہ اشرفی ہو یا اسباب میں سے کوئی شے دلالۃً کی صورت یہ ہے کہ مال تجارت کے بدلے کوئی چیز

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، ص١٤٨ .
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢١٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢١٧.

3 ...... یعنی زیادتی ہوگی۔

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ١٧٤.
و "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص١٦١.

خریدی یا مکان جو تجارت کے لیے ہے اس کو کسی اسباب کے بدلے کرایہ پر دیا تو یہ اسباب اور وہ خریدی ہوئی چیز تجارت کے لیے ہیں اگرچہ صراحۃً تجارت کی نیت نہ کی۔ یوہیں اگر کسی سے کوئی چیز تجارت کے لیے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے لیے ہے، مثلاً دوسو درم کا مالک ہے اور من بھر گیہوں قرض لیے تو اگر تجارت کے لیے نہیں لیے تو زکاۃ واجب نہیں کہ گیہوں کے دام انھیں دوسو سے مُجرا کیے جائیں گے تو نصاب باقی نہ رہی اور اگر تجارت کے لیے لیے تو زکاۃ واجب ہوگی کہ اُن گیہوں کی قیمت دوسو پر اضافہ کریں اور مجموعہ سے قرض مُجرا کریں تو دوسو سالم رہے لہٰذا زکاۃ واجب ہوئی۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جس عقد میں تبادلہ ہی نہ ہو جیسے ہبہ، وصیت، صدقہ یا تبادلہ ہو مگر مال سے تبادلہ نہ ہو جیسے مہر، بدل خلع[2] بدل عتق[3] ان دونوں قسم کے عقد کے ذریعہ سے اگر کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں نیت تجارت صحیح نہیں یعنی اگرچہ تجارت کی نیت کرے، زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر ایسی چیز میراث میں ملی تو اس میں بھی نیت تجارت صحیح نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: مورث کے پاس تجارت کا مال تھا، اس کے مرنے کے بعد وارثوں نے تجارت کی نیت کی تو زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں چرائی کے جانور وراثت میں ملے، زکاۃ واجب ہے چرائی پر رکھنا چاہتے ہوں یا نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۷: نیت تجارت کے لیے یہ شرط ہے کہ وقت عقد نیت ہو، اگرچہ دلالۃً تو اگر عقد کے بعد نیت کی زکاۃ واجب نہ ہوئی۔ یوہیں اگر رکھنے کے لیے کوئی چیز لی اور یہ نیت کی کہ نفع ملے گا تو بیچ ڈالوں گا تو زکاۃ واجب نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: تجارت کے لیے غلام خریدا تھا پھر خدمت لینے کی نیت کر لی پھر تجارت کی نیت کی تو تجارت کا نہ ہوگا جب تک ایسی چیز کے بدلے نہ بیچے جس میں زکاۃ واجب ہوتی ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: موتی اور جواہر پر زکاۃ واجب نہیں، اگرچہ ہزاروں کے ہوں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے لیے تو واجب ہوگئی۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۴۰: زمین سے جو پیداوار ہوئی اس میں نیت تجارت سے زکاۃ واجب نہیں، زمین عشری ہو یا خراجی، اس کی

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٤.
و "الدرالمختار"، و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢٢١.

2 ...... یعنی وہ مال جس کے بدلے میں نکاح زائل کیا جائے۔

3 ...... یعنی وہ مال جس کے بدلے میں غلام یا لونڈی کو آزاد کیا جائے۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧٤.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٣١.

7 ...... المرجع السابق، ص٢٢٨.

8 ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج٣، ص٢٣٠.

مِلک ہو یا عاریت یا کرایہ پر لی ہو، ہاں اگر زمین خراجی ہو اور عاریت یا کرایہ پر لی اور بیج وہ ڈالے جو تجارت کے لیے تھے تو پیداوار میں تجارت کی نیت صحیح ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مضارب[2] مالِ مضاربت سے جو کچھ خریدے، اگرچہ تجارت کی نیت نہ ہو، اگرچہ اپنے خرچ کرنے کے لیے خریدے، اس پر زکاۃ واجب ہے یہاں تک کہ اگر مالِ مضاربت سے غلام خریدے۔ پھر ان کے پہننے کو کپڑا اور کھانے کے لیے غلّہ وغیرہ خریدا تو یہ سب کچھ تجارت ہی کے لیے ہیں اور سب کی زکاۃ واجب۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

(۱۰) سال گزرنا، سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے، مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکاۃ واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: مالِ تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی جنس[5] یا غیر جنس سے بدل لیا تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا اور اگر چرائی کے جانور بدل لیے تو سال کٹ گیا یعنی اب سال اس دن سے شمار کریں گے جس دن بدلا ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: جو شخص مالکِ نصاب ہے اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا حاصل کیا تو اُس نئے مال کا جدا سال نہیں، بلکہ پہلے مال کا ختم سال اُس کے لیے بھی سال تمام ہے، اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو، خواہ وہ مال اُس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث و ہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے ملا ہو اور اگر دوسری جنس کا ہے مثلاً پہلے اُس کے پاس اونٹ تھے اور اب بکریاں ملیں تو اس کے لیے جدید سال شمار ہوگا۔[7] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۴: مالکِ نصاب کو درمیان سال میں کچھ مال حاصل ہوا اور اس کے پاس دو نصابیں ہیں اور دونوں کا جُدا جُدا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۲.

2 ...... مضاربت، تجارت میں ایک قسم کی شرکت ہے کہ ایک جانب سے مال ہو اور ایک جانب سے کام اور منافع میں دونوں شریک۔ کام کرنے والے کو مضارب اور مالک نے جو کچھ دیا اسے راس المال (مالِ مضاربت) کہتے ہیں۔
تفصیلی معلومات کے لیے بہارِ شریعت حصہ ۱۴، میں "مضاربت کا بیان" دیکھیے۔

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۱.

4 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۵.

5 ...... سونا، چاندی تو مطلقاً یہاں ایک ہی جنس ہیں۔ یوہیں ان کے زیور، برتن وغیرہ اسباب، بلکہ مالِ تجارت بھی انہیں کی جنس سے شمار ہوگا، اگرچہ کسی قسم کا ہو کہ اس کی زکاۃ بھی چاندی سونے سے قیمت لگا کر دی جاتی ہے۔ ۱۲منہ

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۵.

7 ...... "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاۃ، باب الزکاۃ الخیل، ص۱۵۵.

سال ہے تو جو مال درمیان سال میں حاصل ہوا اُسے اس کے ساتھ ملائے، جس کی زکاۃ پہلے واجب ہو مثلاً اس کے پاس ایک ہزار روپے ہیں اور سائمہ کی قیمت جس کی زکاۃ دے چکا تھا کہ دونوں ملائے نہیں جائیں گے، اب درمیان سال میں ایک ہزار روپے اور حاصل کیے تو ان کا سال تمام اس وقت ہے جب ان دونوں میں پہلے کا ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴۵: اس کے پاس چرائی کے جانور تھے اور سال تمام پر ان کی زکاۃ دی پھر انھیں روپوں سے بیچ ڈالا اور اُس کے پاس پہلے سے بھی بقدر نصاب روپے ہیں جن پر نصف سال گزرا ہے تو یہ روپے اُن روپوں کے ساتھ نہیں ملائے جائیں گے، بلکہ اُن کے لیے اُس وقت سے نیا سال شروع ہوگا یا اس وقت ہے کہ یہ ثمن کے روپے بقدر نصاب ہوں، ورنہ بالاجماع انھیں کے ساتھ ملائیں یعنی اُن کی زکاۃ انھیں روپوں کے ساتھ دی جائے۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۶: سال تمام سے پیشتر اگر سائمہ کو روپے کے بدلے بیچا تو اب ان روپوں کو اُن رُوپوں کے ساتھ ملالیں گے جو پیشتر سے اُس کے پاس بقدر نصاب موجود ہیں یعنی ان کے سال تمام پر ان کی بھی زکاۃ دی جائے، ان کے لیے نیا سال شروع نہ ہوگا۔ یوہیں اگر جانور کے بدلے بیچا تو اس جانور کو اس جانور کے ساتھ ملائے، جو پیشتر سے اس کے پاس ہے اگر سائمہ کی زکاۃ دے دی پھر اسے سائمہ نہ رکھا پھر بیچ ڈالا تو ثمن کو اگلے مال کے ساتھ ملادیں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: اونٹ، گائے، بکری میں ایک کو دوسرے کے بدلے سال تمام سے پہلے بیچا تو اب سے اُن کے لیے نیا سال شروع ہوگا۔ یوہیں اگر اور چیز کے بدلے بہ نیت تجارت بیچا تو اب سے ایک سال گزرنے پر زکاۃ واجب ہوگی اور اگر اپنی جنس کے بدلے بیچا یعنی اونٹ کو اونٹ اور گائے کو گائے کے بدلے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر بعد سال تمام بیچا تو زکاۃ واجب ہو چکی اور وہ اُس کے ذمہ ہے۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۸: درمیان سال میں سائمہ کو بیچا تھا اور سال تمام سے پہلے عیب کی وجہ سے خریدار نے واپس کر دیا تو اگر قاضی کے حکم سے واپسی ہوئی تو نیا سال شروع نہ ہوگا، ورنہ اب سے سال شروع کیا جائے اور اگر ہبہ کر دیا تھا پھر سال تمام سے پہلے واپس کر لیا تو نیا سال لیا جائے گا، قاضی کے فیصلہ سے واپسی ہو یا بطور خود۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۹: اُس کے پاس خراجی زمین تھی، خراج ادا کرنے کے بعد بیچ ڈالی تو ثمن کو اصل نصاب کے ساتھ ملا

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۵۵.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۵.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الابل، ص۱۵۰.

5 ...... المرجع السابق.

دیں گے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۰: اس کے پاس روپے ہیں جن کی زکاۃ دے چکا ہے پھر اُن سے چرائی کے جانور خریدے اور اس کے یہاں اس جنس کے جانور پہلے سے موجود ہیں تو اُن کو ان کے ساتھ نہ ملائیں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۱: کسی نے اسے چار ہزار روپے بطور ہبہ دیے اور سال پورا ہونے سے پہلے ہزار روپے اور حاصل کیے پھر ہبہ کرنے والے نے اپنے دیے ہوئے روپے حکم قاضی سے واپس لے لیے تو ان جدید روپوں کی بھی اس پر زکاۃ واجب نہیں جب تک ان پر سال نہ گزر لے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: کسی کے پاس تجارت کی بکریاں ہیں، جن کی قیمت دو سو درم ہے اور سال تمام سے پہلے ایک بکری مرگئی، سال پورا ہونے سے پہلے اُس نے اس کی کھال نکال کر پکالی تو زکاۃ واجب ہے۔[4] (عالمگیری) یعنی جب کہ وہ کھال نصاب کو پورا کرے۔

مسئلہ ۵۳: زکاۃ دیتے وقت یا زکاۃ کے لیے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکاۃ شرط ہے۔ نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ زکاۃ ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۴: سال بھر تک خیرات کرتا رہا، اب نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے زکاۃ ہے تو ادا نہ ہوئی۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۵: ایک شخص کو وکیل بنایا اُسے دیتے وقت تو نیت زکاۃ نہ کی، مگر جب وکیل نے فقیر کو دیا اس وقت مؤکل نے نیت کر لی ہوگئی۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۵۶: دیتے وقت نیت نہیں کی تھی، بعد کو کی تو اگر وہ مال فقیر کے پاس موجود ہے یعنی اسکی ملک میں ہے تو یہ نیت کافی ہے ورنہ نہیں۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۵.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۵ ـ ۱۷۶.

4 ...... المرجع السابق، ص۱۷۶.

5 ...... المرجع السابق، ص۱۷۰.

6 ...... المرجع السابق، ص۱۷۱.

7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۲۲.

مسئلہ ۵۷: زکاۃ دینے کے لیے وکیل بنایا اور وکیل کو بہ نیت زکاۃ مال دیا مگر وکیل نے فقیر کو دیتے وقت نیت نہیں کی ادا ہوگئی۔ یوہیں زکاۃ کا مال ذمّی کو دیا کہ وہ فقیر کو دے دے اور ذمّی کو دیتے وقت نیت کر لی تھی تو یہ نیت کافی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵۸: وکیل کو دیتے وقت کہا نفل صدقہ یا کفارہ ہے مگر قبل اس کے کہ وکیل فقیروں کو دے، اُس نے زکاۃ کی نیت کر لی تو زکاۃ ہی ہے، اگرچہ وکیل نے نفل یا کفارہ کی نیت سے فقیر کو دیا ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۹: ایک شخص چند زکاۃ دینے والوں کا وکیل ہے اور سب کی زکاۃ ملا دی تو اُسے تاوان دینا پڑے گا اور جو کچھ فقیروں کو دے چکا ہے وہ تبرع ہے یعنی نہ مالکوں سے اسکا معاوضہ پائے گا نہ فقیروں سے، البتہ اگر فقیروں کو دینے سے پہلے مالکوں نے ملانے کی اجازت دے دی تو تاوان اس کے ذمہ نہیں۔ یوہیں اگر فقیروں نے بھی اسے زکاۃ لینے کا وکیل کیا اور اُس نے ملا دیا تو تاوان اس پر نہیں مگر اس وقت یہ ضرور ہے کہ اگر ایک فقیر کا وکیل ہے اور چند جگہ سے اسے اتنی زکاۃ ملی کہ مجموعہ بقدر نصاب ہے تو اب جو جان کر زکاۃ دے اس کی زکاۃ ادا نہ ہوگی یا چند فقیروں کا وکیل ہے اور زکاۃ اتنی ملی کہ ہر ایک کا حصہ نصاب کی قدر ہے تو اب اس وکیل کو زکاۃ دینا جائز نہیں مثلاً تین فقیروں کا وکیل ہے اور چھ سو۶۰۰ درم ملے کہ ہر ایک کا حصہ دو سو۲۰۰ ہوا جو نصاب ہے اور چھ سو۶۰۰ سے کم ملا تو کسی کو نصاب کی قدر نہ ملا اور اگر ہر ایک فقیر نے اسے علیحدہ علیحدہ وکیل بنایا تو مجموعہ نہیں دیکھا جائے گا، بلکہ ہر ایک کو جو ملا ہے وہ دیکھا جائے گا اور اس صورت میں بغیر فقیروں کی اجازت کے ملانا جائز نہیں اور ملا دے گا جب بھی زکاۃ ادا ہو جائیگی اور فقیروں کو تاوان دے گا اور اگر فقیروں کا وکیل نہ ہو تو اسے دے سکتے ہیں اگرچہ کتنی ہی نصابیں اُس کے پاس جمع ہوگئیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۰: چند اوقاف کے متولی کو ایک کی آمدنی دوسری میں ملانا جائز نہیں۔ یوہیں دلال کو زرِ ثمن یا مبیع کا خلط[4] جائز نہیں۔ یوہیں اگر چند فقیروں کے لیے سوال کیا تو جو ملا ہے اُن کی اجازت کے خلط کرنا جائز نہیں۔ یوہیں آٹا پیسنے والے کو یہ جائز نہیں کہ لوگوں کے گیہوں ملا دے، مگر جہاں ملا دینے پر عرف جاری ہو تو ملا دینا جائز ہے اور ان سب صورتوں میں تاوان دے گا۔[5] (خانیہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، ج۳، ص۲۲۲.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۳.

3 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۳.

4 ...... یعنی دلال کو خریدی گئی چیز کی قیمت یا خریدی گئی چیز کا ملانا۔

5 ...... "الفتاوى الخانية"، كتاب الزكاة، فصل في اداء الزكاة، ج۱، ص۱۲۵.

مسئلہ ۶۱: اگر مؤکلوں[1] نے صراحۃً ملانے کی اجازت نہ دی مگر عرف ایسا جاری ہوگیا کہ وکیل ملا دیا کرتے ہیں تو یہ بھی اجازت سمجھی جائے گی، جب کہ مؤکل[2] اس عرف سے واقف ہو، مگر دلال کو خلط کی اجازت نہیں کہ اس میں عرف نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۲: وکیل کو اختیار ہے کہ مالِ زکاۃ اپنے لڑکے یا بی بی کو دیدے جب کہ یہ فقیر ہوں اور اگر لڑکا نابالغ ہے تو اُسے دینے کے لیے خود اس وکیل کا فقیر ہونا بھی ضروری ہے، مگر اپنی اولاد یا بی بی کو اس وقت دے سکتا ہے، جب مؤکل نے اُن کے سوا کسی خاص شخص کو دینے کے لیے نہ کہہ دیا ہو ورنہ انھیں نہیں دے سکتا۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۳: وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ خود لے لے، ہاں اگر زکاۃ دینے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ جس جگہ چاہو صرف کرو تو لے سکتا ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۶۴: اگر زکاۃ دینے والے نے اسے حکم نہیں دیا، خود ہی اُس کی طرف سے زکاۃ دے دی تو نہ ہوئی اگرچہ اب اُس نے جائز کر دیا ہو۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۵: زکاۃ دینے والے نے وکیل کو زکاۃ کا روپیہ دیا وکیل نے اُسے رکھ لیا اور اپنا روپیہ زکاۃ میں دے دیا تو جائز ہے، اگر یہ نیت ہو کہ اس کے عوض مؤکل کا روپیہ لے لے گا اور اگر وکیل نے پہلے اس روپیہ کو خود خرچ کر ڈالا بعد کو اپنا روپیہ زکاۃ میں دیا تو زکاۃ ادا نہ ہوئی بلکہ یہ تبرع ہے اور مؤکل کو تاوان دے گا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶۶: زکاۃ کے وکیل کو یہ اختیار ہے کہ بغیر اجازت مالک دوسرے کو وکیل بنا دے۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶۷: کسی نے یہ کہا کہ اگر میں اس گھر میں جاؤں تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے ان سو روپوں کا خیرات کر دینا ہے پھر گیا اور جاتے وقت یہ نیت کی کہ زکاۃ میں دے دوں گا تو زکاۃ میں نہیں دے سکتا۔[9] (عالمگیری)

---

1 ...... وکیل کرنے والوں۔ 2 ...... یعنی وہ شخص جو وکیل مقرر کرے۔ وکیل کرنے والا۔

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۳.

4 ...... المرجع السابق، ص۲۲٤.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۲٤.

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳ ۲۲۳

7 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲٤.

8 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲٤.

9 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱.

مسئلہ ۶۸: زکاۃ کا مال ہاتھ پر رکھا تھا، فقرا لوٹ لے گئے ادا ہوگئی اور اگر ہاتھ سے گر گیا اور فقیر نے اُٹھا لیا اگر یہ اسے پہچانتا ہے اور راضی ہوگیا اور مال ضائع نہیں ہوا تو ہوگئی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶۹: امین کے پاس سے امانت ضائع ہوگئی، اس نے مالک کو دفع خصومت کے لیے کچھ روپے دے دیے اور دیتے وقت زکاۃ کی نیت کرلی اور مالک فقیر بھی ہے زکاۃ ادا نہ ہوئی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۰: مال کو بہ نیت زکاۃ علیحدہ کر دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دیدے، یہاں تک کہ اگر وہ جاتا رہا تو زکاۃ ساقط نہ ہوئی اور اگر مر گیا تو اس میں وراثت جاری ہوگی۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷۱: سال پورا ہونے پر کل نصاب خیرات کردی، اگرچہ زکاۃ کی نیت نہ کی بلکہ نفل کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی زکاۃ ادا ہوگئی اور اگر کل فقیر کو دے دیا اور منّت یا کسی اور واجب کی نیت کی تو دینا صحیح ہے، مگر زکاۃ اس کے ذمہ ہے ساقط نہ ہوئی اور اگر مال کا کوئی حصہ خیرات کیا تو اس حصہ کی بھی زکاۃ ساقط نہ ہوگی، بلکہ اس کے ذمہ ہے اور اگر کل مال ہلاک ہوگیا تو کل کی زکاۃ ساقط[4] ہوگئی اور کچھ ہلاک ہوا تو جتنا ہلاک ہوا اس کی ساقط اور جو باقی ہے اس کی واجب، اگرچہ وہ بقدر نصاب نہ ہو۔ ہلاک کے یہ معنی ہیں کہ بغیر اس کے فعل کے ضائع ہوگیا، مثلاً چوری ہوگئی یا کسی کو قرض و عاریت دی اُس نے انکار کر دیا اور گواہ نہیں یا وہ مر گیا اور کچھ ترکہ میں نہ چھوڑا اور اگر اپنے فعل سے ہلاک کیا مثلاً صرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غنی کو ہبہ کر دیا[5] تو زکاۃ بدستور واجب الادا ہے، ایک پیسہ بھی ساقط نہ ہوگا اگرچہ بالکل نادار ہو۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۷۲: فقیر پر اُس کا قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاۃ ساقط ہوگئی اور جُز معاف کیا تو اس جز کی ساقط ہوگئی اور اگر اس صورت میں یہ نیت کی کہ پورا زکاۃ میں ہو جائے تو نہ ہوگی اور اگر مالدار پر قرض تھا اور کل معاف کر دیا تو زکاۃ ساقط نہ ہوئی بلکہ اُس کے ذمہ ہے۔ فقیر پر قرض تھا معاف کر دیا اور یہ نیت کی کہ فلاں پر جو دَین ہے یہ اُس کی زکاۃ ہے ادا نہ ہوئی۔[7] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث، الفصل الثاني، ج١، ص١٨٣.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧١.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج٣، ص٢٢٥.

4 ...... یعنی معاف۔

5 ...... یعنی غنی کو تحفے میں دے دیا۔

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج١، ص١٧١.

7 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۷۳ کسی پر اُس کے روپے آتے ہیں، فقیر سے کہہ دیا اس سے وصول کرلے اور نیت زکاۃ کی کی بعد قبضہ ادا ہوگئی۔ فقیر پر قرض ہے اس قرض کو اپنے مال کی زکاۃ میں دینا چاہتا ہے یعنی یہ چاہتا ہے کہ معاف کر دے اور وہ میرے مال کی زکاۃ ہو جائے یہ نہیں ہوسکتا، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ اُسے زکاۃ کا مال دے اور اپنے آتے ہوئے میں لے لے، اگر وہ دینے سے انکار کرے تو ہاتھ پکڑ کر چھین سکتا ہے اور یوں بھی نہ ملے تو قاضی کے پاس مقدمہ پیش کرے کہ اُس کے پاس ہے اور میرا نہیں دیتا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷۴ زکاۃ کا روپیہ مُردہ کی تجہیز و تکفین[2] یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کر سکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور ان امور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث میں آیا: ''اگر سو ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کے لیے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔''[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۵ زکاۃ علانیہ اور ظاہر طور پر افضل ہے اور نفل صدقہ چھپا کر دینا افضل۔[4] (عالمگیری) زکاۃ میں اعلان اس وجہ سے ہے کہ چھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا، نیز اعلان اوروں کے لیے باعثِ ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ریا نہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ واستحقاق عذاب ہے۔

مسئلہ ۷۶ زکاۃ دینے میں اس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکاۃ کہہ کر دے، بلکہ صرف نیت زکاۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکاۃ کی ہو ادا ہوگئی۔[5] (عالمگیری) یوہیں نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی ادا ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورت مند زکاۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے، انھیں زکاۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکاۃ کا لفظ نہ کہے۔

مسئلہ ۷۷ زکاۃ ادا نہیں کی تھی اور اب بیمار ہے تو وارثوں سے چھپا کر دے اور اگر نہ دی تھی اور اب دینا چاہتا ہے، مگر مال نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غالب گمان قرض ادا ہو جانے کا ہے تو بہتر یہ ہے

---

1 ...... ''الدرالمختار''، کتاب الزکاۃ، ج۳، ص۲۲۶، وغیرہ.

2 ...... یعنی کفن دفن۔

3 ...... ''ردالمحتار''، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۷.
''تاریخ بغداد''، رقم: ۳۵۶۸، ج۷، ص۱۳۵.

4 ...... ''الفتاوی الهندیة''، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۱.

5 ...... المرجع السابق.

کہ قرض لے کر ادا کرے ورنہ نہیں کہ حق العبد حق اللہ سے سخت تر ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷۸: مالکِ نصاب سال تمام سے پیشتر بھی ادا کرسکتا ہے، بشرطیکہ سال تمام پر بھی اس نصاب کا مالک رہے اور اگر ختم سال پر مالک نصاب نہ رہا یا اثنائے سال میں وہ مالِ نصاب بالکل ہلاک ہوگیا تو جو کچھ دیا نفل ہے اور جو شخص نصاب کا مالک نہ ہو، وہ زکاۃ نہیں دے سکتا یعنی آئندہ اگر نصاب کا مالک ہوگیا تو جو کچھ پہلے دیا ہے وہ اُس کی زکاۃ میں محسوب نہ ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷۹: مالک نصاب اگر پیشتر سے چند نصابوں کی زکاۃ دینا چاہے تو دے سکتا ہے یعنی شروع سال میں ایک نصاب کا مالک ہے اور دو یا تین نصابوں کی زکاۃ دے دی اور ختم سال پر جتنی نصابوں کی زکاۃ دی ہے اتنی نصابوں کا مالک ہوگیا تو سب کی ادا ہوگئی اور سال تمام تک ایک ہی نصاب کا مالک رہا، سال کے بعد اور حاصل کیا تو وہ زکاۃ اس میں محسوب نہ ہوگی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۰: مالک نصاب پیشتر سے چند سال کی بھی زکاۃ دے سکتا ہے۔[4] (عالمگیری) لہٰذا مناسب ہے کہ تھوڑا تھوڑا زکاۃ میں دیتا رہے، ختم سال پر حساب کرے، اگر زکاۃ پوری ہوگئی فبہا اور کچھ کمی ہو تو اب فوراً دیدے، تاخیر جائز نہیں کہ نہ اُس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کرکے ادا کرے، بلکہ جو کچھ باقی ہے کُل فوراً ادا کردے اور زیادہ دے دیا ہے تو سال آئندہ میں مُجرا کردے۔[5]

مسئلہ ۸۱: ایک ہزار کا مالک ہے اور دو ہزار کی زکاۃ دی اور نیت یہ ہے کہ سال تمام تک اگر ایک ہزار اور ہوگئے تو یہ اس کی ہے، ورنہ سال آئندہ میں محسوب ہوگی یہ جائز ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۲: یہ گمان کرکے کہ پانسو روپے ہیں، پانسو کی زکاۃ دی پھر معلوم ہوا کہ چار ہی سو تھے تو جو زیادہ دیا ہے، سال آئندہ میں محسوب کرسکتا ہے۔[7] (خانیہ)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في زکاۃ ثمن المبیع وفاء، ج۳، ص۲۲۸.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۶.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی آئندہ سال میں اس کو شمار کرلے۔

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الأول، ج۱، ص۱۷۶.

7 ...... "الفتاوی الخانیۃ"، کتاب الزکاۃ، فصل في اداء الزکاۃ، ج۱، ص۱۲۶.

مسئلہ ۸۳: کسی کے پاس سونا چاندی دونوں ہیں اور سال تمام سے پہلے ایک کی زکاۃ دی تو وہ دونوں کی زکاۃ ہے یعنی درمیان سال میں ان میں سے ایک ہلاک ہوگیا، اگرچہ وہی جس کی نیت سے زکاۃ دی ہے تو جو رہ گیا ہے اُس کی زکاۃ یہ ہوگئی اور اگر اس کے پاس گائے بکری اونٹ سب بقدر نصاب ہیں اور پیشتر سے ان میں ایک کی زکاۃ دی تو جس کی زکاۃ دی، اُسی کی ہے دوسرے کی نہیں یعنی جس کی زکاۃ دی ہے اگر اثنائے سال میں اُس کی نصاب جاتی رہی تو وہ باقیوں کی زکاۃ نہیں قرار دی جائے گی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۸۴: اثنائے سال میں جس فقیر کو زکاۃ دی تھی، ختم سال پر وہ مالدار ہوگیا یا مرگیا یا معاذ اللہ مُرتد ہوگیا تو زکاۃ پر اُس کا کچھ اثر نہیں وہ ادا ہوگئی، جس شخص پر زکاۃ واجب ہے اگر وہ مرگیا تو ساقط ہوگئی یعنی اس کے مال سے زکاۃ دینا ضرور نہیں، ہاں اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال تک وصیت نافذ ہے اور اگر عاقل بالغ ورثہ اجازت دے دیں تو کُل مال سے زکاۃ ادا کی جائے۔[2] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۸۵: اگر شک ہے کہ زکاۃ دی یا نہیں تو اب دے۔[3] (ردالمحتار)

سائمہ کی زکاۃ کا بیان

سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گذر کرتا ہو اور اوس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہے۔[4] (تنویر) اگر گھر میں گھاس لاکر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گذر کرتا ہو، وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکاۃ واجب نہیں۔ یوہیں اگر گوشت کھانے کے لیے ہے تو سائمہ نہیں، اگرچہ جنگل میں چرتا ہو اور اگر تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں، بلکہ اس کی زکاۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱: چھ مہینے چرائی پر رہتا ہے اور چھ مہینے چارہ پاتا ہے تو سائمہ نہیں اور اگر یہ ارادہ تھا کہ اسے چارہ دیں گے یا اس سے کام لیں گے مگر کیا نہیں، یہاں تک کہ سال ختم ہوگیا تو زکاۃ واجب ہے اور اگر تجارت کے لیے تھا اور چھ مہینے یا زیادہ تک

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الأول، ج۱، ص۱۷٦.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء، ج۳، ص۲۲۸.

4 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الزكاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳۲.

5 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳۳.

چرائی پر رکھا تو جب تک یہ نیت نہ کرے کہ یہ سائمہ ہے، فقط چرانے سے سائمہ نہ ہوگا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: تجارت کے لیے خریدا تھا پھر سائمہ کر دیا، تو زکاۃ کے لیے ابتدائے سال اس وقت سے ہے خریدنے کے وقت سے نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: سال تمام سے پہلے سائمہ کو کسی چیز کے بدلے بیچ ڈالا، اگر یہ چیز اس قسم کی ہے جس پر زکاۃ واجب ہوتی ہے اور پہلے سے اس کی نصاب اس کے پاس موجود نہیں، تو اب اس کے لیے اُس وقت سے سال شمار کیا جائے گا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: وقف کے جانور اور جہاد کے گھوڑے کی زکاۃ نہیں۔ یوہیں اندھے یا ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے جانور کی زکاۃ نہیں، البتہ اندھا اگر چرائی پر رہتا ہے تو واجب ہے۔[4] یوہیں اگر نصاب میں کمی ہے اور اس کے پاس اندھا جانور ہے کہ اس کے ملانے سے نصاب پوری ہو جاتی ہے تو زکاۃ واجب ہے۔ (عالمگیری)

تین قسم کے جانوروں کی زکاۃ واجب ہے، جب کہ سائمہ ہوں۔

(۱) اونٹ۔

(۲) گائے۔

(۳) بکری۔

لہٰذا ان کی نصاب کی تفصیل بیان کرنے کے بعد دیگر احکام بیان کیے جائیں گے۔

اونٹ کی زکاۃ کا بیان

صحیحین میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''پانچ اونٹ سے کم میں زکاۃ نہیں۔''[5] اور اس کی زکاۃ میں تفصیل صحیح بخاری شریف کی اس حدیث میں ہے، جو انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی۔[6]

مسئلہ ۱: پانچ اونٹ سے کم میں زکاۃ واجب نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں، مگر پچیس ۲۵ سے کم ہوں تو ہر پانچ

---

1. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، ج۱، ص۱۷۶.
2. ...... "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳۵.
3. ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳۵.
4. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب السائمة، ج۳، ص۲۳۶.
5. ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب ليس فيما دون خمسة أوسق صدقة، الحديث: ۹۷۹، ص۴۸۷.
6. ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب من بلغت عنده صدقة... إلخ، الحديث ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ج۱، ص۴۹۰.

میں ایک بکری واجب ہے یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری، دس ہوں تو دو، وعلٰی ہذا القیاس۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۲: زکاۃ میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو بکری دیں یا بکرا اس کا اختیار ہے۔[2] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: دو نصابوں کے درمیان میں جو ہوں وہ عفو ہیں یعنی اُن کی کچھ زکاۃ نہیں، مثلاً سات آٹھ ہوں، جب بھی وہی ایک بکری ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: پچیس ۲۵ اونٹ ہوں تو ایک بنت مخاض یعنی اونٹ کا بچہ مادہ جو ایک سال کا ہو چکا، دوسری برس میں ہو۔ پینتیس ۳۵ تک یہی حکم ہے یعنی وہی بنت مخاض دیں گے۔ چھتیس ۳۶ سے پینتالیس ۴۵ تک میں ایک بنت لبون یعنی اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا اور تیسری برس میں ہے۔ چھیالیس ۴۶ سے ساٹھ ۶۰ تک میں حقہ یعنی اونٹنی جو تین برس کی ہو چکی چوتھی میں ہو۔ اکسٹھ ۶۱ سے پچھتر ۷۵ تک جذعہ یعنی چار سال کی اونٹنی جو پانچویں میں ہو۔ چھہتر ۷۶ سے نوے ۹۰ تک میں دو بنت لبون۔ اکانوے ۹۱ سے ایک سو بیس ۱۲۰ تک میں دو حقہ۔ اس کے بعد ایک سو پینتالیس ۱۴۵ تک دو حقہ اور ہر پانچ میں ایک بکری، مثلاً ایک سو پچیس ۱۲۵ میں دو حقہ ایک بکری اور ایک سو تیس ۱۳۰ میں دو حقہ دو بکریاں،[4] وعلٰی ہذا القیاس[5]۔ پھر ایک سو پچاس ۱۵۰ میں تین حقہ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا

---

1. ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الثانی فی صدقۃ السوائم، الفصل الثانی، ج ۱، ص ۱۷۷.
2. ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۳۸.
3. ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب نصاب الابل، ج ۳، ص ۲۳۸.
4. ...... مزید آسانی کے لیے ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے: اونٹ کا نصاب

[illegible]	[illegible]
۵ سے ۹ تک	ایک بکری
۱۰ سے ۱۴ تک	دو بکریاں
۱۵ سے ۱۹ تک	تین بکریاں
۲۰ سے ۲۴ تک	چار بکریاں
۲۵ سے ۳۵ تک	ایک سال کی اونٹنی
۳۶ سے ۴۵ تک	دو سال کی اونٹنی
۴۶ سے ۶۰ تک	تین سال کی اونٹنی
۶۱ سے ۷۵ تک	چار سال کی اونٹنی
۷۶ سے ۹۰ تک	دو دو سال کی دو اونٹنیاں
۹۱ سے ۱۲۰ تک	تین، تین سال کی دو اونٹنیاں

5. ...... یعنی ایک سو پینتیس ۱۳۵ میں دو حقہ تین بکریاں، ایک سو چالیس ۱۴۰ میں دو حقہ چار بکریاں اور ایک سو پینتالیس ۱۴۵ میں دو حقہ اور ایک بنت مخاض۔

ہی کریں جیسا شروع میں کیا تھا یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور پچیس میں بنت مخاض، چھتیس میں بنت لبون، یہ ایک سو چھیاسی بلکہ ایک سو پچانوے تک کا حکم ہو گیا یعنی اتنے میں تین حِقّہ اور ایک بنتِ لبون۔ پھر ایک سو چھیانوے سے دو سو تک چار حِقّہ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ بنت لبون دے دیں۔ پھر دو سو کے بعد وہی طریقہ برتیں، جو ایک سو پچاس کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری، پچیس میں بنت مخاض، چھتیس میں بنت لبون۔ پھر دو سو چھیالیس سے دو سو پچاس تک پانچ حِقّہ وعلیٰ ہذا القیاس۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۵: اونٹ کی زکاۃ میں جس موقع پر ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو، نَر دیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا۔[2] (درمختار)

گائے کی زکاۃ کا بیان

ابوداود و ترمذی و نسائی و دارمی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو یہ فرمایا: کہ ''ہر تیس گائے سے ایک تبیع یا تبیعہ لیں اور ہر چالیس میں ایک مسن یا مسنہ۔''[3] اور اسی کے مثل ابوداود کی دوسری روایت امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ سے ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ کام کرنے والے جانور کی زکاۃ نہیں۔[4]

مسئلہ ۱: تیس سے کم گائیں ہوں تو زکاۃ واجب نہیں، جب تیس پوری ہوں تو ان کی زکاۃ ایک تبیع یعنی سال بھر کا بچھڑا یا تبیعہ یعنی سال بھر کی بچھیا ہے اور چالیس ہوں تو ایک مسن یعنی دو سال کا بچھڑا یا مُسِنّہ یعنی دو سال کی بچھیا، انسٹھ تک یہی حکم ہے۔ پھر ساٹھ میں دو تبیع یا تبیعہ پھر ہر تیس میں ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مُسِن یا مُسِنّہ، مثلاً ستر میں ایک تبیع اور ایک مُسِن اور اسّی میں دو مُسِن[5]، وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور جس جگہ تیس اور چالیس دونوں ہو سکتے ہوں وہاں، اختیار ہے کہ تبیع

---

1 ...... "تبيين الحقائق"، كتاب الزكاة، باب صدقة السوائم، ج۲، ص۳٤.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب نصاب الابل، ج۳، ص۲۳۸ ـ ۲٤۰ وغيرهما.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب نصاب الابل، ج۳، ص۲٤۰.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ۱۵۷٦، ج۲، ص۱٤۵.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ۱۵۷۲، ج۲، ص۱٤۲.

5 ...... مزید آسانی کے لیے ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے: گائے کا نصاب

تعداد جس پر زکاۃ واجب ہے	شرح زکاۃ
۳۰ سے ۳۹ تک	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا

زکاۃ میں دیں یا مُسِن، مثلاً ایک سو بیس میں اختیار ہے کہ چار تبیع دیں یا تین مُسِن۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲ بھینس گائے کے حکم میں ہے اور اگر گائے بھینس دونوں ہوں تو زکاۃ میں ملادی جائیں گی، مثلاً بیس گائے ہیں اور دس بھینسیں تو زکاۃ واجب ہوگئی اور زکاۃ میں اس کا بچہ لیا جائے جو زیادہ ہو یعنی گائیں زیادہ ہوں تو گائے کا بچہ اور بھینسیں زیادہ ہوں تو بھینس کا اور اگر کوئی زیادہ نہ ہو تو زکاۃ میں وہ لیں جو اعلیٰ سے کم ہو اور ادنیٰ سے اچھا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳ گائے بھینس کی زکاۃ میں اختیار ہے کہ نر لیا جائے یا مادہ، مگر افضل یہ ہے کہ گائیں زیادہ ہوں تو بچھیا اور نر زیادہ ہوں تو بچھڑا۔[3] (عالمگیری)

بکریوں کی زکاۃ کا بیان

صحیح بخاری شریف میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جب انھیں بحرین بھیجا تو فرائض صدقہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مقرر فرمائے تھے لکھ کر دیے، ان میں بکری کی نصاب کا بھی بیان ہے اور یہ کہ زکاۃ میں نہ بوڑھی بکری دی جائے، نہ عیب والی نہ بکرا۔

ہاں اگر مصدق (صدقہ وصول کرنے والا) چاہے تو لے سکتا ہے۔[4] اور زکاۃ کے خوف سے نہ متفرق کو جمع کریں نہ مجتمع کو متفرق کریں۔

مسئلہ ۱ چالیس سے کم بکریاں ہوں تو زکاۃ واجب نہیں اور چالیس ہوں تو ایک بکری اور یہی حکم ایک سو بیس تک ہے

۴۰ سے ۵۹ تک	پورے دو سال کا بچھڑا یا بچھیا
۶۰ سے ۶۹ تک	ایک ایک سال کے دو بچھڑے یا بچھیاں
۷۰ سے ۷۹ تک	ایک سال کا بچھڑا یا بچھیا اور ایک دو سال کا بچھڑا
۸۰ سے ۸۹ تک	دو سال کے دو بچھڑے

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة البقر، ج۳، ص۲٤۱.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الثالث، ج۱، ص۱۷۸.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، الحديث: ۱٤٥٤، ۱٤٥٥، ج۱، ص٤۹۰.

یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ایک سو اکیس میں دو اور دو سو ایک میں تین اور چار سو میں چار پھر ہر سو پر ایک[1] اور جو دو نصابوں کے درمیان میں ہے معاف ہے۔[2] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲: زکاۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو، اگر کم کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جاسکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: بھیڑ دُنبہ بکری میں داخل ہیں، کہ ایک سے نصاب پوری نہ ہوتی ہو تو دوسری کو ملا کر پوری کریں اور زکاۃ میں بھی ان کو دے سکتے ہیں مگر سال سے کم کے نہ ہوں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: جانوروں میں نسب ماں سے ہوتا ہے، تو اگر ہرن اور بکری سے بچہ پیدا ہوا تو بکریوں میں شمار ہوگا اور نصاب میں اگر ایک کی کمی ہے تو اُسے ملا کر پوری کریں گے، بکرے اور ہرنی سے ہے تو نہیں۔ یوہیں نیل گائے اور بیل سے ہے تو گائے نہیں اور نیل گائے نر اور گائے سے ہے تو گائے ہے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵: جن جانوروں کی زکاۃ واجب ہے وہ کم سے کم سال بھر کے ہوں، اگر سب ایک سال سے کم کے بچے ہوں تو زکاۃ واجب نہیں اور اگر ایک بھی اُن میں سال بھر کا ہو تو سب اسی کے تابع ہیں، زکاۃ واجب ہو جائے گی، یعنی مثلاً بکری کے چالیس بچے سال سال بھر سے کم کے خریدے تو وقتِ خریداری سے ایک سال پر زکاۃ واجب نہیں کہ اس وقت قابلِ نصاب نہ تھے بلکہ اُس وقت سے سال لیا جائے گا کہ ان میں کا کوئی سال بھر کا ہوگیا۔ یوہیں اگر اس کے پاس بقدر نصاب بکریاں تھیں اور چھ

---

1 ..... مزید آسانی کے لیے ذیل کا نقشہ ملاحظہ کیجئے: بکری کا نصاب

[illegible]	[illegible]
۴۰ سے ۱۲۰ تک	ایک بکری
۱۲۱ سے ۲۰۰ تک	دو بکریاں
۲۰۱ سے ۳۹۹ تک	تین بکریاں
۴۰۰ سے ۴۹۹ تک	چار بکریاں
پھر ہر سو پر	ایک بکری کا اضافہ

2 ..... "تنویر الأبصار" و "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲۴۳.
و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۷۸.

3 ..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲۴۳.

4 ..... المرجع السابق، ص۲۴۲.

5 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الرابع، ج۱، ص۱۷۸، وغیرہ.

مہینے گزرنے کے بعد اُن کے چالیسؔ بچے ہوئے پھر بکریاں جاتی رہیں، بچے باقی رہ گئے تو اب سال تمام پر یہ بچے قابل نصاب نہیں، لہٰذا زکاۃ واجب نہیں۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۶: اگر اُس کے پاس اونٹ، گائیں، بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پوری کرنے کے لیے خلطہ نہ کریں گے اور زکاۃ واجب نہ ہوگی۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۷: زکاۃ میں متوسط درجہ کا جانور لیا جائے گا چُن کر عمدہ نہ لیں، ہاں اُس کے پاس سب اچھے ہی ہوں تو وہی لیں اور گابھن اور وہ جانور نہ لیں جسے کھانے کے لیے فربہ کیا ہو، نہ وہ مادہ لیں جو اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے نہ بکرا لیا جائے۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: جس عمر کا جانور دینا واجب آیا وہ اس کے پاس نہیں اور اس سے بڑھ کر موجود ہے تو وہ دے دے اور جو زیادتی ہو واپس لے، مگر صدقہ وصول کرنے والے پر لے لینا واجب نہیں اگر نہ لے اور اُس جانور کو طلب کرے جو واجب آیا یا اس کی قیمت تو اُسے اس کا اختیار ہے۔ جس عمر کا جانور واجب ہوا وہ نہیں ہے اور اس سے کم عمر کا ہے تو وہی دیدے اور جو کمی پڑے اُس کی قیمت دے یا واجب کی قیمت دیدے دونوں طرح کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: گھوڑے، گدھے، خچر اگرچہ چرائی پر ہوں ان کی زکاۃ نہیں، ہاں اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمت لگا کر اُس کا چالیسواںؔ حصہ زکاۃ میں دیں۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: دو نصابوں کے درمیان جو عفو ہے اس کی زکاۃ نہیں ہوتی یعنی بعد سال تمام اگر وہ عفو ہلاک ہوجائے تو زکاۃ میں کوئی کمی نہ ہوگی اور واجب ہونے کے بعد نصاب ہلاک ہوگئی تو اس کی زکاۃ بھی ساقط ہوگئی اور ہلاک پہلے عفو کی طرف پھیریں گے، اس سے بچے تو اُس کے متصل جو نصاب ہے اس کی طرف پھر بھی بچے تو اسکے بعد وعلٰی ہذا القیاس۔ مثلاً اسّی۸۰ بکریاں تھیں چالیسؔ مرگئیں تو اب بھی ایک بکری واجب رہی کہ چالیس کے بعد دوسرا چالیس عفو ہے اور چالیس اونٹ میں پندرہ مرگئے تو بنتِ مخاض واجب ہے کہ چالیس میں چار عفو ہیں وہ نکالے، اس کے بعد چھتیس۳۶ کی نصاب ہے وہ بھی کافی نہیں، لہٰذا گیارہ اور نکالے،

---

1. "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب زكاة الخيل، ص ١٥٤.
2. "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج٣، ص٢٨٠. وغيره
3. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص٢٥١.
4. "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثاني في صدقة السوائم، الفصل الثاني، ج١، ص١٧٧.
5. "تنوير الأبصار" و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص٢٤٤، وغيره.

چھبیس رہے ان میں بنتِ مخاض کا حکم ہے بس یہی دیں گے۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۱: دو بکریاں زکاۃ میں واجب ہوئیں اور ایک فربہ بکری دی جو قیمت میں دو کی برابر ہے زکاۃ ادا ہوگئی۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: سال تمام کے بعد مالک نصاب نے نصاب خود ہلاک کر دی تو زکاۃ ساقط نہ ہوگی، مثلاً جانور کو چارا پانی نہ دیا گیا کہ مرگیا زکاۃ دینی ہوگی۔ یوہیں اگر اُس کا کسی پر قرض تھا اور وہ مقروض مالدار ہے سال تمام کے بعد اس نے معاف کر دیا تو یہ ہلاک کرنا ہے، لہٰذا زکاۃ دے اور اگر وہ نادار تھا اور اس نے معاف کر دیا تو ساقط ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: مالکِ نصاب نے سال تمام کے بعد قرض دے دیا یا عاریت دی یا مال تجارت کو مال تجارت کے بدلے بیچا اور جس کو دیا تھا اُس نے انکار کر دیا اور اُس کے پاس ثبوت نہیں یا وہ مرگیا اور ترکہ نہ چھوڑا تو یہ ہلاک کرنا نہیں، لہٰذا زکاۃ ساقط ہوگئی۔ اور اگر سال تمام کے بعد مال تجارت کو غیر مال تجارت کے عوض بیچ ڈالا یعنی اس کے بدلے میں جو چیز لی اُس سے تجارت مقصود نہیں، مثلاً خدمت کے لیے غلام یا پہننے کے لیے کپڑے خریدے یا سائمہ کو سائمہ کے بدلے بیچا اور جس کے ہاتھ بیچا اُس نے انکار کر دیا اور اس کے پاس گواہ نہیں یا وہ مرگیا اور ترکہ نہ چھوڑا تو یہ ہلاک نہیں بلکہ ہلاک کرنا ہے، لہٰذا زکاۃ واجب ہے۔ سال تمام کے بعد مال تجارت کو عورت کے مہر میں دے دیا یا عورت نے اپنی نصاب کے بدلے شوہر سے خلع لیا تو زکاۃ دینی ہوگی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: اس کے پاس روپے اشرفیاں تھیں جن پر سال گزرا مگر ابھی زکاۃ نہیں دی، ان کے بدلے تجارت کے لیے کوئی چیز خریدی اور یہ چیز ہلاک ہوگئی تو زکاۃ ساقط ہوگئی مگر جب کہ اتنی گراں[5] خریدی کہ اتنے نقصان کے ساتھ لوگ نہ خریدتے ہوں تو اُس کی اصلی قیمت پر جو کچھ زیادہ دیا ہے، اس کی زکاۃ ساقط نہ ہوگی کہ وہ ہلاک کرنا ہے اور اگر تجارت کے لیے نہ ہو، مثلاً خدمت کے لیے غلام خریدا، وہ مرگیا تو اس روپے کی زکاۃ ساقط نہ ہوگی۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: بادشاہِ اسلام نے اگرچہ ظالم یا باغی ہو، سائمہ کی زکاۃ لے لی یا عُشر وصول کر لیا اور انھیں محل پر صرف کیا تو

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲٤٦، وغیرهما.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الذهب، الجزء الأول، ص۱٥۹.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲٤۷.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲٤۸ ـ ۲٥۰.

5 ...... یعنی مہنگی۔

6 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ج۳، ص۲٤۸.

اعادہ کی حاجت نہیں اور محل پر صرف نہ کیا تو اعادہ کیا جائے اور خراج لے لیا تو مطلقاً اعادہ کی حاجت نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۶ مُصدِّق (زکاۃ وصول کرنے والے) کے سامنے سائمہ بیچ ڈالا تو مُصدِّق کو اختیار ہے چاہے بقدر زکاۃ اس میں سے قیمت لے لے اور اس صورت میں بیع تمام ہوگئی اور چاہے جو جانور واجب ہوا وہ لے لے اور اس وقت جو لیا اس کے حق میں بیع باطل ہوگی اور اگر مُصدِّق وہاں موجود نہ تھا بلکہ اس وقت آیا کہ مجلس عقد سے وہ دونوں جُدا ہوگئے تو اب جانور نہیں لے سکتا، جو جانور واجب ہوا، اُس کی قیمت لے لے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ جس غلّہ پر عشر واجب ہوا اُسے بیچ ڈالا تو مُصدِّق کو اختیار ہے چاہے بائع[3] سے اس کی قیمت لے یا مشتری[4] سے اُتنا غلّہ واپس لے، بیع اس کے سامنے ہوئی ہو یا دونوں کے جُدا ہونے کے بعد مُصدِّق آیا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸ اسّی ۸۰ بکریاں ہیں تو ایک بکری زکاۃ کی ہے، یہ نہیں کیا جاسکتا کہ چالیس۴۰ چالیس۴۰ کے دو۲ گروہ کر کے دو۲ زکاۃ میں لیں اور اگر دو۲ شخصوں کی چالیس۴۰ چالیس۴۰ بکریاں ہیں تو یہ نہیں کر سکتے کہ انھیں جمع کر کے ایک گروہ کر دیں کہ ایک ہی بکری زکاۃ میں دینی پڑے، بلکہ ہر ایک سے ایک ایک لی جائے گی۔ یوہیں اگر ایک کی اُنتالیس۳۹ ہیں اور ایک کی چالیس۴۰ تو اُنتالیس۳۹ والے سے کچھ نہ لیں گے، غرض نہ مجتمع کو متفرق کریں گے، نہ متفرق کو مجتمع۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۹ مویشی میں شرکت سے زکاۃ پر کچھ اثر نہیں پڑتا، خواہ وہ کسی قسم کی ہو۔ اگر ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکاۃ واجب اور ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب ہے، اس پر نہیں مثلاً ایک کی چالیس۴۰ بکریاں ہیں دوسرے کی تیس۳۰ تو چالیس والے پر ایک بکری تیس والے پر کچھ نہیں اگر اور کسی کی بقدر نصاب نہ ہوں مگر مجموعہ بقدر نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔[7] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۰ اسّی۸۰ بکریوں میں اکاسی۸۱ شریک ہیں، یوں کہ ایک شخص ہر بکری میں نصف کا مالک ہے اور ہر بکری کے دوسرے نصف کا ان میں سے ایک ایک شخص مالک ہے تو اُس کے سب حصوں کا مجموعہ چالیس۴۰ کے برابر ہوا اور یہ سب صرف

---

1 ...... "الدرالمختار" كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ج٣، ص٢٥٥.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث، في زكاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتى، ج١، ص١٨١.

3 ...... یعنی فروخت کرنے والے۔

4 ...... یعنی خریدنے والے۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث، في زكاة الذهب والفضة والعروض مسائل شتى، ج١، ص١٨١.

6 ...... المرجع السابق، وغيره.

7 ...... المرجع السابق.

آدھی آدھی بکری کے حصہ دار ہوئے، مگر زکاۃ کسی پر نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱ شرکت کی مویشی میں زکاۃ دی گئی تو ہر ایک پر اُس کے حصہ کی قدر ہے، جو کچھ حصہ سے زائد گیا وہ شریک سے واپس لے، مثلاً ایک کی اکتالیس ۴۱ بکریاں ہیں، دوسرے کی بیاسی ۸۲، کل ایک سو تیئس ۱۲۳ ہوئیں اور دو ۲ زکاۃ میں لی گئیں، یعنی ہر ایک سے ایک مگر چونکہ ایک ایک تہائی کا شریک ہے اور دوسرا دو کا، لہٰذا ہر بکری میں دو تہائی والے کی دو تہائیاں گئیں، جن کا مجموعہ ایک تہائی اور ایک بکری ہے اور ایک تہائی والے کی ہر بکری میں ایک ہی تہائی گئی کہ مجموعہ دو تہائیاں ہوا اور اُس پر واجب ایک بکری ہے، لہٰذا دو تہائیوں والا ایک تہائی والے سے تہائی لینے کا مستحق ہے اور اگر کل اسّی ۸۰ بکریاں ہیں، ایک دو تہائی کا شریک ہے، دوسرا ایک تہائی کا اور زکاۃ میں ایک بکری لی گئی تو تہائی کا حصہ دار اپنے شریک سے تہائی بکری کی قیمت لے کہ اس پر زکاۃ واجب نہیں۔[2] (ردالمحتار)

سونے چاندی مال تجارت کی زکاۃ کا بیان

حدیث ۱ سنن ابی داود و ترمذی میں امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''گھوڑے اور لونڈی غلام کی زکاۃ میں نے معاف فرمائی تو اب چاندی کی زکاۃ ہر چالیس درہم سے ایک درہم ادا کرو، مگر ایک سو نوّے ۱۹۰ میں کچھ نہیں، جب دو سو ۲۰۰ درہم ہوں تو پانچ درہم دو۔'' [3]

حدیث ۲ ابو داود کی دوسری روایت انھیں سے یوں ہے، کہ ہر چالیس ۴۰ درہم سے ایک درہم ہے، مگر جب تک دو سو ۲۰۰ درہم پورے نہ ہوں کچھ نہیں جب دو سو ۲۰۰ پورے ہوں تو پانچ درہم اور اس سے زیادہ ہوں تو اسی حساب سے دیں۔[4]

حدیث ۳ ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہٖ مروی، کہ دو عورتیں حاضرِ خدمتِ اقدس ہوئیں، اُن کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے، ارشاد فرمایا: ''تم اس کی زکاۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا: تو کیا تم اُسے پسند کرتی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے کنگن پہنائے، عرض کی نہ۔ فرمایا: تو اس کی زکاۃ ادا کرو۔'' [5]

حدیث ۴ امام مالک و ابو داود و ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں فرماتی ہیں: میں سونے کے

---

1. ... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج٣، ص٢٨١.
2. ... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج٣، ص٢٨٠.
3. ... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ما جاء في زكاة الذهب والورق، الحديث: ٦٢٠، ج٢، ص١٢٢.
4. ... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في زكاة السائمة، الحديث: ١٥٧٢، ج٢، ص١٤٢.
5. ... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في زكاة الحلي، الحديث: ٦٣٧، ج٢، ص١٣٢.

زیور پہنا کرتی تھی، میں نے عرض کی یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا یہ کنز ہے (جس کے بارے میں قرآن مجید میں وعید آئی)؟ ارشاد فرمایا: ''جو اس حد کو پہنچے کہ اس کی زکاۃ ادا کی جائے اور ادا کردی گئی تو کنز نہیں۔'' [1]

حدیث ۵: امام احمد باسناد حسن اسما بنت یزید سے راوی، کہتی ہیں۔ میں اور میری خالہ حاضر خدمت اقدس ہوئیں اور ہم سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھے۔ ارشاد فرمایا: ''اس کی زکاۃ دیتی ہو، عرض کی نہیں۔ فرمایا: کیا ڈرتی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں آگ کے کنگن پہنائے، اس کی زکاۃ ادا کرو۔'' [2]

حدیث ۶: ابو داود وسمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حکم دیا کرتے کہ ''جس کو ہم بیع (تجارت) کے لیے مہیا کریں، اس کی زکاۃ نکالیں۔'' [3]

مسئلہ ۱: سونے کی نصاب بیس۲۰ مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کی دو سو۲۰۰ درم یعنی ساڑھے باون تولے یعنی وہ تولہ جس سے یہ رائج روپیہ سوا گیارہ ماشے ہے۔ سونے چاندی کی زکاۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا لحاظ نہیں، مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہو کہ اس کی کاریگری کی وجہ سے دو سو۲۰۰ درم سے زائد قیمت ہو جائے یا سونا گراں ہو کہ ساڑھے سات تولے سے کم کی قیمت دو سو درم سے بڑھ جائے، جیسے آج کل کہ ساڑھے سات تولے سونے کی قیمت چاندی کی کئی نصابیں ہوں گی، غرض یہ کہ وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکاۃ واجب نہیں قیمت جو کچھ بھی ہو۔ یوہیں سونے کی زکاۃ میں سونے اور چاندی کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی تو اس کی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا، بلکہ وزن کا اگرچہ اس میں بہت کچھ صنعت ہو جس کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی یا فرض کرو دس آنے بھر چاندی بک رہی ہے اور زکاۃ میں ایک روپیہ دیا جو سولہ آنے کا قرار دیا جاتا ہے تو زکاۃ ادا کرنے میں وہ یہی سمجھا جائے گا کہ سوا گیارہ ماشے چاندی دی، یہ چھ آنے بلکہ کچھ اُوپر جو اس کی قیمت میں زائد ہیں لغو ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: یہ جو کہا گیا کہ ادائے زکاۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں، یہ اسی صورت میں ہے کہ اُس کی جنس کی زکاۃ اُسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکاۃ چاندی سے یا چاندی کی سونے سے ادا کی تو قیمت کا اعتبار ہوگا، مثلاً سونے کی زکاۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا، اگرچہ وزن میں اس کی چاندی پندرہ روپے

1 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب الكنز ما هو؟ وزكاة الحلي، الحديث: ١٥٦٤، ج٢، ص١٣٧.

2 ..... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، من حديث أسماء ابنة يزيد، الحديث: ٢٧٦٨٥، ج١٠، ص٤٤٦.

3 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب العروض اذا كانت للتجارة هل فيها زكاة؟، الحديث: ١٥٦٢، ج٢، ص١٣٦.

4 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج٣، ص٢٦٧ ـ ٢٧٠.

پھر بھی نہ ہو۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: سونا چاندی جب کہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکاۃ چالیسواں حصہ ہے، خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا اُن کے سکے جیسے روپے اشرفیاں یا ان کی کوئی چیز بنی ہوئی خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لیے زیور، مرد کے لیے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی یا سونے چاندی کے بلا زنجیر کے بٹن یا استعمال ناجائز ہو جیسے چاندی سونے کے برتن، گھڑی، سُرمہ دانی، سلائی کہ ان کا استعمال مرد وعورت سب کے لیے حرام ہے یا مرد کے لیے سونے چاندی کا چھلا یا زیور یا سونے کی انگوٹھی یا ساڑھے چار ماشے سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی یا چند انگوٹھیاں یا کئی نگ کی ایک انگوٹھی، غرض جو کچھ ہو زکاۃ سب کی واجب ہے، مثلاً ۷ $\frac{1}{2}$ تولہ سونا ہے تو دو ماشہ زکاۃ واجب ہے یا ۵۲ تولہ ۶ ماشہ چاندی ہے تو ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو، جس کی قیمت سونے چاندی کی نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکاۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو اُن کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں، اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا زکاۃ واجب ہے اور اسباب تجارت کی قیمت اُس سکے سے لگائیں جس کا رواج وہاں زیادہ ہو، جیسے ہندوستان میں روپیہ کا زیادہ چلن ہے، اسی سے قیمت لگائی جائے اور اگر کہیں سونے چاندی دونوں کے سکوں کا یکساں چلن ہو تو اختیار ہے جس سے چاہیں قیمت لگائیں، مگر جب کہ روپے سے قیمت لگائیں تو نصاب نہیں ہوتی اور اشرفی سے ہو جاتی ہے یا بالعکس تو اُسی سے قیمت لگائی جائے جس سے نصاب پوری ہو اور اگر دونوں سے نصاب پوری ہوتی ہے مگر ایک سے نصاب کے علاوہ نصاب کا پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے، دوسرے سے نہیں تو اس سے قیمت لگائیں جس سے ایک نصاب اور نصاب کا پانچواں حصہ ہو۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۵: نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکاۃ بھی واجب ہے، مثلاً دوسو چالیس درم یعنی ۶۳ تولہ چاندی ہو تو زکاۃ میں چھ درم واجب، یعنی ایک تولہ ۶ ماشہ $\frac{1}{5}$ رتی یعنی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ۱۰ تولہ ۶ ماشہ پر ۳ ماشہ ۱ $\frac{1}{5}$ رتی بڑھائیں اور سونا نو تولہ ہو تو دو ماشہ ۵ $\frac{3}{5}$ رتی یعنی ۷ تولہ ۶ ماشہ کے بعد ہر ایک تولہ ۶ ماشہ پر ۳ $\frac{3}{5}$ رتی بڑھائیں اور پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف یعنی مثلاً نو تولہ سے ایک رتی کم اگر سونا ہے تو زکاۃ وہی ۷ تولہ ۶ ماشہ

---

1. "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۰.
2. "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۰، وغیرہ.
3. المرجع السابق، ص۲۷۰ـ۲۷۲، وغیرہ.

کی واجب ہے یعنی ۲ ماشہ۔ یوہیں چاندی اگر ۶۳ تولہ سے ایک رتی بھی کم ہے تو زکاۃ وہی ۵۲ تولہ ۶ ماشہ کی ایک تولہ ۳ ماشہ ۶ رتی واجب۔ یوہیں پانچویں حصہ کے بعد جو زیادتی ہے، اگر وہ بھی پانچواں حصہ ہے تو اُس کا چالیسواں حصہ واجب ورنہ معاف وعلٰی ہذا القیاس۔ مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۶: اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو سونا چاندی قرار دیں اور کل پر زکاۃ واجب ہے۔ یوہیں اگر کھوٹ سونے چاندی کے برابر ہو تو زکاۃ واجب اور اگر کھوٹ غالب ہو تو سونا چاندی نہیں پھر اس کی چند صورتیں ہیں۔ اگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہو کہ جُدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائے گی یا وہ ثمن میں چلتا ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہے تو ان سب صورتوں میں زکاۃ واجب ہے اور اگر ان صورتوں میں کوئی نہ ہو تو اس میں اگر تجارت کی نیت ہو تو بشرائط تجارت اُسے مال تجارت قرار دیں اور اس کی قیمت نصاب کی قدر ہو، خود یا اوروں کے ساتھ مل کر تو زکاۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷: سونے چاندی کو باہم خلط کر دیا تو اگر سونا غالب ہو، سونا سمجھا جائے اور دونوں برابر ہوں اور سونا بقدر نصاب ہے، تنہا یا چاندی کے ساتھ مل کر جب بھی سونا سمجھا جائے اور چاندی غالب ہو تو چاندی ہے، نصاب کو پہنچے تو چاندی کی زکاۃ دی جائے مگر جب کہ اس میں جتنا سونا ہے وہ چاندی کی قیمت سے زیادہ ہے تو اب بھی کُل سونا ہی قرار دیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی اور دونوں کی کامل نصابیں تو یہ ضرور نہیں کہ سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا قرار دے کر زکاۃ ادا کرے، بلکہ ہر ایک کی زکاۃ علیحدہ علیحدہ واجب ہے۔ ہاں زکاۃ دینے والا اگر صرف ایک چیز سے دونوں نصابوں کی زکاۃ ادا کرے تو اسے اختیار ہے، مگر اس صورت میں یہ واجب ہوگا کہ قیمت وہ لگائے جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہے مثلاً ہندوستان میں روپے کا چلن بہ نسبت اشرفیوں کے زیادہ ہے تو سونے کی قیمت چاندی سے لگا کر چاندی زکاۃ میں دے اور اگر دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں پھر اگر ملانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں اور اگر سونے کی قیمت کی چاندی چاندی میں ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے اور چاندی کی قیمت کا سونا سونے میں ملائیں تو نہیں ہوتی یا بالعکس تو واجب ہے کہ جس میں نصاب پوری ہو وہ کریں اور اگر دونوں

---

[1] ..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۲.

[2] ..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۳ ـ ۲۷۵.

[3] ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۵ ـ ۲۷۷.

صورت میں نصاب ہو جاتی ہے تو اختیار ہے جو چاہیں کریں مگر جب کہ ایک صورت میں نصاب پر پانچواں حصہ بڑھ جاتا ہے تو جس میں پانچواں حصہ بڑھ جائے وہی کرنا واجب ہے، مثلاً سوا چھبیس تولے چاندی ہے اور پونے چار تولے سونا، اگر پونے چار تولے سونے کی چاندی سوا چھبیس تولے آتی ہے اور سوا چھبیس تولے چاندی کا پونے چار تولے سونا آتا ہے تو سونے کو چاندی یا چاندی کو سونا جو چاہیں تصور کریں اور اگر پونے چار تولے سونے کے بدلے ۳۷ تولے چاندی آتی ہے اور سوا چھبیس تولے چاندی کا پونے چار تولے سونا نہیں ملتا تو واجب ہے کہ سونے کو چاندی قرار دیں کہ اس صورت میں نصاب ہو جاتی ہے، بلکہ پانچواں حصہ زیادہ ہوتا ہے اور اُس صورت میں نصاب بھی پوری نہیں ہوتی۔ یوہیں اگر ہر ایک نصاب سے کچھ زیادہ ہے تو اگر زیادتی نصاب کا پانچواں ہے تو اس کی بھی زکاۃ دیں اور اگر ہر ایک میں زیادتی پانچواں حصہ نصاب سے کم ہے تو دونوں ملائیں، اگر مل کر بھی کسی کی نصاب کا پانچواں حصہ نہیں ہوتا تو اس زیادتی پر کچھ نہیں اور اگر دونوں میں نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ ہو تو اختیار ہے، مگر جب کہ ایک میں نصاب ہو اور دوسرے میں پانچواں حصہ تو وہ کریں جس میں نصاب ہو اور اگر ایک میں نصاب یا پانچواں حصہ ہوتا ہے اور دوسرے میں نہیں تو وہی کرنا واجب ہے، جس سے نصاب ہو یا نصاب کا پانچواں حصہ۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۹: پیسے جب رائج ہوں اور دو سو درم چاندی[2] یا بیس مثقال سونے[3] کی قیمت کے ہوں تو ان کی زکاۃ واجب ہے[4]، اگرچہ تجارت کے لیے نہ ہوں اور اگر چلن اُٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کے لیے نہ ہوں زکاۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ قاری الہدایہ) نوٹ کی زکاۃ بھی واجب ہے، جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ثمنِ اصطلاحی[5] ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۱۰: جو مال کسی پر دَین[6] ہو، اس کی زکاۃ کب واجب ہوتی ہے اور ادا کب اس میں تین صورتیں ہیں۔ اگر دَین قوی ہو، جیسے قرض جسے عرف میں دستگرداں کہتے ہیں اور مالِ تجارت کا ثمن مثلاً کوئی مال اُس نے بہ نیتِ تجارت خریدا، اُسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچ ڈالا یا مالِ تجارت کا کرایہ مثلاً کوئی مکان یا زمین بہ نیتِ تجارت خریدی، اُسے کسی کو سکونت یا زراعت کے

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، ج۳، ص۲۷۸، وغیرھما.
2 ...... یعنی ساڑھے باون تولے۔
3 ...... یعنی ساڑھے سات تولے۔
4 ...... "فتاوی قارئ الهداية"، ص۲۹.
5 ...... یعنی وہ ثمن ہے جو درحقیقت متاع (سامان) ہے لیکن لوگوں کی اصطلاح نے اسے ثمن بنادیا۔
6 ...... یہاں دَین سے مراد مطلقاً قرض ہی نہیں، بلکہ ہر وہ مال ہے جو کسی بھی سبب سے کسی شخص کے ذمہ واجب ہو۔

لیے کرایہ پر دے دیا، یہ کرایہ اگر اُس پر دَین ہے تو دَین قوی ہوگا اور دَین قوی کی زکاۃ بحالتِ دَین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی، مگر واجب الادا اُس وقت ہے جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے، مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی واجب الادا ہے یعنی چالیس درم وصول ہونے سے ایک درم دینا واجب ہوگا اور اسّی وصول ہوئے تو دو، وعلیٰ ہذا القیاس۔ دوسرے دَین متوسط کہ کسی مالِ غیر تجارتی کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلّہ یا سواری کا گھوڑا یا خدمت کا غلام یا اور کوئی شے حاجت اصلیہ کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اس صورت میں زکاۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ دو سو درم پر قبضہ ہو جائے۔ یوہیں اگر مُورث کا دَین اُسے ترکہ میں ملا اگرچہ مالِ تجارت کا عوض ہو، مگر وارث کو دو سو درم وصول ہونے اور مُورث کی موت کو سال گزرنے پر زکاۃ دینا لازم آئے گا۔ تیسرے دَین ضعیف جو غیر مال کا بدل ہو جیسے مہر، بدل خلع، دیت، بدل کتابت یا مکان یا دوکان کہ بہ نیتِ تجارت خریدی نہ تھی اس کا کرایہ کرایہ دار پر چڑھا، اس میں زکاۃ دینا اس وقت واجب ہے کہ نصاب پر قبضہ کرنے کے بعد سال گزر جائے یا اس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کی ہے اور اس کا سال تمام ہو جائے تو زکاۃ واجب ہے۔

پھر اگر دَین قوی یا متوسط کئی سال کے بعد وصول ہو تو اگلے سال کی زکاۃ جو اس کے ذمہ دَین ہوتی رہی وہ پچھلے سال کے حساب میں اسی رقم پر ڈالی جائے گی، مثلاً عمرو پر زید کے تین سو درم دَین قوی تھے، پانچ برس بعد چالیس درم سے کم وصول ہوئے تو کچھ نہیں اور چالیس وصول ہوئے تو ایک درم دینا واجب ہوا، اب انتالیس باقی رہے کہ نصاب کے پانچویں حصہ سے کم ہے، لہٰذا باقی برسوں کی ابھی واجب نہیں اور اگر تین سو درم دَین متوسط تھے تو جب تک دو سو درم وصول نہ ہوں کچھ نہیں اور پانچ برس بعد دو سو وصول ہوئے تو اکیس واجب ہوں گے، سال اوّل کے پانچ اب سال دوم میں ایک سو پچانوے رہے ان میں سے پینتیس کہ خمس سے کم ہیں معاف ہو گئے، ایک سو ساٹھ رہے اس کے چار درم واجب لہٰذا سال سوم میں ایک سو اکانوے رہے، ان میں بھی چار درم واجب، چہارم میں ایک سو ستاسی رہے، پنجم میں ایک سو تراسی رہے ان میں بھی چار چار درم واجب، لہٰذا کل اکیس درم واجب الادا ہوئے۔[1] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ 11 اگر دَین سے پہلے سال نصاب رواں تھا تو جو دَین اثنائے سال میں کسی پر لازم آیا، اس کا سال بھی وہی قرار دیا جائے گا جو پہلے سے چل رہا ہے، وقتِ دَین سے نہیں اور اگر دَین سے پہلے اس جنس کی نصاب کا سال رواں نہ ہو تو وقتِ دَین سے شمار ہوگا۔[2] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ المال، مطلب في وجوب الزکاۃ في دین المرصد، ج۳، ص۲۸۱ ـ ۲۸۳، وغیرھما.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، مطلب في وجوب الزکاۃ في دین المرصد، ج۳ ص۲۸۳.

مسئلہ ۱۲: کسی پر دَین قوی یا متوسط ہے اور قرض خواہ کا انتقال ہوگیا تو مرتے وقت اس دَین کی زکاۃ کی وصیت ضرور نہیں کہ اس کی زکاۃ واجب الادا تھی ہی نہیں اور وارث پر زکاۃ اس وقت ہوگی جب مُورث کی موت کو ایک سال گزر جائے اور چالیس درم دَین قوی میں اور دوسو درم دَین متوسط میں وصول ہوجائیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: سال تمام کے بعد دائن نے دَین معاف کر دیا یا سال تمام سے پہلے مال زکاۃ ہبہ کر دیا تو زکاۃ ساقط ہوگئی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴: عورت نے مہر کا روپیہ وصول کرلیا سال گزرنے کے بعد شوہر نے قبل دخول طلاق دے دی تو نصف مہر واپس کرنا ہوگا اور زکاۃ پورے کی واجب ہے اور شوہر پر واپسی کے بعد سے سال کا اعتبار ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: ایک شخص نے یہ اقرار کیا کہ فلاں کا مجھ پر دَین ہے اور اُسے دے بھی دیا پھر سال بھر بعد دونوں نے کہا دَین نہ تھا تو کسی پر زکاۃ واجب نہ ہوئی۔[4] (عالمگیری) مگر ظاہر یہ ہے کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ اُس کے خیال میں دَین ہو، ورنہ اگر محض زکاۃ ساقط کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تو عنداللہ مواخذہ کا مستحق ہے۔

مسئلہ ۱۶: مالِ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے، مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت دوسو درم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قدر ہو۔[5] (عالمگیری) یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ملالیں گے۔

مسئلہ ۱۷: غلہ یا کوئی مال تجارت سال تمام پر دوسو درم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکاۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چالیسواں حصہ دے دیں اور اگر اس قیمت کی کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے جو سال تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سال تمام کے دن تر تھی اب خشک ہوگئی، جب بھی وہی قیمت لگائیں جو اس دن تھی اور اگر اس روز خشک تھی، اب بھیگ گئی تو آج کی قیمت لگائیں۔[6] (عالمگیری)

1 ... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، مطلب في وجوب الزكاة في دين المرصد، ج۳، ص۲۸۳.
2 ... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ج۳، ص۲۸۳ ـ ۲۸۵.
3 ... المرجع السابق، ص۲۸۵.
4 ... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، في مسائل شتى، ج۱، ص۱۸۲.
5 ... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۷۹.
6 ... المرجع السابق، ص۱۷۹ـ۱۸۰.

مسئلہ ۱۸: قیمت اس جگہ کی ہونی چاہیے جہاں مال ہے اور اگر مال جنگل میں ہو تو اُس کے قریب جو آبادی ہے وہاں جو قیمت ہو اس کا اعتبار ہے۔[1] (عالمگیری) ظاہر یہ ہے کہ یہ اس مال میں ہے جس کی جنگل میں خریداری نہ ہوتی ہو اور اگر جنگل میں خریدا جاتا ہو، جیسے لکڑی اور وہ چیزیں جو وہاں پیدا ہوتی ہیں تو جب تک مال وہاں پڑا ہے، وہیں کی قیمت لگائی جائے۔

مسئلہ ۱۹: کرایہ پر اٹھانے کے لیے دیگیں ہوں، اُن کی زکاۃ نہیں۔ یوہیں کرایہ کے مکان کی۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: گھوڑے کی تجارت کرتا ہے، جُھول[3] اور لگام اور رسیاں وغیرہ اس لیے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو اُن کی زکاۃ نہیں اور اگر اس لیے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکاۃ دے۔ نان بائی نے روٹی پکانے کے لیے لکڑیاں خریدیں یا روٹی میں ڈالنے کو نمک خریدا تو ان کی زکاۃ نہیں اور روٹی پر چھڑ کنے کو تل خریدے تو تلوں کی زکاۃ واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: ایک شخص نے اپنا مکان تین سال کے لیے تین سو درم سال کے کرایہ پر دیا اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے اور جو کرایہ میں آتا ہے، سب کو محفوظ رکھتا ہے تو آٹھ مہینے گزرنے پر نصاب کا مالک ہو گیا کہ آٹھ ماہ میں دو سو درم کرایہ کے ہوئے، لہٰذا آج سے سال زکاۃ شروع ہوگا اور سال پورا ہونے پر پانسو۵۰۰ درم کی زکاۃ دے کہ بیس ماہ کا کرایہ پانسو ہوا، اب اس کے بعد ایک سال اور گزرا تو آٹھ سو۸۰۰ کی زکاۃ دے، مگر سال اوّل کی زکاۃ کے ساڑھے بارہ درم کم کیے جائیں۔[5] (عالمگیری) بلکہ آٹھ سو میں چالیس کم کی زکاۃ واجب ہوگی کہ چالیس سے کم کی زکاۃ نہیں بلکہ عفو ہے۔

مسئلہ ۲۲: ایک شخص کے پاس صرف ایک ہزار درم ہیں اور کچھ مال نہیں، اس نے سو درم سالانہ کرایہ پر دس۱۰ سال کے لیے مکان لیا اور وہ کُل روپے مالک مکان کو دے دیے تو پہلے سال میں نوسو کی زکاۃ دے کہ سو کرایہ میں گئے، دوسرے سال آٹھ سو کی بلکہ پہلے سال کی زکاۃ کے ساڑھے بائیس درم آٹھ سو میں سے کم کر کے باقی کی زکاۃ دے۔ اسی طرح ہر سال میں سو روپے اور سال گزشتہ کی زکاۃ کے روپے کم کر کے باقی کی زکاۃ اُس کے ذمہ ہے اور مالک مکان کے پاس بھی اگر اس کرایہ کے ہزار کے سوا کچھ نہ ہو تو دو سال تک کچھ نہیں۔ دو سال گزرنے پر اب دو سو کا مالک ہوا، تین برس پر تین سو کی زکاۃ دے۔ یوہیں ہر سال سو درم کی زکاۃ بڑھتی جائے گی، مگر اگلی برسوں کی مقدار زکاۃ کم کرنے کے بعد باقی کی زکاۃ واجب ہوگی۔ صورت مذکورہ

1 ..... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث في زکاۃ الذھب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۸۰.

2 ..... المرجع السابق.

3 ..... یعنی گھوڑے کے اوپر ڈالنے کا کپڑا۔

4 ..... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب الثالث في زکاۃ الذھب والفضة والعروض، الفصل الثاني، ج۱، ص۱۸۰.

5 ..... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الزکاۃ، في مسائل شتی، ج۱، ص۱۸۱.

میں اگر اس قیمت کی کنیز کرایہ میں دی تو کرایہ دار پر کچھ واجب نہیں اور مالکِ مکان پر اُسی طرح وجوب ہے، جو درم کی صورت میں ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: تجارت کے لیے غلام قیمتی دوسو درم کا دوسو میں خریدا اور ثمن بائع کو دے دیا، مگر غلام پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا، اب وہ بائع کے یہاں مر گیا تو بائع و مشتری دونوں پر دو دو سو کی زکاۃ واجب ہے اور اگر غلام دوسو درم سے کم قیمت کا تھا اور مشتری نے دوسو پر لیا تو بائع دوسو کی زکاۃ دے اور مشتری پر کچھ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: خدمت کا غلام ہزار روپے میں بیچا اور ثمن پر قبضہ کر لیا، سال بھر بعد وہ غلام عیب دار نکلا اس بنا پر واپس ہوا، قاضی نے واپسی کا حکم دیا ہو یا اُس نے خود اپنی خوشی سے واپس لے لیا ہو تو ہزار کی زکاۃ دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: روپے کے عوض کھانا غلہ کپڑا وغیرہ فقیر کو دے کر مالک کر دیا تو زکاۃ ادا ہو جائے گی، مگر اس چیز کی قیمت جو بازار بھاؤ سے ہوگی وہ زکاۃ میں سمجھی جائے، بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے یا گاؤں سے منگوایا تو کرایہ اور چونگی وضع نہ کریں گے یا پکوا کر دیا تو پکوائی یا لکڑیوں کی قیمت مُجرا نہ کریں، بلکہ اس پکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہو اس کا اعتبار ہے۔[4] (درمختار، عالمگیری)

عاشر کا بیان

مسئلہ ۱: عاشر اُس کو کہتے ہیں جسے بادشاہِ اسلام نے راستہ پر مقرر کر دیا ہو کہ تجار[5] جو اموال لے کر گزریں، اُن سے صدقات وصول کرے۔ عاشر کے لیے شرط یہ ہے کہ مسلمان حُر[6] غیر ہاشمی ہو، چور اور ڈاکوؤں سے مال کی حفاظت پر قادر ہو۔[7] (بحر)

مسئلہ ۲: جو راہ گیر یہ کہے کہ میرے اس مال پر نیز گھر میں جو موجود ہے کسی پر سال نہیں گزرا یا کہتا ہے کہ میں نے اس میں تجارت کی نیت نہیں کی یا کہے یہ میرا مال نہیں بلکہ میرے پاس امانت یا بطور مضاربت ہے، بشرطیکہ اس میں اتنا نفع نہ ہو کہ اس

---

1 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، في مسائل شتى، ج ۱، ص ۱۸۱ ـ ۱۸۲.

2 ..... المرجع السابق، ص ۱۸۲.

3 ..... المرجع السابق.

4 ..... المرجع السابق، ص ۱۸۰، "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج ۳، ص ۲۰٤.

5 ..... یعنی تجارت کرنے والے۔ 6 ..... یعنی جو غلام نہ ہو۔

7 ..... "البحر الرائق"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج ۲، ص ٤۰۲.

کا حصہ نصاب کو پہنچ جائے یا اپنے کو مزدور یا مکاتب یا ماذون بتائے یا اتنا ہی کہے کہ اس مال پر زکاۃ نہیں، اگرچہ وجہ نہ بتائے یا کہے مجھ پر دَین ہے جو مال کے برابر ہے یا اتنا ہے کہ اُسے نکالیں تو نصاب باقی نہ رہے یا کہے دوسرے عاشر کو دے دیا ہے اور جس کو دینا بتاتا ہے واقع میں وہ عاشر ہے اور اس عاشر کو بھی اس کا عاشر ہونا معلوم ہو یا کہے شہر میں فقیروں کو زکاۃ دے دی اور اپنے بیان پر حلف کرے تو اُس کا قول مان لیا جائے گا، اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اس سے رسید طلب کریں کہ رسید کبھی جعلی ہوتی ہے اور کبھی غلطی سے رسید نہیں لی جاتی اور کبھی گم ہو جاتی ہے اور اگر رسید پیش کی اور اس میں اس عاشر کا نام نہیں جسے اُس نے بتایا، جب بھی حلف لے کر اُس کا قول مان لیں گے اور اگر چند سال گزرنے پر معلوم ہوا کہ اُس نے جھوٹ کہا تھا تو اب اُس سے زکاۃ لی جائے گی۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر اس مال پر سال نہیں گزرا مگر اس کے مکان پر جو مال ہے اس پر سال گزر گیا ہے اور اس مال کو اس مال کے ساتھ ملا سکتے ہوں تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ یوہیں اگر ایسے عاشر کو دینا بتائے جو اُسے معلوم نہیں یا کہے کسی بدمذہب کو زکاۃ دے دی یا کہے شہر میں فقیر کو نہیں دی بلکہ شہر سے باہر جا کر دی تو ان سب صورتوں میں اس کا قول نہ مانا جائے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: سائمہ اور اموال باطنہ میں اس کا قول نہیں مانا جائے گا اور جن امور میں مسلمان کا قول مانا جاتا ہے، ذمی کافر کا بھی مان لیا جائے گا، مگر اس صورت میں کہ شہر میں فقیر کو دینا بتائے تو اس کا قول معتبر نہیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: حربی کافر کا قول بالکل معتبر نہیں، اگرچہ جو کچھ کہتا ہے اُس پر گواہ پیش کرے اور اگر کنیز کو ام ولد بتائے یا غلام کو اپنا لڑکا کہے اور اس کی عمر اس قابل ہو کہ یہ اس کا لڑکا ہو سکتا ہے یا کہے میں نے دوسرے کو دے دیا ہے اور جسے بتاتا ہے وہ وہاں موجود ہے تو ان امور میں حربی کا بھی قول مان لیا جائے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جو شخص دو سو درم سے کم کا مال لے کر گزرا تو عاشر اُس سے کچھ نہ لے گا، خواہ وہ مسلمان ہو یا ذمی یا حربی، خواہ اُس کے گھر میں اور مال ہونا معلوم ہو یا نہیں۔[5] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الرابع فيمن يمر على العاشر، ج۱، ص۱۸۳.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، مطلب: لاتسقط الزكاة... إلخ، ج۳، ص۲۸۹ ـ ۲۹۱.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، مطلب: لاتسقط الزكاة... إلخ، ج۳، ص۲۹۰.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج۳، ص۲۹۱.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج۳، ص۲۹۳.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الرابع فيمن يمر على العاشر، ج۱، ص۱۸۳.

مسئلہ ۷: مسلمان سے چالیسواں حصہ لیا جائے اور ذمّی سے بیسواں اور حربی سے دسواں حصہ۔[1] (تنویر) حربی سے دسواں حصہ لینا اس وقت ہے جب معلوم نہ ہو کہ حربیوں نے مسلمانوں سے کتنا لیا تھا اور اگر معلوم ہو تو جتنا انہوں نے لیا مسلمان بھی حربیوں سے اتنا ہی لیں، مگر حربیوں نے اگر مسلمانوں کا کُل مال لے لیا ہو تو مسلمان کُل نہ لیں، بلکہ اتنا چھوڑ دیں کہ اپنے ٹھکانے پہنچ جائے اور اگر حربیوں نے مسلمانوں سے کچھ نہ لیا تو مسلمان بھی کچھ نہ لیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: حربی بچے اور مکاتب سے کچھ نہ لیں گے، مگر جب مسلمانوں کے بچوں اور مکاتب سے حربیوں نے لیا ہو تو مسلمان بھی اُن سے لیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۹: ایک بار جب حربی سے لے لیا تو دوبارہ اس سال میں نہ لیں، مگر جب لینے کے بعد دارالحرب کو واپس گیا اور اب پھر دارالحرب سے آیا تو دوبارہ لیں گے۔[4] (تنویرالابصار)

مسئلہ ۱۰: حربی دارالاسلام میں آیا اور واپس گیا مگر عاشر کو خبر نہ ہوئی پھر دوبارہ دارالحرب سے آیا تو پہلی مرتبہ کا نہ لیں اور اگر مسلمان یا ذمّی کے آنے اور جانے کی خبر نہ ہوئی اور اب دوبارہ آیا تو پہلی بار کا لیں گے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: ماذون[6] کے ساتھ اگر اس کا مالک بھی ہے اور اس پر اتنا دَین نہیں، جو ذات و مال کو مستغرق[7] ہو تو عاشر اس سے لے گا۔[8] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: عاشر کے پاس ایسی چیز لے کر گزرا جو جلد خراب ہونے والی ہے، جیسے میوہ، ترکاری، خربزہ، تربز، دودھ وغیرہا، اگرچہ اُن کی قیمت نصاب کی قدر ہو مگر عشر نہ لیا جائے، ہاں اگر وہاں فقرا موجود ہوں تو لے کر فقرا کو بانٹ دے۔[9] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "تنویر الأبصار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣ ص٢٩٤.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣، ص٢٩٥.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣، ص٢٩٥.

4 ...... "تنویر الأبصار"، كتاب الزكاة، باب العاشر ج٣ ص٢٩٥.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣، ص٢٩٦.

6 ...... یعنی وہ غلام جسے اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دے دی ہو۔

7 ...... یعنی گھیرے ہوئے۔

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العاشر، ج٣، ص٢٩٩.

9 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: عاشر نے مال زیادہ خیال کر کے زکاۃ لی پھر معلوم ہوا کہ اتنے کا مال نہ تھا تو جتنا زیادہ لیا ہے سال آئندہ میں محسوب ہوگا اور اگر قصداً زیادہ لیا تو یہ زکاۃ میں محسوب نہ ہوگا کہ ظلم ہے۔[1] (خانیہ)

کان اور دفینہ کا بیان

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رکاز (کان) میں خمس ہے۔''[2]

مسئلہ ۱: کان سے لوہا، سیسہ، تانبا، پیتل، سونا چاندی نکلے، اس میں خمس (پانچواں حصہ) لیا جائے گا اور باقی پانے والے کا ہے۔ خواہ وہ پانے والا آزاد ہو یا غلام، مسلمان ہو یا ذمّی، مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ، وہ زمین جس سے یہ چیزیں نکلیں عشری ہو یا خراجی۔[3] (عالمگیری) یہ اُس صورت میں ہے کہ زمین کسی شخص کی مملوک نہ ہو، مثلاً جنگل ہو یا پہاڑ اور اگر مملوک ہے تو کُل مالکِ زمین کو دیا جائے خمس بھی نہ لیا جائے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲: فیروزہ و یاقوت و زمرد و دیگر جواہر اور سرمہ، پھٹکری، چونا، موتی میں اور نمک وغیرہ بہنے والی چیزوں میں خمس نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مکان یا دکان میں کان نکلی تو خمس نہ لیا جائے، بلکہ کُل مالک کو دیا جائے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۴: فیروزہ، یاقوت، زمرد وغیرہ جواہر سلطنت اسلام سے پیشتر کے دفن تھے اور اب نکلے تو خمس لیا جائے گا یہ مالِ غنیمت ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۵: موتی اور اس کے علاوہ جو کچھ دریا سے نکلے، اگرچہ سونا کہ پانی کی تہ میں تھا، سب پانے والے کا ہے بشرطیکہ اس میں کوئی اسلامی نشانی نہ ہو۔[8] (درمختار)

---

1. ...... "الفتاوی الخانیة"، کتاب الزکاة، فصل في اداء الزکاة، ص١٢٦.
2. ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحدود، باب جرح العجماء والمعدن... إلخ، الحدیث: ١٧١٠، ص٩٤٠.
3. ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب الخامس في المعادن و الرکاز، ج١، ص١٨٤.
4. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج٣، ص٣٠٥.
5. ...... المرجع السابق، ص٣٠١.
6. ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب الرکاز، ج٣، ص٣٠٥.
7. ...... المرجع السابق، ص٣٠٦.
8. ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۶: جس دفینہ[1] میں اسلامی نشانی پائی جائے خواہ وہ نقد ہو یا ہتھیار یا خانہ داری کے سامان وغیرہ، وہ پڑے مال کے حکم میں ہے یعنی مسجدوں، بازاروں میں اس کا اعلان اتنے دنوں تک کرے کہ ظن غالب ہو جائے، اب اس کا تلاش کرنے والا نہ ملے گا پھر مساکین کو دے دے اور خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں لائے اور اگر اس میں کفر کی علامت ہو، مثلاً بُت کی تصویر ہو یا کافر بادشاہ کا نام اس پر لکھا ہو، اُس میں سے خمس لیا جائے، باقی پانے والے کو دیا جائے، خواہ اپنی زمین میں پائے یا دوسرے کی زمین میں یا مباح زمین میں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حربی کافر نے دفینہ نکالا تو اُسے کچھ نہ دیا جائے اور جو اُس نے لے لیا ہے واپس لیا جائے، ہاں اگر بادشاہِ اسلام کے حکم سے کھود کر نکالا تو جو ٹھہرا ہے وہ دیں گے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: دفینہ نکالنے میں دو شخصوں نے کام کیا تو خمس کے بعد باقی اُسے دیں گے جس نے پایا، اگرچہ دونوں نے شرکت کے ساتھ کام کیا ہے کہ یہ شرکت فاسدہ ہے اور اگر شرکت کی صورت میں دونوں نے پایا اور یہ نہیں معلوم کہ کتنا کس نے پایا تو نصف نصف کے شریک ہیں اور اس صورت میں اگر ایک نے پایا اور دوسرے نے مدد کی تو وہ پانے والے کا ہے اور مددگار کو کام کی مزدوری دی جائے گی اور اگر دفینہ نکالنے پر مزدور رکھا تو جو برآمد ہوگا مزدور کو ملے گا، مستاجر کو کچھ نہیں کہ یہ اجارۂ فاسد[4] ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: دفینہ میں نہ اسلامی علامت ہے، نہ کفر کی تو زمانۂ کفر کا قرار دیا جائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: صحرائے دارالحرب میں سے جو کچھ نکالا معدنی ہو یا دفینہ اُس میں خمس نہیں، بلکہ کُل پانے والے کو ملے گا اور اگر بہت سے لوگ بطور غلبہ کے نکال لائے تو اس میں خمس لیا جائے گا کہ یہ غنیمت ہے۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: مسلمان دارالحرب میں امن لے کر گیا اور وہاں کسی کی مملوک زمین سے خزانہ یا کان نکالی تو مالکِ زمین کو واپس دے اور اگر واپس نہ کیا بلکہ دارالاسلام میں لے آیا تو یہی مالک ہے مگر مِلک خبیث ہے، لہٰذا تصدق کرے اور بیچ ڈالا تو

---

1 ..... یعنی دفن کیے ہوا مال۔

2 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ج۳، ص۳۰۷.

3 ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الخامس في المعادن والرکاز، ج۱، ص۱۸٤.

4 .....

5 ..... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ج۳، ص۳۰۸.

6 ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الخامس في المعادن والرکاز، ج۱، ص۱۸۵.

7 ..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ج۳، ص۳۰۹.

بیع صحیح ہے، مگر خریدار کے لیے بھی خبیث ہے اور اگر امان لے کر نہیں گیا تھا تو یہ مال اس کے لیے حلال ہے، نہ واپس کرے نہ اس میں خمس لیا جائے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۴: خمس مساکین کا حق ہے کہ بادشاہِ اسلام اُن پر صرف کرے اور اگر اُس نے بطور خود مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے، بادشاہِ اسلام کو خبر پہنچے تو اُسے برقرار رکھے اور اُس کے تصرف کو نافذ کر دے اور اگر یہ خود مسکین ہے تو بقدرِ حاجت اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر خمس نکالنے کے بعد باقی دو سو درم کی قدر ہے تو خُمس اپنے صرف میں نہیں لاسکتا کہ اب یہ فقیر نہیں ہاں اگر مدیُون ہو کہ دَین نکالنے کے بعد دو سو درم کی قدر باقی نہیں رہتا تو خُمس اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر ماں باپ یا اولاد جو مساکین ہیں، اُن کو خُمس دیدے تو یہ بھی جائز ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

زراعت اور پھلوں کی زکاۃ

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ ﴾[3]

کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔

حدیث ۱: صحیح بخاری شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس زمین کو آسمان یا چشموں نے سیراب کیا یا عشری ہو یعنی نہر کے پانی سے اسے سیراب کرتے ہوں، اُس میں عشر ہے اور جس زمین کے سیراب کرنے کے لیے جانور پر پانی لاد کر لاتے ہوں، اُس میں نصف عشر[4] یعنی بیسواں حصہ۔''

حدیث ۲: ابن نجار انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: کہ ''ہر اُس شے میں جسے زمین نے نکالا، عشر یا نصف عشر ہے۔''[5]

مسائل فقہیہ

زمین تین قسم ہے:

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ج۳، ص۳۰۹.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ج۳، ص۳۱۱.

3 ...... پ۸، الانعام: ۱٤۱.

4 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الزکاۃ، باب في العشر فیما من ماء السماء... الخ، الحدیث: ۱٤۸۳، ج۱، ص۵۰۱.

5 ...... "کنز العمال"، کتاب الزکاۃ، زکاۃ النبات والفواکه، الحدیث: ۱۵۸۷۳، ج٦، ص۱٤۰.

(۱) عشری۔ (۲) خراجی۔ (۳) نہ عشری، نہ خراجی۔

اوّل وسوم دونوں کا حکم ایک ہے یعنی عشر دینا۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی زمینیں خراجی نہ سمجھی جائیں گی، جب تک کسی خاص زمین کی نسبت خراجی ہونا دلیل شرعی سے ثابت نہ ہولے۔ عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدین پر تقسیم ہوگئی یا وہاں کے لوگ خود بخود مسلمان ہوگئے، جنگ کی نوبت نہ آئی یا عشری زمین کے قریب پڑتی تھی، اسے کاشت میں لایا یا اُس پڑتی کو کھیت بنایا جو عشری وخراجی دونوں سے قرب وبعد کی یکساں نسبت رکھتی ہے یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا یا خراجی وعشری دونوں سے یا مسلمان نے اپنے مکان کو باغ یا کھیت بنالیا اور اسے عشری پانی سے سیراب کرتا ہے۔ یا عشری وخراجی دونوں سے یا عشری زمین کا فر ذمّی نے خریدی، مسلمان نے شفعہ میں اُسے لے لیا یا بیع فاسد ہوگئی یا خیار شرط یا خیار رویت کی وجہ سے واپس ہوئی یا خیار عیب [1] کی وجہ سے قاضی کے حکم سے واپس ہوئی۔

اور بہت صورتوں میں خراجی ہے مثلاً فتح کرکے وہیں والوں کو احسان کے طور پر واپس دی یا دوسرے کافروں کو دے دی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح کیا گیا یا ذمّی نے مسلمان سے عشری زمین خرید لی یا خراجی زمین مسلمان نے خریدی یا ذمّی نے بادشاہ اسلام کے حکم سے بنجر کو آباد کیا یا بنجر زمین ذمّی کو دے دی گئی یا اسے مسلمان نے آباد کیا اور وہ خراجی زمین کے پاس تھی یا اسے خراجی پانی سے سیراب کیا۔ خراجی زمین اگرچہ عشری پانی سے سیراب کی جائے، خراجی ہی رہے گی

اور خراجی وعشری دونوں نہ ہوں، مثلاً مسلمانوں نے فتح کرکے اپنے لیے قیامت تک کے لیے باقی رکھی یا اس زمین کے مالک مرگئے اور زمین بیت المال کی مِلک ہوگئی۔

مسئلہ ۱: خراج دو قسم ہے:

(۱) خراج مقاسمہ کہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا یا تہائی یا چوتھائی وغیرہا مقرر ہو، جیسے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودِ خیبر پر مقرر فرمایا تھا۔ اور

(۲) خراج مُوَظَّف کہ ایک مقدار معیّن لازم کر دی جائے خواہ روپے، مثلاً سالانہ دو روپے بیگھہ یا کچھ اور جیسے فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا۔

مسئلہ ۲: اگر معلوم ہو کہ سلطنت اسلامیہ میں اتنا خراج مقرر تھا تو وہی دیں، بشرطیکہ خراج موظف میں جہاں جہاں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقدار منقول ہے، اس پر زیادت نہ ہو اور جہاں منقول نہیں اس میں نصف پیداوار سے زیادہ

[1] ..... بیع فاسد، خیار شرط، خیار رویت اور خیار عیب کی تفصیلی معلومات کے لیے بہارِ شریعت حصہ ۱۱، ملاحظہ فرمائیں۔

نہ ہو۔ یو ہیں خراج مقاسمہ میں نصف سے زیادت نہ ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ زمین اُتنے دینے کی طاقت بھی رکھتی ہو۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: اگر معلوم نہ ہو کہ سلطنتِ اسلام میں کیا مقرر تھا تو جہاں جہاں فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مقرر فرمادیا ہے، وہ دیں اور جہاں مقرر نہ فرمایا ہو نصف دیں۔[2] (فتاوٰی رضویہ)

مسئلہ ۴: فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ مقرر فرمایا تھا کہ ہر قسم کے غلّہ میں فی جریب ایک درم اور اُس غلّہ کا ایک صاع اور خربوزے، تربوز کی پالیز اور کھیرے، ککڑی، بیگن وغیرہ ترکاریوں میں فی جریب پانچ درم انگور و خرما کے گھنے باغوں میں جن کے اندر زراعت نہ ہوسکے۔ دس درم پھر زمین کی حیثیت اور اس شخص کی قدرت کا اعتبار ہے، اس کا اعتبار نہیں کہ اُس نے کیا بویا یعنی جو زمین جس چیز کے بونے کے لائق ہے اور یہ شخص اُس کے بونے پر قادر ہے تو اس کے اعتبار سے خراج ادا کرے، مثلاً انگور بوسکتا ہے تو انگور کا خراج دے، اگرچہ گیہوں بوئے اور گیہوں کے قابل ہے تو اس کا خراج ادا کرے اگرچہ جَو بوئے۔ جریب کی مقدار انگریزی گز سے ۳۵ گز طول، ۳۵ گز عرض ہے اور صاع دوسو اٹھاسی ۲۸۸ روپیہ بھر اور دس درم کے ۲؍۹ ۳/۵ پائی پانچ درم ۱؍۴ ۴/۵ پائی اور ایک درم ۴؍۵ ۱۹/۲۵ پائی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو، وہاں کے لوگ بطورِ خود فقرا وغیرہ جو مصارفِ خراج ہیں، اُن پر صرف کریں۔

مسئلہ ۶: عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اُس پیداوار کی زکاۃ فرض ہے اور اس زکاۃ کا نام عشر ہے یعنی دسواں حصہ کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے، اگرچہ بعض صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ لیا جائے گا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: عشر واجب ہونے کے لیے عاقل، بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۸: خوشی سے عشر نہ دے تو بادشاہِ اسلام جبراً لے سکتا ہے اور اس صورت میں بھی عشر ادا ہوجائے گا، مگر ثواب کا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الجهاد، باب العشر و الخراج و الجزية، مطلب في خراج المقاسمة، ج٦، ص٢٩٢ ـ ٢٩٤.

2 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٢٣٨.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الجهاد، باب العشر و الخراج و الجزية، ج٦، ص٢٩٢.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار، ج١، ص١٨٥.

5 ...... المرجع السابق، وغيره.

مستحق نہیں اور خوشی سے ادا کرے تو ثواب کا مستحق ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۹: جس پر عشر واجب ہوا، اُس کا انتقال ہوگیا اور پیداوار موجود ہے تو اس میں سے عشر لیا جائے گا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: عشر میں سال گزرنا بھی شرط نہیں، بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اس میں نصاب بھی شرط نہیں، ایک صاع بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ شرط بھی نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ شرط بھی نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو یہاں تک کہ مکاتب و ماذون نے کاشت کی تو اس پیداوار پر بھی عشر واجب ہے، بلکہ وقفی زمین میں زراعت ہوئی تو اس پر بھی عشر واجب ہے، خواہ زراعت کرنے والے اہل وقف ہوں یا اُجرت پر کاشت کی۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: جو چیزیں ایسی ہوں کہ اُن کی پیداوار سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود نہ ہو اُن میں عشر نہیں، جیسے ایندھن، گھاس، نرکل، سنیٹھا، جھاؤ، کھجور کے پتے، خطمی، کپاس، بینگن کا درخت، خربزہ، تربز، کھیرا، ککڑی کے بیج۔ یوہیں ہر قسم کی ترکاریوں کے بیج کہ اُن کی کھیتی سے ترکاریاں مقصود ہوتی ہیں، بیج مقصود نہیں ہوتے۔ یوہیں جو بیج دوا ہیں مثلاً کندر، میتھی، کلونجی اور اگر نرکل، گھاس، بید، جھاؤ وغیرہ سے زمین کے منافع حاصل کرنا مقصود ہو اور زمین ان کے لیے خالی چھوڑ دی تو اُن میں بھی عشر واجب ہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے، اس میں عُشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے[6] یا ڈول سے ہو، اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی مِلک ہے، اُس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے اور اگر وہ کھیت کچھ دنوں مینھ کے پانی سے سیراب کیا جاتا ہے

---

1. "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب السادس في زکاة الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۵، وغیره.
2. المرجع السابق.
3. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج۳، ص۳۱۳.
4. المرجع السابق.
5. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب العشر، ج۳، ص۳۱۵، وغیرهما.
6. یعنی چمڑے کا بڑا ڈول۔

اور کچھ دنوں ڈول چرسے سے تو اگر اکثر مینھ[1] کے پانی سے کام لیا جاتا ہے اور کبھی کبھی ڈول چرسے سے تو عشر واجب ہے، ورنہ نصف عشر۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں شہد ہوا، اس پر عشر واجب ہے۔ یوہیں پہاڑ اور جنگل کے پھلوں میں بھی عشر واجب ہے، بشرطیکہ بادشاہِ اسلام نے حربیوں اور ڈاکوؤں اور باغیوں سے اُن کی حفاظت کی ہو، ورنہ کچھ نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵: گیہوں، جَو، جوار، باجرا، دھان[4] اور ہر قسم کے غلّے اور السی، کسم، اخروٹ، بادام اور ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنا، خربزہ، تربز، کھیرا، ککڑی، بیگن اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے[5] تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: جس چیز میں عشر یا نصف عشر واجب ہوا اس میں کُل پیداوار کا عشر یا نصف عشر لیا جائے گا، یہ نہیں ہوسکتا کہ مصارف زراعت، ہل بیل، حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والوں کی اُجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، یہاں تک کہ عشری زمین مسلمان سے ذمّی نے خریدلی اور قبضہ بھی کرلیا تو اب ذمّی سے عشر نہیں لیا جائے گا بلکہ خراج لیا جائے گا اور مسلمان نے ذمّی سے خراجی زمین خریدی تو یہ خراجی ہی رہے گی۔ اُس مسلمان سے اس زمین کا عشر نہ لیں گے بلکہ خراج لیا جائے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: ذمّی نے مسلمان سے عشری زمین خریدی پھر کسی مسلمان نے شفعہ میں وہ زمین لے لی یا کسی وجہ سے بیع فاسد ہوگئی تھی اور بائع کے پاس واپس ہوئی یا بائع کو خیارِ شرط تھا یا کسی کو خیارِ رویت تھا اس وجہ سے واپس ہوئی یا مشتری کو خیارِ عیب

---

1 ...... بارش۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۱۳ ۔ ۳۱۶.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۱۱ ۔ ۳۱۲.

4 ...... چاول۔

5 ...... مثلاً دس مَن میں ایک مَن، دس سیر میں ایک سیر یا دس پھل میں ایک پھل۔

6 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۶.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مهم: في حکم اراضي مصر... إلخ، ج۳، ص۳۱۷.

8 ...... المرجع السابق، ص۳۱۸.

تھا اور حکم قاضی سے واپس ہوئی، ان سب صورتوں میں پھر عشری ہی ہے اور اگر خیارِ عیب میں بغیر حکم قاضی واپس ہوئی تو اب خراجی ہی رہے گی۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: مسلمان نے اپنے گھر کو باغ بنالیا، اگر اس میں عشری پانی دیتا ہے تو عشری ہے اور خراجی پانی دیتا ہے تو خراجی اور دونوں قسم کے پانی دیتا ہے، جب بھی عشری اور ذمّی نے اپنے گھر کو باغ بنایا تو مطلقاً خراج لیں گے۔ آسمان اور کوئیں اور چشمہ اور دریا کا پانی عشری ہے اور جو نہر عجمیوں نے کھودی اس کا پانی خراجی ہے۔ کافروں نے کوآں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا یا خراجی زمین میں کھودا گیا وہ بھی خراجی ہے۔[2] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: مکان یا مقبرہ میں جو پیداوار ہو، اس میں نہ عشر ہے نہ خراج۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۱: زفت اور نفط کے چشمے عشری زمین میں ہوں یا خراجی میں اُن میں کچھ نہیں لیا جائے گا، البتہ اگر خراجی زمین میں ہوں اور آس پاس کی زمین قابل زراعت ہو تو اس زمین کا خراج لیا جائے گا، چشمہ کا نہیں اور عشری زمین میں ہوں تو جب تک آس پاس کی زمین میں زراعت نہ ہو کچھ نہیں لیا جائے گا، فقط قابلِ زراعت ہونا کافی نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۲: جو چیز زمین کی تابع ہو، جیسے درخت اور جو چیز درخت سے نکلے جیسے گوند اس میں عشر نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: عشر اس وقت لیا جائے جب پھل نکل آئیں اور کام کے قابل ہو جائیں اور فساد کا اندیشہ جاتا رہے، اگرچہ ابھی توڑنے کے لائق نہ ہوئے ہوں۔[6] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲۴: خراج ادا کرنے سے پیشتر اُس کی آمدنی کھانا حلال نہیں۔ یوہیں عشر ادا کرنے سے پیشتر مالک کو کھانا حلال نہیں، کھائے گا تو ضمان دے گا۔ یوہیں اگر دوسرے کو کھلایا تو اتنے کے عشر کا تاوان دے اور اگر یہ ارادہ ہے کہ کل کا عشر ادا کر دے گا تو کھانا حلال ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مھم: في حکم اراضي مصر... إلخ، ج۳، ص۳۱۸.

2 ..... المرجع السابق، ص۳۱۹، و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۶.

3 ..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، ج۳، ص۳۲۰.

4 ..... المرجع السابق، ص۳۲۱.

5 ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۶.

6 ..... "الجوھرۃ النیرۃ"، کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الزروع و الثمار، ص۱۶۲.

7 ..... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۷.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مھم: في حکم اراضي مصر... إلخ، ج۳، ص۳۲۱.

مسئلہ ۲۵ بادشاہِ اسلام کو اختیار ہے کہ خراج لینے کے لیے غلّہ کو روک لے مالک کو تصرف نہ کرنے دے اور اس نے کئی سال کا خراج نہ دیا ہو اور عاجز ہو تو اگلی برسوں کا معاف ہے اور عاجز نہ ہو تو لیں گے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶ زراعت پر قادر ہے اور بویا نہیں تو خراج واجب ہے اور عشر جب تک کاشت نہ کرے اور پیداوار نہ ہو واجب نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۷ کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا ٹیری کھا گئی یا پالے اور لُو سے جاتی رہی تو عشر وخراج دونوں ساقط ہیں، جب کہ کُل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے اور اگر چوپائے کھا گئے تو ساقط نہیں اور ساقط ہونے کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ اس کے بعد اس سال کے اندر اس میں دوسری زراعت طیار نہ ہو سکے اور یہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو ورنہ ساقط نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸ خراجی زمین کسی نے غصب کی اور غصب سے انکار کرتا ہے اور مالک کے پاس گواہ بھی نہیں، تو اگر کاشت کرے خراج غاصب پر ہوگا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۲۹ بیع وفا یعنی جس بیع میں یہ شرط ہو کہ بائع جب ثمن مشتری کو واپس دے گا تو مشتری مبیع پھیر دے گا تو جب خراجی زمین اس طور پر کسی کے ہاتھ بیچے اور بائع کے قبضہ میں زمین ہے تو خراج بائع پر اور مشتری کے قبضہ میں ہو اور مشتری نے بویا بھی تو خراج مشتری پر۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰ طیار ہونے سے پیشتر زراعت بیچ ڈالی تو عشر مشتری پر ہے، اگرچہ مشتری نے یہ شرط لگائی کہ پکنے تک زراعت کاٹی نہ جائے بلکہ کھیت میں رہے اور بیچنے کے وقت زراعت طیار تھی تو عشر بائع پر ہے اور اگر زمین و زراعت دونوں یا صرف زمین بیچی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا زمانہ باقی ہے کہ زراعت ہو سکے، تو خراج مشتری پر ہے ورنہ بائع پر۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضي مصر... إلخ، ج٣، ص٣٢٢.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العشر، ج٣، ص٣٢٣.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضي مصر... إلخ، ج٣، ص٣٢٣.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب العشر، ج٣، ص٣٢٣.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب العشر، مطلب مهم: في حكم اراضي مصر... إلخ، ج٣، ص٣٢٤.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۳۱ عشری زمین عاریۃً دی تو عشر کاشتکار پر ہے مالک پر نہیں اور کافر کو عاریت دی تو مالک پر عشر ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۲ عشری زمین بٹائی پر دی تو عشر دونوں پر ہے اور خراجی زمین بٹائی پر دی تو خراج مالک پر ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳ زمین جو زراعت کے لیے نقدی پر دی جاتی ہے، امام کے نزدیک اُس کا عشر زمیندار پر ہے اور صاحبین[3] کے نزدیک کاشتکار پر اور علامہ شامی نے یہ تحقیق فرمائی کہ حالت زمانہ کے اعتبار سے اب قول صاحبین پر عمل ہے۔[4]

مسئلہ ۳۴ گورنمنٹ کو جو مالگذاری دی جاتی ہے، اس سے خراج شرعی نہیں ادا ہوتا بلکہ وہ مالک کے ذمہ ہے اُس کا ادا کرنا ضروری اور خراج کا مصرف صرف لشکر اسلام نہیں، بلکہ تمام مصالح عامۂ مسلمین ہیں جن میں تعمیر مسجد وخرچ مسجد و وظیفۂ امام ومؤذن وتنخواہ مدرسینِ علمِ دین وخبر گیری طلبۂ علمِ دین وخدمتِ علمائے اہلسنت حامیانِ دین جو وعظ کہتے ہیں اور علمِ دین کی تعلیم کرتے اور فتوے کے کام میں مشغول رہتے ہوں اور پُل وسرا بنانے میں بھی صرف کیا جاسکتا ہے۔[5] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۵ عشر لینے سے پہلے غلّہ بیچ ڈالا تو مصدق کو اختیار ہے کہ عشر مشتری سے لے یا بائع سے اور اگر جتنی قیمت ہونی چاہیے اُس سے زیادہ پر بیچا تو مصدق کو اختیار ہے کہ غلّہ کا عشر لے یا ثمن کا عشر اور اگر کم قیمت پر بیچا اور اتنی کمی ہے کہ لوگ اتنے نقصان پر نہیں بیچتے تو غلّہ ہی کا عشر لے گا اور وہ غلّہ نہ رہا تو اُس کا عشر قرار دے کر بائع سے لیں یا اُس کی واجبی قیمت۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶ انگور بیچ ڈالے تو ثمن کا عشر لے اور شیرہ کرکے بیچا تو اسکی قیمت کا عشر لے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۷.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب: ھل یجب العشر علی المزارعین في الاراضی السلطانیۃ، ج۳، ص۳۲۷ - ۳۲۸.

3 ...... فقہ حنفی میں امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو کہتے ہیں۔

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب العشر، مطلب مھم: في حکم اراضی مصر وشام السلطانیۃ، ج۳، ص۳۲۵.

5 ...... "الفتاوی الرضویۃ" (الجدیدۃ)، کتاب الزکاۃ، رسالہ افصح البیان، ج۱۰، ص۲۲۳.

6 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۷.

7 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب السادس في زکاۃ الزرع والثمار، ج۱، ص۱۸۷.

مالِ زکاۃ کن لوگوں پر صرف کیا جائے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ فِی الرِّقَابِ وَ الْغٰرِمِیْنَ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِؕ-فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِؕ-وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ(۶۰) ﴾ [1]

صدقات فقرا و مساکین کے لیے ہیں اور انکے لیے جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن چھڑانے میں اور تاوان والے کے لیے اور اللہ (عزوجل) کی راہ میں اور مسافر کے لیے، یہ اللہ (عزوجل) کی طرف سے مقرر کرنا ہے اور اللہ (عزوجل) علم و حکمت والا ہے۔

حدیث ۱: سنن ابی داود میں زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ تعالیٰ نے صدقات کو نبی یا کسی اور کے حکم پر نہیں رکھا بلکہ اُس نے خود اس کا حکم بیان فرمایا اور اُس کے آٹھ حصے کیے۔'' [2]

حدیث ۲: امام احمد و ابوداود و حاکم ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''غنی کے لیے صدقہ حلال نہیں مگر پانچ شخص کے لیے:

(۱) اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنے والا یا

(۲) صدقہ پر عامل یا

(۳) تاوان والے کے لیے یا

(۴) جس نے اپنے مال سے خرید لیا ہو یا

(۵) مسکین کو صدقہ دیا گیا اور اس مسکین نے اپنے پڑوسی مالدار کو ہدیہ کیا۔'' [3] اور احمد و بیہقی کی دوسری روایت میں مسافر کے لیے بھی جواز آیا ہے۔ [4]

حدیث ۳: بیہقی نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ فرمایا: ''صدقہ مفروضہ میں اولاد اور والد کا

---

1 ..... پ ۱۰، التوبۃ: ۶۰.

2 ..... "سنن أبي داود"، کتاب الزکاۃ، باب یعطی من الصدقة وحد الغنی، الحدیث: ۱۶۳۰، ج۲، ص۱۶۵.

3 ..... "المستدرک" للحاکم، کتاب الزکاۃ، باب مقدار الغنی الذی یحرم السؤال، الحدیث: ۱۵۲۰، ج۲، ص۲۹.

4 ..... انظر: "السنن الکبری" للبیہقي، کتاب قسم الصدقات، باب العامل علی الصدقة یاخذ منها بقدر عمله... إلخ، الحدیث: ۱۳۱۶۷، ج۷، ص۲۳.

حق نہیں۔"[1]

حدیث ۴: طبرانی کبیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: "اے بنی ہاشم! تم اپنے نفس پر صبر کرو کہ صدقات آدمیوں کے دھوون ہیں۔"[2]

حدیث ۵ تا ۷: امام احمد و مسلم مطلب بن ربیعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: آلِ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے لیے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے مَیل ہیں۔"[3]

اور ابن سعد کی روایت امام حسن مجتبٰے رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: "اللہ تعالٰی نے مجھ پر اور میری اہلِ بیت پر صدقہ حرام فرما دیا۔"[4]

اور ترمذی و نسائی و حاکم کی روایت ابو رافع رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: "ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں اور جس قوم کا آزاد کردہ غلام ہو، وہ انھیں میں سے ہے۔"[5]

حدیث ۸: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ نے صدقہ کا خرما لے کر منھ میں رکھ لیا۔ اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "چھی چھی کہ اُسے پھینک دیں، پھر فرمایا: کیا تمھیں نہیں معلوم کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔"[6] طہمان و بہز بن حکیم و براء و زید بن ارقم و عمرو بن خارجہ و سلمان و عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی و میمون و کیسان و ہرمز و خارجہ بن عمرو و مغیرہ و انس وغیرہم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے بھی روایتیں ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی اہلِ بیت کے لیے صدقات ناجائز ہیں۔[7]

مسئلہ ۱: زکاۃ کے مصارف سات ہیں:

(۱) فقیر

---

1. ..."السنن الکبری"، کتاب قسم الصدقات باب المرأۃ تصرف من زکاتھا في زوجھا، الحدیث: ۱۳۲۲۹، ج۷، ص۴۵.
2. ..."المعجم الکبیر"، الحدیث: ۱۲۹۸۰، ج۱۲، ص۱۸۲.
3. ..."صحیح مسلم"، کتاب الزکاۃ، باب ترك استعمال آل النبي علی الصدقۃ، الحدیث: ۱۰۷۲، ص۵۳۹.
4. ..."الطبقات الکبری" لابن سعد، ج۱، ص۲۹۷
5. ..."جامع الترمذي"، أبواب الزکاۃ، باب ماجاء في کراھیۃ الصدقۃ للنبي صلی اللہ علیہ وسلم وأھل بیتہ وموالیہ، الحدیث: ۶۵۷، ج۲، ص۱٤۲.
6. ..."صحیح البخاري"، کتاب الزکاۃ، باب مایذکر في الصدقۃ للنبي صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ، الحدیث: ۱٤۹۱، ج۱، ص۵۰۳.
7. ...انظر: "کنز العمال"، کتاب الزکاۃ، ج۶، ص۱۹۵ ـ ۱۹۶.

(۲) مسکین

(۳) عامل

(۴) رقاب

(۵) غارم

(۶) فی سبیل اللہ

(۷) ابن سبیل۔[1]

مسئلہ ۲: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یا نصاب کی قدر ہو تو اُس کی حاجتِ اصلیہ میں مستغرق ہو، مثلاً رہنے کا مکان پہننے کے کپڑے خدمت کے لیے لونڈی غلام، علمی شغل رکھنے والے کو دینی کتابیں جو اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہوں جس کا بیان گزرا۔ یوہیں اگر مدیُون ہے اور دَین نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، تو فقیر ہے اگرچہ اُس کے پاس ایک تو کیا کئی نصابیں ہوں۔[2] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳: فقیر اگر عالم ہو تو اُسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔[3] (عالمگیری) مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مدِّنظر ہو، ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالمِ دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے۔

مسئلہ ۴: مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے اور اسے سوال حلال ہے، فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو اُسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال حرام ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: عامل وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکاۃ اور عشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا، اسے کام کے لحاظ سے اتنا دیا جائے کہ اُس کو اور اُس کے مددگاروں کا متوسط طور پر کافی ہو، مگر اتنا نہ دیا جائے کہ جو وصول کر لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے۔[5] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳۳۳ ـ ۳٤۰.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳۳۳. وغيره

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۷.

4 ...... المرجع السابق، ص۱۸۷ ـ ۱۸۸.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳۳٤ ـ ۳۳٦، وغيره.

مسئلہ ۶: عامل اگرچہ غنی ہو اپنے کام کی اُجرت لے سکتا ہے اور ہاشمی ہو تو اس کو مالِ زکاۃ میں سے دینا بھی ناجائز اور اُسے لینا بھی ناجائز ہاں اگر کسی اور مد سے دیں تو لینے میں بھی حرج نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: زکاۃ کا مال عامل کے پاس سے جاتا رہا تو اب اسے کچھ نہ ملے گا، مگر دینے والوں کی زکاتیں ادا ہوگئیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: کوئی شخص اپنے مال کی زکاۃ خود لے کر بیت المال میں دے آیا تو اُس کا معاوضہ عامل نہیں پائے گا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: وقت سے پہلے معاوضہ لے لیا یا قاضی نے دے دیا یہ جائز ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے نہ دیں اور اگر پہلے لے لیا اور وصول کیا ہوا مال ہلاک ہوگیا تو ظاہر یہ کہ واپس نہ لیں گے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: رقاب سے مراد مکاتب غلام کو دینا کہ اس مالِ زکاۃ سے بدلِ کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن رہا کرے۔[5] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱۱: غنی کے مکاتب کو بھی مالِ زکاۃ دے سکتے ہیں اگرچہ معلوم ہے کہ یہ غنی کا مکاتب ہے۔ مکاتب پورا بدلِ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوگیا اور پھر بدستور غلام ہوگیا تو جو کچھ اُس نے مالِ زکاۃ لیا ہے، اس کو مولیٰ تصرف میں لاسکتا ہے اگرچہ غنی ہو۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۲: مکاتب کو جو زکاۃ دی گئی وہ غلامی سے رہائی کے لیے ہے، مگر اب اسے اختیار ہے دیگر مصارف میں بھی خرچ کرسکتا ہے، اگر مکاتب کے پاس بقدرِ نصاب مال ہے اور بدلِ کتابت سے بھی زیادہ ہے، جب بھی زکاۃ دے سکتے ہیں مگر ہاشمی کے مکاتب کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٤.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٦.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الزکاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٧، وغیره.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الزکاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.
و "ردالمحتار"، کتاب الزکاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٧.

مسئلہ ۱۳: غارم سے مُراد مدیُون ہے یعنی اس پر اتنا دَین ہو کہ اُسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے، اگرچہ اس کا اوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو، مگر شرط یہ ہے کہ مدیُون ہاشمی نہ ہو۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: فی سبیل اللہ یعنی راہِ خدا میں خرچ کرنا اس کی چند صورتیں ہیں، مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے، سواری اور زادِراہ اُس کے پاس نہیں تو اُسے مالِ زکاۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا میں دینا ہے اگرچہ وہ کمانے پر قادر ہو یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اُس کے پاس مال نہیں اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، مگر اسے حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔

یا طالب علم کہ علمِ دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے، اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب العلم سوال کر کے بھی مالِ زکاۃ لے سکتا ہے، جب کہ اُس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کسب پر قادر ہو۔ یوہیں ہر نیک بات میں زکاۃ صَرف کرنا فی سبیل اللہ ہے، جب کہ بطورِ تملیک[2] ہو کہ بغیر تملیک زکاۃ ادا نہیں ہو سکتی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: بہت سے لوگ مالِ زکاۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں ان کو چاہیے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ یہ مالِ زکاۃ ہے تاکہ متولی اس مال کو جُدا رکھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلبہ پر صَرف کرے، کسی کام کی اُجرت میں نہ دے ورنہ زکاۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۱۶: ابن السبیل یعنی مسافر جس کے پاس مال نہ رہا زکاۃ لے سکتا ہے، اگرچہ اُس کے گھر مال موجود ہو مگر اُسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔ یوہیں اگر مالکِ نصاب کا مال کسی میعاد تک کے لیے دوسرے پر دَین ہے اور ہنوز میعاد پوری نہ ہوئی اور اب اُسے ضرورت ہے یا جس پر اُس کا آتا ہے وہ یہاں موجود نہیں یا موجود ہے مگر نادار ہے یا دَین سے منکر ہے، اگرچہ یہ ثبوت رکھتا ہو تو ان سب صورتوں میں بقدرِ ضرورت زکاۃ لے سکتا ہے، مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے۔[4] (عالمگیری، درمختار) اور اگر دَین معجّل ہے یا میعاد پوری ہوگئی اور مدیُون غنی حاضر ہے اور اقرار بھی کرتا ہے تو زکاۃ نہیں لے سکتا، کہ اُس سے لے کر اپنی ضرورت میں صَرف کر سکتا ہے لہٰذا حاجت مند نہ ہوا۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ قرض جسے عرف میں لوگ دستگرداں کہتے ہیں، شرعاً ہمیشہ معجّل ہوتا ہے کہ جب چاہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے، اگرچہ ہزار عہد و پیمان و وثیقہ و تمسک کے ذریعہ سے اس میں میعاد مقرر کی ہو کہ اتنی مدت کے بعد دیا جائے گا، اگرچہ یہ لکھ دیا ہو کہ اُس میعاد

---

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳۳۹، وغيره.

2 ..... یعنی جس کو دے، اسے مالک بنا دے۔

3 ..... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳۳۹، وغيره.

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۸.
و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳۴۰.

سے پہلے مطالبہ کا اختیار نہ ہوگا اگر مطالبہ کرے تو باطل و نامسموع ہوگا کہ سب شرطیں باطل ہیں اور قرض دینے والے کو ہر وقت مطالبہ کا اختیار ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۷: مسافر یا اس مالکِ نصاب نے جس کا اپنا مال دوسرے پر دَین ہے، بوقتِ ضرورت مالِ زکاۃ بقدرِ ضرورت لیا پھر اپنا مال مل گیا مثلاً مسافر گھر پہنچ گیا یا مالکِ نصاب کا دَین وصول ہوگیا، تو جو کچھ زکاۃ میں کا باقی ہے اب بھی اپنے صَرف میں لاسکتا ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: زکاۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان ساتوں قسموں کو دے یا ان میں کسی ایک کو دیدے، خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا ایک کو اور مالِ زکاۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے اور ایک شخص کو بقدرِ نصاب دے دینا مکروہ، مگر دے دیا تو ادا ہوگئی۔ ایک شخص کو بقدرِ نصاب دینا مکروہ اُس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیُون نہ ہو اور مدیُون ہو تو اتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں۔ یوہیں اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ نصاب یا زیادہ ہے، مگر اہل وعیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اس صورت میں بھی حرج نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: زکاۃ ادا کرنے میں یہ ضرور ہے کہ جسے دیں مالک بنا دیں، اباحت کافی نہیں، لہٰذا مالِ زکاۃ مسجد میں صَرف کرنا یا اُس سے میت کو کفن دینا یا میت کا دَین ادا کرنا یا غلام آزاد کرنا، پُل، سرا، سقایہ، سڑک بنوا دینا، نہریا کوآں کھدوا دینا ان افعال میں خرچ کرنا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا ناکافی ہے۔[4] (جوہرہ، تنویر، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: فقیر پر دَین ہے اس کے کہنے سے مالِ زکاۃ سے وہ دَین ادا کیا گیا زکاۃ ادا ہوگئی اور اگر اُس کے حکم سے نہ ہو تو زکاۃ ادا نہ ہوئی اور اگر فقیر نے اجازت دی مگر ادا سے پہلے مر گیا، تو یہ دَین اگر مالِ زکاۃ سے ادا کریں زکاۃ ادا نہ ہوگی۔[5] (درمختار) ان چیزوں میں مالِ زکاۃ صَرف کرنے کا حیلہ ہم بیان کر چکے، اگر حیلہ کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۱: (۱) اپنی اصل یعنی ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے (۲) اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہم کو زکاۃ نہیں دے سکتا۔ یوہیں صدقۂ فطر و نذر و کفارہ بھی انھیں نہیں دے سکتا۔ رہا صدقۂ نفل وہ دے

---

1 ......

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٠.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨.
و "تنوير الأبصار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤١ ـ ٣٤٣.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٢.

سکتا ہے بلکہ بہتر ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۲: زنا کا بچہ جو اُس کے نطفہ سے ہو یا وہ بچہ کہ اُس کی منکوحہ سے زمانۂ نکاح میں پیدا ہوا، مگر یہ کہہ چکا کہ میرا نہیں انھیں نہیں دے سکتا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: بہو اور داماد اور سوتیلی ماں یا سوتیلے باپ یا زوجہ کی اولاد یا شوہر کی اولاد کو دے سکتا ہے اور رشتہ داروں میں جس کا نفقہ اُس کے ذمہ واجب ہے، اُسے زکاۃ دے سکتا ہے جب کہ نفقہ میں محسوب نہ کرے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۴: ماں باپ محتاج ہوں اور حیلہ کر کے زکاۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ فقیر کو دے دے پھر فقیر انھیں دے یہ مکروہ ہے۔[4] (ردالمحتار) یوہیں حیلہ کر کے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۵: (۳) اپنے یا اپنی اصل یا اپنی فرع یا اپنے زوج یا اپنی زوجہ کے غلام یا مکاتب[5] یا مدبّر[6] یا ام ولد[7] یا اُس غلام کو جس کے کسی جُز کا یہ مالک ہو، اگرچہ بعض حصہ آزاد ہو چکا ہو زکاۃ نہیں دے سکتا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: (۴) عورت شوہر کو (۵) اور شوہر عورت کو زکاۃ نہیں دے سکتا، اگرچہ طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو، جب تک عدّت میں ہے اور عدّت پوری ہوگئی تو اب دے سکتا ہے۔[9] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: (۶) جو شخص مالک نصاب ہو (جبکہ وہ چیز حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو یعنی مکان، سامان خانہ داری، پہننے کے کپڑے، خادم، سواری کا جانور، ہتھیار، اہل علم کے لیے کتابیں جو اس کے کام میں ہوں کہ یہ سب حاجتِ اصلیہ سے ہیں اور وہ چیز ان کے علاوہ ہو، اگرچہ اس پر سال نہ گزرا ہو اگرچہ وہ مال نامی نہ ہو) ایسے کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳٤٤ وغيره.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳٤٤.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳٤٤.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... یعنی آقا اپنے غلام سے مال کی ایک مقدار مقرر کر کے یہ کہہ دے کہ اتنا ادا کردے تو آزاد ہے اور غلام اس کو قبول بھی کرلے۔

6 ...... یعنی وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

7 ...... یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔
تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصہ ۹ میں مدبّر، مکاتب اور ام ولد کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۹.

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳٤٥.

اور نصاب سے مراد یہاں یہ ہے کہ اُس کی قیمت دو۲۰۰ سو درم ہو، اگر چہ وہ خود اتنی نہ ہو کہ اُس پر زکاۃ واجب ہو مثلاً چھ تولے سونا جب دو۲۰۰ سو درم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہے اگر چہ اُس پر زکاۃ واجب نہیں کہ سونے کی نصاب ساڑھے سات تولے ہے مگر اس شخص کو زکاۃ نہیں دے سکتے یا اس کے پاس تیس بکریاں یا بیس گائیں ہوں جن کی قیمت دو۲۰۰ سو درم ہے اسے زکاۃ نہیں دے سکتا، اگر چہ اس پر زکاۃ واجب نہیں یا اُس کے پاس ضرورت کے سوا اسباب ہیں جو تجارت کے لیے بھی نہیں اور وہ دو۲۰۰ سو درم کے ہیں تو اسے زکاۃ نہیں دے سکتے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: صحیح تندرست کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگر چہ کمانے پر قدرت رکھتا ہو مگر سوال کرنا اسے جائز نہیں۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۹: (۷) جو شخص مالک نصاب ہے اُس کے غلام کو بھی زکاۃ نہیں دے سکتے، اگر چہ غلام اپاہج ہو اور اُس کا مولیٰ کھانے کو بھی نہیں دیتا یا اُس کا مالک غائب ہو، مگر مالکِ نصاب کے مکاتب کو اور اُس ماذون کو دے سکتے ہیں جو خود اور اُس کا مال دَین میں مستغرق ہو۔ (۸) یوہیں غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی نہیں دے سکتے اور غنی کی بالغ اولاد کو دے سکتے ہیں جب کہ فقیر ہوں۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۰: غنی کی بی بی کو دے سکتے ہیں جب کہ مالکِ نصاب نہ ہو۔ یوہیں غنی کے باپ کو دے سکتے ہیں جبکہ فقیر ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: جس عورت کا دَین مہر اس کے شوہر پر باقی ہے، اگر چہ وہ بقدر نصاب ہو اگر چہ شوہر مالدار ہو ادا کرنے پر قادر ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔[5] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۳۲: جس بچہ کی ماں مالک نصاب ہے، اگر چہ اس کا باپ زندہ نہ ہو اُسے زکاۃ دے سکتے ہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۳۳: جس کے پاس مکان یا دکان ہے جسے کرایہ پر اٹھاتا ہے اور اُس کی قیمت مثلاً تین ہزار ہو مگر کرایہ اتنا

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج۳، ص۳٤٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۹، وغيره.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص ۳٤۸.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۸۹.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة اليه ومن لا يجوز، ص۱٦۷.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص ۳٤۹.

نہیں جو اُس کی اور بال بچوں کی خورش کو کافی ہو سکے تو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں۔ یو ہیں اس کی مِلک میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے، مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خورش کے لیے کافی ہو اُس کو زکاۃ دے سکتے ہیں، اگرچہ کھیت کی قیمت دو سو درم یا زائد ہو۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: جس کے پاس کھانے کے لیے غلّہ ہو جس کی قیمت دو سو درم ہو اور وہ غلّہ سال بھر کو کافی ہے، جب بھی اس کو زکاۃ دینا حلال ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: جاڑے[3] کے کپڑے جن کی گرمیوں میں حاجت نہیں پڑتی حاجت اصلیہ میں ہیں، وہ کپڑے اگرچہ بیش قیمت ہوں زکاۃ لے سکتا ہے، جس کے پاس رہنے کا مکان حاجت سے زیادہ ہو یعنی پورے مکان میں اس کی سکونت نہیں یہ شخص زکاۃ لے سکتا ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہے، اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں، دوسری وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں زینت کے لیے دی جاتی ہیں جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے، ان چیزوں کی قیمت اگر بقدر نصاب ہے عورت غنی ہے زکاۃ نہیں لے سکتی۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان کی زکاۃ واجب نہیں، مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکاۃ لے نہیں سکتا۔[6] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۳۸: جس کے مکان میں نصاب کی قیمت کا باغ ہو اور باغ کے اندر ضروریات مکان باورچی خانہ، غسل خانہ وغیرہ نہیں تو اسے زکاۃ لینا جائز نہیں۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٩.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج٣، ص٣٤٦.

3 ...... یعنی سردی۔

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٧.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في جهاز المرأة هل تصير به غنية، ج٣، ص٣٤٧.

6 ...... المرجع السابق، وغيره.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٩.

مسئلہ ۳۹: (۹) بنی ہاشم کو زکاۃ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر انھیں دے سکے، نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔

بنی ہاشم سے مُراد حضرت علی وجعفر وعقیل اور حضرت عباس وحارث بن عبدالمطلب کی اولادیں ہیں۔ ان کے علاوہ جنھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اعانت نہ کی، مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبدالمطلب کا بیٹا تھا، مگر اس کی اولادیں بنی ہاشم میں شمار نہ ہوں گی۔ [1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۰: بنی ہاشم کے آزاد کیے ہوئے غلاموں کو بھی نہیں دے سکتے تو جو غلام اُن کی مِلک میں ہیں، اُنھیں دینا بطریق اَولیٰ ناجائز۔ [2] (درمختار وغیرہ، عامۂ کتب)

مسئلہ ۴۱: ماں ہاشمی بلکہ سیدانی ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے، لہٰذا ایسے شخص کو زکاۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو۔

مسئلہ ۴۲: صدقۂ نفل اور اوقاف کی آمدنی بنی ہاشم کو دے سکتے ہیں، خواہ وقف کرنے والے نے ان کی تعیین کی ہو یا نہیں۔ [3] (درمختار)

مسئلہ ۴۳: (۱۰) ذِمّی کافر کو نہ زکاۃ دے سکتے ہیں، نہ کوئی صدقۂ واجبہ جیسے نذر وکفارہ وصدقۂ فطر [4] اور حربی کو کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں نہ واجبہ نہ نفل، اگرچہ وہ دارالاسلام میں بادشاہِ اسلام سے امان لے کر آیا ہو۔ [5] (درمختار) ہندوستان اگرچہ دارالاسلام ہے مگر یہاں کے کفار ذِمّی نہیں، انھیں صدقات نفل مثلاً ہدیہ وغیرہ دینا بھی ناجائز ہے۔

فائدہ: جن لوگوں کو زکاۃ دینا ناجائز ہے انھیں اور بھی کوئی صدقۂ واجبہ نذر وکفارہ وفطرہ دینا جائز نہیں، سوا دفینہ اور معدن کے کہ ان کا خمس اپنے والدین واولاد کو بھی دے سکتا ہے، بلکہ بعض صورت میں خود بھی صَرف کر سکتا ہے جس کا بیان

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٩، وغيره.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥١، وغيره.

3 ...... المرجع السابق، ص٣٥٢.

4 ...... فتاویٰ قاضی خان میں ہے، صدقۂ فطر ذمی فقراء کو دینا جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

("الفتاوى الخانية"، كتاب الصوم، فصل في صدقة الفطر، ج١، ص١١١).

فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ذمی کافروں کو زکوۃ دینا بالاتفاق جائز نہیں اور نفلی صدقہ ان کو دینا جائز ہے۔ صدقۂ فطر، نذر اور کفارات میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما فرماتے ہیں کہ جائز ہے مگر مسلمان فقراء کو دینا ہمیں زیادہ محبوب ہے۔

("الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٨٨).

انظر: "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج٣، ص٣٥٣.

و "المبسوط"، كتاب الصوم، فصل في صدقة الفطر، ج٢، ص١٢٣.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥٣.

گزرا۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۴: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انھیں زکاۃ دے سکتے ہیں، اُن سب کا فقیر ہونا شرط ہے، سوا عامل کے کہ اس کے لیے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل اگرچہ غنی ہو، اُس وقت حکم فقیر میں ہے، باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو زکاۃ نہیں دے سکتے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴۵: جو شخص مرض الموت میں ہے اس نے زکاۃ اپنے بھائی کو دی اور یہ بھائی اس کا وارث ہے تو زکاۃ عنداللہ ادا ہوگئی، مگر باقی وارثوں کو اختیار ہے کہ اس سے اس زکاۃ کو واپس لیں کہ یہ وصیّت کے حکم میں ہے اور وارث کے لیے بغیر اجازت دیگر ورثہ وصیّت صحیح نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴۶: جو شخص اس کی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکاۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اُسے دی جس نے اُس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے، ہاں اگر عوض کہہ کر دی تو ادا نہ ہوئی۔ عید، بقرعید میں خدام مرد و عورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہوگئی۔[4] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۴۷: جس نے تحرّی کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ اس کو زکاۃ دے سکتے ہیں اور زکاۃ دے دی بعد میں ظاہر ہوا کہ وہ مصرف زکاۃ ہے یا کچھ حال نہ کُھلا تو ادا ہوگئی اور اگر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غنی تھا یا اُس کے والدین میں کوئی تھا یا اپنی اولاد تھی یا شوہر تھا یا زوجہ تھی یا ہاشمی یا ہاشمی کا غلام تھا یا ذمّی تھا، جب بھی ادا ہوگئی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اُس کا غلام تھا یا حربی تھا تو ادا نہ ہوئی۔ اب پھر دے اور یہ بھی تحرّی ہی کے حکم میں ہے کہ اُس نے سوال کیا، اس نے اُسے غنی نہ جان کر دے دیا یا وہ فقیروں کی جماعت میں انھیں کی وضع میں تھا اُسے دے دیا۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۸: اگر بے سوچے سمجھے دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اُسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اُسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی، ورنہ ہوگئی اور اگر دیتے وقت شک تھا اور تحرّی نہ کی یا کی مگر کسی طرف دل نہ جما یا تحرّی کی اور غالب گمان یہ ہوا کہ یہ زکاۃ کا مصرف نہیں اور دے دیا تو ان سب صورتوں میں ادا نہ ہوئی مگر جبکہ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، ص١٦٧.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٣٤ - ٣٤١، وغيره.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٤٤.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب من يجوز دفع الصدقة... إلخ، ص١٦٩.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج١، ص١٩٠.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، المرجع السابق، ص١٨٩، و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج٣، ص٣٥٣.

وہ مصرف زکاۃ تھا تو ہوگئی۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۹: زکاۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اوّلاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر اُن کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر اُن کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔[2] (جوہرہ، عالمگیری)

حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے اُمتِ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! قسم ہے اُس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا، اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا، جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے، قسم ہے اُس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔''[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵۰: دوسرے شہر کو زکاۃ بھیجنا مکروہ ہے، مگر جب کہ وہاں اُس کے رشتے والے ہوں تو اُن کے لیے بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیز گار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالبِ علم کے لیے بھیجے یا زاہدوں کے لیے یا دارالحرب میں ہے اور زکاۃ دارالاسلام میں بھیجے یا سال تمام سے پہلے ہی بھیج دے، ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۵۱: شہر سے مراد وہ شہر ہے جہاں مال ہو، اگر خود ایک شہر میں ہے اور مال دوسرے شہر میں تو جہاں مال ہو وہاں کے فقرا کو زکاۃ دی جائے اور صدقۂ فطر میں وہ شہر مراد ہے جہاں خود ہے، اگر خود ایک شہر میں ہے اُس کے چھوٹے بچے اور غلام دوسرے شہر میں تو جہاں خود ہے وہاں کے فقرا پر صدقۂ فطر تقسیم کرے۔[5] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۵۲: بدمذہب کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔[6] (درمختار) جب بدمذہب کا یہ حکم ہے تو وہابیۂ زمانہ کہ توہینِ خدا

---

1. "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۹۰، وغيره.
2. "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۹۰.
3. "المعجم الاوسط"، الحديث۸۸۲۸، ج۶، ص۲۹۶.
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلية، ج۳، ص۳۵۵.
4. "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج۱، ص۱۹۰.
و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳۵۵.
5. "الفتاوی الهندية"، المرجع السابق.
6. "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج۳، ص۳۵۶.

وتنقیص شانِ رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں، جن کو اکابر علمائے حرمین طیبین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا۔[1] اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں، انھیں زکاۃ دینا حرام و سخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ ۵۳: جس کے پاس آج کھانے کو ہے یا تندرست ہے کہ کما سکتا ہے اُسے کھانے کے لیے سوال حلال نہیں اور بے مانگے کوئی خود دے دے تو لینا جائز اور کھانے کو اُس کے پاس ہے مگر کپڑا نہیں تو کپڑے کے لیے سوال کر سکتا ہے۔ یوہیں اگر جہاد یا طلبِ علمِ دین میں مشغول ہے تو اگرچہ صحیح تندرست کمانے پر قادر ہو اُسے سوال کی اجازت ہے، جسے سوال جائز نہیں اُس کے سوال پر دینا بھی ناجائز دینے والا بھی گنہگار ہوگا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵۴: مستحب یہ ہے کہ ایک شخص کو اتنا دیں کہ اُس دن اُسے سوال کی حاجت نہ پڑے اور یہ اُس فقیر کی حالت کے اعتبار سے مختلف ہے، اُس کے کھانے بال بچوں کی کثرت اور دیگر امور کا لحاظ کر کے دے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

صدقۂ فطر کا بیان

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر ایک صاع خرما یا جَو، غلام و آزاد مرد و عورت چھوٹے اور بڑے مسلمانوں پر مقرر کی اور یہ حکم فرمایا: کہ ''نماز کو جانے سے پیشتر ادا کردیں۔''[4]

حدیث ۲: ابو داود و نسائی کی روایت میں ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آخر رمضان میں فرمایا: اپنے روزے کا صدقہ ادا کرو، اس صدقہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا، ایک صاع خُرما یا جَو یا نصف صاع گیہوں۔[5]

---

1 ...... تفصیلی معلومات کے لیے اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت، مجدد دین وملت، علامہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی کتاب ''حُسَامُ الْحَرَمَیْنِ عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمَیْن'' کا مطالعہ فرمائیے۔ ''حُسَامُ الْحَرَمَیْن'' کی اہمیت کے پیشِ نظر، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: تَمْہِیْدُ الْاِیْمَان اور حُسَامُ الْحَرَمَیْن کے کیا کہنے! واللہ العظیم جل جلالہ، میرے آقا امام احمد رضا علیہ رحمۃ الرحمٰن نے یہ کتابیں لکھ کر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر دیا۔ تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں سے میری مَدَنی التجاء ہے کہ پہلی فرصت میں ان کتابوں کا مطالعہ فرمالیں۔'' آپ کے عطا کردہ مدنی انعامات میں سے ایک مدنی انعام ہے کہ: ''کیا آپ نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن کی کُتُب **تَمْہِیْدُ الْاِیْمَان** اور **حُسَامُ الْحَرَمَیْن** پڑھ یا سن لی ہیں؟''

2 ...... ''الدرالمختار''، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، ج۳، ص۳۵۷.

3 ...... ''الدرالمختار'' و ''ردالمحتار''، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب في حوائج الأصلیۃ، ج۳، ص۳۵۸.

4 ...... ''صحیح البخاري''، أبواب صدقۃ الفطر، باب فرض صدقۃ الفطر، الحدیث: ۱۵۰۳، ج۱، ص۵۰۷.

5 ...... ''سنن أبي داود''، کتاب الزکاۃ، باب من روی نصف صاع من قمح، الحدیث: ۱۶۲۲، ج۲، ص۱۶۱.

حدیث ۳: ترمذی شریف میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکہ کے کوچوں میں اعلان کر دے کہ صدقۂ فطر واجب ہے۔[1]

حدیث ۴: ابوداود و ابن ماجہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زکاۃ فطر مقرر فرمائی کہ لغو اور بیہودہ کلام سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور مساکین کی خورش[2] ہو جائے۔[3]

حدیث ۵: دیلمی و خطیب و ابن عساکر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''بندہ کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلّق رہتا ہے، جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کرے۔''[4]

مسئلہ ۱: صدقۂ فطر واجب ہے، عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کر دے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا، نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے اگرچہ مسنون قبل نمازِ عید ادا کر دینا ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: صدقۂ فطر شخص پر واجب ہے مال پر نہیں، لہٰذا مر گیا تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔ ہاں اگر ورثہ بطورِ احسان اپنی طرف سے ادا کریں تو ہو سکتا ہے کچھ اُن پر جبر نہیں اور اگر وصیت کر گیا ہے تو تہائی مال سے ضرور ادا کیا جائے گا اگرچہ ورثہ اجازت نہ دیں۔[6] (جوہرہ وغیرہ)

مسئلہ ۳: عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے، لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب نہ ہوا اور اگر صبح طلوع ہونے کے بعد مرا یا صبح طلوع ہونے سے پہلے کافر مسلمان ہوا یا بچہ پیدا ہوا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو واجب ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے۔ اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔[8] (درمختار) مال نامی اور حاجت اصلیہ کا بیان گزر چکا، اس کی صورتیں

---

1 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في صدقة الفطر، الحديث: ٦٧٤، ج٢، ص١٥١.

2 ..... یعنی خوراک۔

3 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب زكاة الفطر، الحديث: ١٦٠٩، ج٢، ص١٥٧.

4 ..... "تاريخ بغداد"، رقم: ٤٧٣٥، ج٩، ص١٢٢.

5 ..... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٢، وغيره.

6 ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ص١٧٤، وغيره.

7 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج١، ص١٩٢.

8 ..... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٢ - ٣٦٥.

وہیں سے معلوم کریں۔

مسئلہ ۵ نابالغ یا مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو ان پر صدقۂ فطر واجب ہے، اُن کا ولی اُن کے مال سے ادا کرے، اگر ولی نے ادا نہ کیا اور نابالغ بالغ ہوگیا یا مجنون کا جنون جاتا رہا تو اب یہ خود ادا کر دیں اور اگر خود مالکِ نصاب نہ تھے اور ولی نے ادا نہ کیا تو بالغ ہونے یا ہوش میں آنے پر اُن کے ذمہ ادا کرنا نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶ صدقۂ فطر ادا کرنے کے لیے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں، مال ہلاک ہونے کے بعد بھی صدقہ واجب رہے گا ساقط نہ ہوگا، بخلاف زکاۃ وعشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہوجانے سے ساقط ہوجاتے ہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۷ مرد مالکِ نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچہ کی طرف سے واجب ہے، جبکہ بچہ خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے اور مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جبکہ غنی نہ ہو تو اُس کا صدقہ اُس کے باپ پر واجب ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے، جنون خواہ اصلی ہو یعنی اسی حالت میں بالغ ہوا یا بعد کو عارض ہوا دونوں کا ایک حکم ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸ صدقۂ فطر واجب ہونے کے لیے روزہ رکھنا شرط نہیں، اگر کسی عذر، سفر، مرض، بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلاعذر روزہ نہ رکھا جب بھی واجب ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹ نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے یہاں اُسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقہ واجب نہیں، نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابلِ خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اُسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالکِ نصاب نہ ہو، ورنہ بہرحال اُس کا صدقۂ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٥.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٦.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٧.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٧.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٨.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٨.

مسئلہ ۱۱: ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: خدمت کے غلام اور مدبر و ام ولد کی طرف سے ان کے مالک پر صدقۂ فطر واجب ہے، اگرچہ غلام مدیُون ہو، اگرچہ دَین میں مستغرق ہو اور اگر غلام گروی ہو اور مالک کے پاس حاجتِ اصلیہ کے سوا اتنا ہو کہ دَین ادا کر دے اور پھر نصاب کا مالک رہے تو مالک پر اُس کی طرف سے بھی صدقہ واجب ہے۔[2] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۱۳: تجارت کے غلام کا فطرہ مالک پر واجب نہیں اگرچہ اس کی قیمت بقدر نصاب نہ ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: غلام عاریۃً[4] دے دیا یا کسی کے پاس امانۃً رکھا تو مالک پر فطرہ واجب ہے اور اگر یہ وصیت کر گیا کہ یہ غلام فلاں کا کام کرے اور میرے بعد اس کا مالک فلاں ہے تو فطرہ مالک پر ہے، اُس پر نہیں جس کے قبضہ میں ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: بھاگا ہوا غلام اور وہ جسے حربیوں نے قید کر لیا ان کی طرف سے صدقہ مالک پر نہیں۔ یوہیں اگر کسی نے غصب کر لیا اور غاصب انکار کرتا ہے اور اس کے پاس گواہ نہیں تو اس کا فطرہ بھی واجب نہیں، مگر جب کہ واپس مل جائیں تو اب ان کی طرف سے سالہائے گزشتہ کا فطرہ دے، مگر حربی اگر غلام کے مالک ہو گئے تو واپسی کے بعد بھی اس کا فطرہ نہیں۔[6] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: مکاتب کا فطرہ نہ مکاتب پر ہے، نہ اس کے مالک پر۔ یوہیں مکاتب اور ماذون کے غلام کا اور مکاتب اگر بدلِ کتابت ادا کرنے سے عاجز آیا تو مالک پر سالہائے گزشتہ کا فطرہ نہیں۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: دو یا چند شخصوں میں غلام مشترک ہے تو اُس کا فطرہ کسی پر نہیں۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: غلام بیچ ڈالا اور بائع یا مشتری یا دونوں نے واپسی کا اختیار رکھا عید الفطر آ گئی اور میعادِ اختیار ختم نہ ہوئی تو

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٨.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٩.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج١، ص١٩٢، وغيرهما.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٩.

4 ...... یعنی ادھار۔

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج٣، ص٣٦٩.

6 ...... المرجع السابق، ص٣٧٠.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج١، ص١٩٣.

8 ...... المرجع السابق.

اُس کا فطرہ موقوف ہے، اگر بیع قائم رہی تو مشتری دے ورنہ بائع۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: اگر مشتری نے خیار عیب یا خیار رویت کے سبب واپس کیا تو اگر قبضہ کر لیا تھا تو مشتری پر ہے، ورنہ بائع پر۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: غلام کو بیچا مگر وہ بیع فاسد ہوئی اور مشتری نے قبضہ کر کے واپس کر دیا یا عید کے بعد قبضہ کر کے آزاد کر دیا تو بائع پر ہے اور اگر عید سے پہلے قبضہ کیا اور بعد عید آزاد کیا تو مشتری پر۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: مالک نے غلام سے کہا جب عید کا دن آئے تو آزاد ہے۔ عید کے دن غلام آزاد ہو جائے گا اور مالک پر اس کا فطرہ واجب۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: اپنی عورت اور اولاد عاقل بالغ کا فطرہ اُس کے ذمہ نہیں اگرچہ اپاہج ہو، اگرچہ اس کے نفقات اس کے ذمہ ہوں۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کے بغیر اِذن ادا کر دیا تو ادا ہو گیا، بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ وغیرہ اُس کے ذمہ ہو، ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اِذن[6] ادا نہ ہوگا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کر دیا ادا نہ ہوا۔[7] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۴: ماں باپ، دادا دادی، نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کر سکتا۔[8] (عالمگیری، جوہرہ)

مسئلہ ۲۵: صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع، کھجور یا منقے یا جَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔[9] (درمختار، عالمگیری)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۰، وغيره.

6 ...... یعنی بغیر اجازت۔

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳.
و "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۰، وغيرهما.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۳.

9 ...... المرجع السابق، ص۱۹۱، و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۲.

مسئلہ ۲۶: گیہوں، جَو، کھجوریں، منقے دیے جائیں تو ان کی قیمت کا اعتبار نہیں، مثلاً نصف صاع عمدہ جَو جن کی قیمت ایک صاع جَو کے برابر ہے یا چہارم صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع گیہوں کے برابر ہیں یا نصف صاع کھجوریں دیں جو ایک صاع جَو یا نصف صاع گیہوں کی قیمت کی ہوں یہ سب ناجائز ہے جتنا دیا اُتنا ہی ادا ہوا، باقی اس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۷: نصف صاع جَو اور چہارم صاع گیہوں دیے یا نصف صاع جَو اور نصف صاع کھجور تو بھی جائز ہے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: گیہوں اور جَو ملے ہوئے ہوں اور گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع دے ورنہ ایک صاع۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: گیہوں اور جَو کے دینے سے اُن کا آٹا دینا افضل ہے اور اس سے افضل یہ کہ قیمت دیدے، خواہ گیہوں کی قیمت دے یا جَو کی یا کھجور کی مگر گرانی میں خود ان کا دینا قیمت دینے سے افضل ہے اور اگر خراب گیہوں یا جَو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے، مثلاً چاول، جوار، باجرہ یا اور کوئی غلّہ یا اور کوئی چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جَو کی قیمت کی ہو، یہاں تک کہ روٹی دیں تو اس میں بھی قیمت کا لحاظ کیا جائے گا اگرچہ گیہوں یا جَو کی ہو۔[5] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۳۱: اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط یہ ہے، کہ صاع کا وزن تین سو اکاون (۳۵۱) روپے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو پچھتر (۱۷۵) روپے اٹھنی بھر اوپر۔[6] (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ ۳۲: فطرہ کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو، جس کی طرف سے ادا کرتا ہو اگرچہ رمضان سے پیشتر ادا کر دے اور اگر فطرہ ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہو گیا تو فطرہ صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲، وغيره.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۲.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۳.

4 ...... المرجع السابق، ص۳۷۶، و "الفتاوی الهندية"، كتاب الزكاة، الباب الثامن في صدقة الفطر، ج۱، ص۱۹۱ ـ ۱۹۲.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، المرجع السابق، ص۱۹۱، و "الدرالمختار"، كتاب الزكاة، باب صدقة الفطر، ج۳، ص۳۷۳، وغيرهما.

6 ...... "الفتاوی الرضوية"، ج۱۰، ص۲۹۵.

ہونے کے بعد اور عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کردے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا جب بھی جائز ہے۔ یوہیں ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلاخلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: شوہر نے عورت کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا حکم دیا، اُس نے شوہر کے فطرہ کے گیہوں اپنے فطرہ کے گیہوں میں ملا کر فقیر کو دے دیے اور شوہر نے ملانے کا حکم نہ دیا تھا تو عورت کا فطرہ ادا ہو گیا شوہر کا نہیں مگر جب کہ ملا دینے پر عرف جاری ہو تو شوہر کا بھی ادا ہو جائے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: عورت نے شوہر کو اپنا فطرہ ادا کرنے کا اذن دیا، اس نے عورت کے گیہوں اپنے گیہوں میں ملا کر سب کی نیت سے فقیر کو دے دیے جائز ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۶: صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاۃ کے ہیں یعنی جن کو زکاۃ دے سکتے ہیں، انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکاۃ نہیں دے سکتے، انھیں فطرہ بھی نہیں سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکاۃ ہے فطرہ نہیں۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: اپنے غلام کی عورت کو فطرہ دے سکتے ہیں، اگرچہ اُس کا نفقہ اُسی پر ہو۔[6] (درمختار)

سوال کسے حلال ہے اور کسے نہیں

آج کل ایک عام بلا یہ پھیلی ہوئی ہے کہ اچھے خاصے تندرست چاہیں تو کما کر اوروں کو کھلائیں، مگر انہوں نے اپنے وجود کو بیکار قرار دے رکھا ہے، کون محنت کرے مصیبت جھیلے، بے مشقت جو مل جائے تو تکلیف کیوں برداشت کرے۔ ناجائز طور پر سوال کرتے اور بھیک مانگ کر پیٹ بھرتے ہیں اور بہتیرے ایسے ہیں کہ مزدوری تو مزدوری، چھوٹی موٹی تجارت کو ننگ و عار خیال کرتے اور بھیک مانگنا کہ حقیقۃً ایسوں کے لیے بے عزّتی و بے غیرتی ہے مایۂ عزت جانتے ہیں اور بہتوں نے تو بھیک

---

1 ..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۷۶.
و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الزکاۃ، الباب الثامن في صدقۃ الفطر، ج۱، ص۱۹۲.

2 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، مطلب في مقدار الفطرۃ بالمد الشامي، ج۳، ص۳۷۷.

3 ..... المرجع السابق، ص۳۷۸. 4 ..... "الفتاوی الھندیۃ".

5 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، مطلب في مقدار الفطرۃ بالمد الشامي، ج۳، ص۳۷۹.

6 ..... "الدرالمختار"، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، ج۳، ص۳۸۰.

مانگنا اپنا پیشہ ہی بنا رکھا ہے، گھر میں ہزاروں روپے ہیں سود کا لین دین کرتے زراعت وغیرہ کرتے ہیں مگر بھیک مانگنا نہیں چھوڑتے، اُن سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ ہمارا پیشہ ہے واہ صاحب واہ! کیا ہم اپنا پیشہ چھوڑ دیں۔ حالانکہ ایسوں کو سوال حرام ہے اور جسے اُن کی حالت معلوم ہو، اُسے جائز نہیں کہ ان کو دے۔

اب چند حدیثیں سنیے! دیکھیے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے سائلوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

حدیث ۱: بخاری و مسلم عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''آدمی سوال کرتا رہے گا، یہاں تک کہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اُس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔'' [1] یعنی نہایت بے آبرو ہوکر۔

حدیث ۲ تا ۴: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن حبان سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''سوال ایک قسم کی خراش ہے کہ آدمی سوال کرکے اپنے موتھ کو نوچتا ہے، جو چاہے اپنے موتھ پر اس خراش کو باقی رکھے اور جو چاہے چھوڑ دے، ہاں اگر آدمی صاحبِ سلطنت سے اپنا حق مانگے یا ایسے امر میں سوال کرے کہ اُس سے چارہ نہ ہو[2] (تو جائز ہے)۔'' اور اسی کے مثل امام احمد نے عبداللہ بن عمر اور طبرانی نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔

حدیث ۵: بیہقی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں سے سوال کرے، حالانکہ نہ اُسے فاقہ پہنچا، نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں رکھتا تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اُس کے موتھ پر گوشت نہ ہوگا۔'' اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جس پر نہ فاقہ گزرا اور نہ اتنے بال بچے ہیں جن کی طاقت نہیں اور سوال کا دروازہ کھولے اللہ تعالیٰ اُس پر فاقہ کا دروازہ کھول دے گا، ایسی جگہ سے جو اس کے دل میں بھی نہیں۔'' [3]

حدیث ۶ و ۷: نسائی نے عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ سوال کرنے میں کیا ہے تو کوئی کسی کے پاس سوال کرنے نہ جاتا۔'' [4] اسی کی مثل طبرانی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

---

1 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الزکاۃ، باب کراھۃ المسألۃ للناس، الحدیث: ۱۰۴۔(۱۰۴۰)، ص۵۱۸.

2 ..... "سنن أبي داود"، کتاب الزکاۃ، باب ماتجوز فیہ المسألۃ، الحدیث: ۱۶۳۹، ج۲، ص۱۶۸.

3 ..... "شعب الإیمان"، باب في الزکاۃ، فصل في الاستعفاف عن المسألۃ، الحدیث: ۳۵۲۶، ج۳، ۲۷٤.

4 ..... "سنن النسائي"، کتاب الزکاۃ، باب المسألۃ، الحدیث: ۲۵۸۳، ص۴۲۵.

حدیث ۸ و ۹: امام احمد بہ سند جید وطبرانی و بزار عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''غنی کا سوال کرنا، قیامت کے دن اس کے چہرہ میں عیب ہوگا۔'' [1] اور بزار کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ''غنی کا سوال آگ ہے، اگر تھوڑا دیا گیا تو تھوڑی اور زیادہ دیا تو زیادہ۔'' [2] اور اسی کے مثل امام احمد و بزار وطبرانی نے ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۰: طبرانی کبیر میں اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں اور ترمذی اور بیہقی حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص بغیر حاجت سوال کرتا ہے، گویا وہ انگارا کھاتا ہے۔'' [3]

حدیث ۱۱: مسلم و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مال بڑھانے کے لیے سوال کرتا ہے، وہ انگارے کا سوال کرتا ہے تو چاہے زیادہ مانگے یا کم کا سوال کرے۔'' [4]

حدیث ۱۲: ابو داود و ابن حبان و ابن خزیمہ سہل بن حنظلیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص سوال کرے اور اس کے پاس اتنا ہے جو اُسے بے پرواہ کرے، وہ آگ کی زیادتی چاہتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی، وہ کیا مقدار ہے، جس کے ہوتے سوال جائز نہیں؟ فرمایا: صبح وشام کا کھانا۔'' [5]

حدیث ۱۳: ابن حبان اپنی صحیح میں امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں سے سوال کرے، اس لیے کہ اپنے مال کو بڑھائے تو وہ جہنم کا گرم پتھر ہے، اب اسے اختیار ہے، چاہے تھوڑا مانگے یا زیادہ طلب کرے۔'' [6]

حدیث ۱۴ و ۱۵: امام احمد و ابو یعلیٰ و بزار نے عبدالرحمٰن بن عوف اور طبرانی نے صغیر میں اُم المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا اور حق معاف کرنے سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندہ کی عزت بڑھائے گا اور بندہ سوال کا دروازہ نہ کھولے گا، مگر اللہ تعالیٰ اس پر محتاجی کا دروازہ کھولے گا۔'' [7]

---

1 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عمران بن حصين، الحديث: ١٩٨٤٢، ج٧، ص١٩٣.

2 ...... "مسند البزار"، مسند عمران بن حصين، الحديث: ٣٥٧٢، ج٩، ص٤٩.

3 ...... "المعجم الكبير"، باب الحاء، الحديث: ٣٥٠٦، ج٤، ص١٥.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب كراهة المسألة للناس، الحديث: ١٠٤١، ص٥١٨.

5 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب من يعطى من الصدقة وحدالغنى، الحديث: ١٦٢٩، ج٢، ص١٦٤.

6 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الزكاة، باب المسألة... إلخ، الحديث: ٣٣٨٢، ج٥، ص١٦٦.

7 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث عبدالرحمن بن عوف، الحديث: ١٦٧٤، ج١، ص٤١٠.

حدیث ۱۶: مسلم وابوداود ونسائی قبیصہ بن مخارق رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں: مجھ پر ایک مرتبہ تاوان لازم آیا۔ میں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کیا، فرمایا: ''ٹھہرو ہمارے پاس صدقہ کا مال آئے گا تو تمھارے لیے حکم فرمائیں گے، پھر فرمایا: اے قبیصہ! سوال حلال نہیں، مگر تین باتوں میں کسی نے ضمانت کی ہو (یعنی کسی قوم کی طرف سے دیت کا ضامن ہوا یا آپس کی جنگ میں صلح کرائی اور اس پر کسی مال کا ضامن ہوا) تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ وہ مقدار پائے پھر باز رہے یا کسی شخص پر آفت آئی کہ اُس کے مال کو تباہ کر دیا تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے پا جائے یا کسی کو فاقہ پہنچا اور اُس کی قوم کے تین عقلمند شخص گواہی دیں[1] کہ فلاں کو فاقہ پہنچا ہے تو اسے سوال حلال ہے، یہاں تک کہ بسر اوقات کے لیے حاصل کرلے اور ان تین باتوں کے سوا اے قبیصہ سوال کرنا حرام ہے کہ سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے۔''[2]

حدیث ۱۷ و ۱۸: امام بخاری وابن ماجہ زبیر بن عوّام رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص رسّی لے کر جائے اور اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لاکر بیچے اور سوال کی ذلّت سے اللہ تعالٰی اس کے چہرہ کو بچائے یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں سے سوال کرے کہ لوگ اُسے دیں یا نہ دیں۔''[3] اسی کے مثل امام بخاری و مسلم و امام مالک و ترمذی ونسائی نے ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۹: امام مالک و بخاری و مسلم وابوداود ونسائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے، صدقہ کا اور سوال سے بچنے کا ذکر فرمارہے تھے، یہ فرمایا: کہ ''اوپر والا ہاتھ، نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا مانگنے والا۔''[4]

حدیث ۲۰: امام مالک و بخاری و مسلم وابوداود و ترمذی ونسائی ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، پھر مانگا حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عطا فرمایا، یہاں تک وہ مال جو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کے پاس تھا ختم ہوگیا پھر فرمایا: ''جو کچھ میرے پاس مال ہوگا، اُسے میں تم سے اُٹھا نہ رکھوں گا اور جو سوال سے بچنا چاہے گا، اللہ تعالٰی اُسے بچائے گا اور

---

1 ...... تین شخصوں کی گواہی جمہور کے نزدیک بطور استحباب ہے اور یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جس کا مالدار ہونا معلوم ومشہور ہے تو بغیر گواہ اس کا قول مسلّم نہیں اور جس کا مالدار ہونا معلوم نہ ہو تو فقط اس کا کہہ دینا کافی ہے۔ ۱۲ منہ

2 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب من تحل له المسألة، الحديث: ١٠٤٤، ص ٥١٩.

3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، الحديث: ١٤٧١، ج ١، ص ٤٩٧.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خيرٌ من اليد السفلى... إلخ، الحديث: ١٠٣٣، ص ٥١٥.

جو غنی بننا چاہے گا، اللہ (عزوجل) اُسے غنی کر دے گا اور جو صبر کرنا چاہے گا، اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے گا اور صبر سے بڑھ کر اور اس سے زیادہ وسیع عطا کسی کو نہ ملی۔"[1]

حدیث ۲۱: حضرت امیر المومنین فاروقِ اعظم عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ لالچ محتاجی ہے اور نااُمیدی تونگری۔ آدمی جب کسی چیز سے ناامید ہو جاتا ہے تو اس کی پرواہ نہیں رہتی۔[2]

حدیث ۲۲: امام بخاری و مسلم فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، فرماتے ہیں: کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے عطا فرماتے تو میں عرض کرتا، کسی ایسے کو دیجیے جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو، ارشاد فرمایا: "اسے لو اور اپنا کر لو اور خیرات کر دو، جو مال تمھارے پاس بے طمع اور بے مانگے آجائے، اسے لے لو اور جو نہ آئے تو اُس کے پیچھے اپنے نفس کو نہ ڈالو۔"[3]

حدیث ۲۳: ابو داود و انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک انصاری نے حاضرِ خدمتِ اقدس ہو کر سوال کیا، ارشاد فرمایا: "کیا تمھارے گھر میں کچھ نہیں ہے؟ عرض کی، ہے تو، ایک ٹاٹ ہے جس کا ایک حصہ ہم اوڑھتے ہیں اور ایک حصہ بچھاتے ہیں اور ایک لکڑی کا پیالہ ہے جس میں ہم پانی پیتے ہیں، ارشاد فرمایا: میرے حضور دونوں چیزوں کو حاضر کرو، وہ حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دستِ مبارک میں لے کر ارشاد فرمایا: انھیں کون خریدتا ہے؟ ایک صاحب نے عرض کی، ایک درہم کے عوض میں خریدتا ہوں، ارشاد فرمایا: ایک درہم سے زیادہ کون دیتا ہے؟ دو یا تین بار فرمایا، کسی اور صاحب نے عرض کی، میں دو درہم پر لیتا ہوں، انھیں یہ دونوں چیزیں دے دیں اور درہم لے لیے اور انصاری کو دونوں درہم دے کر ارشاد فرمایا: ایک کا غلّہ خرید کر گھر ڈال آؤ اور ایک کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ، وہ حاضر لائے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اپنے دستِ مبارک سے اُس میں بیت ڈالا اور فرمایا: جاؤ لکڑیاں کاٹو اور بیچو اور پندرہ دن تک تمھیں نہ دیکھوں (یعنی اتنے دنوں تک یہاں حاضر نہ ہونا) وہ گئے، لکڑیاں کاٹ کر بیچتے رہے، اب حاضر ہوئے تو اُنکے پاس دس درہم تھے، چند درہم کا کپڑا خریدا اور چند کا غلّہ۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اس سے بہتر ہے کہ قیامت کے دن سوال تمھارے مونھ پر چھالا ہو کر آتا۔ سوال درست نہیں، مگر تین شخص کے لیے، ایسی محتاجی والے کے لیے جو اُسے زمین پر لٹا دے یا تاوان والے کے لیے جو رسوا کر دے یا خون والے (دیت) کے لیے جو اُسے تکلیف پہنچائے۔"[4]

---

1. "صحیح مسلم"، کتاب الزکاۃ، باب التعفف و الصبر... إلخ، الحدیث: ۱۰۵۳، ص۵۲٤.
2. "حلیۃ الأولیاء و طبقات الأصفیاء"، رقم: ۱۲۵، ج۱، ص۸۷.
3. "صحیح البخاري"، کتاب الأحکام، باب رزق الحکام و العاملین علیھا، الحدیث: ۷۱٦٤، ج٤، ص٤٦۱.
4. "سنن أبي داود"، کتاب الزکاۃ، باب ماتجوز فیہ المسألۃ، الحدیث: ۱٦٤۱، ج۲، ص۱٦۸.

حدیث ۲۴ و ۲۵: ابوداود و ترمذی بافادۂ تصحیح و تحسین و حاکم بافادۂ تصحیح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے فاقہ پہنچا اور اُس نے لوگوں کے سامنے بیان کیا تو اُس کا فاقہ بند نہ کیا جائے گا اور اگر اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی تو اللہ عزوجل جلد اُسے بے نیاز کردے گا، خواہ جلد موت دے دے یا جلد مالدار کردے۔''[1] اور طبرانی کی روایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''جو بھوکا یا محتاج ہوا اور اس نے آدمیوں سے چھپایا اور اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ایک سال کی حلال روزی اس پر کشادہ فرمائے۔''[2]

بعض سائل کہہ دیا کرتے ہیں کہ اللہ (عزوجل) کے لیے دو، خدا کے واسطے دو، حالانکہ اس کی بہت سخت ممانعت آئی ہے۔ ایک حدیث میں اُسے ملعون فرمایا گیا ہے۔ اور ایک حدیث میں بدترین خلائق اور اگر کسی نے اس طرح سوال کیا تو جب تک بُری بات کا سوال نہ ہو یا خود سوال بُرا نہ ہو (جیسے مالدار یا ایسے شخص کا بھیک مانگنا جو قوی تندرست کمانے پر قادر ہو) اور یہ سوال کو بلا دقت پورا کرسکتا ہے تو پورا کرنا ہی ادب ہے کہ کہیں بروئے ظاہر حدیث یہ بھی اُسی وعید کا مستحق نہ ہو[3]، وہاں اگر سائل مُتعنّت ہو[4] تو نہ دے۔ نیز یہ بھی لحاظ رہے کہ مسجد میں سوال نہ کرے، خصوصاً جُمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر کہ یہ حرام ہے، بلکہ بعض علما فرماتے ہیں: کہ ''مسجد کے سائل کو اگر ایک پیسہ دیا تو ستر پیسے اور خیرات کرے کہ اس ایک پیسہ کا کفارہ ہو۔''[5] مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ایک شخص کو عرفہ کے دن عرفات میں سوال کرتے دیکھا، اُسے دُرّے لگائے اور فرمایا: کہ اس دن میں اور ایسی جگہ غیرِ خدا سے سوال کرتا ہے۔[6]

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في الاستعفاف، الحديث: ١٦٤٥، ج٢، ص١٧٠.

2 ...... "المعجم الصغير"للطبراني، الحديث: ٢١٤، ج١، ص١٤١.

3 ...... طبرانی معجم کبیر میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((ملعون من سال بوجه الله و ملعون من سئل بوجه الله ثم منع سائله مالم يسال هجرا)).

("الترغيب و الترهيب"، كتاب الصدقات، ترهيب السائل أن يسأل بوجه الله غير الجنة... إلخ، الحديث: ١، ج١، ص٣٤٠).

تجنیس ناصری پھر تاتارخانیہ پھر ہندیہ میں ہے:

اذا قال السائل بحق الله تعالىٰ او بحق محمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلّم ان تعطينى كذا لا يجب عليه فى الحكم والاحسن فى المروءة ان يعطيه. وعن ابن المبارك قال يعجبنى اذا سأل سائل بوجه الله تعالىٰ ان لا يعطى. ۱۲منہ

(انظر: "ردالمحتار"، كتاب الهبة، مطلب في معنى التمليك، ج١٢، ص٦٤٩.)

4 ...... یعنی سوال کرنے والا خود اپنی ذلّت کے درپے ہو یعنی پیشہ ور بھکاری ہو۔

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الهبة، مطلب في معنى التمليك، ج١٢، ص٦٤٩.

6 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الزكاة، باب من لا تحل له المسألة ومن تحل له، الحديث: ١٨٥٥، ج١، ص٥١٤.

ان چند احادیث کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ بھیک مانگنا بہت ذلّت کی بات ہے بغیر ضرورت سوال نہ کرے اور حالت ضرورت میں بھی اُن امور کا لحاظ رکھے، جن سے ممانعت وارد ہے اور سوال کی اگر حاجت ہی پڑ جائے تو مبالغہ ہرگز نہ کرے کہ بے لیے پیچھا نہ چھوڑے کہ اس کی بھی ممانعت آئی ہے۔

صدقاتِ نفل کا بیان

اللہ تعالیٰ کی راہ میں دینا نہایت اچھا کام ہے، مال سے تم کو فائدہ نہ پہنچا تو تمھارے کیا کام آیا اور اپنے کام کا وہی ہے جو کھا پہن لیا یا آخرت کے لیے خرچ کیا، نہ وہ کہ جمع کیا اور دوسروں کے لیے چھوڑ گئے۔ اس کے فضائل میں چند حدیثیں سنیے اور ان پر عمل کیجیے، اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بندہ کہتا ہے، میرا مال ہے، میرا مال ہے اور اُسے تو اس کے مال سے تین ہی قسم کا فائدہ ہے، جو کھا کر فنا کر دیا، یا پہن کر پُرانا کر دیا، یا عطا کر کے آخرت کے لیے جمع کیا اور اُس کے سوا جانے والا ہے کہ اوروں کے لیے چھوڑ جائے گا۔'' (1)

حدیث ۲: بخاری و نسائی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''تم میں کون ہے کہ اُسے اپنے وارث کا مال، اپنے مال سے زیادہ محبوب ہے؟ صحابہ نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم میں کوئی ایسا نہیں، جسے اپنا مال زیادہ محبوب نہ ہو۔ فرمایا: اپنا مال تو وہ ہے، جو آگے روانہ کر چکا اور جو پیچھے چھوڑ گیا، وہ وارث کا مال ہے۔'' (2)

حدیث ۳: امام بخاری ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اگر میرے پاس اُحد برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند آتا ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اُس میں کا میرے پاس کچھ رہ جائے، ہاں اگر مجھ پر دَین ہو تو اُس کے لیے کچھ رکھ لوں گا۔'' (3)

حدیث ۴ و ۵: صحیح مسلم میں انھیں سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی دن ایسا نہیں کہ صبح ہوتی ہے، مگر دو فرشتے نازل ہوتے ہیں اور ان میں ایک کہتا ہے، اے اللہ (عزوجل)! خرچ کرنے والے کو بدلہ دے اور دوسرا

---

1 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الزھد والرقائق، باب الدنیا سجن للمؤمن وجنة للکافر، الحدیث: ۲۹۵۹، ص ۱۵۸۲.

2 ..... "صحیح البخاري"، کتاب الرقائق، باب ماقدم من ماله فهو له، الحدیث: ٦٤٤٢، ج٤، ص ۲۳۰.

3 ..... "صحیح البخاري"، کتاب الرقائق، باب قول النبي صلی اللّٰه علیه وسلم ما یسرني أن عندي مثل احد هذا ذهبا، الحدیث: ٦٤٤٥، ج٤، ص ۲۳۲.

کہتا ہے، اے اللہ (عزوجل)! روکنے والے کے مال کو تلف کر۔" (1) اور اسی کے مثل امام احمد و ابن حبان و حاکم نے ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۶: صحیحین میں ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: "خرچ کر اور شمار نہ کر کہ اللہ تعالیٰ شمار کر کے دے گا اور بند نہ کر کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کر دے گا۔ کچھ دے جو تجھے استطاعت ہو۔" (2)

حدیث ۷: نیز صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابنِ آدم! خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔" (3)

حدیث ۸: صحیح مسلم و سنن ترمذی میں ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے ابنِ آدم! بچے ہوئے کا خرچ کرنا، تیرے لیے بہتر ہے اور اُس کا روکنا، تیرے لیے بُرا ہے اور بقدرِ ضرورت روکنے پر ملامت نہیں اور اُن سے شروع کر جو تیری پرورش میں ہیں۔" (4)

حدیث ۹: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال ان دو شخصوں کی ہے جو لوہے کی زرہ پہنے ہوئے ہیں، جن کے ہاتھ سینے اور گلے سے جکڑے ہوئے ہیں تو صدقہ دینے والے نے جب صدقہ دیا وہ زرہ کشادہ ہوگئی اور بخیل جب صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے، ہر کڑی اپنی جگہ کو پکڑ لیتی ہے وہ کشادہ کرنا بھی چاہتا ہے تو کشادہ نہیں ہوتی۔" (5)

حدیث ۱۰: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں ہے اور بخل سے بچو کہ بخل نے اگلوں کو ہلاک کیا، اسی بخل نے اُنھیں خون بہانے اور حرام کو حلال کرنے پر آمادہ کیا۔" (6)

حدیث ۱۱: نیز اُسی میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

---

1 ... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب في المنفق والممسك، الحديث: ١٠١٠، ص٥٠٤.

2 ... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع، الحديث: ١٤٣٤، ج١، ص٤٨٣.
كتاب الهبة، باب هبة المرأة لغير زوجها... إلخ، الحديث: ٢٥٩١، ص٢٠٤.

3 ... "صحيح البخاري"، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل، الحديث: ٥٣٥٢، ج٣، ص٥١١.

4 ... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى... إلخ، الحديث: ١٠٣٦، ص٥١٦.

5 ... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب مثل المنفق والبخيل، ٧٦-(١٠٢١)، ص٥١٠.

6 ... "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الظلم، الحديث: ٢٥٧٨، ص١٣٩٤.

کس صدقہ کا زیادہ اجر ہے؟ فرمایا: اس کا کہ صحت کی حالت میں ہو اور لالچ ہو، محتاجی کا ڈر ہو اور تونگری کی آرزو، یہ نہیں کہ چھوڑے رہے اور جب جان گلے کو آجائے تو کہے اتنا فلاں کو اور اتنا فلاں کو دینا اور یہ تو فلاں کا ہو چکا یعنی وارث کا۔'' (1)

حدیث ۱۲: صحیحین میں ابوذر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کعبہ معظمہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر فرمایا: ''قسم ہے رب کعبہ کی! وہ ٹوٹے میں ہیں۔ میں نے عرض کی، میرے باپ ماں حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) پر قربان وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: زیادہ مال والے، مگر جو اس طرح اور اس طرح کرے آگے پیچھے دہنے بائیں یعنی ہر موقع پر خرچ کرے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔'' (2)

حدیث ۱۳: سنن ترمذی میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''سخی قریب ہے اللہ (عزوجل) سے، قریب ہے جنت سے، قریب ہے آدمیوں سے، دُور ہے جہنم سے اور بخیل دور ہے اللہ (عزوجل) سے، دور ہے جنت سے، دور ہے آدمیوں سے، قریب ہے جہنم سے اور جاہل سخی اللہ (عزوجل) کے نزدیک زیادہ پیارا ہے، بخیل عابد سے۔'' (3)

حدیث ۱۴: سنن ابوداود میں ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی کا اپنی زندگی (یعنی صحت) میں ایک درم صدقہ کرنا، مرتے وقت کے سو درہم صدقہ کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔'' (4)

حدیث ۱۵: امام احمد ونسائی ودارمی وترمذی ابودرداء رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مرتے وقت صدقہ دیتا یا آزاد کرتا ہے، اُس کی مثال اُس شخص کی ہے کہ جب آسودہ ہولیا تو ہدیہ کرتا ہے۔'' (5)

حدیث ۱۶: صحیح مسلم شریف میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ایک شخص جنگل میں تھا، اُس نے اَبر میں ایک آواز سُنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر، وہ اَبر ایک کنارہ کو ہوگیا اور اُس نے پانی سنگستان میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا، وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا، ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا کُھرپیا سے پانی پھیر رہا ہے۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اُس نے کہا، فلاں نام، وہی نام جو

1 ..... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان ان افضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح، الحديث: ١٠٣٢، ص ٥١٥.

2 ..... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لايؤدي الزكاة، الحديث: ٩٩٠، ص ٤٩٥.

3 ..... "جامع الترمذي"، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في السخاء، الحديث: ١٩٦٨، ج٣، ص ٣٨٧.

4 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الوصايا، باب ماجاء في كراهية الإضرار في الوصية، الحديث: ٢٨٦٦، ج٣، ص ١٥٥.

5 ..... "سنن الدارمي"، كتاب الوصايا، باب من أحب الوصية ومن كره، الحديث: ٣٢٢٦، ج٢، ص ٥٠٥.

و "جامع الترمذي"، ابواب الوصايا... الخ، باب ماجاء في الرجل يتصدق ... الخ، الحديث: ٢١٢٣، ج٤، ص ٤٤.

اُس نے اَبر میں سے سُنا۔ اُس نے کہا، اے اللہ (عزوجل) کے بندے! تُو میرا نام کیوں پوچھتا ہے؟ اُس نے کہا، میں نے اُس اَبر میں سے جس کا یہ پانی ہے، ایک آواز سُنی کہ وہ تیرا نام لے کر کہتا ہے، فلاں کے باغ کو سیراب کر، تو تُو کیا کرتا ہے (کہ تیرا نام لے کر پانی بھیجا جاتا ہے)؟ جواب دیا کہ جو کچھ پیدا ہوتا اس میں سے ایک تہائی خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور ایک تہائی بونے کے لیے رکھتا ہوں۔'' [1]

حدیث ۱۷: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص والا، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ عزوجل نے ان کا امتحان لینا چاہا، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا، تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: اچھا رنگ اور اچھا چمڑا اور یہ بات جاتی رہے، جس سے لوگ گِھن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ گِھن کی چیز جاتی رہی اور اچھا رنگ اور اچھی کھال اسے دی گئی، فرشتے نے کہا: تجھے کونسا مال زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے اونٹ کہا یا گائے (راوی کا شک ہے، مگر برص والے اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ کہا، دوسرے نے گائے)۔ اُسے دس مہینے کی حاملہ اونٹنی دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر گنجے کے پاس آیا، اُس سے کہا: تجھے کیا شے زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: خوبصورت بال اور یہ جاتا رہے، جس سے لوگ مجھ سے گِھن کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا، وہ بات جاتی رہی اور خوبصورت بال اُسے دیے گئے، اُس سے کہا: تجھے کون سا مال محبوب ہے؟ اُس نے گائے بتائی۔ ایک گابھن گائے اُسے دی گئی اور کہا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت دے۔

پھر اندھے کے پاس آیا اور کہا: تجھے کیا چیز زیادہ محبوب ہے؟ اُس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری نگاہ واپس دے کہ میں لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتہ نے ہاتھ پھیرا، اللہ تعالیٰ نے اُس کی نگاہ واپس دی۔ فرشتہ نے پوچھا، تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اُس نے کہا: بکری۔ اُسے ایک گابھن بکری دی۔ اب اونٹنی اور گائے اور بکری سب کے بچے ہوئے، ایک کے لیے اونٹوں سے جنگل بھر گیا۔ دوسرے کے لیے گائے سے، تیسرے کے لیے بکریوں سے۔

پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس اُس کی صورت اور ہیأت میں ہو کر آیا (یعنی برص والا بن کر) اور کہا: میں مردِ مسکین ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہوگئے، پہنچنے کی صورت میرے لیے آج نظر نہیں آتی، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے، میں اُس کے واسطے سے جس نے تجھے خوبصورت رنگ اور اچھا چمڑا اور مال دیا ہے۔ ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، جس سے

[1] ...... "صحیح مسلم"، کتاب الزھد و الرقائق، باب فضل الانفاق علی المساکین وابن السبیل، الحدیث: ۲۹۸٤، ص ۱۵۹۳.

میں سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے جواب دیا: حقوق بہت ہیں۔ فرشتے نے کہا: گویا میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی نہ تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے، فقیر نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دیا، اُس نے کہا: میں تو اس مال کا نسلاً بعد نسلٍ وارث کیا گیا ہوں۔ فرشتہ نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کردے جیسا تُو تھا۔

پھر گنجے کے پاس اُسی کی صورت بن کر آیا، اُس سے بھی وہی کہا: اُس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کردے، جیسا تُو تھا۔

پھر اندھے کے پاس اس کی صورت وہیأت بن کر آیا اور کہا: میں مسکین شخص اور مسافر ہوں، میرے سفر میں وسائل منقطع ہوگئے، آج پہنچنے کی صورت نہیں، مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے پھر تیری مدد سے میں اس کے وسیلہ سے جس نے تجھے نگاہ واپس دی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کی وجہ سے میں اپنے سفر میں مقصد تک پہنچ جاؤں۔ اُس نے کہا: میں اندھا تھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے آنکھیں دیں تُو جو چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ خدا کی قسم! اللہ (عزوجل) کے لیے تُو جو کچھ لے گا، میں تجھ پر مشقت نہ ڈالوں گا۔ فرشتے نے کہا: تُو اپنا مال اپنے قبضہ میں رکھ، بات یہ ہے کہ تم تینوں شخصوں کا امتحان تھا، تیرے لیے اللہ (عزوجل) کی رضا ہے اور ان دونوں پر ناراضی۔" [1]

حدیث ۱۸: امام احمد و ابوداود و ترمذی ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہتی ہیں: میں نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مسکین دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھے شرم آتی ہے کہ گھر میں کچھ نہیں ہوتا کہ اُسے دوں، ارشاد فرمایا: "اُسے کچھ دیدے، اگرچہ کُھر جلا ہوا۔" [2]

حدیث ۱۹: بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی، کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں گوشت کا ٹکڑا ہدیہ میں آیا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشت پسند تھا۔ انہوں نے خادمہ سے کہا: اسے گھر میں رکھ دے، شاید حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تناول فرمائیں، اُس نے طاق میں رکھ دیا۔ ایک سائل آکر دروازہ پر کھڑا ہوا اور کہا صدقہ کرو، اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے گا۔ لوگوں نے کہا، اللہ (عزوجل) تجھ میں برکت دے۔ [3] سائل چلا گیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تشریف لائے اور فرمایا: تمھارے یہاں کچھ کھانے کی چیز ہے؟ اُم المومنین نے عرض کی، ہاں اور خادمہ سے فرمایا: جاوہ گوشت لے آ۔

---

1 ..... "صحيح مسلم"، كتاب الزهد... إلخ، باب الدنيا سجن للمومن... إلخ، الحديث: ٢٩٦٤، ص ١٥٨٤.
و "صحيح البخاري"، كتاب احاديث الأنبياء، باب حديث أبرص وأعمى وأقرع في بني إسرائيل، الحديث: ٣٤٦٤، ج٢، ص٤٦٣.

2 ..... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أم بجيد، الحديث: ٢٧٢١٨، ج١٠، ص٣٢٨.

3 ..... سائل کو واپس کرنا ہوتا تو یہ لفظ بولتے ۱۲ منہ

وہ گئی تو طاق میں ایک پتھر کا ایک ٹکڑا پایا۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا، لہٰذا وہ گوشت پتھر ہو گیا۔'' (1)

حدیث ۲۰: بیہقی شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سخاوت جنت میں ایک درخت ہے، جو سخی ہے، اُس نے اُسکی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُس کو نہ چھوڑے گی جب تک جنت میں داخل نہ کرلے اور بخل جہنم میں ایک درخت ہے، جو بخیل ہے، اُس نے اس کی ٹہنی پکڑ لی ہے، وہ ٹہنی اُسے جہنم میں داخل کیے بغیر نہ چھوڑے گی۔'' (2)

حدیث ۲۱: رزین نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''صدقہ میں جلدی کرو کہ بلا صدقہ کو نہیں پھلانگتی۔'' (3)

حدیث ۲۲: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔ لوگوں نے عرض کی، اگر نہ پائے؟ فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے، اپنے کو نفع پہنچائے اور صدقہ بھی دے۔ عرض کی، اگر اس کی استطاعت نہ ہو یا نہ کرے؟ فرمایا: صاحب حاجت پریشان کی اعانت کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: نیکی کا حکم کرے۔ عرض کی، اگر یہ بھی نہ کرے؟ فرمایا: شر سے باز رہے کہ یہی اُس کے لیے صدقہ ہے۔'' (4)

حدیث ۲۳: صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''دو شخصوں میں عدل کرنا صدقہ ہے، کسی کو جانور پر سوار ہونے میں مدد دینا یا اُس کا اسباب اُٹھا دینا صدقہ ہے اور اچھی بات صدقہ ہے اور جو قدم نماز کی طرف چلے گا صدقہ ہے، راستہ سے اذیت کی چیز دور کرنا صدقہ ہے۔'' (5)

حدیث ۲۴: صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان پیڑ لگائے یا کھیت بوئے، اُس میں سے کسی آدمی یا پرند یا چوپایہ نے کھایا، وہ سب اُس کے لیے صدقہ ہے۔'' (6)

---

1 ...... "دلائل النبوة" للبیهقي، باب ماجاء في اللحم الذي صار حجرا... إلخ، ج٦، ص ٣٠٠.
و "مشكاة المصابيح"، كتاب الزكاة، باب الانفاق و كراهية الامساك، الحديث: ١٨٨٠، ج١، ص٥٢١.

2 ...... "شعب الإيمان"، باب في الجود والسخاء، الحديث: ١٠٨٧٧، ج٧، ص٤٣٥.

3 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الزكاة، باب الانفاق و كراهية الأمساك، الحديث: ١٨٨٧، ج١، ص٥٢٢.

4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الأدب، باب كل معروف صدقة، الحديث: ٦٠٢٢، ج٤، ص١٠٥.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع... إلخ، الحديث: ١٠٠٩، ص٥٠٤.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب المساقاة و المزارعة، باب فضل الغرس والزرع، الحديث: ١٥٥٣، ص٨٤٠.

حدیث ۲۵ و ۲۶: سنن ترمذی میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: ''اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے، نیک بات کا حکم کرنا بھی صدقہ ہے، بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے، راہ بھولے ہوئے کو راہ بتانا صدقہ ہے، کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کرنا صدقہ ہے، اپنے ڈول میں سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔'' [1] اسی کے مثل امام احمد و ترمذی نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲۷: صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ایک درخت کی شاخ بیچ راستہ پر تھی، ایک شخص گیا اور کہا: میں اُس کو مسلمانوں کے راستہ سے دُور کردوں گا کہ اُن کو ایذا نہ دے، وہ جنت میں داخل کردیا گیا۔'' [2]

حدیث ۲۸: ابوداود و ترمذی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان کسی مسلمان ننگے کو کپڑا پہنادے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے سبز کپڑے پہنائے گا اور جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلائے، اللہ تعالیٰ اُسے جنت کے پھل کھلائے گا اور جو مسلمان کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے، اللہ تعالیٰ اُسے رحیق مختوم (یعنی جنت کی شراب سربند) پلائے گا۔'' [3]

حدیث ۲۹: امام احمد و ترمذی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مسلمان کسی مسلمان کو کپڑا پہنادے تو جب تک اُس میں کا اُس شخص پر ایک پیوند بھی رہے گا، یہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہے گا۔'' [4]

حدیث ۳۰ و ۳۱: ترمذی و ابن حبان انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''صدقہ رب العزت کے غضب کو بجھاتا ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے۔'' [5] نیز اس کے مثل ابوبکر صدیق و دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۲: ترمذی نے بافادۂ تصحیح ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، لوگوں نے ایک بکری ذبح کی تھی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا: ''اس میں سے کیا باقی رہا؟ عرض کی، سوا شانہ کے کچھ باقی نہیں، ارشاد فرمایا: شانہ

---

1 ..... "جامع الترمذي"، أبواب البر والصلة، باب ماجاء في صنائع المعروف، الحديث: ١٩٦٣، ج٣، ص٣٨٤.

2 ..... "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة والأدب، باب فضل إزالة الأذى عن الطريق، الحديث: ١٢٨ـ(١٩١٤)(٢٦١٨) ص١٤١٠، ١٤١١.

3 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب في فضل سقي الماء، الحديث: ١٦٨٢، ج٢، ص١٨٠.

4 ..... "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة، باب ماجاء في ثواب من كسا مسلما، الحديث: ٢٤٩٢، ج٤، ص٢١٨.

5 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في فضل الصدقة، الحديث: ٦٦٤، ج٢، ص١٤٦.

کے سوا سب باقی ہے۔" (1)

حدیث ۳۳: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "تین شخصوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے اور تین شخصوں کو مبغوض۔ جن کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ ایک شخص کسی قوم کے پاس آیا اور اُن سے اللہ (عزوجل) کے نام پر سوال کیا، اس قرابت کے واسطے سے سوال نہ کیا، جو سائل اور قوم کے درمیان ہے، انھوں نے نہ دیا، اُن میں سے ایک شخص چلا گیا اور سائل کو چھپا کر دیا کہ اس کو اللہ (عزوجل) جانتا ہے اور وہ شخص جس کو دیا اور کسی نے نہ جانا۔ اور ایک قوم رات بھر چلی، یہاں تک کہ جب اُنھیں نیند ہر چیز سے زیادہ پیاری ہوگئی، سب نے سر رکھ دیے (یعنی سو گئے)، اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہو کر دُعا کرنے لگا اور اللہ (عزوجل) کی آیتیں پڑھنے لگا۔ اور ایک شخص لشکر میں تھا، دشمن سے مقابلہ ہوا اور ان کو شکست ہوئی، اُس شخص نے اپنا سینہ آگے کر دیا، یہاں تک کہ قتل کیا جائے یا فتح ہو۔ اور وہ تین جنھیں اللہ (عزوجل) ناپسند فرماتا ہے۔ ایک بوڑھا زناکار، دوسرا فقیر متکبر، تیسرا مالدار ظالم۔" (2)

حدیث ۳۴: ترمذی نے انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب اللہ (عزوجل) نے زمین پیدا فرمائی تو اُس نے ہلنا شروع کیا تو پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب فرما دیے اب زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی دیکھ کر تعجب ہوا، عرض کی، اے پروردگار! تیری مخلوق میں کوئی ایسی شے ہے کہ وہ پہاڑ سے زیادہ سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، لوہا۔ عرض کی، اے رب (عزوجل)! لوہے سے زیادہ سخت کوئی چیز ہے؟ فرمایا: ہاں، آگ۔ عرض کی، آگ سے بھی زیادہ کوئی سخت ہے؟ فرمایا: ہاں، پانی۔ عرض کی، پانی سے بھی زیادہ سخت کچھ ہے؟ فرمایا: ہاں ہوا۔ عرض کی، ہوا سے بھی زیادہ سخت کوئی شے ہے؟ فرمایا: ہاں، ابنِ آدم کہ دہنے ہاتھ سے صدقہ کرتا ہے اور اُسے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔" (3)

حدیث ۳۵: نسائی نے ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مسلمان اپنے کُل مال سے اللہ (عزوجل) کی راہ میں جوڑا خرچ کرے، جنت کے دربان اس کا استقبال کریں گے۔ ہر ایک اُسے اُس کی طرف بلائے گا، جو اُس کے پاس ہے۔ میں نے عرض کی، اس کی کیا صورت ہے؟ فرمایا: "اگر اُونٹ دے تو دو اُونٹ اور گائے دے تو دو گائیں۔" (4)

---

(1) ..... "جامع الترمذي"، أبواب صفة القيامة... إلخ، ٣٣-باب، الحديث: ٢٤٧٨، ج٤، ص٢١٢.

(2) ..... "سنن النسائي"، كتاب الزكاة، باب ثواب من يعطي، الحديث: ٢٥٦٧، ص٤٢٢.

(3) ..... "جامع الترمذي"، أبواب تفسير القرآن، باب في حكمة خلق الجبال... إلخ، الحديث: ٣٣٨٠، ج٥، ص٢٤٢.

(4) ..... "سنن النسائي"، كتاب الجهاد، باب فضل النفقة في سبيل الله تعالى، الحديث: ٣١٨٢، ص٥١٩.

حدیث ۳۶ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ خطا کو ایسے دور کرتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔'' [1]

حدیث ۳۷ امام احمد بعض صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ ''مسلمان کا سایہ قیامت کے دن اُس کا صدقہ ہوگا۔'' [2]

حدیث ۳۸ صحیح بخاری میں ابو ہریرہ و حکیم بن حزام رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بہتر صدقہ وہ ہے کہ پُشتِ غنٰی سے ہو یعنی اُس کے بعد تونگری باقی رہے اور ان سے شروع کرو جو تمھاری عیال میں ہیں یعنی پہلے اُن کو دو پھر اوروں کو۔'' [3]

حدیث ۳۹ ابو مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے صحیحین میں مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''مسلمان جو کچھ اپنے اہل پر خرچ کرتا ہے، اگر ثواب کے لیے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔'' [4]

حدیث ۴۰ زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما سے صحیحین میں مروی، انہوں نے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے دریافت کرایا، شوہر اور یتیم بچے جو پرورش میں ہیں ان کو صدقہ دینا کافی ہوسکتا ہے؟ ارشاد فرمایا: ان کو دینے میں دُونا اجر ہے، ایک اجر قرابت اور ایک اجر صدقہ۔'' [5]

حدیث ۴۱ امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلیمان بن عامر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسکین کو صدقہ دینا، صرف صدقہ ہے اور رشتہ والے کو دینا، صدقہ بھی ہے اور صلۂ رحمی بھی۔'' [6]

حدیث ۴۲ امام بخاری و مسلم ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: گھر میں جو کھانے کی چیز ہے، اگر عورت اُس میں سے کچھ دیدے مگر ضائع کرنے کے طور پر نہ ہو تو اُسے دینے کا ثواب ملے گا اور شوہر کو کمانے کا ثواب ملے گا اور خازن (بھنڈاری) کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ ایک کا اجر دوسرے کے اجر کو کم نہ کرے گا[7] یعنی اس صورت میں کہ جہاں ایسی عادت جاری ہو کہ عورتیں دیا کرتی ہوں اور شوہر منع نہ کرتے ہوں اور اُسی حد تک جو عادت

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، الحديث: ٢٦٢٥، ج٤، ص ٢٨٠.
2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث رجل من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ١٨٠٦٥، ج٦، ص ٣٠٢.
3 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب لاصدقة إلا عن ظهر غنى، الحديث: ١٤٢٦، ج١، ص ٤٨١.
4 ...... "صحيح البخاري"، كتاب النفقات، باب فضل النفقة على الأهل... إلخ، الحديث: ٥٣٥١، ج٣، ص ٥١١.
5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب فضل النفقة والصدقة... إلخ، الحديث: ١٠٠٠، ص ٥٠١.
6 ...... "جامع الترمذي"، ابواب الزكاة، باب ماجاء في الصدقة على ذي القرابة، الحديث: ٦٥٨، ج٢، ص ١٤٢.
7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب من أمر خادمه... إلخ، الحديث: ١٤٢٥، ج١، ص ٤٨١.

کے موافق ہے مثلاً روٹی دو روٹی، جیسا کہ ہندوستان میں عموماً رواج ہے اور اگر شوہر نے منع کر دیا ہو یا وہاں کی ایسی عادت نہ ہو تو بغیر اجازت عورت کو دینا جائز نہیں۔ ترمذی میں ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: عورت شوہر کے گھر سے بغیر اجازت کچھ نہ خرچ کرے۔ عرض کی گئی، کھانا بھی نہیں؟ فرمایا: یہ تو بہت اچھا مال ہے۔ [1]

حدیث ۴۳: صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خازن مسلمان امانت دار کہ جو اُسے حکم دیا گیا، پورا پورا اُس کو دے دیتا ہے، وہ دو صدقہ دینے والوں میں کا ایک ہے۔'' [2]

حدیث ۴۴: حاکم اور طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''ایک لقمہ روٹی اور ایک مُٹھی خرما اور اس کی مثل کوئی اور چیز جس سے مسکین کو نفع پہنچے۔ اُن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تین شخصوں کو جنت میں داخل فرماتا ہے۔ ایک صاحبِ خانہ جس نے حکم دیا، دوسری زوجہ کہ اسے تیار کرتی ہے، تیسرے خادم جو مسکین کو دے آتا ہے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمارے خادموں کو بھی نہ چھوڑا۔'' [3]

حدیث ۴۵: ابن ماجہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خطبہ میں فرمایا: ''اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ (عزوجل) کی طرف رجوع کرو اور مشغولی سے پہلے اعمالِ صالحہ کی طرف سبقت کرو اور پوشیدہ و علانیہ صدقہ دے کر اپنے اور اپنے رب کے درمیان تعلقات کو ملاؤ تو تمھیں روزی دی جائے گی اور تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھاری شکستگی دُور کی جائے گی۔'' [4]

حدیث ۴۶: صحیحین میں عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''تم میں ہر شخص سے اللہ عزوجل کلام فرمائے گا، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے مابین کوئی ترجمان نہ ہوگا، وہ اپنی دہنی طرف نظر کرے گا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے، دکھائی دے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا، جو پہلے کر چکا ہے، پھر اپنے سامنے نظر کرے گا تو موتھ کے سامنے آگ دکھائی دے گی تو آگ سے بچو، اگرچہ خرمے کا ایک ٹکڑا دے کر۔'' [5] اور اسی کے مثل عبداللہ بن مسعود و صدیق اکبر و اُم المومنین صدیقہ و انس و ابو ہریرہ و ابو امامہ و نعمان بن بشیر وغیرہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۴۷: ابو یعلیٰ جابر اور ترمذی معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے ارشاد

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الزكاة، باب ماجاء في نفقة المرأة من بيت زوجها، الحديث: ٦٧٠، ج٢، ص١٤٩.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الزكاة، باب اجر الخادم... إلخ، الحديث: ١٤٣٨، ج١، ص٤٨٤.

3 ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٥٣٠٩، ج٤، ص٨٩.

4 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات، باب في فرض الجمعة، الحديث: ١٠٨١، ج٢، ص٥.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الزكاة، باب الحث على الصدقة... إلخ، الحديث: ٦٧-(١٠١٦)، ص٥٠٧.

فرمایا: ''صدقہ خطا کو ایسے بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو۔'' [1]

حدیث ۴۸: امام احمد و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا، اُس وقت تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے۔'' [2]
اور طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ صدقہ قبر کی حرارت کو دفع کرتا ہے۔'' [3]

حدیث ۴۹: طبرانی و بیہقی حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلاً راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رب عزوجل فرماتا ہے: ''اے ابنِ آدم! اپنے خزانہ میں سے میرے پاس کچھ جمع کر دے، نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا، نہ چوری جائے گا۔ تجھے میں پورا دوں گا، اُس وقت کہ تو اُس کا زیادہ محتاج ہوگا۔'' [4]

حدیث ۵۰ و ۵۱: امام احمد و بزار و طبرانی و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور بیہقی ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ''آدمی جب کچھ بھی صدقہ نکالتا ہے تو ستّر شیطان کے جبڑے چیر کر نکلتا ہے۔'' [5]

حدیث ۵۲: طبرانی نے عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''مسلمان کا صدقہ عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور بُری موت کو دفع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبر و فخر کو دور فرما دیتا ہے۔'' [6]

حدیث ۵۳: طبرانی کبیر میں رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ''صدقہ بُرائی کے ستّر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔'' [7]

حدیث ۵۴: ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم حارث اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ ''اللہ عزوجل نے یحییٰ بن زکریا علیہما الصلوۃ والسلام کو پانچ باتوں کی وحی بھیجی کہ خود عمل کریں اور بنی اسرائیل کو حکم فرمائیں کہ وہ ان پر عمل کریں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ اس نے تمھیں صدقہ کا حکم فرمایا ہے اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو دشمن نے قید

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الإيمان، باب ماجاء في حرمة الصلاة، الحديث: ٢٦٢٥، ج٤، ص ٢٨٠.
2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند الشاميين، حديث عقبه بن عامر، الحديث: ١٧٣٣٥ ج٦، ص١٢٦.
3 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٧٨٧، ج١٧، ص٢٨٦.
4 ...... "شعب الإيمان"، باب في الزكاة، التحريض على صدقة التطوع، الحديث: ٣٣٤٢، ج٣، ص ٢١١.
5 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث بريدة الأسلمي، الحديث: ٢٣٠٢٣، ج٩، ص١٢.
6 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٣١، ج١٧، ص٢٢.
7 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٤٤٠٢، ج٤، ص٢٧٤.

کیا اور اس کا ہاتھ گردن سے ملا کر باندھ دیا اور اُسے مارنے کے لیے لائے، اُس وقت تھوڑا بہت جو کچھ تھا، سب کو دے کر اپنی جان بچائی۔" (1)

حدیث ۵۵ ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جس نے حرام مال جمع کیا پھر اُسے صدقہ کیا تو اُس میں اُس کے لیے کچھ ثواب نہیں، بلکہ گناہ ہے۔" (2)

حدیث ۵۶ ابوداود و ابن خزیمہ و حاکم اُنھیں سے راوی، عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! کونسا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: "کم مایہ شخص کا کوشش کر کے صدقہ دینا۔" (3)

حدیث ۵۷ نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان اُنھیں سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک درہم لاکھ درہم سے بڑھ گیا۔" کسی نے عرض کی، یہ کیونکر یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)؟ فرمایا: "ایک شخص کے پاس مالِ کثیر ہے، اُس نے اُس میں سے لاکھ درہم لے کر صدقہ کیے اور ایک شخص کے پاس صرف دو۲ ہیں، اُس نے اُن میں سے ایک کو صدقہ کر دیا۔" (4)

روزہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ؕ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ

---

1 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الأمثال، باب ماجاء في مثل الصلاة والصيام والصدقة، الحديث: ۲۸۷۲، ج٤، ص۳۹٤.

2 ..... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الزكاة، باب التطوع، الحديث: ۳۳۵٦، ج٥، ص۱۵۱.

3 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الزكاة، باب الرخصة في ذلك، الحديث: ۱٦۷۷، ج۲، ص۱۷۹.

4 ..... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الزكاة، باب صدقة التطوع، الحديث: ۳۳۳٦، ج٥، ص۱٤٤.

وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَ عَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪ وَ كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَ لَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَ اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ [1]

اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا ان پر فرض ہوا تھا جو تم سے پہلے ہوئے، تاکہ تم گناہوں سے بچو چند دنوں کا۔ پھر تم میں جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، وہ اور دنوں میں گنتی پوری کرلے اور جو طاقت نہیں رکھتے، وہ فدیہ دیں۔ ایک مسکین کا کھانا پھر جو زیادہ بھلائی کرے تو یہ اس کے لیے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمھارے لیے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ ماہِ رمضان جس میں قرآن اُتارا گیا۔ لوگوں کی ہدایت کو اور ہدایت اور حق و باطل میں جدائی بیان کرنے کے لیے تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو اس کا روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو وہ دوسرے دنوں میں گنتی پوری کرلے۔ اللہ (عزوجل) تمھارے ساتھ آسانی کا ارادہ کرتا ہے، سختی کا ارادہ نہیں فرماتا اور تمھیں چاہیے کہ گنتی پوری کرو اور اللہ (عزوجل) کی بڑائی بولو، کہ اُس نے تمھیں ہدایت کی اور اس امید پر کہ اس کے شکر گزار ہو جاؤ۔ اور اے محبوب (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)! جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دُعا کرنے والے کی دُعا سنتا ہوں جب وہ مجھے پکارے تو اُنھیں چاہیے کہ میری بات قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں، اس اُمید پر کہ راہ پائیں۔ تمھارے لیے روزہ کی رات میں عورتوں سے جماع حلال کیا گیا، وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس۔ اللہ (عزوجل) کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں پر خیانت کرتے ہو تو تمھاری توبہ قبول کی اور تم سے معاف فرمایا تو اب اُن سے جماع کرو اور اسے چاہو جو اللہ (عزوجل) نے تمھارے لیے لکھا اور کھاؤ اور پیو اس وقت تک کہ فجر کا سُپید ڈورا سیاہ ڈورے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرو اور ان سے جماع نہ کرو اس حال میں کہ تم مسجدوں میں معتکف ہو۔ یہ اللہ (عزوجل) کی حدیں ہیں، اُن کے قریب نہ جاؤ، اللہ (عزوجل) اپنی نشانیاں یونہیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ بچیں۔

روزہ بہت عمدہ عبادت ہے، اس کی فضیلت میں بہت حدیثیں آئیں۔ ان میں سے بعض ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جب رمضان آتا ہے، آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔" [2]

---

1 ...... پ۲، البقرۃ: ۱۸۳ ۔ ۱۸۷.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب ھل یقال رمضان أو شھر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۹۹، ج۱، ص۶۲۶.

ایک روایت میں ہے، کہ "جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔"[1]

ایک روایت میں ہے، کہ "رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیے جاتے ہیں۔"[2]

اور امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ کی روایت میں ہے، "جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تو اُن میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے، اے خیر طلب کرنے والے! متوجہ ہو اور اے شر کے چاہنے والے! باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہوتا ہے۔"[3]

امام احمد و نسائی کی روایت انھیں سے ہے، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "رمضان آیا، یہ برکت کا مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس کی بھلائی سے محروم رہا، وہ بیشک محروم ہے۔"[4]

حدیث ۲: ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں۔ رمضان آیا تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "یہ مہینہ آیا، اس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، جو اس سے محروم رہا، وہ ہر چیز سے محروم رہا اور اس کی خیر سے وہی محروم ہوگا، جو پورا محروم ہے۔"[5]

حدیث ۳: بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں: جب رمضان کا مہینہ آتا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب قیدیوں کو رہا فرما دیتے اور ہر سائل کو عطا فرماتے۔"[6]

حدیث ۴: بیہقی شعب الایمان میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت ابتدائے سال سے سال آئندہ تک رمضان کے لیے آراستہ کی جاتی ہے، جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب هل یقال رمضان أو شهر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۹۸، ج۱، ص۶۲۵.

2 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب فضل شهر رمضان، الحدیث: ۲۔(۱۰۷۹)، ص۵۴۳.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، الحدیث: ۶۸۲، ج۲، ص۱۵۵.

4 ...... "سنن النسائي"، کتاب الصیام، باب ذکر الاختلاف علی معمر فیه، الحدیث: ۲۱۰۳، ص۳۵۵.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصیام، باب ماجاء في فضل شهر رمضان، الحدیث: ۱۶۴۴، ج۲، ص۲۹۸.

6 ...... "شعب الإیمان"، باب في الصیام، فضائل شهر رمضان، الحدیث: ۳۶۲۹، ج۳، ص۳۱۱.

عرش کے نیچے ایک ہوا حورِ عین پر چلتی ہے، وہ کہتی ہیں، اے رب! تُو اپنے بندوں سے ہمارے لیے ان کو شوہر بنا، جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔'' [1]

حدیث ۵: امام احمد ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رمضان کی آخر شب میں اس اُمّت کی مغفرت ہوتی ہے۔ عرض کی گئی، کیا وہ شبِ قدر ہے؟ فرمایا: نہیں ولیکن کام کرنے والے کو اس وقت مزدوری پوری دی جاتی ہے، جب کام پورا کرلے۔'' [2]

حدیث ۶: بیہقی شعب الایمان میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر دن میں وعظ فرمایا۔ فرمایا: ''اے لوگو! تمھارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے اور اس کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستّر فرض ادا کیے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات [3] کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے، جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اُس کے گناہوں کے لیے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی اور اس افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں سے کچھ کم ہو۔'' ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ہم میں کا ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا، جس سے روزہ افطار کرائے؟ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا، جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خُرما یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو بھر پیٹ کھانا کھلایا، اُس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اس کا اوسط مغفرت ہے اور اس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو اپنے غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے، اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرما دے گا۔'' [4]

حدیث ۷: صحیحین و ترمذی و نسائی و صحیح ابن خزیمہ میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

1. ... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ٣٦٣٣، ج٣، ص٣١٢ ـ ٣١٣.
2. ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسندأبي هريرة، الحديث: ٧٩٢٢، ج٣، ص١٤٤.
3. ...... یعنی غمخواری اور بھلائی۔
4. ......"شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ٣٦٠٨، ج٣، ص٣٠٥.
و "صحيح ابن خزيمة"، كتاب الصيام، باب فضائل شهر رمضان... إلخ، الحديث: ١٨٨٧، ج٣، ص١٩١.

فرماتے ہیں: ''جنت میں آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازہ کا نام ریّان ہے، اس دروازہ سے وہی جائیں گے جو روزے رکھتے ہیں۔'' (1)

حدیث ۸ بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کا روزہ رکھے گا، اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کی راتوں کا قیام کرے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور جو ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے شبِ قدر کا قیام کرے گا، اُس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔'' (2)

حدیث ۹ امام احمد و حاکم اور طبرانی کبیر میں اور ابن ابی الدُنیا اور بیہقی شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''روزہ و قرآن بندہ کے لیے شفاعت کریں گے، روزہ کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روک دیا، میری شفاعت اُس کے حق میں قبول فرما۔ قرآن کہے گا، اے رب (عزوجل)! میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا، میری شفاعت اُس کے بارے میں قبول کر۔ دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی۔'' (3)

حدیث ۱۰ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس۱۰ سے سات سو۷۰۰ تک دیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور اُس کی جزا میں دوں گا۔ بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب (عزوجل) سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کے مونھ کی بُو اللہ عزوجل کے نزدیک مُشک سے زیادہ پاکیزہ ہے اور روزہ سپر ہے اور جب کسی کے روزہ کا دن ہو تو نہ بے ہودہ بکے اور نہ چیخے پھر اگر اِس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو کہہ دے، میں روزہ دار ہوں۔'' (4) اسی کے مثل امام مالک و ابوداود و ترمذی و نسائی اور ابن خزیمہ نے روایت کی۔

حدیث ۱۱ طبرانی اوسط میں اور بیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل کے نزدیک اعمال سات۷ قسم کے ہیں۔ دو عمل واجب کرنے والے اور دو کا بدلہ ان کے برابر ہے اور ایک عمل کا بدلا دس۱۰ گنا

---

(1) ...... "صحيح البخاري"، كتاب بدء الخلق، باب صفة أبواب الجنة، الحديث: ٣٢٥٧، ج٢، ص٣٩٤.

(2) ...... "صحيح البخاري"، كتاب صلاة التراويح، باب فضل من قام رمضان، الحديث: ٢٠٠٩، ج١، ص٦٥٨.

و "صحيح البخاري"، كتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر، الحديث: ٢٠١٤، ج١، ص٦٦٠.

(3) ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند عبد الله بن عمرو بن العاص، الحديث: ٦٦٣٧، ج٢، ص٥٨٦.

(4) ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب الصوم، الفصل الأول، الحديث: ١٩٥٩، ج١، ص٥٤١.

اور ایک عمل کا معاوضہ سات سو ہے اور ایک وہ عمل ہے، جس کا ثواب اللہ (عزوجل) ہی جانے۔ وہ دو جو واجب کرنے والے ہیں ان میں:

(۱) ایک یہ کہ جو خدا سے اس حال میں ملے کہ خالص اسی کی عبادت کرتا تھا، کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرتا تھا، اُس کے لیے جنت واجب۔

(۲) دوسرا یہ کہ جو خدا سے ملا اس حال میں کہ اُس نے شرک کیا ہے تو اس کے لیے جہنم واجب اور

(۳) جس نے برائی کی، اس کو اسی قدر سزا دی جائے گی اور

(۴) جس نے نیکی کا ارادہ کیا، مگر عمل نہ کیا تو اُس کو ایک نیکی کا بدلا دیا جائے گا اور

(۵) جس نے نیکی کی، اُسے دس گنا ثواب ملے گا اور

(۶) جس نے اللہ (عزوجل) کی راہ میں خرچ کیا، اُس کو سات سَو کا ثواب ملے گا۔ ایک درہم کا سات سو درہم اور ایک دینار کا ثواب سات سَو دینار اور روزہ اللہ عزوجل کے لیے ہے، اس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' [1]

حدیث ۱۲ تا ۱۵: امام احمد باسناد حسن اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''روزہ سپر ہے اور دوزخ سے حفاظت کا مضبوط قلعہ۔'' [2] اُسی کے قریب جابر وعثمان بن ابی العاص ومعاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۶ و ۱۷: ابو یعلی وبیہقی سلمہ بن قیس اور احمد و بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لیے ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے اتنا دور کر دے گا جیسے کوا کہ جب بچہ تھا، اس وقت سے اُڑتا رہا یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مرا۔'' [3]

حدیث ۱۸: ابو یعلی وطبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کسی نے ایک دن نفل روزہ رکھا اور زمین بھر اُسے سونا دیا جائے، جب بھی اس کا ثواب پورا نہ ہوگا۔ اس کا ثواب تو قیامت ہی کے دن ملے گا۔'' [4]

حدیث ۱۹: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر شے کے لیے

---

1 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل الصوم، الحديث: ٣٥٨٩، ج٣، ص٢٩٨.
و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصوم، الحديث: ٨، ج٢، ص٤٩.

2 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٩٢٣٦، ج٣، ص٣٦٧.

3 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ١٠٨١٠، ج٣، ص٦١٩.

4 ...... "مسند أبي يعلى"، مسند أبي هريرة، الحديث: ٦١٠٤، ج٥، ص٣٥٣.

زکاۃ ہے اور بدن کی زکاۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔"[1]

حدیث ۲۰: نسائی و ابن خزیمہ و حاکم ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، عرض کی، یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے؟ فرمایا: "روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔" میں نے عرض کی، مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے؟ ارشاد فرمایا: "روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔" انھوں نے پھر وہی عرض کی، وہی جواب ارشاد ہوا۔[2]

حدیث ۲۱ تا ۲۶: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اللہ (عزوجل) کی راہ میں ایک دن روزہ رکھے، اللہ تعالیٰ اُس کے مونھ کو دوزخ سے ستّر برس کی راہ دور فرما دے گا۔"[3] اور اسی کی مثل نسائی و ترمذی و ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، اور طبرانی ابو درداء اور ترمذی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ "اُس کے اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کردے گا، جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔"[4]

اور طبرانی کی روایت عمرو بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ "دوزخ اس سے سو برس کی راہ دُور ہوگی۔"[5] اور ابو یعلیٰ کی روایت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ "غیر رمضان میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں روزہ رکھا تو تیز گھوڑے کی رفتار سے سو برس کی مسافت پر جہنم سے دور ہوگا۔"[6]

حدیث ۲۷: بیہقی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: روزہ دار کی دُعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔"[7]

حدیث ۲۸: امام احمد و ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے: "تین شخص کی دُعا رد نہیں کی جاتی۔ روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور بادشاہ عادل اور مظلوم کی

---

1. "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب في الصوم زكاة الجسد، الحديث: ١٧٤٥، ج٢، ص٣٤٦.
2. "سنن النسائي"، كتاب الصيام، باب ذكر الاختلاف... إلخ، الحديث: ٢٢٢٠، ص٣٧١.
   و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصوم، الحديث: ٢١، ج٢، ص٥٢.
3. "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله... إلخ، الحديث: ١٦٨-(١١٥٣)، ص٥٨١.
4. "جامع الترمذي"، أبواب فضائل الجهاد، باب ماجاء في فضل الصوم... إلخ، الحديث: ١٦٣٠، ج٣، ص٢٣٣.
5. "المعجم الأوسط"، باب الباء، الحديث: ٣٢٤٩، ج٢، ص٢٦٨.
6. "مسند أبي يعلىٰ"، مسند معاذ بن أنس، الحديث: ١٤٨٤، ج٢، ص٣٦.
7. "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فصل فيما يفطر الصائم عليه، الحديث: ٣٩٠٤، ج٣، ص٤٠٧.

دُعا، اِس کو اللہ تعالیٰ ابر سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔'' اور رب عزوجل فرماتا ہے: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! ضرور تیری مدد کروں گا، اگرچہ تھوڑے زمانہ بعد۔''[1]

حدیث ۲۹: ابن حبان و بیہقی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اُس کی حدود کو پہچانا اور جس چیز سے بچنا چاہیے اُس سے بچا تو جو پہلے کر چکا ہے اُس کا کفارہ ہوگیا۔''[2]

حدیث ۳۰: ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے مکّہ میں ماہِ رمضان پایا اور روزہ رکھا اور رات میں جتنا میسّر آیا قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اور جگہ کے ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھے گا اور ہر دن ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات ایک گردن آزاد کرنے کا ثواب اور ہر روز جہاد میں گھوڑے پر سوار کردینے کا ثواب اور ہر دن میں حسنہ اور ہر رات میں حسنہ لکھے گا۔''[3]

حدیث ۳۱: بیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''میری اُمت کو ماہِ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ اوّل یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل ان کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا، اُسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔ دوسری یہ کہ شام کے وقت اُن کے مونھ کی بُو اللہ (عزوجل) کے نزدیک مُشک سے زیادہ اچھی ہے۔ تیسری یہ ہے کہ ہر دن اور ہر رات میں فرشتے ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے، کہتا ہے: مستعد ہو جا اور میرے بندوں کے لیے مزیّن ہو جا قریب ہے کہ دنیا کی تعب سے یہاں آکر آرام کریں۔ پانچویں یہ کہ جب آخر رات ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ کسی نے عرض کی، کیا وہ شب قدر ہے؟ فرمایا: نہیں کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں، جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت مزدوری پاتے ہیں۔''[4]

حدیث ۳۲ تا ۳۴: حاکم نے کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب لوگ منبر کے پاس حاضر ہوں، ہم حاضر ہوئے، جب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) منبر کے پہلے درجہ پر چڑھے، کہا: آمین۔ دوسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔ تیسرے پر چڑھے، کہا: آمین۔'' جب منبر سے تشریف لائے، ہم نے عرض کی، آج ہم نے

---

1 ..... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب في الصائم لاتردّدعوته، الحديث: ۱۷۵۲، ج۲، ص۳۴۹.

2 ..... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحديث: ۳۴۲۴، ج۵، ص۱۸۲۔۱۸۳.

3 ..... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب الصوم شهر رمضان بمكة، الحديث: ۳۱۱۷، ج۳، ص۵۲۳.

4 ..... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ۳۶۰۳، ج۳، ص۳۰۳.

حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے ایسی بات سُنی کہ کبھی نہ سُنتے تھے۔ فرمایا: جبریل نے آکر عرض کی، ''وہ شخص دور ہو، جس نے رمضان پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ میں نے کہا آمین۔ جب دوسرے درجہ پر چڑھا تو کہا وہ شخص دور ہو، جس کے پاس میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود نہ بھیجے۔ میں نے کہا آمین۔ جب میں تیسرے درجہ پر چڑھا کہا وہ شخص دور ہو، جس کے ماں باپ دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور اُن کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے۔ میں نے کہا آمین۔'' [1] اسی کے مثل ابو ہریرہ و حسن بن مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ابن حبان نے روایت کی۔

حدیث ۳۵: اصبہانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ (عزوجل) کسی بندہ کی طرف نظر فرمائے تو اُسے کبھی عذاب نہ دے گا اور ہر روز دس۱۰ لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں۲۹ رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے، اُن کے مجموعہ کے برابر اُس ایک رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے، ملئکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے، فرشتوں سے فرماتا ہے: ''اے گروہ ملئکہ! اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے، جس نے کام پورا کرلیا۔'' فرشتے عرض کرتے ہیں، اُس کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔'' [2]

حدیث ۳۶: ابن خزیمہ نے ابو مسعود غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی، اُس میں یہ بھی ہے، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔'' [3]

حدیث ۳۷: بزار و ابن خزیمہ و ابن حبان عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! فرمایئے تو اگر میں اُس کی گواہی دوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکاۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں کا قیام کروں تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا؟ فرمایا: ''صدیقین اور شہدا میں سے۔'' [4]

---

1 ..... ''المستدرک''، کتاب البر و الصلة، باب لعن اللّٰه العاق لوالدیه... إلخ، الحدیث: ۷۳۳۸، ج۵، ص۲۱۲.

2 ..... ''کنز العمال''، کتاب الصوم، الحدیث: ۲۳۷۰۲، ج۸، ص۲۱۹.

3 ..... ''صحیح ابن خزیمة''، کتاب الصیام، باب ذکر تزیین الجنة لشهر رمضان... إلخ، الحدیث: ۱۸۸٦، ج۳، ص۱۹۰.

4 ..... ''الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان''، کتاب الصوم، باب فضل رمضان، الحدیث: ۳٤۲۹، ج۵، ص۱۸٤.

مسائل فقہیہ

روزہ عرف شرع میں مسلمان کا بہ نیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا، عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔[1] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۱: روزے کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا۔ دوسرا خواص کا روزہ کہ انکے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ پاؤں اور تمام اعضا کو گناہ سے باز رکھنا۔ تیسرا خاص الخاص کا کہ جمیع ماسوی اللہ[2] سے اپنے کو بالکلیہ جُدا کرکے صرف اسی کی طرف متوجہ رہنا۔[3] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۲: روزے کی پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض۔

(۲) واجب۔

(۳) نفل۔

(۴) مکروہِ تنزیہی۔

(۵) مکروہِ تحریمی۔

فرض وواجب کی دو قسمیں ہیں: معیّن وغیر معیّن۔ فرض معیّن جیسے ادائے رمضان۔ فرض غیر معیّن جیسے قضائے رمضان اور روزۂ کفارہ۔ واجب معیّن جیسے نذرِ معیّن۔ واجب غیر معیّن جیسے نذرِ مطلق۔

نفل دو ہیں: نفل مسنون، نفل مستحب جیسے عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اس کے ساتھ نویں کا بھی اور ہر مہینے میں تیرھویں، چودھویں، پندرھویں اور عرفہ کا روزہ، پیر اور جمعرات کا روزہ، شش عید کے روزے صومِ داود علیہ السلام، یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار۔

مکروہِ تنزیہی جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا۔ نیروز ومہرگان کے دن روزہ۔ صومِ دہر (یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا)، صومِ سکوت (یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے)، صومِ وصال کہ روزہ رکھ کر افطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹٤.

2 ...... یعنی اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز۔

3 ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۵.

رکھے، یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔ مکروہ تحریمی جیسے عید اور ایام تشریق[1] کے روزے۔[2] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: روزے کے مختلف اسباب ہیں، روزۂ رمضان کا سبب ماہِ رمضان کا آنا، روزۂ نذر کا سبب منت ماننا، روزۂ کفارہ کا سبب قسم توڑنا یا قتل یا ظہار وغیرہ۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: ماہِ رمضان کا روزہ فرض جب ہوگا کہ وہ وقت جس میں روزہ کی ابتدا کر سکے پالے یعنی صبح صادق سے ضحوۂ کبریٰ تک کہ اُس کے بعد روزہ کی نیت نہیں ہو سکتی، لہٰذا روزہ نہیں ہو سکتا اور رات میں نیت ہو سکتی ہے مگر روزہ کی محل نہیں، لہٰذا اگر مجنون کو رمضان کی کسی رات میں ہوش آیا اور صبح جنون کی حالت میں ہوئی یا ضحوۂ کبریٰ کے بعد کسی دن ہوش آیا تو اُس پر رمضان کے روزے کی قضا نہیں، جبکہ پورا رمضان اسی جنون میں گزر جائے اور ایک دن بھی ایسا وقت مل گیا، جس میں نیت کر سکتا ہے تو سارے رمضان کی قضا لازم ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: رات میں روزہ کی نیت کی اور صبح غشی کی حالت میں ہوئی اور یہ غشی کئی دن تک رہی تو صرف پہلے دن کا روزہ ہوا باقی دنوں کی قضا رکھے، اگرچہ پورے رمضان بھر غشی رہی اگرچہ نیت کا وقت نہ ملا۔[5] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۶: ادائے روزۂ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیت کر لے، یہ روزے ہو جائیں گے۔ لہٰذا آفتاب ڈوبنے سے پہلے نیت کی کہ کل روزہ رکھوں گا پھر بے ہوش ہو گیا اور ضحوۂ کبریٰ کے بعد ہوش آیا تو یہ روزہ نہ ہوا اور آفتاب ڈوبنے کے بعد نیت کی تھی تو ہو گیا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: ضحوۂ کبریٰ نیت کا وقت نہیں، بلکہ اس سے پیشتر نیت ہو جانا ضرور ہے اور اگر خاص اس وقت یعنی جس وقت آفتاب خطِ نصف النہار شرعی پر پہنچ گیا، نیت کی تو روزہ نہ ہوا۔[7] (درمختار)

---

1. یعنی عید الفطر، عید الاضحیٰ اور گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ، ان پانچ دنوں۔
2. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٤.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٨٨ ـ ٣٩٢.
3. "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج١، ص١٩٤.
4. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٨٥ ـ ٣٨٧.
5. "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٥.
و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٣٨٨.
6. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٩٣.
7. "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص ٣٩٤.

مسئلہ ۸: نیّت کے بارے میں نفل عام ہے، سنت و مستحب و مکروہ سب کو شامل ہے کہ ان سب کے لیے نیّت کا وہی وقت ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: جس طرح اور جگہ بتایا گیا کہ نیّت دل کے ارادہ کا نام ہے، زبان سے کہنا شرط نہیں۔ یہاں بھی وہی مراد ہے مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے، اگر رات میں نیّت کرے تو یوں کہے:

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذَا .

''یعنی میں نے نیّت کی کہ اللہ عزوجل کے لیے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔''

اور اگر دن میں نیّت کرے تو یہ کہے:

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْیَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ .

''میں نے نیّت کی کہ اللہ تعالیٰ کے لیے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔''

اور اگر تبرک وطلب توفیق کے لیے نیّت کے الفاظ میں ان شاء اللہ تعالیٰ بھی ملا لیا تو حرج نہیں اور اگر پکا ارادہ نہ ہو، مذبذب ہو تو نیّت ہی کہاں ہوئی۔[2] (جوہرہ نیرہ)

مسئلہ ۱۰: دن میں نیّت کرے تو ضرور ہے کہ یہ نیّت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور اگر یہ نیّت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔[3] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیّت دن میں بھی ہو سکتی ہے، مگر رات میں نیّت کر لینا مستحب ہے۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۲: یوں نیّت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے یہ نیّت صحیح نہیں، بہر حال وہ روزہ دار نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: رمضان کے دن میں نہ روزہ کی نیّت ہے نہ یہ کہ روزہ نہیں، اگرچہ معلوم ہے کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے تو

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص ۳۹۳.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۵.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۵.

و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص ۳۹٤.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۵.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب الأول في تعريفه... إلخ، ج۱، ص۱۹۵.

روزہ نہ ہوا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: رات میں نیّت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا، تو نیّت جاتی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے پھر سے نیّت کرنا ضرور نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: عورت حیض ونفاس والی تھی، اُس نے رات میں کل روزہ رکھنے کی نیّت کی اور صبح صادق سے پہلے حیض و نفاس سے پاک ہوگئی تو روزہ صحیح ہوگیا۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: دن میں وہ نیّت کام کی ہے کہ صبح صادق سے نیّت کرتے وقت تک روزہ کے خلاف کوئی امر نہ پایا گیا ہو، لہٰذا اگر صبح صادق کے بعد بھول کر بھی کھا پی لیا ہو یا جماع کر لیا تو اب نیّت نہیں ہوسکتی۔[4] (جوہرہ) مگر معتمد یہ ہے کہ بھولنے کی حالت میں اب بھی نیّت صحیح ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷: جس طرح نماز میں کلام کی نیّت کی، مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یوہیں روزہ میں توڑنے کی نیّت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، جب تک توڑنے والی چیز نہ کرے۔[6] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۸: اگر رات میں روزہ کی نیّت کی پھر پکا ارادہ کر لیا کہ نہیں رکھے گا تو وہ نیّت جاتی رہی۔ اگر نئی نیّت نہ کی اور دن بھر بھوکا پیاسا رہا اور جماع سے بچا تو روزہ نہ ہوا۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: سحری کھانا بھی نیّت ہے، خواہ رمضان کے روزے کے لیے ہو یا کسی اور روزہ کے لیے، مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح کو روزہ نہ ہوگا تو یہ سحری کھانا نیّت نہیں۔[8] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰: رمضان کے ہر روزہ کے لیے نئی نیّت کی ضرورت ہے۔ پہلی یا کسی تاریخ میں پورے رمضان کے روزہ کی نیّت کر لی تو یہ نیّت صرف اُسی ایک دن کے حق میں ہے، باقی دنوں کے لیے نہیں۔[9] (جوہرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصوم، الباب الأول في تعریفه... إلخ، ج۱، ص۱۹۵.

2 ...... "الجوھرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۵.

3 ...... "الجوھرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۵.

4 ...... "الجوھرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۷٦.

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم ومالا یفسده، ج۳، ص٤١٩.

6 ...... "الجوھرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۷۵.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۸.

8 ...... "الجوھرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۷٦.

9 ...... "الجوھرة النیرة"، کتاب الصوم، ص۱۷٦.

مسئلہ ۲۱: یہ تینوں یعنی رمضان کی ادا اور نفل و نذر معین مطلقاً روزہ کی نیت سے ہو جاتے ہیں، خاص انھیں کی نیت ضروری نہیں۔ یوہیں نفل کی نیت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں، بلکہ غیر مریض و مسافر نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کی جب بھی اسی رمضان کا ہوگا۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مسافر اور مریض اگر رمضان شریف میں نفل یا کسی دوسرے واجب کی نیت کریں تو جس کی نیت کریں گے، وہی ہوگا رمضان کا نہیں۔[2] (تنویر الابصار) اور مطلق روزے کی نیت کریں تو رمضان کا ہوگا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: نذر معین یعنی فلاں دن روزہ رکھوں گا، اس میں اگر اُس دن کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھا تو جس کی نیت سے روزہ رکھا، وہ ہوا منت کی قضا دے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: رمضان کے مہینے میں کوئی اور روزہ رکھا اور اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ماہ رمضان ہے، جب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: کوئی مسلمان دار الحرب میں قید تھا اور ہر سال یہ سوچ کر کہ رمضان کا مہینہ آگیا، رمضان کے روزے رکھے بعد کو معلوم ہوا کہ کسی سال بھی رمضان میں نہ ہوئے بلکہ ہر سال رمضان سے پیشتر ہوئے تو پہلے سال کا تو ہوا ہی نہیں کہ رمضان سے پیشتر رمضان کا روزہ ہو نہیں سکتا اور دوسرے تیسرے سال کی نسبت یہ ہے کہ اگر مطلق رمضان کی نیت کی تھی تو ہر سال کے روزے سال گزشتہ کے روزوں کی قضا ہیں اور اگر اس سال کے رمضان کی نیت سے رکھے تو کسی سال کے نہ ہوئے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: اگر صورت مذکورہ میں تحری کی یعنی سوچا اور دل میں یہ بات جمی کہ یہ رمضان کا مہینہ ہے اور روزہ رکھا، مگر واقع میں روزے شوال کے مہینے میں ہوئے تو اگر رات سے نیت کی تو ہو گئے، کیونکہ قضا میں قضا کی نیت شرط نہیں، بلکہ ادا کی نیت سے بھی قضا ہو جاتی ہے پھر اگر رمضان و شوال دونوں تیس ۳۰ تیس ۳۰ دن یا انتیس ۲۹ انتیس ۲۹ دن کے ہیں تو ایک روزہ اور رکھے کہ عید کا روزہ ممنوع ہے اور اگر رمضان تیس ۳۰ کا اور شوال انتیس ۲۹ کا تو دو اور رکھے اور رمضان انتیس ۲۹ کا تھا اور یہ تیس ۳۰ کا تو پورے ہو گئے اور اگر وہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۳، وغيره.

2 ...... "تنوير الأبصار"، كتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۵.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۵ ـ ۱۹۶.

4 ...... المرجع السابق، ص۱۹۶.

5 ...... "الدرالمختار".

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۷.

مہینہ ذی الحجہ کا تھا تو اگر دونوں تیس۳۰ یا انتیس۲۹ کے ہیں تو چار روزے اور رکھے اور رمضان تیس کا تھا یا انتیس کا تو پانچ اور بالعکس تو تین رکھے۔ غرض ممنوع روزے نکال کر وہ تعداد پوری کرنی ہوگی جتنے رمضان کے دن تھے۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: ادائے رمضان اور نذر معیّن اور نفل کے علاوہ باقی روزے، مثلاً قضائے رمضان اور نذر غیر معیّن اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اس کی قضا) اور نذر معیّن کی قضا اور کفارہ کا روزہ اور حرم میں شکار کرنے کی وجہ سے جو روزہ واجب ہوا وہ اور حج میں وقت سے پہلے سر منڈانے کا روزہ اور تمتع کا روزہ، ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھنا ہے، خاص اس معیّن کی نیت کرے اور اُن روزوں کی نیت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضرور ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ اگرچہ یہ اس کے علم میں ہو کہ جو روزہ رکھنا چاہتا ہے یہ وہ نہیں ہوگا بلکہ نفل ہوگا۔ [2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۸: یہ گمان کر کے کہ اس کے ذمہ روزے کی قضا ہے روزہ رکھا۔ اب معلوم ہوا کہ گمان غلط تھا تو اگر فوراً توڑ دے تو توڑ سکتا ہے، اگرچہ بہتر یہ ہے کہ پورا کرلے اور فوراً نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہے۔ [3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: رات میں قضا روزے کی نیت کی، صبح کو اُسے نفل کرنا چاہتا ہے تو نہیں کرسکتا۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نماز پڑھتے میں روزہ کی نیت کی تو نیت صحیح ہے۔ [5] (درمختار)

مسئلہ ۳۱: کئی روزے قضا ہوگئے تو نیت میں یہ ہونا چاہیے کہ اس رمضان کے پہلے روزے کی قضا، دوسرے کی قضا اور اگر کچھ اس سال کے قضا ہوگئے، کچھ اگلے سال کے باقی ہیں تو یہ نیت ہونی چاہیے کہ اس رمضان کی اور اُس رمضان کی قضا اور اگر دن اور سال کو معیّن نہ کیا، جب بھی ہو جائیں گے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: رمضان کا روزہ قصداً توڑا تھا تو اس پر اس روزے کی قضا ہے اور [7] ساٹھ روزے کفارہ کے۔ اب اُس

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۶.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۳، وغیرہ.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳ ص۳۹۹.

4 ...... المرجع السابق، ص۳۹۸.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۳۹۸.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۶.

7 ...... اگر کفارے کی شرائط پائی گئیں تو۔

نے اکٹھ روزے رکھ لیے، قضا کا دن معیّن نہ کیا تو ہوگیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: یوم الشک یعنی شعبان کی تیسویں تاریخ کو نفل خالص کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے، خواہ مطلق روزہ کی نیت ہو یا فرض کی یا کسی واجب کی، خواہ نیت معیّن کی، کی ہو یا تردد کے ساتھ یہ سب صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر رمضان کی نیت ہے تو مکروہ تحریمی ہے، ورنہ مقیم کے لیے تنزیہی اور مسافر نے اگر کسی واجب کی نیت کی تو کراہت نہیں پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہوجائے تو مقیم کے لیے بہر حال رمضان کا روزہ ہے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ شعبان کا دن تھا اور نیت کسی واجب کی کی تھی تو جس واجب کی نیت تھی وہ ہوا اور اگر کچھ حال نہ کھلا تو واجب کی نیت بے کار گئی اور مسافر نے جس کی نیت کی بہر صورت وہی ہوا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: اگر تیسویں تاریخ ایسے دن ہوئی کہ اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا تو اُسے روزہ رکھنا افضل ہے، مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کا روزہ رکھا کرتا ہے اور تیسویں اسی دن پڑی تو رکھنا افضل ہے۔ یوہیں اگر چند روز پہلے سے رکھ رہا تھا تو اب یوم الشک میں کراہت نہیں۔ کراہت اُسی صورت میں ہے کہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ رکھا جائے یعنی صرف تیس شعبان کو یا انتیس اور تیس کو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳۵: اگر نہ تو اس دن روزہ رکھنے کا عادی تھا نہ کئی روز پہلے سے روزے رکھے تو اب خاص لوگ روزہ رکھیں اور عوام نہ رکھیں، بلکہ عوام کے لیے یہ حکم ہے کہ ضحوۂ کبریٰ تک روزہ کے مثل رہیں، اگر اس وقت تک چاند کا ثبوت ہوجائے تو رمضان کے روزے کی نیت کرلیں ورنہ کھا پی لیں۔ خواص سے مراد یہاں علما ہی نہیں، بلکہ جو شخص یہ جانتا ہو کہ یوم الشک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے، وہ خواص میں ہے ورنہ عوام میں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۳۶: یوم الشک کے روزہ میں یہ پکا ارادہ کرلے کہ یہ روزہ نفل ہے تردد نہ رہے، یوں نہ ہو کہ اگر رمضان ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ نفل کا یا یوں کہ اگر آج رمضان کا دن ہے تو یہ روزہ رمضان کا ہے، ورنہ کسی اور واجب کا کہ یہ دونوں صورتیں مکروہ ہیں۔ پھر اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہوجائے تو فرض رمضان ادا ہوگا۔ ورنہ دونوں صورتوں میں نفل ہے اور گنہگار بہر حال ہوا اور یوں بھی نیت نہ کرے کہ یہ دن رمضان کا ہے تو روزہ ہے، ورنہ روزہ نہیں کہ اس صورت میں تو نہ

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۱۹۶.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث في صوم یوم الشك، ج۳، ص۳۹۹.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۰.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۲.

نیّت ہی ہوئی، نہ روزہ ہوا اور اگر نفل کا پورا ارادہ ہے مگر کبھی کبھی دل میں یہ خیال گزر جاتا ہے کہ شاید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۷: عوام کو جو یہ حکم دیا گیا کہ ضحوۂ کبریٰ تک انتظار کریں، جس نے اس پر عمل کیا مگر بھول کر کھالیا پھر اُس دن کا رمضان ہونا ظاہر ہوا تو روزہ کی نیت کرلے ہو جائے گا کہ انتظار کرنے والا روزہ دار کے حکم میں ہے اور بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔[2] (درمختار)

چاند دیکھنے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَ الْحَجِّ ؕ ﴾[3]

اے محبوب! تم سے ہلال کے بارہ میں لوگ سوال کرتے ہیں، تم فرمادو وہ لوگوں کے کاموں اور حج کے لیے اوقات ہیں۔

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''روزہ نہ رکھو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور افطار نہ کرو، جب تک چاند نہ دیکھ لو اور اگر ابر ہو تو مقدار پوری کرلو۔''[4]

حدیث ۲: نیز صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر افطار کرو اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کرلو۔''[5]

حدیث ۳: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ایک اعرابی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے۔ فرمایا: ''تُو گواہی دیتا ہے کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں۔'' عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''تُو گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں۔''

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الأول، ج۱، ص۲۰۰.
و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث في صوم یوم الشك، ج۳، ص۴۰۳.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰٤.

3 ...... پ۲، البقرة: ۱۸۹.

4 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب قول النبي صلی اللّٰه علیه وسلم، إذا رأیتم الهلال فصوموا... إلخ، الحدیث: ۱۹۰٦، ج۱، ص٦۲۹.

5 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب قول النبي صلی اللّٰه علیه وسلم، إذا رأیتم ... إلخ، الحدیث: ۱۹۰۹، ج۱، ص٦۳۰.

اُس نے کہا، ہاں۔ ارشاد فرمایا: ''اے بلال! لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں۔'' [1]

حدیث ۴: ابو داود و دارمی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ لوگوں نے باہم چاند دیکھنا شروع کیا، میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو خبر دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے بھی روزہ رکھا اور لوگوں کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ [2]

حدیث ۵: ابو داود اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شعبان کا اس قدر تحفظ کرتے کہ اتنا اور کسی کا نہ کرتے پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزہ رکھتے اور اگر اَبر ہوتا تو تیس دن پورے کر کے روزہ رکھتے۔ [3]

حدیث ۶: صحیح مسلم میں ابی البختری سے مروی، کہتے ہیں ہم عمرہ کے لیے گئے، جب بطن نخلہ میں پہنچے تو چاند دیکھ کر کسی نے کہا تین رات کا ہے، کسی نے کہا دو رات کا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہم ملے اور ان سے واقعہ بیان کیا، فرمایا: تم نے دیکھا کس رات میں؟ ہم نے کہا، فلاں رات میں، فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُس کی مدت دیکھنے سے مقرر فرمائی، لہٰذا اس رات کا قرار دیا جائے گا جس رات کو تم نے دیکھا۔ [4]

مسئلہ ۱: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا، واجب کفایہ ہے۔

(۱) شعبان۔

(۲) رمضان۔

(۳) شوال۔

(۴) ذیقعدہ۔

(۵) ذی الحجہ۔

شعبان کا اس لیے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت اَبر یا غبار ہو تو یہ تیس پورے کر کے رمضان شروع کریں اور رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے اور شوال کا روزہ ختم کرنے کے لیے اور ذیقعدہ کا ذی الحجہ کے لیے [5] اور ذی الحجہ کا بقرعید کے لیے۔ [6] (فتاویٰ رضویہ)

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، الحديث: ٢٣٤٠، ج٢، ص ٤٤٠.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان، الحديث: ٢٣٤٢، ج٢، ص ٤٤١.

3 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب إذا أغمي الشهر، الحديث: ٢٣٢٥، ج٢، ص ٤٣٤.

4 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب بيان أنه لااعتبار بكبر الهلال وصغره... إلخ، الحديث: ١٠٨٨، ص ٥٤٩.

5 ...... کہ وہ حج کا خاص مہینہ ہے۔

6 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج ١٠ ص ٤٤٩ ـ ٤٥١.

مسئلہ ۲: شعبان کی انتیس [۲۹] کو شام کے وقت چاند دیکھیں دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں، ورنہ شعبان کے تیس [۳۰] دن پورے کرکے رمضان کا مہینہ شروع کریں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کر دی گئی مثلاً فاسق ہے یا عید کا چاند اس نے تنہا دیکھا تو اُسے حکم ہے کہ روزہ رکھے، اگرچہ اپنے آپ عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس روزہ کو توڑنا جائز نہیں، مگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں[2] اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اُس نے اپنے حسابوں تیس روزے پورے کیے، مگر عید کے چاند کے وقت پھر اَبر یا غبار ہے تو اُسے بھی ایک دن اور رکھنے کا حکم ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴: تنہا اُس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر روزہ توڑ دیا یا قاضی کے یہاں گواہی بھی دی تھی اور ابھی اُس نے اُس کی گواہی پر حکم نہیں دیا تھا کہ اُس نے روزہ توڑ دیا تو بھی کفارہ لازم نہیں، صرف اُس روزہ کی قضا دے اور اگر قاضی نے اُس کی گواہی قبول کر لی۔ اُس کے بعد اُس نے روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم ہے اگرچہ یہ فاسق ہو۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۵: جو شخص علم ہیأت جانتا ہے، اُس کا اپنے علم ہیأت کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں ہوا کوئی چیز نہیں اگرچہ وہ عادل ہو، اگرچہ کئی شخص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اعتبار ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: ہر گواہی میں یہ کہنا ضرور ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بغیر اس کے شہادت نہیں، مگر ابر میں رمضان کے چاند کی گواہی میں اس کہنے کی ضرورت نہیں، اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ یوہیں اس کی گواہی میں دعویٰ اور مجلس قضا اور حاکم کا حکم بھی شرط نہیں، یہاں تک کہ اگر کسی نے حاکم کے یہاں گواہی دی تو جس نے اُس کی گواہی سُنی اور اُس کو بظاہر معلوم ہوا کہ یہ عادل ہے اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے، اگرچہ حاکم کا حکم اُس نے نہ سُنا ہو مثلاً حکم دینے سے پہلے ہی چلا گیا۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: اَبر اور غبار میں رمضان کا ثبوت ایک مسلمان عاقل بالغ، مستور یا عادل شخص سے ہو جاتا ہے، وہ مرد ہو خواہ عورت، آزاد ہو یا باندی غلام یا اس پر تہمت زنا کی حد ماری گئی ہو، جب کہ توبہ کر چکا ہے۔

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج١، ص١٩٧.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٠٤.

3 ......

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٠٤.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج١، ص١٩٧.

6 ...... المرجع السابق، و "الدرالمختار"، كتاب الصوم، ج٣، ص٤٠٦.

عادل ہونے کے معنے یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبائر گناہ سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اصرار نہ کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہو مثلاً بازار میں کھانا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: فاسق اگرچہ رمضان کے چاند کی شہادت دے اُس کی گواہی قابلِ قبول نہیں رہا یہ کہ اُس کے ذمہ گواہی دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر اُمید ہے کہ اُس کی گواہی قاضی قبول کرلے گا تو اُسے لازم ہے کہ گواہی دے۔[2]

مستور یعنی جس کا ظاہر حال مطابق شرع ہے، مگر باطن کا حال معلوم نہیں، اُس کی گواہی بھی غیرِ رمضان میں قابلِ قبول نہیں۔ (درمختار)

مسئلہ ۹: جس شخص عادل نے رمضان کا چاند دیکھا، اُس پر واجب ہے کہ اسی رات میں شہادت ادا کردے، یہاں تک کہ اگر لونڈی یا پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا تو اس پر گواہی دینے کے لیے اسی رات میں جانا واجب ہے۔ لونڈی کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ اپنے آقا سے اجازت لے۔ یوہیں آزاد عورت کو گواہی کے لیے جانا واجب، اس کے لیے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، مگر یہ حکم اُس وقت ہے جب اُس کی گواہی پر ثبوت موقوف ہو کہ بے اُس کی گواہی کے کام نہ چلے ورنہ کیا ضرورت۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری، اُسے یہ ضرور نہیں کہ گواہ سے دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ۔[4] (عالمگیری وغیرہ) مگر جب کہ اس کا بیان مشتبہ ہو تو سوالات کرے خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۱۱: تنہا امام (بادشاہِ اسلام) یا قاضی نے چاند دیکھا تو اُسے اختیار ہے، خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی کو شہادت لینے کے لیے مقرر کرے اور اُس کے پاس شہادت ادا کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے اور اگر یہ عادل ہے تو لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مبحث في صوم یوم الشك، ج۳، ص۴۰۶.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۶.

3 ...... المرجع السابق، ص۴۰۷.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤیة الهلال، ج۱، ص۱۹۷، وغیره.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤیة الهلال، ج۱، ص۱۹۷.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۳: کسی نے خود تو چاند نہیں دیکھا، مگر دیکھنے والے نے اپنی شہادت کا گواہ بنایا تو اُس کی شہادت کا وہی حکم ہے جو چاند دیکھنے والے کی گواہی کا ہے، جبکہ شہادۃ علی الشہادۃ کے تمام شرائط پائے جائیں۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہوسکتا، رہا یہ کہ اس کے لیے کتنے لوگ چاہیے یہ قاضی کے متعلق ہے، جتنے گواہوں سے اُسے غالب گمان ہو جائے حکم دیدے گا، مگر جب کہ بیرونِ شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے تو ایک مستور کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کرلیا جائے گا۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵: جماعتِ کثیرہ کی شرط اُس وقت ہے جب روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے شہادت گزرے اور اگر کسی اور معاملہ کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں ثقہ کی شہادت گزری اور قاضی نے شہادت کی بنا پر حکم دے دیا تو اب یہ شہادت کافی ہے۔ روزہ رکھنے یا عید کرنے کے لیے بھی ثبوت ہوگیا، مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ذمہ اتنا دَین ہے اور اس کی میعاد یہ ٹھہری تھی کہ جب رمضان آجائے تو دَین ادا کردے گا اور رمضان آگیا مگر یہ نہیں دیتا۔ مدعیٰ علیہ[3] نے کہا، بیشک اس کا دَین میرے ذمہ ہے اور میعاد بھی یہی ٹھہری تھی، مگر ابھی رمضان نہیں آیا اس پر مدعی نے دو گواہ گزارے جنھوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی، قاضی نے حکم دے دیا کہ دَین ادا کر، تو اگرچہ مطلع صاف تھا اور دو ہی کی گواہیاں ہوئیں، مگر اب روزہ رکھنے اور عید کرنے کے حق میں بھی یہی دو گواہیاں کافی ہیں۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: یہاں مطلع صاف تھا، مگر دوسری جگہ نا صاف تھا، وہاں قاضی کے سامنے شہادت گزری، قاضی نے چاند ہونے کا حکم دیا، اب دو یا چند آدمیوں نے یہاں آکر جہاں مطلع صاف تھا، اس بات کی گواہی دی کہ فلاں قاضی کے یہاں دو شخصوں نے فلاں رات میں چاند دیکھنے کی گواہی دی اور اس قاضی نے ہمارے سامنے حکم دے دیا اور دعوے کے شرائط بھی پائے جاتے ہیں تو یہاں کا قاضی بھی ان شہادتوں کی بنا پر حکم دیدے گا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۷: اگر کچھ لوگ آکر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر شہادت بھی دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے دیکھا، بلکہ اگر یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ یا افطار کے لیے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤیة الهلال، ج۱، ص۱۹۷، وغیرہ.

2 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۹، وغیرہ

3 ..... یعنی وہ شخص جس پر دعویٰ کیا جائے۔

4 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبکي من الاعتماد علی قول... إلخ، ج۳، ص۴۱۱.

5 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۱۲.

6 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبکي من الاعتماد علی قول... إلخ، ج۳، ص۴۱۳.

مسئلہ ۱۸ کسی شہر میں چاند ہوا اور وہاں سے متعدد جماعتیں دوسرے شہر میں آئیں اور سب نے اس کی خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند ہوا ہے اور تمام شہر میں یہ بات مشہور ہے اور وہاں کے لوگوں نے رویت کی بنا پر فلاں دن سے روزے شروع کیے تو یہاں والوں کے لیے بھی ثبوت ہوگیا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹ رمضان کی چاند رات کو اَبر تھا، ایک شخص نے شہادت دی اور اس کی بنا پر روزے کا حکم دے دیا گیا، اب عید کا چاند اگر بوجہ اَبر کے نہیں دیکھا گیا تو تیس روزے پورے کر کے عید کرلیں اور اگر مطلع صاف ہے تو عید نہ کریں، مگر جبکہ دو عادلوں کی گواہی سے رمضان ثابت ہوا ہو۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۰ مطلع ناصاف ہے تو علاوہ رمضان کے شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لیے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور ان میں کسی پر تہمت زنا کی حد نہ قائم کی گئی ہو، اگرچہ توبہ کر چکا ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے میں گواہی دیتا ہوں۔[3] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۱ گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع ناصاف ہے اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس شہادت دیں تو گاؤں والوں سے کہیں، اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کرلیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲ تنہا امام یا قاضی نے عید کا چاند دیکھا تو انھیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۳ انتیسویں رمضان کو کچھ لوگوں نے یہ شہادت دی کہ ہم نے لوگوں سے ایک دن پہلے چاند دیکھا جس کے حساب سے آج تیس ہے تو اگر یہ لوگ یہیں تھے تو اب ان کی گواہی مقبول نہیں کہ وقت پر گواہی کیوں نہ دی اور اگر یہاں نہ تھے اور عادل ہوں تو قبول کرلی جائے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴ رمضان کا چاند دکھائی نہ دیا، شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزے شروع کر دیے، اٹھائیس ہی روزے رکھے تھے کہ عید کا چاند ہوگیا تو اگر شعبان کا چاند دیکھ کر تیس دن کا مہینہ قرار دیا تھا تو ایک روزہ رکھیں اور اگر شعبان کا بھی

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول الحساب مردود، ج۳، ص۴۱۳.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب: ما قاله السبكي من الاعتماد على قول الحساب مردود، ج۳، ص۴۱۳.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۸.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۸.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۰۸، وغیره.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج۱، ص۱۹۸.

چاند دکھائی نہ دیا تھا، بلکہ رجب کی تیس تاریخیں پوری کر کے شعبان کا مہینہ شروع کیا تو دو روزے قضا کے رکھیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعد، بہرحال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائے گا یعنی اب جو رات آئے گی اس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں دیکھا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو یہ دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لیے نہیں، بلکہ تمام جہان کے لیے ہے۔ مگر دوسری جگہ کے لیے اس کا حکم اُس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے[3] یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا ہے اور وہاں لوگوں نے روزہ

---

[1] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثاني في رؤية الهلال، ج١، ص١٩٩.

[2] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في اختلاف المطالع، ج٣، ص٤١٧.

[3] ...... مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: کہ رویت ہلال کے ثبوت کے لیے شرع میں سات طریقے ہیں:

(۱) خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

(۲) شہادۃ علی الشہادۃ۔ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ انہوں نے اس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہانِ اصل حاضری سے معذور ہوں۔

(۳) شہادۃ علی القضاء یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکمِ اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوتِ ہلال کا حکم دیا اور دو عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے، انہوں نے دوسرے مقام پر اس قاضیٔ اسلام کے روبرو گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

(۴) کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضی شرع جسے سلطانِ اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا ہو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

(۵) استفاضہ یعنی کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن رویتِ ہلال کی بنا پر روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

(۶) اکمالِ مدت یعنی ایک مہینے کے جب تیس ۳۰ دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس ۳۰ سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

(۷) اسلامی شہر میں حاکمِ شرع کے حکم سے انتیس ۲۹ کی شام کو مثلاً توپیں داغی گئیں یا فائر ہوئے تو خاص اس شہر والوں یا اس شہر کے گرد اگرد دیہات والوں کے واسطے توپوں کی آوازیں سننا بھی ثبوتِ ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔

(انظر: "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٤٠٥ ـ ٤٢٠، ملخصاً).

رکھا یا عید کی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۷: تار یا ٹیلیفون سے رویت ہلال نہیں ثابت ہوسکتی، نہ بازاری افواہ اور جنتریوں اور اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ انتیسؔ رمضان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تار بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں، اگر کہیں سے تار آگیا بس لو عید آگئی یہ محض ناجائز وحرام ہے۔

تار کیا چیز ہے؟ اولاً تو یہی معلوم نہیں کہ جس کا نام لکھا ہے واقعی اُسی کا بھیجا ہوا ہے اور فرض کرو اُسی کا ہو تو تمھارے پاس کیا ثبوت اور یہ بھی سہی تو تار میں اکثر غلطیاں ہوتی ہی رہتی ہیں، ہاں کا نہیں نہیں کا ہاں معمولی بات ہے اور مانا کہ بالکل صحیح پہنچا تو یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں اور وہ بھی بیسوں واسطہ سے اگر تار دینے والا انگریزی پڑھا ہوا نہیں تو کسی اور سے لکھوائے گا معلوم نہیں کہ اُس نے کیا لکھوایا اُس نے کیا لکھا، آدمی کو دیا اُس نے تار دینے والے کے حوالہ کیا، اب یہاں کے تار گھر میں پہنچا تو اُس نے تقسیم کرنے والے کو دیا اُس نے اگر کسی اور کے حوالے کر دیا تو معلوم نہیں کتنے وسائط سے اُس کو ملے اور اگر اسی کو دیا جب بھی کتنے واسطے ہیں پھر یہ دیکھیے کہ مسلمان مستور جس کا عادل و فاسق ہونا معلوم نہ ہو اُس تک کی گواہی معتبر نہیں اور یہاں جن جن ذریعوں سے تار پہنچا اُن میں سب کے سب مسلمان ہی ہوں، یہ ایک عقلی احتمال ہے جس کا وجود معلوم نہیں ہوتا اور اگر یہ مکتوب الیہ[2] صاحب بھی انگریزی پڑھے نہ ہوں تو کسی سے پڑھوائیں گے، اگر کسی کافر نے پڑھا تو کیا اعتبار اور مسلمان نے پڑھا تو کیا اعتماد کہ صحیح پڑھا۔ غرض شمار کیجیے تو بکثرت ایسی وجہیں ہیں جو تار کے اعتبار کو کھوتی ہیں فقہا نے خط کا تو اعتبار ہی نہ کیا اگرچہ کاتب کے دستخط تحریر پہچانتا ہو اور اُس پر اُس کی مہر بھی ہو کہ الخط یشبہ الخط والخاتم یشبہ الخاتم خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مُہر مُہر کے۔ تو کجا تار۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۲۸: ہلال[3] دیکھ کر اُس کی طرف انگلی سے اشارہ کرنا مکروہ ہے[4]، اگرچہ دوسرے کو بتانے کے لیے ہو۔[5] (عالمگیری، درمختار)

ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

حدیث ۱: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۱۹.

2 ...... یعنی جسے خط پہنچا۔

3 ...... یعنی چاند۔

4 ...... کیونکہ یہ اہل جاہلیت کا عمل ہے۔

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في اختلاف المطالع، ج۳، ص۴۱۹.

روزہ دار نے بھول کر کھایا یا پیا، وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کہ اُسے اللہ (عزوجل) نے کھلایا اور پلایا۔" [1]

حدیث ۲ ابوداود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس پر قے نے غلبہ کیا، اس پر قضا نہیں اور جس نے قصداً قے کی، اس پر روزہ کی قضا ہے۔" [2]

حدیث ۳ ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ ایک شخص نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی، میری آنکھ میں مرض ہے، کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگاؤں؟ فرمایا: "ہاں۔" [3]

حدیث ۴ ترمذی ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "تین چیزیں روزہ نہیں توڑتیں، پچھنا اور قے اور احتلام۔" [4]

تنبیہ: اس باب میں ان چیزوں کا بیان ہے، جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ رہا یہ امر کہ اُن سے روزہ مکروہ بھی ہوتا ہے یا نہیں اس سے اس باب کو تعلق نہیں، نہ یہ کہ وہ فعل جائز ہے یا ناجائز۔

مسئلہ ۱ بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں، مگر جب یاددلانے پر بھی یاد نہ آیا کہ روزہ دار ہے تو اب فاسد ہو جائے گا، بشرطیکہ یاددلانے کے بعد یہ افعال واقع ہوئے ہوں مگر اس صورت میں کفارہ لازم نہیں۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲ کسی روزہ دار کو ان افعال میں دیکھے تو یاددلانا واجب ہے، یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا، مگر جب کہ وہ روزہ دار بہت کمزور ہو کہ یاددلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرلے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرلے گا تو اس صورت میں یاد نہ دلانا بہتر ہے۔

بعض مشائخ نے کہا جوان کو دیکھے تو یاددلادے اور بوڑھے کو دیکھے تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں۔ مگر یہ حکم اکثر کے لحاظ سے ہے کہ جوان اکثر قوی ہوتے ہیں اور بوڑھے اکثر کمزور اور اصل حکم یہ ہے کہ جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں، بلکہ قوت وضعف [6] کا لحاظ ہے، لہٰذا اگر جوان اس قدر کمزور ہو تو یاد نہ دلانے میں حرج نہیں اور بوڑھا قوی ہو تو یاددلانا

---

1 ... "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب أکل الناسي وشربه وجماعه لایفطر، الحدیث: ۱۱۵۵، ص ۵۸۲.

2 ... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم... إلخ، باب ماجاء فیمن استقاء عمدا، الحدیث: ۷۲۰، ج ۲، ص ۱۷۳.

3 ... "جامع الترمذي"، ابواب الصوم، باب ماجاء في الکحل للصائم، الحدیث: ۷۲۶، ج ۲، ص ۱۷۷.

4 ... "جامع الترمذي"، ابواب الصوم، باب ماجاء في الصائم یذرعه القيء، الحدیث: ۷۱۹، ج ۲، ص ۱۷۲.

5 ... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج ۳، ص ۴۱۹.

6 ... یعنی طاقت اور جسمانی کمزوری۔

واجب۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: مکھی یا دُھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکّی پیسنے یا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلّہ کا غبار ہو یا ہوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے کُھر یا ٹاپ سے غبار اُڑ کر حلق میں پہنچا، اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا اور اگر خود قصداً دُھواں پہنچایا تو فاسد ہو گیا جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو، خواہ وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو، یہاں تک کہ اگر کی بتی وغیرہ خوشبو سُلگتی تھی، اُس نے مونھ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں حقہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اگر روزہ یاد ہو اور حقہ پینے والا اگر پیے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۴: بھری سنگی لگوائی[3] یا تیل یا سُرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ تیل یا سُرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو، جب بھی نہیں ٹوٹا۔[4] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: بوسہ لیا مگر انزال نہ ہوا تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ یوہیں عورت کی طرف بلکہ اس کی شرم گاہ کی طرف نظر کی مگر ہاتھ نہ لگایا اور انزال ہو گیا، اگرچہ بار بار نظر کرنے یا جماع وغیرہ کے خیال کرنے سے انزال ہوا، اگرچہ دیر تک خیال جمانے سے ایسا ہوا ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ٹوٹا۔[5] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۶: غسل کیا اور پانی کی خنکی[6] اندر محسوس ہوئی یا کلّی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری مونھ میں باقی رہ گئی، تھوک کے ساتھ اُسے نگل گیا یا دوا کوٹی اور حلق میں اُس کا مزہ محسوس ہوا یا ہڑ چوسی اور تھوک نگل گیا، مگر تھوک کے ساتھ ہڑ[7] کا کوئی جُز حلق میں نہ پہنچا یا کان میں پانی چلا گیا یا تنکے سے کان کھجایا اور اُس پر کان کا میل لگ گیا پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا، اگرچہ چند بار کیا ہو یا دانت یا مونھ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اُتر جائے گی اور وہ

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص ٤٢٠.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص ٤٢٠. وغیرهما

3 ...... جہاں سنگی لگائی ہوتی ہے پہلے اس جگہ کو تیز دھار آلے (استرے) وغیرہ سے زخم لگاتے ہیں، پھر کسی جانور کے سینگ کا چوڑا حصہ زخم پر رکھ کر اس کا باریک حصہ اپنے منہ میں لے کر زور سے چوستے ہیں، پھر اس سوراخ کو آٹے وغیرہ سے بند کر دیتے ہیں، پھر جب اکھیڑتے ہیں تو فاسد خون نکل جاتا ہے۔

4 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص١٧٩.

و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب: یکره السهر... إلخ، ج۳، ص ٤٢١.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص١٧٨.

و "الدرالمختار" کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص ٤٢١.

6 ...... ٹھنڈک۔ 7 ...... ایک دوا کا نام۔

اُتر گئی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا، مگر حلق سے نیچے نہ اُترا تو ان سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔[1] (درمختار، فتح القدیر)

مسئلہ ۷: روزہ دار کے پیٹ میں کسی نے نیزہ یا تیر بھونک دیا، اگرچہ اس کی بھال یا پیکان[2] پیٹ کے اندر رہ گئی یا اس کے پیٹ میں جھلی تک زخم تھا، کسی نے کنکری ماری کہ اندر چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر خود اس نے یہ سب کیا اور بھال یا پیکان یا کنکری اندر رہ گئی تو جاتا رہا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۸: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہوگئے اور اُسے پی گیا یا مونھ سے رال ٹپکی، مگر تار ٹوٹا نہ تھا کہ اُسے چڑھا کر پی گیا یا ناک میں رینٹھ آگئی بلکہ ناک سے باہر ہوگئی مگر منقطع نہ ہوئی تھی کہ اُسے چڑھا کر نگل گیا یا کھنکار مونھ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو، روزہ نہ جائے گا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہیے۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مکھی حلق میں چلی گئی روزہ نہ گیا اور قصداً نگلی تو جاتا رہا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: بھولے سے جماع کر رہا تھا یاد آتے ہی الگ ہوگیا یا صبح صادق سے پیشتر جماع میں مشغول تھا صبح ہوتے ہی جدا ہوگیا روزہ نہ گیا، اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہونے کے بعد انزال ہوگیا ہو اگرچہ دونوں صورتوں میں جدا ہوتا یاد آنے اور صبح ہونے پر ہوا کہ جدا ہونے کی حرکت جماع نہیں اور اگر یاد آنے یا صبح ہونے پر فوراً الگ نہ ہوا اگرچہ صرف ٹھہر گیا اور حرکت نہ کی روزہ جاتا رہا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۱۱: بھولے سے کھانا کھا رہا تھا، یاد آتے ہی فوراً لقمہ پھینک دیا یا صبح صادق سے پہلے کھا رہا تھا اور صبح ہوتے ہی اُگل دیا، روزہ نہ گیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں جاتا رہا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: غیر سبیلین[8] میں جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ یوہیں ہاتھ سے منی نکالنے میں

---

1 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج٣، ص٤٢١.

و "فتح القدیر"، کتاب الصوم، باب ما یوجب القضاء و الکفارۃ، ج٢، ص٢٥٧ ـ ٢٥٨.

2 ..... تیر یا نیزے کی نوک۔

3 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج٣، ص٤٢٣.

4 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج١، ص٢٠٣.

و "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب في حکم الاستمناء بالکف، ج٣، ص٤٢٨.

5 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج١، ص٢٠٣.

6 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسده، ج٣، ص٤٢٤.

7 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج١، ص٢٠٣.

8 ..... یعنی آگے اور پیچھے کے مقام کے علاوہ۔

اگرچہ یہ سخت حرام ہے کہ حدیث میں اسے ملعون فرمایا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳ چوپایہ یا مُردہ سے جماع کیا اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ گیا اور انزال ہوا تو جاتا رہا۔ جانور کا بوسہ لیا یا اس کی فرج کو چھوا تو روزہ نہ گیا اگرچہ انزال ہو گیا ہو۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۴ احتلام ہوا یا غیبت کی تو روزہ نہ گیا[3]، اگرچہ غیبت بہت سخت کبیرہ ہے۔

قرآن مجید میں غیبت کرنے کی نسبت فرمایا: ''جیسے اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھانا۔''[4]
اور حدیث میں فرمایا: ''غیبت زنا سے بھی سخت تر ہے۔''[5] اگرچہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۵ جنابت[6] کی حالت میں صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جنب رہا روزہ نہ گیا[7] مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا: کہ جنب جس گھر میں ہوتا ہے، اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔[8] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۶ جن یعنی پری سے جماع کیا تو جب تک انزال نہ ہو، روزہ نہ ٹوٹے گا۔[9] (ردالمحتار) یعنی جب کہ انسانی شکل میں نہ ہو اور انسانی شکل میں ہو تو وہی حکم ہے جو انسان سے جماع کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۷ تل یا تل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اُتر گئی تو روزہ نہ گیا، مگر جب کہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا۔[10] (فتح القدیر)

---

1 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴۲٦.

2 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴۲۷.

3 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص ۴۲۱، ۴۲۸.

4 ..... پ۲٦، الحجرات: ۱۲.

5 ..... "المعجم الأوسط" للطبراني، الحديث: ٦۵۹۰، ج۵، ص٦۳.

6 ..... یعنی غسل فرض ہوتے۔

7 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴۲۸.

8 ..... انظر: "سنن أبي داود"، كتاب الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل، الحديث: ۲۲۷، ج۱، ص۱۰۹.

9 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في جواز الافطار بالتحري، ج۳، ص۴۴۲.

10 ..... "فتح القدير"، كتاب الصوم، باب ما يوجب القضاء و الكفارة، ج۲، ص۲۵۹.

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

حدیث ۱: بخاری واحمد وابوداود وترمذی وابن ماجہ ودارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت وبغیر مرض افطار کیا تو زمانہ بھر کا روزہ اس کی قضا نہیں ہوسکتا، اگرچہ رکھ بھی لے۔'' [1] یعنی وہ فضیلت جو رمضان میں رکھنے کی تھی کسی طرح حاصل نہیں کرسکتا تو جب روزہ نہ رکھنے میں یہ سخت وعید ہے، رکھ کر توڑ دینا تو اس سے سخت تر ہے۔

حدیث ۲: ابن خزیمہ وابن حبان اپنی صحیح میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سُنا کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: میں سورہا تھا، دو شخص حاضر ہوئے اور میرے بازو پکڑ کر ایک پہاڑ کے پاس لے گئے اور مجھ سے کہا چڑھیے۔ میں نے کہا: مجھ میں اس کی طاقت نہیں، انہوں نے کہا: ہم سہل کردیں گے، میں چڑھ گیا، جب بیچ پہاڑ پر پہنچا تو سخت آوازیں سنائی دیں، میں نے کہا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں پھر مجھے آگے لے گئے، میں نے ایک قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ اُلٹے لٹکائے گئے ہیں اور اُن کی باچھیں چیری جارہی ہیں، جن سے خون بہتا ہے۔ میں نے کہا: ''یہ کون لوگ ہیں؟ کہا: ''یہ وہ لوگ ہیں کہ وقت سے پہلے روزہ افطار کردیتے ہیں۔'' [2]

حدیث ۳: ابویعلی باسناد حسن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ''اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد تین ہیں، جن پر اسلام کی بنا مضبوط کی گئی، جو اِن میں ایک کو ترک کرے وہ کافر ہے، اُس کا خون حلال ہے، کلمہ توحید کی شہادت اور نمازِ فرض اور روزۂ رمضان۔'' [3]

اور ایک روایت میں ہے، ''جو اِن میں سے ایک کو ترک کرے، وہ اللہ (عزوجل) کے ساتھ کفر کرتا ہے اور اس کا فرض و نفل کچھ مقبول نہیں۔'' [4]

مسئلہ ۱: کھانے پینے، جماع کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے، جبکہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ [5] (عامۂ کتب)

---

1. ...... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في الإفطار متعمدا، الحديث: ٧٢٣، ج٢، ص١٧٥.
2. ...... "صحيح ابن خزيمة"، أبواب صوم التطوع، باب ذكر تعليق المفطرين قبل وقت الإفطار... إلخ، الحديث: ١٩٨٦، ج٣، ص٢٣٧.
3. ...... "مسند أبي يعلى"، مسند ابن عباس، الحديث: ٢٣٤٥، ج٢، ص٣٧٨.
4. ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الصوم، الترهيب من إفطار شئ من رمضان من غير عذر، الحديث: ٣، ج٢، ص٦٦.
5. ...... "الهداية"، كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة، ج١، ص١٢٠.

مسئلہ ۲: حُقّہ، سگار، سگریٹ، چرٹ پینے سے روزہ جاتا رہتا ہے، اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچتا ہو، بلکہ پان یا صرف تمبا کو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا، اگرچہ پیک تھوک دی ہو کہ اس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔

مسئلہ ۳: شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو مونھ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، مونھ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ یوہیں دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گیا یا کم ہی تھی[1] مگر مونھ سے نکال کر پھر کھالی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا، مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا، تو نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۴: روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اُترا، اگرچہ سوتے میں ایسا ہوا تو اس روزہ کی قضا واجب ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: کوئی چیز پاخانہ کے مقام میں رکھی، اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا، ورنہ جاتا رہا لیکن اگر وہ تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلقاً جاتا رہا، یہی حکم شرم گاہ زن[4] کا ہے، شرمگاہ سے مراد اس باب میں فرج داخل[5] ہے۔ یوہیں اگر ڈورے میں بوٹی باندھ کر نگل لی، اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ باہر رہا اور جلد نکال لی کہ گلنے نہ پائی تو نہیں گیا اور اگر ڈورے کا دوسرا کنارہ بھی اندر چلا گیا یا بوٹی کا کچھ حصہ اندر رہ گیا تو روزہ جاتا رہا۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۶: عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی کا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا، روزہ جاتا رہا اور خشک انگلی پاخانہ کے مقام میں رکھی یا عورت نے شرمگاہ میں تو روزہ نہ گیا اور بھیگی تھی یا اس پر کچھ لگا تھا تو جاتا رہا، بشرطیکہ پاخانہ کے مقام میں اُس جگہ رکھی ہو جہاں عمل دیتے وقت حقنہ کا سرا رکھتے ہیں۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... مگر فتح القدیر میں فرمایا کہ اگر اتنی ہو کہ بغیر تھوک کے مدد کے حلق سے نیچے اتر سکتی ہے تو اس سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر اتنی خفیف ہو کہ لعاب کے ساتھ اتر سکتی ہے ورنہ نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ ۱۲ منہ

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص۴۲۲.

3 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب: یکره السهر اذا خاف فوت الصبح، ج۳، ص۴۲۲.

4 ...... عورت کی شرمگاہ۔

5 ...... یعنی شرمگاہ کا اندرونی حصہ۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص۴۲۳.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، ج۱، ص۲۰۴.

7 ...... "الفتاوی الهندیة"، المرجع السابق، و "الدرالمختار"، المرجع السابق، ص۴۲٤.

مسئلہ ۷: مبالغہ کے ساتھ استنجا کیا، یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پانی پہنچ گیا، روزہ جاتا رہا اور اتنا مبالغہ چاہیے بھی نہیں کہ اس سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۸: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا، اگرچہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرمگاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: دماغ یا شکم کی جھلی تک زخم ہے، اس میں دوا ڈالی اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا، خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور وہ دوا تر تھی، جب بھی جاتا رہا اور خشک تھی تو نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حقنہ[4] لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا، روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں چلا گیا یا ڈالا تو نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق سے اُتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا روزہ جاتا رہا، مگر جبکہ روزہ ہونا بھول گیا ہو تو نہ ٹوٹے گا اگرچہ قصداً ہو۔ یوہیں کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی، وہ اُس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: سوتے میں پانی پی لیا یا کچھ کھا لیا یا مونھ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں جارہا روزہ جاتا رہا۔[7] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: دوسرے کا تھوک نگل گیا یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لے کر نگل گیا روزہ جاتا رہا۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: مونھ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہوگیا پھر تھوک نگل لیا روزہ جاتا رہا۔[9] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: ڈورا بٹا اسے تر کرنے کے لیے مونھ پر گزارا پھر دوبارہ، سہ بارہ۔ یوہیں کیا روزہ نہ جائے گا مگر جبکہ

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٢٤.

2 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٤.

3 ..... المرجع السابق.

4 ..... یعنی کسی دوا کی بتی یا پچکاری پیچھے کے مقام میں چڑھانا جس سے اجابت ہوجائے۔

5 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٤.

6 ..... المرجع السابق، ص٢٠٢.

7 ..... المرجع السابق. و "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٧٨.

8 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٣.

9 ..... المرجع السابق.

ڈورے سے کچھ رطوبت جُدا ہو کر مونھ میں رہی اور تھوک نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۶: آنسو مونھ میں چلا گیا اور نگل لیا، اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اس کی نمکینی پورے مونھ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: پاخانہ کا مقام باہر نکل پڑا تو حکم ہے کہ کپڑے سے خوب پونچھ کر اُٹھے کہ تری بالکل باقی نہ رہے اور اگر کچھ پانی اُس پر باقی تھا اور کھڑا ہو گیا کہ پانی اندر کو چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گیا۔ اسی وجہ سے فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرنے میں سانس نہ لے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: عورت کا بوسہ لیا یا چُھوا یا مباشرت کی یا گلے لگایا اور اِنزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا اور عورت نے مرد کو چُھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ عورت کو کپڑے کے اوپر سے چُھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگرچہ انزال ہو گیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹: قصداً بھر مونھ قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا اور اس سے کم کی تو نہیں اور بلا اختیار قے ہو گئی تو بھر مونھ ہے یا نہیں اور بہر تقدیر وہ لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اُس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی، نہ لوٹائی تو اگر بھر مونھ نہ ہو تو روزہ نہ گیا، اگرچہ لوٹ گئی یا اُس نے خود لوٹائی اور بھر مونھ ہے اور اُس نے لوٹائی، اگرچہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اُتری تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰: قے کے یہ احکام اُس وقت ہیں کہ قے میں کھانا آئے یا صفرا[6] یا خون اور بلغم آیا تو مطلقاً روزہ نہ ٹوٹا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: رمضان میں بلاعذر جو شخص علانیہ قصداً کھائے تو حکم ہے کہ اُسے قتل کیا جائے۔[8] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ١٨١.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج ١، ص ٢٠٣.

3 ...... المرجع السابق، ص ٢٠٤.

4 ...... المرجع السابق، ص ٢٠٤ ـ ٢٠٥.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، ج ٣، ص ٤٥٠، وغيره.

6 ...... یعنی کڑوا پانی۔

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج ١، ص ٢٠٤.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، مطلب في الكفارة، ج ٣، ص ٤٤٩.

اُن صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے

مسئلہ ۱: یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیایا جماع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی یا کھانے پینے پر مجبور کیا گیا یعنی اکراہِ شرعی [1] پایا گیا، اگرچہ اپنے ہاتھ سے کھایا ہو تو صرف قضا لازم ہے یعنی اُس روزہ کے بدلے میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہوا تھا یا احتلام ہوا یا قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا اب قصداً کھالیا تو صرف قضا فرض ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: کان میں تیل ٹپکایا یا پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا، اس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی یا حقنہ لیا یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکری، مٹی، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہا ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان میں بلا نیّتِ روزہ روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیّت نہیں کی تھی، دن میں زوال سے پیشتر نیّت کی اور بعد نیّت کھالیا یا روزہ کی نیّت تھی مگر روزہ رمضان کی نیّت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینھ کی بوند یا اولا جا رہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل گیا یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا جو قابلِ جماع نہ تھی یا مردہ یا جانور سے وطی کی یا ران یا پیٹ پر جماع کیا یا بوسہ لیا یا عورت کے ہونٹ چوسے یا عورت کا بدن چھُوا اگرچہ کوئی کپڑا حائل ہو، مگر پھر بھی بدن کی گرمی محسوس ہوتی ہو۔

اور ان سب صورتوں میں انزال بھی ہوگیا یا ہاتھ سے منی نکالی یا مباشرت فاحشہ سے انزال ہوگیا یا ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کر دیا، اگرچہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو یا عورت روزہ دار سو رہی تھی، سوتے میں اس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیّت کرلی تھی پھر پاگل ہوگئی اور اسی حالت میں اس سے وطی کی گئی یا یہ گمان کر کے کہ رات ہے، سحری کھالی یا رات ہونے میں شک تھا اور سحری کھالی حالانکہ صبح ہو چکی تھی یا یہ گمان کر کے کہ آفتاب ڈوب گیا ہے، افطار کر لیا حالانکہ ڈوبا نہ تھا یا دو شخصوں نے شہادت دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ دن ہے اور اُس نے روزہ افطار کر لیا، بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا ان سب صورتوں میں صرف قضا لازم ہے، کفارہ نہیں۔[4] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... اکراہِ شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کو صحیح دھمکی دے کہ اگر تو روزہ نہ توڑے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا یا ہاتھ پاؤں توڑ دوں گا یا ناک، کان وغیرہ کوئی عضو کاٹ ڈالوں گا یا سخت مار ماروں گا۔ اور روزہ دار یہ سمجھتا ہو کہ یہ کہنے والا جو کچھ کہتا ہے، کر گزرے گا۔

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص ۴۳۰، ۴۳۶، وغیرہ.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص ۴۳۱.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسدہ، ج۳، ص ۴۳۱ ـ ۴۳۹، وغیرہ.

مسئلہ ۴: مسافر نے اقامت کی، حیض ونفاس والی پاک ہوگئی، مجنون کو ہوش ہوگیا، مریض تھا اچھا ہوگیا، جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے تڑوادیا یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جارہی۔ کافر تھا مسلمان ہوگیا، نابالغ تھا بالغ ہوگیا، رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہوچکی تھی، غروب سمجھ کر افطار کر دیا حالانکہ دن باقی تھا ان سب باتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے، اُسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے اور نابالغ جو بالغ ہوا یا کافر تھا مسلمان ہوا اُن پر اس دن کی قضا واجب نہیں باقی سب پر قضا واجب ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵: نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافر دن میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیت ہوسکتی ہے اور نیت کر بھی لی پھر وہ روزہ توڑ دیا تو اس دن کی قضا واجب نہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: بچہ کی عمر دس سال کی ہوجائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں، اگر پوری طاقت دیکھی جائے اور رکھ کر توڑ دیا تو قضا کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حیض ونفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہوگئی، اگرچہ ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کرلی تو آج کا روزہ نہ ہوا، نہ فرض نہ نفل اور مریض یا مسافر نے نیت کی یا مجنون تھا ہوش میں آکر نیت کی تو ان سب کا روزہ ہوگیا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۸: صبح سے پہلے یا بھول کر جماع میں مشغول تھا، صبح ہوتے ہی یا یاد آنے پر فوراً جدا ہوگیا تو کچھ نہیں اور اسی حالت پر رہا تو قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: میت کے روزے قضا ہوگئے تھے تو اُس کا ولی اس کی طرف سے فدیہ ادا کردے یعنی جب کہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو، ورنہ ولی پر ضروری نہیں کردے تو بہتر ہے۔

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٤٠.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحري، ج٣، ص٤٤١.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحري، ج٣، ص٤٤٢.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج٣، ص٤٤١.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، مطلب يكره السهر... إلخ، ج٣، ص٤٢٥.

اُن صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ھے

مسئلہ ۱: رمضان میں روزہ دار مکلف مقیم نے کہ ادائے روزہ رمضان کی نیت سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابلِ شہوت ہے، اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام میں جماع کیا، انزال ہوا ہو یا نہیں یا اس روزہ دار کے ساتھ جماع کیا گیا یا کوئی غذا یا دوا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لیے کھائی یا پی یا کوئی ایسا فعل کیا، جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے گمان کرلیا کہ روزہ جاتا رہا پھر قصداً کھا پی لیا، مثلاً فصد یا پچھنا لیا یا سُرمہ لگایا یا جانور سے وطی کی یا عورت کو چُھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا یا مباشرت فاحشہ کی، مگر ان سب صورتوں میں انزال نہ ہوا یا پاخانہ کے مقام میں خشک انگلی رکھی، اب ان افعال کے بعد قصداً کھالیا۔

تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں اور اگر ان صورتوں میں کہ افطار کا گمان نہ تھا اور اس نے گمان کرلیا اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہلِ شہر کا اس پر اعتماد ہو، اُس کے فتویٰ دینے پر اُس نے قصداً کھالیا یا اُس نے کوئی حدیث سُنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اُس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھالیا تو اب کفارہ لازم نہیں، اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اُس نے سُنی وہ ثابت نہ ہو۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اس میں شرط یہ ہے کہ رات ہی سے روزہ رمضان کی نیت کی ہو، اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ لازم نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۳: مسافر بعد صبح کے ضحوۂ کبریٰ سے پہلے وطن کو آیا اور روزہ کی نیت کرلی پھر توڑ دیا یا مجنون اس وقت ہوش میں آیا اور روزہ کی نیت کرکے پھر توڑ دیا تو کفارہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: کفارہ لازم ہونے کے لیے یہ بھی ضرور ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو، جو روزہ کے منافی ہو یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو، جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے کی رخصت ہوتی، مثلاً عورت کو اُسی دن میں حیض یا نفاس آگیا یا روزہ توڑنے کے بعد اُسی دن میں ایسا بیمار ہوگیا جس میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے ساقط نہ ہوگا کہ یہ اختیاری امر ہے۔ یوہیں اگر اپنے کو زخمی کرلیا اور حالت یہ ہوگئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا، کفارہ ساقط نہ

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، ج۳، ص ٤٤٢ ـ ٤٤٦.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ١٨٠ ـ ١٨١.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج١، ص٢٠٦.

ہوگا۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۵ وہ کام کیا جس سے کفارہ واجب ہوتا ہے پھر بادشاہ نے اُسے سفر پر مجبور کیا کفارہ ساقط نہ ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ٦ مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے مشغول رہا یا رہی تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ہی ٹوٹ چکا ہے۔[3] (جوہرہ) مجبوری سے مراد اکراہِ شرعی ہے، جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضربِ شدید[4] کی صحیح دھمکی دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اس کا کہنا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے، کر گزرے گا۔

مسئلہ ۷ کفارہ واجب ہونے کے لیے بھر پیٹ کھانا ضرور نہیں، تھوڑا سا کھانے سے بھی واجب ہو جائے گا۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۸ تیل لگایا یا غیبت کی پھر یہ گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا یا کسی عالم ہی نے روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا، اب اس نے کھا پی لیا جب بھی کفارہ لازم ہے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹ قے آئی یا بھول کر کھایا یا پیا یا جماع کیا اور ان سب صورتوں میں اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر اس کے بعد کھا لیا تو کفارہ لازم نہیں اور اگر احتلام ہوا اور اسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھا لیا تو کفارہ لازم ہے۔[7] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ لعاب تھوک کر چاٹ گیا یا دوسرے کا تھوک نگل گیا تو کفارہ نہیں، مگر محبوب کا لذت یا معظم دینی[8] کا تبرک کے لیے تھوک نگل گیا تو کفارہ لازم ہے۔[9] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱ جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ان میں شرط ہے، کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت کا قصد نہ کیا ہو، ورنہ اُن میں کفارہ دینا ہوگا۔[10] (درمختار)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ١٨١.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج ١، ص ٢٠٦.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ١٨٠ ـ ١٨١.

4 ...... یعنی سخت مار۔

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص ١٨٠.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ٣، ص ٤٤٦.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم... إلخ، مطلب في حكم الاستمناء بالكف، ج ٣، ص ٤٣١، وغيره.

8 ...... یعنی بزرگ۔

9 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحري، ج ٣، ص ٤٤٤.

10 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج ٣، ص ٤٤٠.

مسئلہ ۱۲: کچا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے، مگر جبکہ سڑا ہو یا اُس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں، مگر گل ارمنی یا وہ مٹی جس کے کھانے کی اُسے عادت ہے، کھائی تو کفارہ واجب ہے اور نمک اگر تھوڑا کھایا تو کفارہ واجب ہے، زیادہ کھایا تو نہیں۔[2] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھائی یا کسی کی کوئی چیز غصب کر کے کھالی تو کفارہ واجب ہے اور تھوک میں خون تھا اگرچہ خون غالب ہو نگل لیا یا خون پی لیا تو کفارہ نہیں۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۱۵: کچی ہی کھائی یا پستہ یا اخروٹ مسلّم یا خشک یا بادام مسلّم نگل لیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے کے ساتھ انار کھا لیا تو کفارہ نہیں اور خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے اور مسلّم نگل لیا ہو تو نہیں، اگرچہ پھٹا ہو اور تر بادام مسلّم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب، یہی حکم درخت کے پتوں کا ہے جبکہ کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱۷: خربزہ یا تربز کا چھلکا کھایا، اگر خشک ہو یا ایسا ہو کہ لوگ اس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے۔ کچے چاول، باجرا، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں، یہی حکم کچے جَو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں تو کفارہ لازم۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: تل یا تل کے برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے موتھ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب۔[6] (درمختار)

---

1 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في جواز الإفطار بالتحري، ج۳، ص۴۴۴ - ۴۴۵.

2 ..... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۸۱.

و "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج۱، ص۲۰۲، ۲۰۵.

3 ..... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۸۱.

4 ..... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج۱، ص۲۰۲، ۲۰۵.

5 ..... "الفتاوى الهندية"، کتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج۱، ص۲۰۲، ۲۰۵.

6 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴۵۳.

مسئلہ ۱۹: دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا، اُس نے کھالیا یا اُس نے خود اپنے مونھ سے نکال کر کھالیا تو کفارہ نہیں۔[1] (عالمگیری) بشرطیکہ اس کے چبائے ہوئے کو لذات یا تبرک نہ سمجھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰: سحری کا نوالہ مونھ میں تھا کہ صبح طلوع ہوگئی یا بھول کر کھا رہا تھا، نوالہ مونھ میں تھا کہ یاد آگیا اور نگل لیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب، مگر جب مونھ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱: عورت نے نابالغ یا مجنون سے وطی کرائی یا مرد کو وطی کرنے پر مجبور کیا، تو عورت پر کفارہ واجب ہے مرد پر نہیں۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲: مُشک، زعفران، کافور، سرکہ کھایا یا خربزہ، تربز، ککڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: رمضان میں روزہ دار قتل کے لیے لایا گیا اُس نے پانی مانگا، کسی نے اُسے پانی پلا دیا پھر وہ چھوڑ دیا گیا تو اُس پر کفارہ واجب ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا۔ اُس نے یہ گمان کر کے کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے۔[6] یوہیں عورت کو معیّن تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا، اُس نے قصداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ ساقط ہوگیا۔ یوہیں اگر یقین تھا کہ دشمن سے آج لڑنا ہے اور روزہ توڑ ڈالا اور لڑائی نہ ہوئی تو کفارہ واجب نہیں۔[7] (درمختار)

مسئلہ ۲۵: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اس کے پاس نہ لونڈی غلام ہے، نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رقبہ میسر نہیں جیسے آج کل یہاں ہندوستان میں، تو پے در پے ساٹھ روزے رکھے، یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے اور روزے کی صورت میں اگر درمیان میں

---

[1] ......

[2] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج۱، ص۲۰۳.

[3] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج۱، ص۲۰۵، وغيره.

[4] ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الرابع فيما يفسد وما لا يفسد، ج۱، ص۲۰۵.

[5] ...... المرجع السابق، ص۲۰۶.

[6] ...... یعنی کفارہ کی ضرورت نہیں۔

[7] ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴۴۸.

ایک دن کا بھی چھوٹ گیا تو اب سے ساٹھ روزے رکھے، پہلے کے روزے محسوب نہ ہوں گے اگرچہ اُنسٹھ رکھ چکا تھا، اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو، مگر عورت کو حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے نہیں شمار کیے جائیں گے یعنی پہلے کے روزے اور حیض کے بعدوالے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔[1] (کتب کثیرہ)

مسئلہ ۲۶ اگر دو روزے توڑے تو دونوں کے لیے دو کفارے دے، اگرچہ پہلے کا ابھی کفارہ نہ ادا کیا ہو۔[2] (ردالمحتار) یعنی جب کہ دونوں دو رمضان کے ہوں اور اگر دونوں روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کے لیے کافی ہے۔[3] (جوہرہ)

کفارہ کے متعلق دیگر جزئیات کتاب الطلاق باب الظہار میں ان شاء اللہ تعالیٰ معلوم ہوں گی۔

مسئلہ ۲۷ آزاد و غلام، مرد و عورت، بادشاہ و فقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا ہے، یہاں تک کہ باندی کو اگر معلوم تھا کہ صبح ہوگئی اُس نے اپنے آقا کو خبر دی کہ ابھی صبح نہ ہوئی اس نے اس کے ساتھ جماع کیا تو لونڈی پر کفارہ واجب ہوگا اور اُس کے مولیٰ پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔[4] (ردالمحتار)

روزہ کے مکروہات کا بیان

حدیث ۱ و ۲ بخاری و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بُری بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے، تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔''[5] اور اسی کے مثل طبرانی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۳ و ۴ ابن ماجہ و نسائی و ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی و دارمی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ انھیں روزہ سے سوا پیاس کے کچھ نہیں اور بہت سے رات میں قیام

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في الکفارة، ج۳، ص٤٤٧.
و "الفتاوی الرضویة"، ج١٠، ص٥٩٥ وغیرهما.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في الکفارة، ج۳، ص٤٤٩.

3 ...... "الجوهرة النیرة"، کتاب الصوم، ص١٨٢.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في الکفارة، ج۳، ص٤٤٧.

5 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل به في الصوم، الحدیث: ١٩٠٣، ج١، ص٦٢٨.

کرنے والے ایسے کہ انھیں جاگنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔" [1] اور اُسی کے مثل طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

حدیث ۵ و ۶: بیہقی ابو عبیدہ اور طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "روزہ سپر ہے، جب تک اسے پھاڑا نہ ہو۔ عرض کی گئی، کس چیز سے پھاڑے گا؟ ارشاد فرمایا: جھوٹ یا غیبت سے۔" [2]

حدیث ۷: ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "روزہ اس کا نام نہیں کہ کھانے اور پینے سے باز رہنا ہو، روزہ تو یہ ہے کہ لغو و بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔" [3]

حدیث ۸: ابو داود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روزہ دار کو مباشرت کرنے کے بارے میں سوال کیا، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے انھیں اجازت دی پھر ایک دوسرے صاحب نے حاضر ہو کر یہی سوال کیا تو انھیں منع فرمایا اور جن کو اجازت دی تھی، بوڑھے تھے اور جن کو منع فرمایا: جوان تھے۔" [4]

حدیث ۹: ابو داود و ترمذی عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے بے شمار بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روزہ میں مسواک کرتے دیکھا۔ [5]

مسئلہ ۱: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بیہودہ بات، کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں روزہ میں اور زیادہ حرام اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔

مسئلہ ۲: روزہ دار کو بلا عذر کسی چیز کا چکھنا یا چبانا مکروہ ہے۔ چکھنے کے لیے عذر یہ ہے کہ مثلاً عورت کا شوہر یا باندی غلام کا آقا بد مزاج ہے کہ نمک کم و بیش ہوگا تو اس کی ناراضی کا باعث ہوگا اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں، چبانے کے لیے یہ عذر ہے کہ اتنا چھوٹا بچہ ہے کہ روٹی نہیں کھا سکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے، نہ حیض و نفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دیدے، تو بچہ کے کھلانے کے لیے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ [6] (درمختار وغیرہ)

چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ ہے یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کے لیے اُس میں سے تھوڑا کھا لینا کہ

1- "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب ماجاء في الغيبة والرفث للصائم، الحديث: ١٦٩٠، ج٢، ص٣٢٠. و "السنن الكبرى"، كتاب الصيام، باب الصائم... إلخ، الحديث: ٨٣١٣، ج٤، ص٤٤٩.

2- "المعجم الأوسط"، باب العين، الحديث: ٤٥٣٦، ج٣، ص٢٦٤.

3- "المستدرك" للحاكم، كتاب الصوم، باب من أفطر في رمضان ناسيا... إلخ، الحديث: ١٦١١، ج٢، ص٦٧.

4- "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب كراهية للشاب، الحديث: ٢٣٨٧، ج٢، ص٤٥٧.

5- "جامع الترمذي"، ابواب الصوم، باب ماجاء في السواك للصائم، الحديث: ٧٢٥، ج٢، ص١٧٦.

6- "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لايفسده، ج٣، ص٤٥٣، وغيره.

یوں ہو تو کراہت کیسی روزہ ہی جاتا رہے گا، بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ بلکہ چکھنے سے مراد یہ ہے کہ زبان پر رکھ کر مزہ دریافت کرلیں اور اُسے تھوک دیں اس میں سے حلق میں کچھ نہ جانے پائے۔

مسئلہ ۳: کوئی چیز خریدی اور اس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا تو نقصان ہوگا، تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: بلاعذر چکھنا جو مکروہ بتایا گیا یہ فرض روزہ کا حکم ہے نفل میں کراہت نہیں، جبکہ اس کی حاجت ہو۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے، جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ انزال ہو جائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا اور ہونٹ اور زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً[3] مکروہ ہے۔ یوہیں مباشرت فاحشہ۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سُرمہ لگانا مکروہ نہیں، مگر جبکہ زینت کے لیے سُرمہ لگایا یا اس لیے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے، حالانکہ ایک مُشت[5] داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجۂ اَولیٰ۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۷: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں، بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر اگرچہ پانی سے تَر کی ہو، زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں۔[7] (عامۂ کتب) اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ ہے، یہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸: فصد کھلوانا، پچھنے لگوانا مکروہ نہیں جب کہ ضعف کا اندیشہ نہ ہو اور اندیشہ ہو تو مکروہ ہے، اُسے چاہیے کہ

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴۵۳.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد ما لا يفسده، ج۳، ص۴۵۳.

3 ...... یعنی چاہے انزال و جماع کا ڈر ہو یا نہ ہو۔

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب: فيما يكره للصائم، ج۳، ص۴۵۴.

5 ...... یعنی ایک مٹھی۔

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴۵۵.

7 ...... "البحر الرائق"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۲، ص۴۹۱.

مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ اگر مسواک چبانے سے ریشے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو ایسی مسواک روزے میں نہیں کرنا چاہیے۔ ("الفتاوى الرضوية"، ج۱۰، ص۵۱۱).

غروب تک مؤخر کرے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: روزہ دار کے لیے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر مونھ پانی لے اور وضو و غسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانی چڑھانا یا ٹھنڈ کے لیے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کے لیے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۱۰: پانی کے اندر[3] ریاح خارج کرنے سے روزہ نہیں جاتا، مگر مکروہ ہے اور روزہ دار کو استنجے میں مبالغہ کرنا بھی مکروہ ہے۔[4] (عالمگیری) یعنی اور دنوں میں حکم یہ ہے کہ استنجا کرنے میں نیچے کو زور دیا جائے اور روزہ میں یہ مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱: مونھ میں تھوک اکٹھا کرکے نگل جانا بغیر روزہ کے بھی ناپسند ہے اور روزہ میں مکروہ۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں، جس سے ایسا ضعف آجائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔ لہٰذا نانبائی کو چاہیے کہ دوپہر تک روٹی پکائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔[6] (درمختار) یہی حکم معمار و مزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کردیں کہ روزے ادا کرسکیں۔

مسئلہ ۱۳: اگر روزہ رکھے گا تو کمزور ہو جائے گا، کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے گا تو حکم ہے کہ روزہ رکھے اور بیٹھ کر نماز پڑھے۔[7] (درمختار) جب کہ کھڑا ہونے سے اتنا ہی عاجز ہو جو باب صلاۃ المریض میں گزرا۔

مسئلہ ۱۴: سحری کھانا اور اس میں تاخیر کرنا مستحب ہے، مگر اتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: افطار میں جلدی کرنا مستحب ہے، مگر افطار اس وقت کرے کہ غروب کا غالب گمان ہو، جب تک گمان

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثالث، فيما يكره للصائم وما لا يكره، ج۱، ص۱۹۹ ـ ۲۰۰.

2 ...... المرجع السابق، ص۱۹۹، و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، مطلب في حديث التوسعة على العيال والاكتحال يوم عاشوراء، ج۳، ص۴۵۹. وغيرهما

3 ...... مثلاً نہر، ندی، تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت۔

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثالث فيما يكره للصائم وما لا يكره، ج۱، ص۱۹۹.

5 ...... المرجع السابق، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب ما يفسد الصوم وما لا يفسده، ج۳، ص۴۶۰.

7 ...... المرجع السابق، ص۴۶۱.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثالث، فيما يكره للصائم وما لا يكره، ج۱، ص۲۰۰.

غالب نہ ہوافطار نہ کرے، اگرچہ مؤذن نے اذان کہہ دی ہے اور اَبر کے دنوں میں افطار میں جلدی نہ چاہیے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: ایک عادل کے قول پر افطار کرسکتا ہے، جب کہ اس کی بات سچی مانتا ہو اور اگر اس کی تصدیق نہ کرے تو اس کے قول کی بنا پر افطار نہ کرے۔ یوہیں مستور کے کہنے پر بھی افطار نہ کرے اور آج کل اکثر اسلامی مقامات میں افطار کے وقت توپ چلنے کا رواج ہے، اس پر افطار کرسکتا ہے، اگرچہ توپ چلانے والے فاسق ہوں جب کہ کسی عالم محقق توقیت دان محتاط فی الدین کے حکم پر چلتی ہو۔[2]

آج کل کے عام علما بھی اس فن سے ناواقف محض ہیں اور جنتریاں کہ شائع ہوتی ہیں اکثر غلط ہوتی ہیں ان پر عمل جائز نہیں۔ یوہیں سحری کے وقت اکثر جگہ نقارہ بجتا ہے، انھیں شرائط کیساتھ اس کا بھی اعتبار ہے اگرچہ بجانے والے کیسے ہی ہوں۔

مسئلہ ۱۷: سحری کے وقت مرغ کی اذان کا اعتبار نہیں کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے اذان شروع کر دیتے ہیں، بلکہ جاڑے کے دنوں میں تو بعض مرغ دو بجے سے اذان کہنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ اس وقت صبح ہونے میں بہت وقت باقی رہتا ہے۔ یوہیں بول چال سُن کر اور روشنی دیکھ کر بولنے لگتے ہیں۔[3] (ردالمحتار مع زیادۃ)

مسئلہ ۱۸: صبح صادق کو رات کا مطلقاً چھٹا یا ساتواں حصہ سمجھنا غلط ہے، رہا یہ کہ صبح کس وقت ہوتی ہے اُسے ہم حصہ سوم باب الاوقات میں بیان کر آئے وہاں سے معلوم کریں۔

سحری وافطار کا بیان

حدیث ۱: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کھاؤ کہ سحری کھانے میں برکت ہے۔''[4]

حدیث ۲: مسلم و ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن خزیمہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔''[5]

حدیث ۳: طبرانی نے کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا:

---

1. ..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم... إلخ، مطلب في حدیث التوسعة علی العیال... إلخ، ج۳، ص۴۵۹.
2. ..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسده، مطلب في جواز الإفطار التحري، ج۳، ص۴۳۹، وغیره.
3. .....
4. ..... "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب برکة السحور من غیر إیجاب، الحدیث: ۱۹۲۳، ج۱، ص۶۳۳.
5. ..... "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب فضل السحور... إلخ، الحدیث: ۱۰۹۶، ص۵۵۲.

''تین چیزوں میں برکت ہے، جماعت اور ثرید اور سحری میں۔''[1]

حدیث ۴ طبرانی اوسط میں اور ابن حبان صحیح میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتے، سحری کھانے والوں پر دُرود بھیجتے ہیں۔''[2]

حدیث ۵ ابن ماجہ و ابن خزیمہ و بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کھانے سے دن کے روزہ پر استعانت کرو اور قیلولہ سے رات کے قیام پر۔''[3]

حدیث ۶ نسائی باسناد حسن ایک صحابی سے راوی، کہتے ہیں میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سحری تناول فرما رہے تھے، ارشاد فرمایا: ''یہ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں دی تو اسے نہ چھوڑنا۔''[4]

حدیث ۷ طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین شخصوں پر کھانے میں ان شاء اللہ تعالیٰ حساب نہیں، جبکہ حلال کھایا۔ روزہ دار اور سحری کھانے والا اور سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔''[5]

حدیث ۸ تا ۱۰ امام احمد ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سحری کُل کی کُل برکت ہے اُسے نہ چھوڑنا، اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے کیونکہ سحری کھانے والوں پر اللہ (عزوجل) اور اس کے فرشتے دُرود بھیجتے ہیں۔''[6] نیز عبداللہ بن عمرو سائب بن یزید و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی قسم کی روایتیں آئیں۔

حدیث ۱۱ بخاری و مسلم و ترمذی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''ہمیشہ لوگ خیر کے ساتھ رہیں گے، جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔''[7]

حدیث ۱۲ ابن حبان صحیح میں انھیں سے راوی، کہ فرمایا: ''میری اُمت میری سنت پر رہے گی، جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے۔''[8]

---

1 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ٦١٢٧، ج٦، ص٢٥١.

2 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصوم، باب السحور، الحديث: ٣٤٥٨، ج٥، ص١٩٤.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ماجاء في الصيام، باب ماجاء في السحور، الحديث: ١٦٩٣، ج٢، ص٣٢١.

4 ...... "السنن الكبرى" للنسائي، كتاب الصيام، باب فضل السحور، الحديث: ٢٤٧٢، ج٢، ص٧٩.

5 ...... "المعجم الكبير"، الحديث: ١٢٠١٢، ج١١، ص٢٨٥.

6 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي سعيد الخدري، الحديث: ١١٠٨٦، ج٤، ص٢٦.

7 ...... "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب تعجيل الإفطار، الحديث: ١٩٥٧، ج١، ص٦٤٥.

8 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الصوم، باب الإفطار و تعجيله، الحديث: ٣٥٠١، ج٥، ص٢٠٩.

حدیث ۱۳: احمد و ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ اللہ عزوجل نے فرمایا: ''میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے، جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔'' [1]

حدیث ۱۴: طبرانی اوسط میں یعلی بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ''تین چیزوں کو اللہ (عزوجل) محبوب رکھتا ہے۔ افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر اور نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا۔'' [2]

حدیث ۱۵: ابو داود و ابن خزیمہ و ابن حبان ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا، جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔'' [3]

حدیث ۱۶: امام احمد و ابو داود و ترمذی و ابن ماجہ و دارمی سلمان بن عامر ضبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور یا چھوہارے سے افطار کرے کہ وہ برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔'' [4]

حدیث ۱۷: ابو داود و ترمذی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نماز سے پہلے تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے، تر کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے۔'' [5] ابو داود نے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) افطار کے وقت یہ دُعا پڑھتے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ. [6]

حدیث ۱۸: نسائی و ابن خزیمہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ فرمایا: ''جو روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان کر دے تو اوسے بھی اتنا ہی ملے گا۔'' [7]

حدیث ۱۹: طبرانی کبیر میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا۔ فرشتے ماہِ رمضان کے اوقات میں اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور

---

1 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في تعجيل الإفطار، الحديث: ٧٠٠، ج٢، ص١٦٤.

2 ..... "المعجم الأوسط"، الحديث: ٧٤٧٠، ج٥، ص٣٢٠.

3 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب ما يستحب من تعجيل الفطر، الحديث: ٢٣٥٣، ج٢، ص٤٤٦.

4 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم باب ماجاء ما يستحب عليه الإفطار، الحديث: ٦٩٥، ج٢، ص١٦٢.

5 ..... "جامع الترمذي"، ابواب الصوم، باب ماجاء ما يستحب عليه الافطار، الحديث: ٦٩٦، ج٢، ص١٦٢.

6 ..... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب القول عند الإفطار، الحديث: ٢٣٥٨، ج٢، ص٤٤٧.

7 ..... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فصل فيمن فطر صائما، الحديث: ٣٩٥٣، ج٣، ص٤١٨.

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام شبِ قدر میں اُس کے لیے استغفار کرتے ہیں۔" [1]

اور ایک روایت میں ہے، "جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ افطار کرائے، رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس پر دُرود بھیجتے ہیں اور شبِ قدر میں جبرئیل اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔" [2]

اور ایک روایت میں ہے، "جو روزہ دار کو پانی پلائے گا، اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا۔" [3]

بیان اُن وجوہ کا جن سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

حدیث ۱: صحیحین میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں حمزہ بن عمرو اسلمی بہت روزے رکھا کرتے تھے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کہ سفر میں روزہ رکھوں؟ ارشاد فرمایا: "چاہو رکھو، چاہے نہ رکھو۔" [4]

حدیث ۲: صحیح مسلم میں ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں سولھویں رمضان کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ہم جہاد میں گئے۔ ہم میں بعض نے روزہ رکھا اور بعض نے نہ رکھا تو نہ روزہ داروں نے غیر روزہ داروں پر عیب لگایا اور نہ انھوں نے ان پر۔ [5]

حدیث ۳: ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ انس بن مالک کعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ "اللہ تعالیٰ نے مسافر سے آدھی نماز معاف فرمادی (یعنی چار رکعت والی دو پڑھے گا) اور مسافر اور دُودھ پلانے والی اور حاملہ سے روزہ معاف فرمادیا۔" [6] (کہ اُن کو اجازت ہے کہ اُس وقت نہ رکھیں بعد میں وہ مقدار پوری کرلیں)۔

مسئلہ ۱: سفر و حمل اور بچہ کو دودھ پلانا اور مرض اور بڑھاپا اور خوفِ ہلاک و اکراہ و نقصانِ عقل اور جہاد یہ سب روزہ نہ رکھنے کے لیے عذر ہیں، ان وجوہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔ [7] (درمختار)

---

1. "المعجم الكبير"، الحديث: ٦١٦٢، ج٦، ص٢٦١.
2. "كنز العمال"، كتاب الصوم، الحديث: ٢٣٦٥٣، ج٨، ص٢١٥.
3. "شعب الإيمان"، باب في الصيام، فضائل شهر رمضان، الحديث: ٣٦٠٨، ج٣، ص٣٠٥ ـ ٣٠٦.
4. "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب الصوم في السفر والإفطار، الحديث: ١٩٤٣، ج١، ص٦٤٠.
5. "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطرفي الشهر رمضان... إلخ، الحديث: ١١١٦، ص٥٦٤.
6. "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في الرخصة في الإفطار للحبلى والمرضع، الحديث: ٧١٥، ج٢، ص١٧٠.
7. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٢.

مسئلہ ۲: سفر سے مراد سفر شرعی ہے یعنی اتنی دُور جانے کے ارادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو، اگرچہ وہ سفر کسی ناجائز کام کے لیے ہو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳: دن میں سفر کیا تو اُس دن کا روزہ افطار کرنے کے لیے آج کا سفر عذر نہیں۔ البتہ اگر توڑے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اور اگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم اور اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا، اُسے لینے واپس آیا اور مکان پر آ کر روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ واجب ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مسافر نے ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اقامت کی اور ابھی کچھ کھایا نہیں تو روزہ کی نیت کر لینا واجب ہے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۵: حمل والی اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان یا بچہ کا صحیح اندیشہ ہے، تو اجازت ہے کہ اس وقت روزہ نہ رکھے، خواہ دودھ پلانے والی بچہ کی ماں ہو یا دائی اگرچہ رمضان میں دودھ پلانے کی نوکری کی ہو۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا گمان غالب ہو یا خادم وخادمہ کو ناقابل برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔[5] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۷: ان صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے محض وہم ناکافی ہے۔ غالب گمان کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) اس کی ظاہر نشانی پائی جاتی ہے یا

(۲) اس شخص کا ذاتی تجربہ ہے یا

(۳) کسی مسلمان طبیب حاذق مستور یعنی غیر فاسق نے اُس کی خبر دی ہو اور اگر نہ کوئی علامت ہو نہ تجربہ نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا، بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب کے کہنے سے افطار کر لیا تو کفارہ لازم آئے گا۔[6] (ردالمحتار) آج کل کے اکثر اطبا اگر کافر نہیں تو فاسق ضرور ہیں اور نہ سہی تو حاذق طبیب فی زمانہ نایاب سے ہو رہے ہیں، ان لوگوں کا کہنا کچھ قابلِ

---

1 ..... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴٦۳.

2 ..... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الافطار، ج۱، ص۲۰٦ ۔ ۲۰۷.

3 ..... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۸٦.

4 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴٦۳.

5 ..... "الجوهرة النيرة"، کتاب الصوم، ص۱۸۳.

و "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴٦۳.

6 ..... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴٦٤.

اعتبار نہیں نہ ان کے کہنے پر روزہ افطار کیا جائے۔ ان طبیبوں کو دیکھا جاتا ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ کو منع کر دیتے ہیں، اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مُضر ہے کس میں نہیں۔

مسئلہ ۸: باندی کو اپنے مالک کی اطاعت میں فرائض کا موقع نہ ملے تو یہ کوئی عذر نہیں۔ فرائض ادا کرے اور اتنی دیر کے لیے اُس پر اطاعت نہیں۔ مثلاً فرض نماز کا وقت تنگ ہو جائے گا تو کام چھوڑ دے اور فرض ادا کرے اور اگر اطاعت کی اور روزہ توڑ دیا تو کفارہ دے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: عورت کو جب حیض و نفاس آ گیا تو روزہ جاتا رہا اور حیض سے پورے دس دن رات میں پاک ہوئی تو بہر حال کل کا روزہ رکھے اور کم میں پاک ہوئی تو اگر صبح ہونے کو اتنا عرصہ ہے کہ نہا کر خفیف سا وقت بچے گا تو بھی روزہ رکھے اور اگر نہا کر فارغ ہونے کے وقت صبح چمکی تو روزہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: حیض و نفاس والی کے لیے اختیار ہے کہ چھپ کر کھائے یا ظاہراً، روزہ کی طرح رہنا اس پر ضروری نہیں۔[3] (جوہرہ) مگر چھپ کر کھانا اَولیٰ ہے خصوصاً حیض والی کے لیے۔

مسئلہ ۱۱: بھوک اور پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح یا نقصانِ عقل کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اسے اختیار ہے اور صبر کیا تو اجر ملے گا۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: سانپ نے کاٹا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں روزہ توڑ دیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: جن لوگوں نے ان عذروں کے سبب روزہ توڑا، اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں اور ان قضا روزوں میں ترتیب فرض نہیں۔ فلہٰذا اگر ان روزوں کے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہو گئے، مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔

حدیث میں فرمایا: ''جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے اس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔'' [7]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٤.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، ص١٨٦.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٢.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٨٦٢٩، ج٣، ص٢٦٦.

اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آگیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے، قضا نہ رکھے، بلکہ اگر غیر مریض و مسافر نے قضا کی نیت کی جب بھی قضا نہیں بلکہ اُسی رمضان کے روزے ہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: خود اس مسافر کو اور اُس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے ورنہ نہ رکھنا بہتر۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۶: اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مرگئے، اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی وصیت کی تو تہائی مال میں جاری ہوگی اور اگر اتنا موقع ملا کہ قضا روزے رکھ لیتے، مگر نہ رکھے تو وصیت کر جانا واجب ہے اور عمداً نہ رکھے ہوں تو بدرجۂ اَولیٰ وصیت کرنا واجب ہے اور وصیت نہ کی، بلکہ ولی نے اپنی طرف سے دے دیا تو بھی جائز ہے مگر ولی پر دینا واجب نہ تھا۔[3] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: ہر روزہ کا فدیہ بقدر صدقۂ فطر ہے اور تہائی مال میں وصیت اس وقت جاری ہوگی، جب اس میت کے وارث بھی ہوں اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ ادا ہوتا ہو تو سب فدیہ میں صرف کر دینا لازم ہے۔ یوہیں اگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے، اس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صرف ہوسکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: وصیت کرنا صرف اتنے ہی روزوں کے حق میں واجب ہے جن پر قادر ہوا تھا، مثلاً دس قضا ہوئے تھے اور عذر جانے کے بعد پانچ پر قادر ہوا تھا کہ انتقال ہوگیا تو پانچ ہی کی وصیت واجب ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۹: ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا۔[6] (عامۂ کتب)

مسئلہ ۲۰: اعتکاف واجب اور صدقۂ فطر کا بدلہ اگر ورثہ ادا کر دیں تو جائز ہے اور اُن کی مقدار وہی بقدر صدقۂ فطر

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٥.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٥.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٦.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٧.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٦٧.

6 ...... انظر: "فتح القدير"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٢، ص٢٧٩.

ہے اور زکاۃ دینا چاہیں تو جتنی واجب تھی اُس قدر نکالیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲۱ شیخ فانی یعنی وہ بوڑھا جس کی عمر ایسی ہوگئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا، اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اس پر واجب ہے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دیدے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۲ اگر ایسا بوڑھا گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا، مگر جاڑوں[3] میں رکھ سکے گا تو اب افطار کرلے اور اُن کے بدلے کے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آگئی کہ روزہ رکھ سکے، تو فدیہ صدقۂ نفل ہو کر رہ گیا ان روزوں کی قضا رکھے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴ یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک[6] شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے بلکہ ایک مسکین کو کئی دن کے فدیے دے سکتے ہیں۔[7] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۵ قسم[8] یا قتل[9] کے کفارہ کا اس پر روزہ ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کا فدیہ نہیں اور روزہ توڑنے یا ظہار[10] کا کفارہ اس پر ہے، تو اگر روزہ نہ رکھ سکے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔[11] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٧١.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٧١، وغيره.

3 ...... سردیوں۔

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٧٢.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧.

6 ...... یعنی مالک بنا دینا۔

7 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٧٢، وغيره.

8 ...... قسم کے کفارے میں تین روزے ہیں۔

9 ...... یعنی قتل خطا کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔

10 ...... ظہار کے کفارے میں دو ماہ کے روزے ہیں۔ ("النتف في الفتاوى"، كتاب الصوم، ص٩٣ ـ ٩٤).

11 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبيح الإفطار، ج١، ص٢٠٧.

مسئلہ ۲۶: کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور برابر روزے رکھے تو کوئی کام نہیں کرسکتا جس سے بسر اوقات ہو تو اُسے بقدر ضرورت افطار کی اجازت ہے اور ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے اور اس کی بھی قوت نہ ہو تو استغفار کرے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۷: نفل روزہ قصداً شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے کہ توڑے گا تو قضا واجب ہوگی اور یہ گمان کرکے کہ اس کے ذمہ کوئی روزہ ہے، شروع کیا بعد کو معلوم ہوا کہ نہیں ہے، اب اگر فوراً توڑ دیا تو کچھ نہیں اور یہ معلوم کرنے کے بعد نہ توڑا تو اب نہیں توڑ سکتا، توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲۸: نفل روزہ قصداً نہیں توڑا بلکہ بلا اختیار ٹوٹ گیا، مثلاً اثنائے روزہ میں حیض آگیا، جب بھی قضا واجب ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۹: عیدین یا ایام تشریق میں روزۂ نفل رکھا تو اس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں، نہ اُس کے توڑنے سے قضا واجب، بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے اور اگر ان دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے مگر ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: نفل روزہ بلا عذر توڑ دینا ناجائز ہے، مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اسے ناگوار ہوگا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑ دینے کے لیے یہ عذر ہے، بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوۂ کبریٰ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ زوال کے بعد ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے اور اس میں بھی عصر کے قبل تک توڑ سکتا ہے بعد عصر نہیں۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: کسی نے یہ قسم کھائی کہ اگر تو روزہ نہ توڑے تو میری عورت کو طلاق ہے، تو اُسے چاہیے کہ اس کی قسم سچی کردے یعنی روزہ توڑ دے اگرچہ روزۂ قضا ہو[6] اگرچہ بعد زوال ہو۔ (درمختار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۲.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۳.

3 ...... المرجع السابق، ص۴۷٤.

4 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷٤.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷۵ ـ ۴۷۷.

و "الفتاوی الهندیة"، کتاب الصوم، الباب الخامس في الاعذار التي تبیح الإفطار، ج۱، ص۲۰۸.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص۴۷٦.

مسئلہ ۳۲ اُس کی کسی بھائی نے دعوت کی تو ضحوۂ کبریٰ کے قبل روزۂ نفل توڑ دینے کی اجازت ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۳ عورت بغیر شوہر کی اجازت کے نفل اور منّت وقسم کے روزے نہ رکھے اور رکھ لیے تو شوہر تڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی، مگر اس کی قضا میں بھی شوہر کی اجازت درکار ہے یا شوہر اور اُس کے درمیان جدائی ہو جائے یعنی طلاق بائن دیدے یا مر جائے ہاں اگر روزہ رکھنے میں شوہر کا کچھ حرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو ان حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضا رکھ سکتی ہے، بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی اور ان دنوں میں بھی بے اس کی اجازت کے نفل نہیں رکھ سکتی۔ رمضان اور قضائے رمضان کے لیے شوہر کی اجازت کی کچھ ضرورت نہیں بلکہ اس کی ممانعت پر بھی رکھے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴ باندی غلام بھی علاوہ فرائض کے مالک کی اجازت بغیر نہیں رکھ سکتے۔ ان کا مالک چاہے تو تڑوا سکتا ہے۔ پھر اُس کی قضا مالک کی اجازت پر یا آزاد ہونے کے بعد رکھیں۔ البتہ غلام نے اگر اپنی عورت سے ظہار کیا تو کفارہ کے روزے بغیر مولیٰ کی اجازت کے رکھ سکتا ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵ مزدور یا نوکر اگر نفل روزہ رکھے تو کام پورا ادا نہ کر سکے گا تو مستاجر یعنی جس کا نوکر ہے یا جس نے مزدوری پر اُسے رکھا ہے، اُس کی اجازت کی ضرورت ہے اور کام پورا کر سکے تو کچھ ضرورت نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶ لڑکی کو باپ اور ماں کو بیٹے اور بہن کو بھائی سے اجازت لینے کی کچھ ضرورت نہیں اور ماں باپ اگر بیٹے کو روزۂ نفل سے منع کردیں، اس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اطاعت کرے۔[5] (ردالمحتار)

روزۂ نفل کے فضائل

(۱) عاشورا یعنی دسویں محرم کا روزہ اور بہتر یہ ہے کہ نویں کو بھی رکھے۔

حدیث ۱ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عاشورا کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔[6]

---

1 ..... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٧٧.

2 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٧٧.

3 ..... المرجع السابق، ص٤٧٨.

4 ..... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج۳، ص٤٧٨.

5 ..... المرجع السابق، ص٤٧٨.

6 ..... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب اى يوم يصام في عاشوراء، الحديث: ١١٣٤، ص٥٧٣.

حدیث ۲: مسلم وابوداود وترمذی ونسائی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''رمضان کے بعد افضل روزہ محرم کا روزہ ہے اور فرض کے بعد افضل نماز صلاۃ اللیل ہے۔'' [1]

حدیث ۳: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، فرماتے ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی دن کے روزہ کو اور دن پر فضیلت دے کر جستجو فرماتے نہ دیکھا مگر یہ عاشورا کا دن اور یہ رمضان کا مہینہ۔ [2]

حدیث ۴: صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے، یہود کو عاشورا کے دن روزہ دار پایا، ارشاد فرمایا: یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ عرض کی، یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام اور اُن کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا، لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اُس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمھارے ہم زیادہ حق دار اور زیادہ قریب ہیں تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے خود بھی روزہ رکھا اور اُس کا حکم بھی فرمایا۔ [3]

حدیث ۵: صحیح مسلم میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے کہ عاشورا کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' [4]

(۲) عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ۔

حدیث ۶ تا ۱۰: صحیح مسلم وسنن ابی داود وترمذی ونسائی وابن ماجہ میں ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''مجھے اللہ (عزوجل) پر گمان ہے، کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم، الحدیث: ۱۱۶۳، ص ۵۹۱.

2 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الصوم، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث: ۲۰۰۶، ج ۱، ص ۶۵۷.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، الحدیث: ۱۲۸۔(۱۱۳۰)، ص ۵۷۱.

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عزوجل کوئی خاص نعمت عطا فرمائے اس کی یادگار قائم کرنا درست ومحبوب ہے کہ وہ نعمت خاصہ یاد آئے گی اور اس کا شکر ادا کرنے کا سبب ہوگا۔ خود قرآن عظیم میں ارشاد فرمایا: ﴿ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ ﴾ (پ ۱۳، ابرٰھیم: ۵)
''خدا کے انعام کے دنوں کو یاد کرو۔''
اور ہم مسلمانوں کے لیے ولادت اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کون سا دن ہوگا، جس کی یادگار قائم کریں کہ تمام نعمتیں انہیں کے طفیل میں ہیں اور یہ دن عید سے بھی بہتر کہ انہیں کے صدقہ میں تو عید عید ہوئی اسی وجہ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب ارشاد فرمایا: کہ ((فِیْهِ وُلِدْتُ)) ("صحیح مسلم"، کتاب الصیام، الحدیث: ۱۹۸۔(۱۱۶۲)، ص ۵۹۱) اس دن میری ولادت ہوئی۔ ۱۲ منہ

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر... إلخ، الحدیث: ۱۱۶۲، ص ۵۸۹.

دیتا ہے۔" [1] اور اس کے مثل سہل بن سعد و ابو سعید خدری و عبداللہ بن عمرو زید بن ارقم رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۱: ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے بیہقی و طبرانی روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عرفہ کے روزہ کو ہزار دن کے برابر بتاتے۔ [2] مگر حج کرنے والے پر جو عرفات میں ہے، اُسے عرفہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے۔ کہ ابو داود و نسائی و ابن خزیمہ و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے عرفہ کے دن عرفہ میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ [3]

(۳) شوال میں چھ دن کے روزے [4] جنھیں لوگ شش عید کے روزے کہتے ہیں۔

حدیث ۱۲ و ۱۳: مسلم و ابو داود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی ابو ایوب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا۔" [5] اور اسی کے مثل ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی۔

حدیث ۱۴ و ۱۵: نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان ثوبان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور امام احمد و طبرانی و بزار جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو اُس نے پورے سال کا روزہ رکھا، کہ جو ایک نیکی لائے گا اُسے دس ملیں گی تو ماہِ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہوگئے۔" [6]

حدیث ۱۶: طبرانی اوسط میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا، جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔" [7]

---

1. "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر... إلخ، الحدیث: ۱۱۶۲، ص۵۸۹.
2. "المعجم الأوسط"، باب المیم، الحدیث: ۶۸۰۲، ج۵، ص۱۲۷.
3. "سنن أبي داود"، کتاب الصیام، باب في صوم یوم عرفة بعرفة، الحدیث: ۲۴۴۰، ج۲، ص۴۷۹.
4. بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اور عید کے بعد لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لیے، جب بھی حرج نہیں۔ کذا فی الدر ۱۲ منہ
5. "صحیح مسلم"، کتاب الصیام، باب استحباب صوم ستة ایام من شوال اتباعا لرمضان، الحدیث: ۱۱۶۴، ص۵۹۲.
6. "السنن الکبری" للنسائي، کتاب الصیام، باب صیام ستة ایام من شوال، الحدیث: ۲۸۶۰ ـ ۲۸۶۱، ج۲، ص۱۶۲ـ۱۶۳.
7. "المعجم الأوسط"، باب المیم، الحدیث: ۸۶۲۲، ج۶، ص۲۳۴.

(۴) شعبان کا روزہ اور پندرھویں شعبان کے فضائل۔

حدیث ۱۷: طبرانی و ابن حبان معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''شعبان کی پندرھویں شب میں اللہ عزوجل تمام مخلوق کی طرف تجلّی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے، مگر کافر اور عداوت والے کو۔'' [1]

حدیث ۱۸ و ۱۹: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: ''میرے پاس جبرئیل آئے اور یہ کہا: یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے، اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے جتنے بنی کلب [2] کے بکریوں کے بال ہیں، مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔'' [3] امام احمد نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو روایت کی، اس میں قاتل کا بھی ذکر ہے۔

حدیث ۲۰: بیہقی نے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل شعبان کی پندرھویں شب میں تجلّی فرماتا ہے، استغفار کرنے والوں کو بخش دیتا ہے اور طالب رحمت پر رحم فرماتا ہے اور عداوت والوں کو جس حال پر ہیں، اسی پر چھوڑ دیتا ہے۔'' [4]

حدیث ۲۱: ابن ماجہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جب شعبان کی پندرھویں رات آجائے تو اُس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک وتعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلّی فرماتا ہے اور فرماتا ہے: کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی

---

1 ...... "الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان"، كتاب الحظر والإباحة، باب ماجاء في التباغض... إلخ، الحديث: ٥٦٣٦، ج٧، ص٤٧٠.

جن دو شخصوں میں کوئی دنیوی عداوت ہو تو اس رات کے آنے سے پہلے انہیں چاہیے کہ ہر ایک دوسرے سے مل جائے اور ہر ایک دوسرے کی خطا معاف کردے تاکہ مغفرت الٰہی انہیں بھی شامل ہو۔ انہیں احادیث کی بنا پر بحمدہ تعالیٰ یہاں بریلی میں اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم الاقدس نے یہ طریقہ مقرر فرمایا کہ ۱۴ چودہ شعبان کو رات آنے سے پہلے مسلمان آپس میں ملتے اور عفو تقصیر کراتے اور جگہ کے مسلمان بھی ایسا ہی کریں تو نہایت انسب و بہتر ہو۔ ۱۲ منہ

2 ...... عرب میں بنی کلب ایک قبیلہ ہے، جن کے یہاں بکریاں بکثرت ہوتی تھیں۔ ۱۲ منہ

3 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ٣٨٣٧، ج٣، ص٣٨٣.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ٣٨٣٥، ج٣، ص٣٨٢.

دوں، ہے کوئی مبتلا کہ اُسے عافیت دوں، ہے کوئی ایسا، ہے کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔"[1]

حدیث ۲۲: اُم المومنین صدیقہ فرماتی ہیں: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے میں نے نہ دیکھا۔[2]

(۵) ہر مہینے میں تین روزے خصوصاً ایام بیض تیرہ، چودہ، پندرہ۔

حدیث ۲۳و۲۴: بخاری و مسلم و نسائی ابو ہریرہ اور مسلم ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی، ان میں ایک یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔[3]

حدیث ۲۵و۲۶: صحیح بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہر (ہمیشہ) کا روزہ۔"[4] اسی کے مثل قرہ بن ایاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۲۷و۲۸: امام احمد و ابن حبان ابن عباس اور بزار مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے سینہ کی خرابی کو دُور کرتے ہیں۔"[5]

حدیث ۲۹: طبرانی میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں: "جس سے ہو سکے، ہر مہینے میں تین روزے رکھے کہ ہر روزہ دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسا پانی کپڑے کو۔"[6]

حدیث ۳۰: امام احمد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب مہینے میں تین روزے رکھنے ہوں تو تیرہ، چودہ، پندرہ کو رکھو۔"[7]

حدیث ۳۱: نسائی نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چار چیزوں کو

---

1. "سنن ابن ماجه"، أبواب إقامة الصلوات... إلخ، باب ماجاء في ليلة النصف من شعبان، الحديث: ١٣٨٨، ج٢، ص١٦٠.
2. "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في وصال شعبان برمضان، الحديث: ٧٣٦، ج٢، ص١٨٢.
3. "صحيح البخاري"، كتاب الصوم، باب صيام البيض ثلاث عشرة... إلخ، الحديث: ١٩٨١، ج١، ص٦٥١.
4. "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب النهي عن صوم الدهر... إلخ، الحديث: ١٨٧ـ(١١٥٩)، ١٩٧ـ(١١٦٢)، ص٥٨٧، ٥٩٠.
5. "مسند البزار"، مسند علي بن طالب، الحديث: ٦٨٨، ج٢، ص٢٧١.
6. "المعجم الكبير"، الحديث: ٦٠، ج٢٥، ص٣٥.
7. "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ٧٦١، ج٢، ص١٩٣.

نہیں چھوڑتے تھے۔ عاشورا اور عشرۂ ذی الحجہ اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے اور فجر کے پہلے دو رکعتیں۔ [1]

حدیث ۳۲ نسائی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایامِ بیض میں بغیر روزہ کے نہ ہوتے، نہ سفر میں، نہ حضر میں۔ [2]

(۶) پیر اور جمعرات کے روزے۔

حدیث ۳۳ تا ۳۵ سنن ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''پیر اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس وقت پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔'' [3] اسی کے مثل اسامہ بن زید و جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۳۶ ابن ماجہ انھیں سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پیر اور جمعرات کو روزے رکھا کرتے تھے، اس کے بارے میں عرض کی گئی تو فرمایا: ان دونوں دنوں میں اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے، مگر وہ دو شخص جنھوں نے باہم جدائی کر لی ہے، ان کی نسبت ملائکہ سے فرماتا ہے: ''انھیں چھوڑو، یہاں تک کہ صلح کر لیں۔'' [4]

حدیث ۳۷ ترمذی شریف میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کو خیال کر کے روزہ رکھتے تھے۔ [5]

حدیث ۳۸ صحیح مسلم شریف میں ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے پیر کے دن روزے کا سبب دریافت کیا گیا، فرمایا: ''اسی میں میری ولادت ہوئی اور اسی میں مجھ پر وحی نازل ہوئی۔'' [6]

(۷) بعض اور دنوں کے روزے۔

حدیث ۳۹ ابو یعلیٰ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو چہار شنبہ اور

1 ..... "سنن النسائي"، كتاب الصيام، باب كيف يصوم ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ۲٤۱۳، ص۳۹۵.

2 ..... "سنن النسائي"، كتاب الصيام، باب صوم النبي صلى الله تعالىٰ عليه و سلم بأبي هو و امي... إلخ، الحديث: ۲۳٤۲، ص۳۸٦.

3 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين و الخميس، الحديث: ۷٤۷، ج۲، ص۱۸۷.

4 ..... "سنن ابن ماجه"، أبواب ما جاء في الصيام، باب صيام يوم الاثنين و الخميس، الحديث: ۱۷٤۰، ج۲، ص۳٤٤.

5 ..... "جامع الترمذي"، أبواب الصوم، باب ماجاء في صوم يوم الاثنين و الخميس، الحديث: ۷٤۵، ج۲، ص۱۸٦.

6 ..... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر... إلخ، الحديث: ۱۹۸ـ(۱۱٦۲)، ص۵۹۱.

پنجشنبہ کو روزے رکھے، اس کے لیے دوزخ سے براءت لکھ دی جائے گی۔" (1)

حدیث ۴۰ تا ۴۲: طبرانی اوسط میں انھیں سے راوی، کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے چہار شنبہ و پنجشنبہ و جُمعہ کو روزے رکھے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک مکان بنائے گا، جس کا باہر کا حصہ اندر سے دکھائی دے گا اور اندر کا باہر سے۔" (2)

اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے، کہ "جنت میں موتی اور یاقوت و زبرجد کا محل بنائے گا اور اس کے لیے دوزخ سے برأت لکھ دی جائے گی۔" (3)

اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے، کہ "جو ان تین دنوں کے روزے رکھے پھر جُمعہ کو تھوڑا یا زیادہ تصدق کرے تو جو گناہ کیا ہے، بخش دیا جائے گا اور ایسا ہو جائے گا جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔" (4) مگر خصوصیت کے ساتھ جُمعہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

حدیث ۴۳: مسلم و نسائی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "راتوں میں سے جُمعہ کی رات کو قیام کے لیے اور دنوں میں جُمعہ کے دن کو روزہ کے لیے خاص نہ کرو، ہاں کوئی کسی قسم کا روزہ رکھتا تھا اور جُمعہ کا دن روزہ میں واقع ہوگیا تو حرج نہیں۔" (5)

حدیث ۴۴: بخاری و مسلم و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ انھیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جُمعہ کے دن کوئی روزہ نہ رکھے، مگر اس صورت میں کہ اس کے پہلے یا بعد ایک دن اور روزہ رکھے۔" (6) اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے، "جُمعہ کا دن عید ہے، لہٰذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو، مگر یہ کہ اس کے قبل یا بعد روزہ رکھو۔" (7)

حدیث ۴۵: صحیح بخاری و مسلم میں محمد بن عباد سے ہے کہ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا، کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جُمعہ کے روزہ سے منع فرمایا؟ کہا: ہاں، اس گھر کے رب کی قسم۔ (8)

---

1 ...... "مسند أبي يعلى"، مسند عبد الله بن عمرو، الحديث: ٥٦١٠، ج٥، ص١١٥.

2 ...... "المعجم الأوسط"، الحديث: ٢٥٣، ج١، ص٨٧.

3 ...... "المعجم الأوسط"، الحديث: ٢٥٤، ج١، ص٨٧.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في الصيام، صوم شوال والأربعاء والخميس والجمعة، الحديث: ٣٨٧٣، ج٣، ص٣٩٧.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ١٤٨-(١١٤٤)، ص٥٧٦.

6 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ١١٤٤، ص٥٧٦.

7 ...... "صحيح ابن خزيمة"، كتاب الصيام، باب الدليل على ان يوم الجمعة يوم عيد... إلخ، الحديث: ٢١٦١، ج٣، ص٣١٥.

8 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الصيام، باب كراهية إفراد يوم الجمعة... إلخ، الحديث: ١١٤٣، ص٥٧٥.

منت کے روزہ کا بیان

شرعی منت جس کے ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے مطلقاً چند شرطیں ہیں۔

(۱) ایسی چیز کی منت ہو کہ اس کی جنس سے کوئی واجب ہو، عیادت مریض اور مسجد میں جانے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہوسکتی۔

(۲) وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، لہٰذا وضو و غسل و نظرِ مصحف کی منت صحیح نہیں۔

(۳) اس چیز کی منت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہو، خواہ فی الحال یا آئندہ مثلاً آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

(۴) جس چیز کی منت مانی وہ خود بذاتہٖ کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منت صحیح ہو جائے گی، مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے، اگر اس کی منت مانی تو منت ہو جائے گی اگرچہ حکم یہ ہے کہ اُس دن نہ رکھے، بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ ممانعت عارضی ہے یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے، خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

(۵) ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، مثلاً یہ منت مانی کہ کل گزشتہ میں روزہ رکھوں گا یہ منت صحیح نہیں۔[1]

مسئلہ ۱: منت صحیح ہونے کے لیے کچھ یہ ضرور نہیں کہ دل میں اس کا ارادہ بھی ہو، اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت کے الفاظ جاری ہو گئے منت صحیح ہو گئی یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر ایک دن کا روزہ رکھنا ہے اور زبان سے ایک مہینہ نکلا مہینے بھر کا روزہ واجب ہو گیا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ایام منہیہ یعنی عید و بقرعید اور ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں تیرھویں کے روزے رکھنے کی منت مانی اور انھیں دنوں میں رکھ بھی لیے تو اگرچہ یہ گناہ ہوا مگر منت ادا ہوگئی۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۳: اس سال کے روزے کی منت مانی تو ایام منہیہ چھوڑ کر باقی دنوں میں روزے رکھے اور ان دنوں کے بدلے کے اور دنوں میں رکھے اور اگر ایام منہیہ میں بھی رکھ لیے تو منت پوری ہوگئی مگر گنہگار رہا۔ یہ حکم اُس وقت ہے کہ ایام

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج١، ص٢٠٨.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ج٣، ص٤٨٢.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج١، ص٢٠٩.

3 ...... "الدرالمختار" كتاب الصوم، فصل في العوارض، ج٣، ص٤٨١ ـ ٤٨٣، وغيره.

منہیہ سے پہلے منت مانی اور اگر ایام منہیہ گزرنے کے بعد مثلاً ذی الحجہ کی چودھویں شب میں اس سال کے روزے کی منت مانی تو ختم ذی الحجہ تک روزہ رکھنے سے منت پوری ہوگئی کہ یہ سال ختم ذی الحجہ پر ختم ہو جاتا ہے اور رمضان سے پہلے اس سنہ کے روزے کی منت مانی تھی تو رمضان کے بدلے کے روزے اس کے ذمہ نہیں۔

اور اگر منّت میں پے در پے روزہ کی شرط یا نیّت کی جب بھی جن دنوں میں روزہ کی ممانعت ہے، اُن میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پے در پے ان دنوں کی قضا رکھے اور اگر ایک دن بھی بے روزہ رہا تو اس دن کے پہلے جتنے روزے رکھے تھے، ان سب کا اعادہ کرے اور اگر ایک سال کے روزے کی منت کی تو سال بھر روزہ رکھنے کے بعد پینتیس ۳۵ یا چونتیس ۳۴ دن کے اور رکھے یعنی ماہِ رمضان اور پانچ دن ایام ممنوعہ کے بدلے کے، اگرچہ ان دنوں میں بھی اُس نے روزے رکھے ہوں کہ اس صورت میں یہ نا کافی ہیں۔ البتہ اگر یوں کہا کہ ایک سال کے روزے پے در پے رکھوں گا تو اب ان پینتیس ۳۵ دنوں کے روزوں کی ضرورت نہیں، مگر اس صورت میں اگر پے در پے نہ ہوں گے تو سرے سے پھر رکھنے ہوں گے، مگر ایام ممنوعہ میں نہ رکھے بلکہ سال پورا ہونے پر پانچ دن علی الاتصال رکھ لے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: منّت کے الفاظ میں یمین[2] کا بھی احتمال ہے، لہٰذا یہاں چھ صورتیں ہوں گی۔

(۱) ان لفظوں سے کچھ نیّت نہ کی نہ منّت کی نہ یمین کی۔

(۲) فقط منت کی نیّت کی یعنی یمین ہونے نہ ہونے کسی کا ارادہ نہ کیا۔

(۳) منت کی نیّت کی اور یہ کہ یمین نہیں۔

(۴) یمین کی نیّت کی اور یہ کہ منّت نہیں۔

(۵) منت اور یمین دونوں کی نیّت کی۔

(۶) فقط یمین کی نیّت کی اور منت ہونے یا نہ ہونے کسی کی نہیں۔

پہلی تین صورتوں میں فقط منت ہے کہ پوری نہ کرے تو قضا دے اور چوتھی صورت میں یمین ہے کہ اگر پوری نہ کی تو کفارہ دینا ہوگا۔ پانچویں اور چھٹی صورتوں میں منت اور یمین دونوں ہیں، پوری نہ کرے تو منّت کی قضا دے اور یمین کا کفارہ۔[3] (تنویرالابصار)

---

1 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في الكلام على النذر، ج۳، ص۴۸۲ ـ ٤٨٤.

2 ..... یعنی قسم۔

3 ..... "تنويرالأبصار"، كتاب الصوم، ج۳، ص٤٨٤.

مسئلہ ۵: اس مہینے کے روزے کی منت مانی اور اس میں ایام منہیہ ہیں تو اُن میں روزے نہ رکھے، بلکہ اُن کے بدلے کے بعد میں رکھے اور رکھ لیے تو گنہگار ہوا مگر منت پوری ہوگئی اور اس صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے واجب نہیں، بلکہ منت ماننے کے وقت سے اُس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں اُن دنوں میں روزے واجب ہیں اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو منت ہی نہ ہوئی کہ رمضان کے روزے تو خود ہی فرض ہیں۔ ہاں اگر ماہِ رمضان کے روزوں کی منت مانی اور رمضان آنے سے پہلے انتقال ہوگیا تو ایک ماہ تک مسکین کو کھانا کھلانے کی وصیت واجب ہے۔

اور اگر کسی معیّن مہینے کی منت مانی، مثلاً رجب یا شعبان کی تو پورے مہینہ کا روزہ ضرور ہے، وہ مہینہ اونتیس کا ہو تو اونتیس روزے اور تیس کا ہو تو تیس اور ناغہ نہ کرے پھر اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اس کو بعد میں رکھ لے پورے مہینے کے لوٹانے کی ضرورت نہیں۔[1] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۶: ایک مہینے کے روزے کی منت مانی تو پورے تیس۳۰ دن کے روزے واجب ہیں، اگرچہ جس مہینے میں رکھے وہ انتیس ہی کا ہو اور یہ بھی ضرور ہے کہ کوئی روزہ ایام منہیہ میں نہ ہو کہ اس صورت میں اگر ایام منہیہ میں روزے رکھے تو گنہگار تو ہوا ہی، وہ روزے بھی ناکافی ہیں اور پے درپے کی شرط لگائی یا دل میں نیّت کی تو یہ بھی ضرور ہے کہ ناغہ نہ ہونے پائے اگر ناغہ ہوا، اگرچہ ایام منہیہ میں تو اب سے ایک مہینے کے علی الاتصال روزے رکھے یعنی یہ ضرور ہے کہ ان تیس دنوں میں کوئی دن ایسا نہ ہو، جس میں روزہ کی ممانعت ہے اور پے درپے کی نہ شرط لگائی، نہ نیّت میں ہے تو متفرق طور پر تیس روزے رکھ لینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔

اور اگر عورت نے ایک ماہ پے درپے روزے رکھنے کی منت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ طہارت کا زمانہ اُسے ملتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے وقت شروع کرے کہ حیض آنے سے پیشتر تیس دن پورے ہو جائیں، ورنہ حیض آنے کے بعد اب سے تیس پورے کرنے ہوں گے اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پہلے اُسے حیض آجایا کرتا ہے تو حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے، انھیں حساب کرلے جو باقی رہ گئے، انھیں حیض ختم ہونے کے بعد متصلاً بلا ناغہ پورا کرلے۔[2] (درمختار، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۷: پے درپے روزے کی منت مانی تو ناغہ کرنا جائز نہیں اور متفرق طور پر مثلاً دس۱۰ روزے کی منت مانی تو لگاتار رکھنا جائز ہے۔[3] (بحر)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، ج۳، ص٤٨٤، ٤٨٦، وغیرہ.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ج۳، ص٤٨٦، وغیرھما.

3 ...... "البحر الرائق"، کتاب الصوم، فصل في النذر، ج۲، ص٥١٩.

مسئلہ ۸ منت دو قسم ہے۔

ایک معلّق کہ میرا فلاں کام ہو جائے گا یا فلاں شخص سفر سے آجائے تو مجھ پر اللہ (عزوجل) کے لیے اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہا ہے۔

دوسری غیر معلّق جو کسی چیز کے ہونے، نہ ہونے پر موقوف نہیں بلکہ یہ کہ اللہ (عزوجل) کے لیے میں اپنے اوپر اتنے روزے یا نماز یا صدقہ وغیرہا واجب کرتا ہوں۔ غیر معلّق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ معیّن کرے، مگر منت پوری کرنے کے لیے یہ ضرور نہیں کہ اس سے پیشتر یا اس کے غیر میں نہ ہو سکے، بلکہ اگر اس وقت سے پیشتر روزے رکھ لیے یا نماز پڑھ لی وغیرہ وغیرہ تو منت پوری ہوگئی۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۹ اس رجب کے روزے کی منت مانی اور جمادی الآخرہ میں روزے رکھ لیے اور یہ مہینہ انتیس کا ہوا، اگر یہ رجب بھی انتیس کا ہو تو پوری ہوگئی ایک اور روزہ کی ضرورت نہیں اور تیس کا ہوا تو ایک روزہ اور رکھے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ اس رجب کے روزہ کی منت مانی اور رجب میں بیمار رہا تو دوسرے دنوں میں ان کی قضا رکھے اور قضا میں اختیار ہے کہ لگاتار روزے ہوں یا ناغہ دے کر۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۱۱ معلّق میں شرط پائی جانے سے پہلے منت پوری نہیں کر سکتا، اگر پہلے ہی روزے رکھ لیے بعد میں شرط پائی گئی تو اب پھر رکھنا واجب ہوگا، پہلے کے روزے اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتے۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲ ایک دن کے روزے کی منت مانی تو اختیار ہے کہ ایامِ منہیہ کے سوا جس دن چاہے روزہ رکھ لے۔ یوہیں دو دن، تین دن میں بھی اختیار ہے، البتہ اگر ان میں پے در پے کی نیت کی تو پے در پے رکھنا واجب ہوگا، ورنہ اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا ناغہ دے کر اور متفرق کی نیت کی اور پے در پے رکھ لیے جب بھی جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ ایک ساتھ دس روزوں کی منّت مانی اور پندرہ روزے رکھے، بیچ میں ایک دن افطار کیا اور یہ یاد نہیں کہ کون سے دن روزہ نہ تھا تو لگاتار پانچ دن اور رکھ لے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم... إلخ، فصل فی العوارض... إلخ، ج۳، ص۴۸۶.

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ج۳، ص ۴۸۷.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الصوم، ج۳، ص۴۸۹.

4 ...... المرجع السابق، ص۴۸۸.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج۱، ص۲۰۹.

6 ...... المرجع السابق.

مسئلہ ۱۴ مریض نے ایک ماہ روزہ رکھنے کی منت مانی اور صحت نہ ہوئی مرگیا تو اُس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن کے لیے بھی اچھا ہوگیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے بھر کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب ہے اور اس دن روزہ رکھ لیا جب بھی باقی دنوں کے لیے وصیت چاہیے۔ یوہیں اگر تندرست نے منت مانی اور مہینہ پورا ہونے سے پہلے مرگیا تو اس پر بھی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر رات میں منت مانی تھی اور رات ہی میں مرگیا جب بھی وصیت کردینی چاہیے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۵ یہ منت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا، اس دن اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے تو اگر ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر آیا اور اُس نے کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو روزہ رکھ لے اور اگر رات میں آیا تو کچھ نہیں۔ یوہیں اگر زوال کے بعد آیا یا کھانے کے بعد آیا یا منت ماننے والی عورت تھی اور اُس دن اُسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی کچھ نہیں اور اگر یہ کہا تھا کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس دن کا اللہ (عزوجل) کے لیے مجھے ہمیشہ روزہ رکھنا ہے اور کھانا کھانے کے بعد آیا تو اُس دن کا روزہ تو نہیں مگر آئندہ ہر ہفتہ میں اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہوگیا، مثلاً پیر کے دن آیا تو ہر پیر کو روزہ رکھے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۶ یہ منت مانی کہ جس دن فلاں آئے گا، اُس روز کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور دوسری منت یہ مانی کہ جس دن فلاں کو صحت ہو جائے اس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے۔ اتفاقاً جس دن وہ آیا، اُسی دن وہ اچھا بھی ہوگیا تو ہر ہفتہ میں صرف اُسی ایک دن کا روزہ رکھنا اس پر ہمیشہ واجب ہوا۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ آدھے دن کے روزے کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں۔[4] (عالمگیری)

اعتکاف کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِی الْمَسٰجِدِ ؕ ﴾[5]

عورتوں سے مباشرت نہ کرو، جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف کیے ہوئے ہو۔

حدیث ۱ صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رمضان کے آخر

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، مطلب في صوم الست من شوال، ج٣، ص ٤٨٨.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج١، ص٢٠٨، ٢٠٩، وغيره.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السادس في النذر، ج١، ص٢٠٩.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... پ٢، البقرة: ١٨٧.

عشرہ کا اعتکاف فرمایا کرتے۔[1]

حدیث ۲ ابو داود انھیں سے راوی، کہتی ہیں: معتکف پر سنت (یعنی حدیث سے ثابت) یہ ہے کہ نہ مریض کی عیادت کو جائے نہ جنازہ میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے اور نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ کسی حاجت کے لیے جائے، مگر اس حاجت کے لیے جاسکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزہ کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔[2]

حدیث ۳ ابن ماجہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معتکف کے بارے میں فرمایا: ''وہ گناہوں سے باز رہتا ہے اور نیکیوں سے اُسے اُس قدر ثواب ملتا ہے جیسے اُس نے تمام نیکیاں کیں۔''[3]

حدیث ۴ بیہقی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کرلیا تو ایسا ہے جیسے دو حج اور دو عمرے کیے۔''[4]

مسئلہ ۱ مسجد میں اللہ (عزوجل) کے لیے نیت کے ساتھ ٹھہرنا اعتکاف ہے اور اس کے لیے مسلمان، عاقل اور جنابت وحیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بلوغ شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز رکھتا ہے اگر بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے، آزاد ہونا بھی شرط نہیں لہٰذا غلام بھی اعتکاف کرسکتا ہے، مگر اسے مولیٰ سے اجازت لینی ہوگی اور مولیٰ کو بہرحال منع کرنے کا حق حاصل ہے۔[5] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲ مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لیے شرط نہیں بلکہ مسجد جماعت میں بھی ہوسکتا ہے۔ مسجد جماعت وہ ہے جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں، اگرچہ اس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد میں اعتکاف صحیح ہے اگرچہ وہ مسجد جماعت نہ ہو، خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتیری مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳ سب سے افضل مسجد حرم شریف میں اعتکاف ہے پھر مسجد نبوی میں علی صاحبہا الصلاۃ والتسلیم پھر مسجد اقصیٰ[7] میں

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الاعتكاف، باب اعتكاف العشر الأواخر من رمضان، الحديث: ١١٧٢، ص٥٩٧.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الصيام، باب المعتكف يعود المريض، الحديث: ٢٤٧٣، ج٢، ص٤٩٢.

3 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب ما جاء في الصيام، باب في ثواب الاعتكاف، الحديث: ١٧٨١، ج٢، ص٣٦٥.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في الاعتكاف، الحديث، ٣٩٦٦، ج٣، ص٤٢٥.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٢ ـ ٤٩٤.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١١.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٣.

7 ...... یعنی بیت المقدس۔

پھر اُس میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہو۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۴ عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے، بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجدِ بیت کہتے ہیں اور عورت کے لیے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لیے کوئی جگہ مقرر کرلے اور چاہیے کہ اس جگہ کو پاک صاف رکھے اور بہتر یہ کہ اس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرلے۔ بلکہ مرد کو بھی چاہیے کہ نوافل کے لیے گھر میں کوئی جگہ مقرر کرلے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵ اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں کر رکھی ہے تو گھر میں اعتکاف نہیں کرسکتی، البتہ اگر اس وقت یعنی جب کہ اعتکاف کا ارادہ کیا کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کرلیا تو اس جگہ اعتکاف کرسکتی ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶ خنثیٰ[4] مسجدِ بیت میں اعتکاف نہیں کرسکتا۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۷ اعتکاف تین قسم ہے۔

(۱) واجب، کہ اعتکاف کی منت مانی یعنی زبان سے کہا، محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔

(۲) سنت مؤکدہ، کہ رمضان کے پورے عشرۂ اخیرہ یعنی آخر کے دس دن میں اعتکاف کیا جائے یعنی بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت بہ نیت اعتکاف مسجد میں ہو اور تیسویں کے غروب کے بعد یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نماز مغرب نیت اعتکاف کی تو سنت مؤکدہ ادا نہ ہوئی اور یہ اعتکاف سنت کفایہ ہے کہ اگر سب ترک کریں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ۔

(۳) ان دوؔ کے علاوہ اور جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنت غیر مؤکدہ ہے۔[6] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۸ اعتکافِ مستحب کے لیے نہ روزہ شرط ہے، نہ اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر، بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی، جب تک مسجد میں ہے معتکف ہے، چلا آیا اعتکاف ختم ہوگیا۔[7] (عالمگیری وغیرہ) یہ بغیر محنت ثواب مل رہا

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص١٨٨.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٤.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... ہیجڑا۔

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٤.

6 ...... المرجع السابق، ص٤٩٥، و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١١.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١١، وغيره.

ہے کہ فقط نیت کر لینے سے اعتکاف کا ثواب ملتا ہے، اسے تو نہ کھونا چاہیے۔ مسجد میں اگر دروازہ پر یہ عبارت لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیت کرلو، اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انھیں معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں اُن کے لیے یاد دہانی ہو۔

مسئلہ ۹: اعتکاف سنت یعنی رمضان شریف کی پچھلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے، اُس میں روزہ شرط ہے، لہٰذا اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف تو کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: منت کے اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے، یہاں تک کہ اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور یہ کہا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے اور اگر رات کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہوسکتا اور اگر یوں کہا کہ ایک دن رات کا مجھ پر اعتکاف ہے تو یہ منت صحیح ہے اور اگر آج کے اعتکاف کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔[2] (درمختار، عالمگیری) یوہیں اگر ضحوۂ کبریٰ کے بعد منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیت نہیں کرسکتا، بلکہ اگر روزہ کی نیت کرسکتا ہو مثلاً ضحوۂ کبریٰ سے قبل جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفل ہوگا اور اس اعتکاف میں روزۂ واجب درکار۔

مسئلہ ۱۱: یہ ضرور نہیں کہ خاص اعتکاف ہی کے لیے روزہ ہو بلکہ روزہ ہونا ضروری ہے، اگرچہ اعتکاف کی نیت سے نہ ہو مثلاً اس رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تو وہی رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی ہیں اور اگر رمضان کے روزے تو رکھے مگر اعتکاف نہ کیا تو اب ایک ماہ کے روزے رکھے اور اس کے ساتھ اعتکاف کرے اور اگر یوں نہ کیا یعنی روزے رکھ کر اعتکاف نہ کیا اور دوسرا رمضان آگیا تو اس رمضان کے روزے اس اعتکاف کے لیے کافی نہیں۔

یوہیں اگر کسی اور واجب کے روزے رکھے تو یہ اعتکاف ان روزوں کے ساتھ بھی ادا نہیں ہوسکتا، بلکہ اب اُس کے لیے خاص اعتکاف کی نیت سے روزے رکھنا ضروری ہے اور اگر اس صورت میں کہ رمضان کے اعتکاف کی منت مانی تھی نہ روزے رکھے، نہ اعتکاف کیا اب ان روزوں کی قضا رکھ رہا ہے تو ان قضا روزوں کے ساتھ وہ اعتکاف کی منت بھی پوری کرسکتا ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٦.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٦.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١١.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٧.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١١.

مسئلہ ۱۲: نفل روزہ رکھا تھا اور اُس دن کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ اعتکاف واجب کے لیے نفلی روزہ کافی نہیں اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کرسکتا بلکہ خاص اُس اعتکاف کے لیے روزے رکھنے ہوں گے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: عورت نے اعتکاف کی منت مانی تو شوہر منت پوری کرنے سے روک سکتا ہے اور اب بائن ہونے یا موتِ شوہر کے بعد منت پوری کرے۔ یوہیں لونڈی غلام کو ان کا مالک منع کرسکتا ہے، یہ آزاد ہونے کے بعد پوری کریں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: شوہر نے عورت کو اعتکاف کی اجازت دے دی اب روکنا چاہے تو نہیں روک سکتا اور مولیٰ نے باندی غلام کو اجازت دیدی جب بھی روک سکتا ہے اگرچہ اب روکے گا تو گنہگار ہوگا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: شوہر نے ایک مہینے کے اعتکاف کی اجازت دی اور عورت لگاتار پورے مہینے کا اعتکاف کرنا چاہتی ہے تو شوہر کو اختیار ہے کہ یہ حکم دے کہ تھوڑے تھوڑے کرکے ایک مہینہ پورا کرلے اور اگر کسی خاص مہینے کی اجازت دی ہے تو اب اختیار نہ رہا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: اعتکاف واجب میں معتکف کو مسجد سے بغیر عذر نکلنا حرام ہے، اگر نکلا تو اعتکاف جاتا رہا اگرچہ بھول کر نکلا ہو۔ یوہیں اعتکافِ سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔ یوہیں عورت نے مسجد بیت میں اعتکاف واجب یا مسنون کیا تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی، اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں۔

ایک حاجت طبعی کہ مسجد میں پوری نہ ہو سکے جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل، مگر غسل و وضو میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں نہ ہو سکیں یعنی کوئی ایسی چیز نہ ہو جس میں وضو و غسل کا پانی لے سکے اس طرح کہ مسجد میں پانی کی

---

1 ...... "الفتاوی الھندیة"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۱.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق، ص۲۱۲، و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۱.

کوئی بوند نہ گرے کہ وضو وغسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے اور لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کر سکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لیے مسجد سے نکلنا جائز نہیں، نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوہیں اگر مسجد میں وضو وغسل کے لیے جگہ بنی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اب اجازت نہیں۔

دوم حاجت شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لیے جانا یا اذان کہنے کے لیے منارہ پر جانا، جبکہ منارہ پر جانے کے لیے باہر ہی سے راستہ ہو اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیر مؤذن بھی منارہ پر جاسکتا ہے مؤذن کی تخصیص نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۹: قضائے حاجت کو گیا تو طہارت کر کے فوراً چلا آئے ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر معتکف کا مکان مسجد سے دُور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب تو یہ ضرور نہیں کہ دوست کے یہاں قضائے حاجت کو جائے، بلکہ اپنے مکان پر بھی جاسکتا ہے اور اگر اس کے خود دو مکان ہیں ایک نزدیک دوسرا دُور تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشایخ فرماتے ہیں دُور والے میں جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔[2] (ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰: جمعہ اگر قریب کی مسجد میں ہوتا ہے تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اس وقت جائے کہ اذان ثانی سے پیشتر سنتیں پڑھ لے اور اگر دُور ہو تو آفتاب ڈھلنے سے پہلے بھی جاسکتا ہے، مگر اس انداز سے جائے کہ اذان ثانی کے پہلے سنتیں پڑھ سکے زیادہ پہلے نہ جائے۔

اور یہ بات اس کی رائے پر ہے جب اس کی سمجھ میں آجائے کہ پہنچنے کے بعد صرف سنتوں کا وقت باقی رہے گا، چلا جائے اور فرض جمعہ کے بعد چار یا چھ رکعتیں سنتوں کی پڑھ کر چلا آئے اور ظہر احتیاطی پڑھنی ہے تو اعتکاف والی مسجد میں آکر پڑھے اور اگر پچھلی سنتوں کے بعد واپس نہ آیا، وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا، اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اعتکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ اعتکاف فاسد نہ ہوا مگر یہ مکروہ ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جس مسجد میں اعتکاف کیا، وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: اگر ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو جماعت کے لیے نکلنے کی اجازت[4] ہے۔[5] (ردالمحتار)

---

[1] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۱.

[2] ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۱.
و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲.

[3] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۲.

[4] ......سیِّدی اعلیٰ حضرت تحریر فرماتے ہیں" اگر اپنے محلے کی ایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو اب جماعت کے لیے نکلنے کی اجازت نہیں بلکہ افضل یہی ہے کہ اسی مسجد میں تنہا نماز پڑھے کیونکہ یہ حق مسجد ہے۔("جد الممتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۲۸۸) لہٰذا اس پر عمل کیا جائے...... علمیہ

[5] ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۳، ۵۰۵.

مسئلہ ۲۲: اعتکاف کے زمانہ میں حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اعتکاف پورا کر کے جائے اور اگر وقت کم ہے کہ اعتکاف پورا کرے گا تو حج جاتا رہے گا تو حج کو چلا جائے پھر سرے سے اعتکاف کرے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳: اگر وہ مسجد گر گئی یا کسی نے مجبور کر کے وہاں سے نکال دیا اور فوراً دوسری مسجد میں چلا گیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: اگر ڈوبنے یا جلنے والے کے بچانے کے لیے مسجد سے باہر گیا یا گواہی دینے کے لیے گیا یا جہاد میں سب لوگوں کا بلاوا ہوا اور یہ بھی نکلا یا مریض کی عیادت یا نماز جنازہ کے لیے گیا، اگرچہ کوئی دوسرا پڑھنے والا نہ ہو تو ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوگیا۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۵: عورت مسجد میں معتکف تھی، اسے طلاق دی گئی تو گھر چلی جائے اور اسی اعتکاف کو پورا کرلے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶: اگر منت مانتے وقت یہ شرط کرلی کہ مریض کی عیادت اور نماز جنازہ اور مجلس علم میں حاضر ہوگا تو یہ شرط جائز ہے۔ اب اگر ان کاموں کے لیے جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا،[5] مگر خالی دل میں نیت کرلینا کافی نہیں بلکہ زبان سے کہہ لینا ضروری ہے۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہما)

مسئلہ ۲۷: پاخانہ پیشاب کے لیے گیا تھا قرض خواہ نے روک لیا اعتکاف فاسد ہوگیا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: معتکف کو وطی کرنا اور عورت کا بوسہ لینا یا چھونا یا گلے لگانا حرام ہے۔ جماع سے بہرحال اعتکاف فاسد ہوجائے گا، انزال ہو یا نہ ہو قصداً ہو یا بھولے سے مسجد میں ہو یا باہر رات میں ہو یا دن میں، جماع کے علاوہ اوروں میں اگر انزال ہو تو فاسد ہے ورنہ نہیں، احتلام ہوگیا یا خیال جمانے یا نظر کرنے سے انزال ہوا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔[8] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ...... "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۳.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲.

5 ...... سنت اعتکاف حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت شدہ طریقے سے ہی ادا ہوگا اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام سے اعتکاف کے دوران اس قسم کی حاجت کے لیے نکلنا ثابت نہیں لہٰذا ظاہر یہی ہے کہ سنت اعتکاف میں اس طرح کی شرط لگانے کا تو یہ اعتکاف نفلی ہو جائے گا۔
("جدالممتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۲۹۵، ملخصاً)...... علمیہ

6 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲.
و "ردالمحتار"، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۶. وغیرهما

7 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۲.

8 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب الصوم، الباب السابع في الاعتکاف، ج۱، ص۲۱۳، وغیره.

مسئلہ ۲۹: معتکف نے دن میں بھول کر کھالیا تو اعتکاف فاسد نہ ہوا، گالی گلوچ یا جھگڑا کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا مگر بے نور و بے برکت ہوتا ہے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۰: معتکف نکاح کر سکتا ہے اور عورت کو رجعی طلاق دی ہے تو رجعت بھی کر سکتا ہے، مگر ان امور کے لیے اگر مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔[2] (عالمگیری، درمختار) مگر جماع اور بوسہ وغیرہ سے اس کو رجعت حرام ہے، اگرچہ رجعت ہو جائے گی۔

مسئلہ ۳۱: معتکف نے حرام مال یا نشہ کی چیز رات میں کھائی تو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔[3] (عالمگیری) مگر اس حرام کا گناہ ہوا توبہ کرے۔

مسئلہ ۳۲: بے ہوشی اور جنون اگر طویل ہوں کہ روزہ نہ ہو سکے تو اعتکاف جاتا رہا اور قضا واجب ہے، اگرچہ کئی سال کے بعد صحت ہو اور اگر معتوہ یعنی بوہرا ہو گیا، جب بھی اچھے ہونے کے بعد قضا واجب ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: معتکف مسجد ہی میں کھائے پیے سوئے ان امور کے لیے مسجد سے باہر ہوگا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔[5] (درمختار وغیرہ) مگر کھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴: معتکف کے سوا اور کسی کو مسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اور اگر یہ کام کرنا چاہے تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے یا ذکرِ الٰہی کرے پھر یہ کام کر سکتا ہے۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۵: معتکف کو اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے مسجد میں کوئی چیز خریدنا یا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے اور اگر خرید و فروخت بقصد تجارت ہو تو ناجائز اگرچہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۶: معتکف اگر بہ نیت عبادت سکوت کرے یعنی چپ رہنے کو ثواب کی بات سمجھے تو مکروہِ تحریمی ہے اور اگر

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۳، وغيره.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۳.

و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص۵۰۶.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۳.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص۵۰۶، وغيره.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص۵۰۶.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص۵۰۶.

چُپ رہنا ثواب کی بات سمجھ کر نہ ہو تو حرج نہیں اور بری بات سے چُپ رہا تو یہ مکروہ نہیں، بلکہ یہ تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے کیونکہ بری بات زبان سے نہ نکالنا واجب ہے اور جس بات میں نہ ثواب ہو نہ گناہ یعنی مباح بات بھی معتکف کو مکروہ ہے، مگر بوقت ضرورت اور بے ضرورت مسجد میں مباح کلام نیکیوں کو ایسے کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۷: معتکف نہ چُپ رہے، نہ کلام کرے تو کیا کرے۔ یہ کرے قرآن مجید کی تلاوت، حدیث شریف کی قراءت اور درود شریف کی کثرت، علم دین کا درس و تدریس، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و دیگر انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے سیر و اذکار اور اولیا و صالحین کی حکایت اور امور دین کی کتابت۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳۸: ایک دن کے اعتکاف کی منت مانی تو اس میں رات داخل نہیں۔ طلوع فجر سے پیشتر مسجد میں چلا جائے اور غروب کے بعد چلا آئے اور اگر دو دن یا تین دن یا زیادہ دنوں کی منت مانی یا دو یا تین یا زیادہ راتوں کے اعتکاف کی منت مانی تو ان دونوں صورتوں میں اگر صرف دن یا صرف راتیں مراد لیں تو نیّت صحیح ہے، لہٰذا پہلی صورت میں منت صحیح ہے اور صرف دنوں میں اعتکاف واجب ہوا اور اس صورت میں اختیار ہے کہ اتنے دنوں کا لگا تار اعتکاف کرے یا متفرق طور پر۔ اور دوسری صورت میں منت صحیح نہیں کہ اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے اور رات میں روزہ ہو نہیں سکتا اور اگر دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں مراد ہیں۔ یا کچھ نیت نہ کی تو دونوں صورتوں میں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور علی الاتصال اتنے دنوں میں اعتکاف ضروری ہے، تفریق نہیں کرسکتا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی ضرور ہے کہ دن سے پہلے جو رات ہے، اس میں اعتکاف ہو، لہٰذا غروب آفتاب سے پہلے جائے اعتکاف میں چلا جائے اور جس دن پورا ہو غروبِ آفتاب کے بعد نکل آئے اور اگر دن کی منت مانی اور کہتا یہ ہے کہ میں نے دن کہہ کر رات مراد لی، تو یہ نیت صحیح نہیں دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے۔[3] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۹: عید کے دن کے اعتکاف کی منت مانی تو کسی اور دن میں جس دن روزہ رکھنا جائز ہے، اس کی قضا کرے اور اگر یمین کی نیت تھی تو کفارہ دے اور عید ہی کے دن کرلیا تو منت پوری ہوگئی مگر گنہگار رہوا۔[4] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص۵۰۷.

2 ...... المرجع السابق، ص۵۰۸.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص۱۹۰.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۳ ـ ۲۱۴.

و "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج۳، ص۵۱۰.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج۱، ص۲۱۴.

مسئلہ ۴۰ کسی دن یا کسی مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو اس سے پیشتر بھی اس منت کو پورا کرسکتا ہے یعنی جبکہ معلّق نہ ہو اور مسجد حرم شریف میں اعتکاف کرنے کی منت مانی تو دوسری مسجد میں بھی کرسکتا ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱ ماہِ گزشتہ کے اعتکاف کی منت مانی تو صحیح نہیں۔ منت مان کر معاذ اللہ مرتد ہوگیا تو منت ساقط ہوگئی پھر مسلمان ہوا تو اُس کی قضا واجب نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲ ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور مر گیا تو ہر روز کے بدلے بقدر صدقۂ فطر کے مسکین کو دیا جائے یعنی جبکہ وصیّت کی ہو اور اس پر واجب ہے کہ وصیّت کر جائے اور وصیّت نہ کی، مگر وارثوں نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا، جب بھی جائز ہے۔ مریض نے منت مانی اور مر گیا تو اگر ایک دن کو بھی اچھا ہو گیا تھا تو ہر روز کے بدلے صدقہ فطر کی قدر دیا جائے اور ایک دن کو بھی اچھا نہ ہوا تو کچھ واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳ ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ بات اس کے اختیار میں ہے کہ جس مہینے کا چاہے اعتکاف کرے، مگر لگاتار اعتکاف میں بیٹھنا واجب ہے اور اگر یہ کہے کہ میری مراد ایک مہینے کے صرف دن تھے، راتیں نہیں تو یہ قول نہیں مانا جائے گا۔ دن اور رات دونوں کا اعتکاف واجب ہے اور تیس دن کہا تھا جب بھی یہی حکم ہے۔ ہاں اگر منت مانتے وقت یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کے دنوں کا اعتکاف ہے، راتوں کا نہیں تو صرف دنوں کا اعتکاف واجب ہوا اور اب یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر تیس دن کا اعتکاف کرلے اور اگر یہ کہا تھا کہ ایک مہینے کی راتوں کا اعتکاف ہے دِنوں کا نہیں تو کچھ نہیں۔[4] (جوہرہ، درمختار)

مسئلہ ۴۴ اعتکاف نفل اگر چھوڑ دے تو اس کی قضا نہیں، کہ وہیں تک ختم ہو گیا اور اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں اور منّت کا اعتکاف توڑا تو اگر کسی معیّن مہینے کی منت تھی تو باقی دنوں کی قضا کرے، ورنہ اگر علی الاتصال واجب ہوا تھا تو سرے سے اعتکاف کرے اور علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب الصوم، الباب السابع في الاعتكاف، ج١، ص٢١٤.

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ص١٩٠، ١٩١.
و "الدرالمختار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٥١٠.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ج٣، ص٤٩٩، ٥٠١، ٥٠٣.

مسئلہ ۴۵ اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا مثلاً بیمار ہوگیا یا بلا اختیار چھوٹا مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آیا یا جنون و بے ہوشی طویل طاری ہوئی، ان میں بھی قضا واجب ہے اور ان میں اگر بعض فوت ہو تو کُل کی قضا کی حاجت نہیں، بلکہ بعض کی قضا کردے اور کُل فوت ہوا تو کُل کی قضا ہے اور منّت میں علی الاتصال واجب ہوا تھا اور تو علی الاتصال[1] کُل کی قضا ہے۔[2] (ردالمحتار)

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اٰلَائِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ اَنْبِيَائِهٖ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِيَائِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ يٰاَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''فیضانِ سنت'' میں لکھتے ہیں:

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ. ''مسلمان کی نیت اسکے عمل سے بہتر ہے۔'' (''المعجم الكبير'' للطبراني، الحديث: ۵۹۴۲، ج۶، ص۱۸۵.)

اپنے اعتکاف کی عظیم الشان نیکی کے ساتھ مزید اچھی اچھی نیتیں شامل کر کے ثواب میں خوب اضافہ کیجئے۔

(۱) تصوّف کے ان مَدَنی اصولوں (الف) تقلیلِ طعام (یعنی کم کھانا) (ب) تقلیلِ کلام (یعنی کم بولنا) (ج) تقلیلِ منام (یعنی کم سونا) پر کاربند رہوں گا، روزانہ پانچوں نمازیں (۲) پہلی صف میں (۳) تکبیرِ اُولیٰ کے ساتھ (۴) باجماعت ادا کروں گا (۵) ہر اذان اور (۶) ہر اقامت کا جواب دوں گا (۷) ہر بار اوّل و آخر دُرودشریف اذان کے بعد کی دُعا پڑھوں گا (۸) روزانہ تہجد (۹) اِشراق (۱۰) چاشت اور (۱۱) اَوّابین کے نوافل ادا کروں گا (۱۲) تلاوت اور (۱۳) دُرود شریف کی کثرت کروں گا (۱۴) روزانہ رات سورۃُ الملک پڑھوں/سنوں گا (۱۵) زبان پر قفلِ مدینہ لگاؤں گا یعنی فضول گوئی سے بچوں گا اور ممکن ہوا تو اس نیتِ خیر کے ساتھ ضرورت کی دُنیوی بات بھی لکھ کر یا اشارہ سے کروں گا تا کہ فضول، یا بُری باتوں میں نہ جا پڑوں یا شور وغل کا سبب نہ بن جاؤں (۱۶) مسجد کو ہر طرح کی بدبو سے بچاؤں گا۔ (ماخوذ از: فیضانِ سنت (تخریج شدہ)، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

---

1 ...... یعنی مسلسل بلا ناغہ۔

2 ...... ''ردالمحتار''، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، ج۳، ص۵۰۳.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ط

حج کا بیان

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ۚ فِیْهِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِیْمَ ۚ وَ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ﴾[1]

بے شک پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور ہدایت تمام جہان کے لیے، اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم اور جو شخص اس میں داخل ہو با امن ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج ہے، جو شخص باعتبار راستہ کے اس کی طاقت رکھے اور جو کفر کرے تو اللہ (عزوجل) سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ ﴾[2]

حج و عمرہ کو اللہ (عزوجل) کے لیے پورا کرو۔

حدیث 1: صحیح مسلم شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا: ''اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا لہٰذا حج کرو۔'' ایک شخص نے عرض کی، کیا ہر سال یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سکوت فرمایا[3]۔ انھوں نے تین بار یہ کلمہ کہا۔ ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر واجب ہو جاتا اور تم سے نہ ہو سکتا پھر فرمایا: جب تک میں کسی بات کو بیان نہ کروں تم مجھ سے سوال نہ کرو، اگلے لوگ کثرتِ سوال اور پھر انبیا کی مخالفت سے ہلاک ہوئے، لہٰذا جب میں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اُسے کرو اور جب میں کسی بات سے منع کروں تو اُسے چھوڑ دو۔[4]

---

1 ...... پ ٤، آل عمران: ٩٦۔ ٩٧. 2 ...... پ ٢، البقرة: ١٩٦.

3 ...... یعنی خاموش رہے۔

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فرض الحج مرّة في العمر، الحدیث: ١٣٣٧، ص ٦٩٨.

حدیث ۲ صحیحین میں انھیں سے مروی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی، کون عمل افضل ہے؟ فرمایا: ''اللہ (عزوجل) ورسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایمان۔ عرض کی گئی پھر کیا؟ فرمایا: اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد۔ عرض کی گئی پھر کیا؟ فرمایا: حجِ مبرور۔'' (1)

حدیث ۳ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ انھیں سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جس نے حج کیا اور رفث (فحش کلام) نہ کیا اور فسق نہ کیا تو گناہوں سے پاک ہو کر ایسا لوٹا جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔'' (2)

حدیث ۴ بخاری ومسلم وترمذی ونسائی وابن ماجہ انھیں سے راوی، ''عمرہ سے عمرہ تک اُن گناہوں کا کفارہ ہے جو درمیان میں ہوئے اور حجِ مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔'' (3)

حدیث ۵ مسلم وابن خزیمہ وغیرہما عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حج ان گناہوں کو دفع کر دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔'' (4)

حدیث ۶ و ۷ ابن ماجہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج کمزوروں کے لیے جہاد ہے۔'' (5)

اور اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ابن ماجہ نے روایت کی، کہ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عورتوں پر جہاد ہے؟ فرمایا: ''ہاں ان کے ذمہ وہ جہاد ہے جس میں لڑنا نہیں حج وعمرہ۔'' (6)

اور صحیحین میں انھیں سے مروی، کہ فرمایا: ''تمہارا جہاد حج ہے۔'' (7)

---

1 ... "صحيح البخاري"، كتاب الإيمان، باب من قال ان الايمان هو العمل، الحديث: ٢٦، ج١، ص٢١.

2 ... "صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب فضل الحج المبرور، الحديث: ١٥٢١، ج١، ص٥١٢.

و "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب في الحج والعمرة... إلخ، الحديث: ٢، ج٢، ص١٠٣.

3 ... "صحيح البخاري"، كتاب العمرة، باب وجوب العمرة وفضلها، الحديث: ١٧٧٣، ج١، ص٥٨٦.

4 ... "صحيح مسلم"، كتاب الإيمان، باب كون الاسلام يهدم ما قبله ... إلخ، الحديث: ١٢١، ص٧٤.

5 ... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب الحج جهاد النساء، الحديث: ٢٩٠٢، ج٣، ص٤١٤.

6 ... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب الحج جهاد النساء، الحديث: ٢٩٠١، ج٣، ص٤١٣.

7 ... "صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب جهاد النساء، الحديث: ٢٨٧٥، ج٢، ص٢٧٤.

حدیث ۸: ترمذی و ابن خزیمہ و ابن حبان عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حج و عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کرتے ہیں، جیسے بھٹی لوہے اور چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔''[1]

حدیث ۹: بخاری و مسلم و ابوداود و نسائی و ابن ماجہ وغیرہم ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کی برابر ہے۔''[2]

حدیث ۱۰: بزار نے ابوموسیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے فرمایا: ''حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا، جیسے اُس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔''[3]

حدیث ۱۱ و ۱۲: بیہقی ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: ''جو خانہ کعبہ کے قصد سے آیا اور اُونٹ پر سوار ہوا تو اُونٹ جو قدم اُٹھاتا اور رکھتا ہے، اللہ تعالٰی اس کے بدلے اس کے لیے نیکی لکھتا ہے اور خطا کو مٹاتا ہے اور درجہ بلند فرماتا ہے، یہاں تک کہ جب کعبۂ معظمہ کے پاس پہنچا اور طواف کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر سر منڈایا یا بال کتروائے تو گناہوں سے ایسا نکل گیا، جیسے اس دن کہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔''[4] اور اسی کے مثل عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے مروی۔

حدیث ۱۳: ابن خزیمہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو مکہ سے پیدل حج کو جائے یہاں تک کہ مکہ واپس آئے اُس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم شریف کی نیکیوں کے مثل لکھی جائیں گی۔ کہا گیا حرم کی نیکیوں کی کیا مقدار ہے؟ فرمایا: ہر نیکی لاکھ نیکی ہے۔''[5] تو اس حساب سے ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں ہوئیں وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ .

حدیث ۱۴ تا ۱۶: بزار نے جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کی، کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''حج و عمرہ کرنے والے اللہ (عزوجل) کے وفد ہیں، اللہ (عزوجل) نے انھیں بُلایا، یہ حاضر ہوئے، انھوں نے اللہ (عزوجل) سے سوال کیا، اُس

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء في ثواب الحج و العمرة، الحديث: ۸۱۰، ج۲، ص۲۱۸.

2 ...... "صحيح البخاري"، كتاب جزاء الصيد، باب حج النساء، الحديث: ۱۸۶۳، ج۱، ص۶۱۴.

3 ...... "مسند البزار"، مسند أبي موسیٰ الاشعري رضي اللّٰه عنه، الحديث: ۳۱۹۶، ج۸، ص۱۶۹.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في المناسك، باب فضل الحج و العمرة، الحديث: ۴۱۱۵، ج۳، ص۴۷۸.

5 ...... "المستدرك" للحاكم، كتاب المناسك، باب فضيلة الحج ماشيا، الحديث: ۱۷۳۵، ج۲، ۱۱۴.

نے انھیں دیا۔" [1] اسی کے مثل ابن عُمر و ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

حدیث ۱۷ بزار و طبرانی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور حاجی جس کے لیے استغفار کرے اُس کے لیے بھی۔" [2]

حدیث ۱۸ اصبہانی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "حج فرض جلد ادا کرو کہ کیا معلوم کیا پیش آئے۔" [3]

اور ابوداود و دارمی کی روایت میں یوں ہے: "جس کا حج کا ارادہ ہو تو جلدی کرے۔" [4]

حدیث ۱۹ طبرانی اوسط میں ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ داود علیہ السلام نے عرض کی، اے اللہ! (عزوجل) جب تیرے بندے تیرے گھر کی زیارت کو آئیں تو انھیں تو کیا عطا فرمائے گا؟ فرمایا: "ہر زائر کا اُس پر حق ہے جس کی زیارت کو جائے، اُن کا مجھ پر یہ حق ہے کہ دنیا میں انھیں عافیت دوں گا اور جب مجھ سے ملیں گے تو اُن کی مغفرت فرمادوں گا۔" [5]

حدیث ۲۰ طبرانی کبیر میں اور بزار ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں میں مسجد منیٰ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک انصاری اور ایک ثقفی نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا پھر کہا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہم کچھ پوچھنے کے لیے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں؟ ارشاد فرمایا: "اگر تم چاہو تو میں بتادوں کہ کیا پوچھنے حاضر ہوئے ہو اور اگر چاہو تو میں کچھ نہ کہوں، تمھیں سوال کرو۔" عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں بتا دیجیے۔ ارشاد فرمایا: تو اس لیے حاضر ہوا ہے کہ گھر سے نکل کر بیت الحرام کے قصد سے جانے کو دریافت کرے اور یہ کہ اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کو اور یہ کہ اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو اور یہ کہ اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور عرفہ کی شام کے وقوف کو اور تیرے لیے اس میں کیا ثواب ہے اور جمار کی رَمی کو اور اس میں تیرے لیے کیا ثواب ہے اور قربانی کرنے کو اور اس میں تیرے لیے کیا ثواب

---

1 ..... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب في الحج و العمرة... إلخ، الحديث: ٢٠، ج٢، ص١٠٧.

2 ..... "مجمع الزوائد"، باب دعاء الحجاج و العمار، الحديث: ٥٢٨٧، ج٣، ص٤٨٣.

3 ..... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب في الحج و العمرة... إلخ، الحديث: ٢٦، ج٢، ص١٠٩.

4 ..... "سنن أبي داود" كتاب المناسك، باب ٥، الحديث: ١٧٣٢، ج٢، ص١٩٧.

5 ..... "المعجم الأوسط" للطبراني، باب الميم، الحديث: ٦٠٣٧، ج٤، ص٢٩٧.

ہے اور اس کے ساتھ طواف اِفاضہ[1] کو۔"

اُس شخص نے عرض کی، قسم ہے! اس ذات کی جس نے حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) کو حق کے ساتھ بھیجا، اسی لیے حاضر ہوا تھا کہ ان باتوں کو حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) سے دریافت کروں۔ ارشاد فرمایا: "جب تو بیت الحرام کے قصد سے گھر سے نکلے گا تو اونٹ کے ہر قدم رکھنے اور ہر قدم اُٹھانے پر تیرے لیے حسنہ لکھا جائے گا اور تیری خطا مٹا دی جائے گی اور طواف کے بعد کی دو رکعتیں ایسی ہیں جیسے اولادِ اسماعیل میں کوئی غلام ہو، اُس کے آزاد کرنے کا ثواب اور صفا و مروہ کے درمیان سعی ستر غلام آزاد کرنے کے مثل ہے۔

اور عرفہ کے دن وقوف کرنے کا حال یہ ہے کہ اللہ عزوجل آسمان دنیا کی طرف خاص تجلّی فرماتا ہے اور تمھارے ساتھ ملائکہ پر مباہات فرماتا ہے، ارشاد فرماتا ہے: "میرے بندے دُور دُور سے پراگندہ سر میری رحمت کے امیدوار ہوکر حاضر ہوئے، اگر تمھارے گناہ ریتے کی گنتی اور بارش کے قطروں اور سمندر کے جھاگ برابر ہوں تو میں سب کو بخش دوں گا، میرے بندو! واپس جاؤ تمھاری مغفرت ہوگئی اور اس کی جس کی تم شفاعت کرو۔

اور جمروں پر رَمی کرنے میں ہر کنکری پر ایک ایسا کبیرہ مٹا دیا جائے گا جو ہلاک کرنے والا ہے اور قربانی کرنا تیرے رب کے حضور تیرے لیے ذخیرہ ہے اور سر منڈانے میں ہر بال کے بدلے میں حسنہ لکھا جائے گا اور ایک گناہ مٹایا جائے گا، اس کے بعد خانہ کعبہ کے طواف کا یہ حال ہے کہ تو طواف کر رہا ہے اور تیرے لیے کچھ گناہ نہیں ایک فرشتہ آئے گا اور تیرے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہے گا کہ زمانۂ آئندہ میں عمل کر اور زمانۂ گذشتہ میں جو کچھ تھا معاف کر دیا گیا۔[2]

حدیث ۲۱: ابو یعلی ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: "جو حج کے لیے نکلا اور مر گیا۔ قیامت تک اُس کے لیے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے لیے نکلا اور مر گیا اس کے لیے قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا اور جو جہاد میں گیا اور مر گیا اُس کے لیے قیامت تک غازی کا ثواب لکھا جائے گا۔"[3]

حدیث ۲۲: طبرانی و ابو یعلی و دار قطنی و بیہقی اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جو اس راہ میں حج یا عمرہ کے لیے نکلا اور مر گیا اُس کی پیشی نہیں ہوگی، نہ حساب ہوگا اور اس سے کہا جائے گا تو جنت

---

1 ...... اس کو طواف زیارت بھی کہتے ہیں۔

2 ...... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب في الحج و العمرة... إلخ، الحديث: ٣٢، ج٢، ص١١٠.

3 ...... "مسند أبي يعلى"، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، الحديث: ٦٣٢٧، ج٥، ص٤٤١.

میں داخل ہو جا۔" (1)

حدیث ۲۳: طبرانی جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ گھر اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے، پھر جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ (عزوجل) کے ضمان میں ہے اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو واپس کردے تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔" (2)

حدیث ۲۴و۲۵: دارمی ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جسے حج کرنے سے نہ حاجتِ ظاہرہ مانع ہوئی، نہ بادشاہ ظالم، نہ کوئی ایسا مرض جو روک دے، پھر بغیر حج کیے مر گیا تو چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔" (3) اسی کی مثل ترمذی نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۲۶: ترمذی و ابن ماجہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، ایک شخص نے عرض کی، کیا چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ فرمایا: "توشہ اور سواری۔" (4)

حدیث ۲۷: شرح سنت میں انھیں سے مروی، کسی نے عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حاجی کو کیسا ہونا چاہیے؟ فرمایا: پراگندہ سر، میلا کچیلا۔ دوسرے نے عرض کی، یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حج کا کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا: "بلند آواز سے لبیک کہنا اور قربانی کرنا۔" کسی اور نے عرض کی، سبیل کیا ہے؟ فرمایا: "توشہ اور سواری۔" (5)

حدیث ۲۸: ابوداود و ابن ماجہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "جو مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا، اُس کے اگلے اور پچھلے گناہ سب بخش دیے جائیں گے یا اُس کے لیے جنت واجب ہوگی۔" (6)

مسائل فقہیّہ

حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا اور اس کے لیے ایک خاص

---

(1) ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٥٣٨٨، ج٤، ص١١١.

(2) ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٩٠٣٣، ج٦، ص٣٥٢.

(3) ...... "سنن الدارمي"، كتاب المناسك، باب من مات ولم يحج، الحديث: ١٧٨٥، ج٢، ص٤٥.

(4) ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء في ايجاب الحج بالزاد و الراحلة، الحديث: ٨١٣، ج٢، ص٢١٩.

(5) ...... "شرح السنة" للبغوي، كتاب الحج، باب وجوب الحج ...إلخ، الحديث: ١٨٤٠، ج٤، ص٩.

(6) ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب في المواقيت، الحديث: ١٧٤١، ج٢، ص٢٠١.

وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ سـ۹ـہ ہجری میں فرض ہوا، اس کی فرضیت قطعی ہے، جو اس کی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے مگر عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱: دکھاوے کے لیے حج کرنا اور مالِ حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔ حج کو جانے کے لیے جس سے اجازت لینا واجب ہے بغیر اُس کی اجازت کے جانا مکروہ ہے مثلاً ماں باپ اگر اُس کی خدمت کے محتاج ہوں اور ماں باپ نہ ہوں تو دادا، دادی کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ حج فرض کا حکم ہے اور نفل ہو تو مطلقاً والدین کی اطاعت کرے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: لڑکا خوبصورت اَمرد ہو تو جب تک داڑھی نہ نکلے، باپ اُسے جانے سے منع کر سکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: جب حج کے لیے جانے پر قادر ہو حج فوراً فرض ہو گیا یعنی اُسی سال میں اور اب تاخیر گناہ ہے اور چند سال تک نہ کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود مگر جب کرے گا ادا ہی ہے قضا نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: مال موجود تھا اور حج نہ کیا پھر وہ مال تلف ہو گیا، تو قرض لے کر جائے اگرچہ جانتا ہو کہ یہ قرض ادا نہ ہو گا مگر نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ قدرت دے گا تو ادا کر دوں گا۔ پھر اگر ادا نہ ہو سکا اور نیت ادا کی تھی تو امید ہے کہ مولیٰ عزوجل اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۵: حج کا وقت شوال سے دسویں ذی الحجہ تک[6] ہے کہ اس سے پیشتر[7] حج کے افعال نہیں ہو سکتے، سوا احرام کے کہ احرام اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اگرچہ مکروہ ہے۔[8] (درمختار، ردالمحتار)

حج واجب ہونے کے شرائط

مسئلہ ۶: حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں، جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں:

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیتہ ...إلخ، ج۱، ص۲۱۶.
و "الدرالمختار" معہ "ردالمحتار"، کتاب الحج، ج۳، ص۵۱۶-۵۱۸.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج۳، ص۵۱۹.

3 ...... "الدرالمختار" کتاب الحج، ج۳، ص۵۲۰.

4 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج۳، ص۵۲۰.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج۳، ص۵۲۱.

6 ...... یعنی دو مہینے اور دس دن تک۔

7 ...... پہلے۔

8 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج۳، ص۵٤۳.

① اسلام

لہٰذا اگر مسلمان ہونے سے پیشتر استطاعت تھی پھر فقیر ہوگیا اور اسلام لایا تو زمانۂ کفر کی استطاعت کی بنا پر اسلام لانے کے بعد حج فرض نہ ہوگا، کہ جب استطاعت تھی اس کا اہل نہ تھا اور اب کہ اہل ہوا استطاعت نہیں اور مسلمان کو اگر استطاعت تھی اور حج نہ کیا تھا اب فقیر ہوگیا تو اب بھی فرض ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: حج کرنے کے بعد معاذ اللہ مُرتد ہوگیا[2] پھر اسلام لایا تو اگر استطاعت ہو تو پھر حج کرنا فرض ہے، کہ مرتد ہونے سے حج وغیرہ سب اعمال باطل ہوگئے۔[3] (عالمگیری) یوہیں اگر اثنائے حج[4] میں مرتد ہوگیا تو احرام باطل ہوگیا اور اگر کافر نے احرام باندھا تھا، پھر اسلام لایا تو اگر پھر سے احرام باندھا اور حج کیا تو ہوگا ورنہ نہیں۔

② دارالحرب میں ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے۔

لہٰذا جس وقت استطاعت تھی یہ مسئلہ معلوم نہ تھا اور جب معلوم ہوا اس وقت استطاعت نہ ہو تو فرض نہ ہوا اور جاننے کا ذریعہ یہ ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں نے جن کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو، اُسے خبر دیں اور ایک عادل نے خبر دی، جب بھی واجب ہوگیا اور دارالاسلام میں ہے تو اگرچہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو فرض ہو جائے گا کہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں۔[5] (عالمگیری)

③ بلوغ

نابالغ نے حج کیا یعنی اپنے آپ جبکہ سمجھ وال[6] ہو یا اُس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہو جب کہ ناسمجھ ہو، بہر حال وہ حج نفل ہوا، حجۃ الاسلام یعنی حجِ فرض کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج۳، ص۵۲۱.

2 ...... مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے، جو ضروریاتِ دین سے ہو یعنی زبان سے کلمۂ کفر بکے جس میں تاویلِ صحیح کی گنجائش نہ ہو۔ یوہیں بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا، مصحف شریف کو نجاست کی جگہ پھینک دینا۔
نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے بہارِ شریعت حصہ 9، مرتد کا بیان کا مطالعہ فرمائیں۔

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷.

4 ...... یعنی حج کے دوران۔

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیته... إلخ، ج۱، ص۲۱۸.

6 ...... سمجھدار۔

مسئلہ ۸: نابالغ نے حج کا احرام باندھا اور وقوفِ عرفہ سے پیشتر بالغ ہوگیا تو اگر اسی پہلے احرام پر رہ گیا حج نفل ہوا حجۃ الاسلام نہ ہوا اور اگر سرے سے احرام باندھ کر وقوفِ عرفہ کیا تو حجۃ الاسلام ہوا۔[1] (عالمگیری)

④ عاقل ہونا

مجنون پر فرض نہیں۔

مسئلہ ۹: مجنون تھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے جنون جاتا رہا اور نیا احرام باندھ کر حج کیا تو یہ حج حجۃ الاسلام ہوگیا ورنہ نہیں۔ بوہرا بھی مجنون کے حکم میں ہے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: حج کرنے کے بعد مجنون ہوا پھر اچھا ہوا تو اس جنون کا حج پر کوئی اثر نہیں یعنی اب اسے دوبارہ حج کرنے کی ضرورت نہیں، اگر احرام کے وقت اچھا تھا پھر مجنون ہوگیا اور اسی حالت میں افعال ادا کیے پھر برسوں کے بعد ہوش میں آیا تو حج فرض ادا ہوگیا۔[3] (منسک)

⑤ آزاد ہونا

باندی غلام پر حج فرض نہیں اگرچہ مدبر یا مکاتب یا اُم ولد[4] ہوں۔ اگرچہ اُن کے مالک نے حج کرنے کی اجازت دیدی ہو اگرچہ وہ مکہ ہی میں ہوں۔[5]

مسئلہ ۱۱: غلام نے اپنے مولیٰ کے ساتھ حج کیا تو یہ حج نفل ہوا حجۃ الاسلام نہ ہوا۔ آزاد ہونے کے بعد اگر شرائط پائے جائیں تو پھر کرنا ہوگا اور اگر مولیٰ کے ساتھ حج کو جاتا تھا، راستہ میں اس نے آزاد کردیا تو اگر احرام سے پہلے آزاد ہوا، اب احرام باندھ کر حج کیا تو حجۃ الاسلام ادا ہوگیا اور احرام باندھنے کے بعد آزاد ہوا تو حجۃ الاسلام نہ ہوگا، اگرچہ نیا احرام باندھ کر حج

---

1 …… "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

2 …… "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.
و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج٣، ص٥٣٥.

3 …… "لباب المناسك" للسندي و "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط" للقاري، (باب شرائط الحج)، ص٣٩.

4 …… مدبر: یعنی وہ غلام جس کی نسبت مولیٰ نے کہا کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔
مکاتب: یعنی وہ غلام جس کا آقا مال کی ایک مقدار مقرر کرکے یہ کہدے کہ اتنا ادا کردے تو آزاد ہے اور غلام اسے قبول بھی کرلے۔
ام ولد: یعنی وہ لونڈی جس کے بچہ پیدا ہوا اور مولیٰ نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔
نوٹ: تفصیلی معلومات کے لئے دیکھیں: بہارِ شریعت حصہ 9، مدبر، مکاتب اور ام ولد کا بیان۔

5 …… "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

کیا ہو۔[1] (عالمگیری)

⑥ تندرست ہو

کہ حج کو جاسکے، اعضا سلامت ہوں، انکھیارا ہو، اپاہج اور فالج والے اور جس کے پاؤں کٹے ہوں اور بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔ یوہیں اندھے پر بھی واجب نہیں اگرچہ ہاتھ پکڑ کر لے چلنے والا اُسے ملے۔ ان سب پر یہ بھی واجب نہیں کہ کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج کرا دیں یا وصیت کر جائیں اور اگر تکلیف اُٹھا کر حج کرلیا تو صحیح ہو گیا اور حجۃ الاسلام ادا ہوا یعنی اس کے بعد اگر اعضا درست ہوگئے تو اب دوبارہ حج فرض نہ ہوگا وہی پہلا حج کافی ہے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۲ اگر پہلے تندرست تھا اور دیگر شرائط بھی پائے جاتے تھے اور حج نہ کیا پھر اپاہج وغیرہ ہوگیا کہ حج نہیں کرسکتا تو اس پر وہ حج فرض باقی ہے۔ خود نہ کرسکے تو حج بدل کرائے۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

⑦ سفرِ خرچ کا مالک ہو اور سواری پر قادر ہو

خواہ سواری اس کی مِلک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کہ کرایہ پر لے سکے۔

مسئلہ ۱۳ کسی نے حج کے لیے اس کو اتنا مال مُباح کردیا کہ حج کرلے تو حج فرض نہ ہوا کہ اباحت سے مِلک نہیں ہوتی اور فرض ہونے کے لیے مِلک درکار ہے، خواہ مباح کرنے والے کا اس پر احسان ہو جیسے غیر لوگ یا نہ ہو جیسے ماں، باپ اولاد۔ یوہیں اگر عاریۃً[4] سواری مل جائے گی جب بھی فرض نہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۴ کسی نے حج کے لیے مال ہبہ کیا تو قبول کرنا اس پر واجب نہیں۔ دینے والا اجنبی ہو یا ماں، باپ، اولاد وغیرہ مگر قبول کرلے گا تو حج واجب ہو جائے گا۔[6] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۵ سفر خرچ اور سواری پر قادر ہونے کے یہ معنی ہیں کہ یہ چیزیں اُس کی حاجت سے فاضل ہوں یعنی مکان و

---

1 ..."الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج۱، ص۲۱۷.

2 ..."الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسک، الباب الأول في تفسیر الحج و فرضیتہ... إلخ، ج۱، ص۲۱۸، وغیرہ.

3 ...المرجع السابق.

4 ...عاریۃً یعنی عارضی طور پر دی ہوئی چیز۔

5 ...المرجع السابق، ص۲۱۷.

6 ...المرجع السابق.

لباس وخادم اور سواری کا جانور اور پیشہ کے اوزار اور خانہ داری کے سامان اور دَین سے اتنا زائد ہو کہ سواری پر مکہ معظمہ جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک عیال کا نفقہ اور مکان کی مرمت کے لیے کافی مال چھوڑ جائے اور جانے آنے میں اپنے نفقہ اور گھر اہل وعیال کے نفقہ میں قدر متوسط کا اعتبار ہے نہ کمی ہو نہ اسراف۔ عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا نفقہ اُس پر واجب ہے، یہ ضروری نہیں کہ آنے کے بعد بھی وہاں اور یہاں کے خرچ کے بعد کچھ باقی بچے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: سواری سے مراد اس قسم کی سواری ہے جو عرفاً اور عادتاً اُس شخص کے حال کے موافق ہو، مثلاً اگر متمول[2] آرام پسند ہو تو اُس کے لیے شقدف[3] درکار ہوگا۔ یوہیں توشہ میں اُس کے مناسب غذائیں چاہیے، معمولی کھانا میسر آنا فرض ہونے کے لیے کافی نہیں، جب کہ وہ اچھی غذا کا عادی ہے۔[4] (منسک)

مسئلہ ۱۷: جو لوگ حج کو جاتے ہیں، وہ دوست احباب کے لیے تحفہ لایا کرتے ہیں یہ ضروریات میں نہیں یعنی اگر کسی کے پاس اتنا مال ہے کہ جو ضروریات بتائے گئے اُن کے لیے اور آنے جانے کے اخراجات کے لیے کافی ہے مگر کچھ بچے گا نہیں کہ احباب وغیرہ کے لیے تحفہ لائے جب بھی حج فرض ہے، اس کی وجہ سے حج نہ کرنا حرام ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸: جس کی بسر اوقات تجارت پر ہے اور اتنی حیثیت ہوگئی کہ اس میں سے اپنے جانے آنے کا خرچ اور واپسی تک بال بچوں کی خوراک نکال لے تو اتنا باقی رہے گا، جس سے اپنی تجارت بقدر اپنی گزر کے کرسکے تو حج فرض ہے ورنہ نہیں اور اگر وہ کاشتکار ہے تو ان سب اخراجات کے بعد اتنا بچے کہ کھیتی کے سامان ہل بیل وغیرہ کے لیے کافی ہو تو حج فرض ہے اور پیشہ والوں کے لیے ان کے پیشہ کے سامان کے لائق بچنا ضروری ہے۔[6] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۱۹: سواری میں یہ بھی شرط ہے کہ خاص اُس کے لیے ہو اگر دو شخصوں میں مشترک ہے کہ باری باری دونوں تھوڑی تھوڑی دُور سوار ہوتے ہیں تو یہ سواری پر قدرت نہیں اور حج فرض نہیں۔ یوہیں اگر اتنی قدرت ہے کہ ایک منزل کے لیے

---

1. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۷.
2. ......مالدار
3. ......شقدف: یعنی دو چار پایاں جو اونٹ کے دونوں طرف لٹکاتے ہیں، ہر ایک میں ایک شخص بیٹھتا ہے۔
4. ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب شرائط الحج)، ص۴۶، ۴۷.
5. ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج۳، ص۵۲۸.
6. ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج۱، ص۲۱۸.

مثلاً کرایہ پر جانور لے پھر ایک منزل پیدل چلے وعلیٰ ہذا القیاس[1] تو یہ سواری پر قدرت نہیں۔[2] (عالمگیری)

آجکل جو شقدف اور شبری کا رواج ہے کہ ایک شخص ایک طرف سوار ہوتا ہے اور دوسرا دوسری طرف اگر یوں دو شخصوں میں مشترک ہو تو حج فرض ہوگا کہ سواری پر قدرت پائی گئی اور پیدل چلنا نہ پڑا۔[3] (منسک)

مسئلہ ۲۰ مکہ معظمہ یا مکہ معظمہ سے تین دن سے کم کی راہ والوں کے لیے سواری شرط نہیں، اگر پیدل چل سکتے ہوں تو ان پر حج فرض ہے اگرچہ سواری پر قادر نہ ہوں اور اگر پیدل نہ چل سکیں تو اُن کے لیے بھی سواری پر قدرت شرط ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱ میقات سے باہر کا رہنے والا جب میقات تک پہنچ جائے اور پیدل چل سکتا ہو تو سواری اُس کے لیے شرط نہیں، لہٰذا اگر فقیر ہو جب بھی اُسے حج فرض کی نیت کرنی چاہیے نفل کی نیت کرے گا تو اُس پر دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا اور مطلق حج کی نیت کی یعنی فرض یا نفل کچھ معین نہ کیا تو فرض ادا ہوگیا۔[5] (منسک، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۲ اس کی ضرورت نہیں کہ محمل وغیرہ آرام کی سواریوں کا کرایہ اس کے پاس ہو، بلکہ اگر کجاوے پر بیٹھنے کا کرایہ پاس ہے تو حج فرض ہے، ہاں اگر کجاوے پر بیٹھ نہ سکتا ہو تو محمل وغیرہ کے کرایہ سے قدرت ثابت ہوگی۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۳ مکہ اور مکہ سے قریب والوں کو سواری کی ضرورت ہو تو خچر یا گدھے کے کرایہ پر قادر ہونے سے بھی سواری پر قدرت ہو جائے گی اگر اس پر سوار ہو سکیں بخلاف دور والوں کے کہ اُن کے لیے اونٹ کا کرایہ ضروری ہے کہ دُور والوں کے لیے خچر وغیرہ سوار ہونے اور سامان لادنے کے لیے کافی نہیں اور یہ فرق ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہیے۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ...... اور اسی پر قیاس کر لیجیے۔

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

3 ...... "مناسك ملا علی قاری"،باب شرائط الحج،ص٤١.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

و "ردالمحتار"، كتاب الحج، فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٥.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج،مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٥.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج،مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٥.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٦.

مسئلہ ۲۴ پیدل کی طاقت ہو تو پیدل حج کرنا افضل ہے۔ حدیث میں ہے: ''جو پیدل حج کرے، اُس کے لیے ہر قدم پر سات سو نیکیاں ہیں۔''[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵ فقیر نے پیدل حج کیا پھر مالدار ہوگیا تو اُس پر دوسرا حج فرض نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۶ اتنا مال ہے کہ اس سے حج کرسکتا ہے مگر اُس مال سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو نکاح نہ کرے بلکہ حج کرے کہ حج فرض ہے یعنی جب کہ حج کا زمانہ آ گیا ہو اور اگر پہلے نکاح میں خرچ کرڈالا اور مجرد رہنے[3] میں خوفِ معصیت تھا تو حرج نہیں۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۷ رہنے کا مکان اور خدمت کا غلام اور پہننے کے کپڑے اور برتنے کے اسباب ہیں تو حج فرض نہیں یعنی لازم نہیں کہ انھیں بیچ کر حج کرے اور اگر مکان ہے مگر اس میں رہتا نہیں غلام ہے مگر اس سے خدمت نہیں لیتا تو بیچ کر حج کرے اور اگراس کے پاس نہ مکان ہے نہ غلام وغیرہ اور روپیہ ہے جس سے حج کرسکتا ہے مگر مکان وغیرہ خریدنے کا ارادہ ہے اور خریدنے کے بعد حج کے لائق نہ بچے گا تو فرض ہے کہ حج کرے اور باتوں میں اُٹھانا گناہ ہے یعنی اس وقت کہ اُس شہر والے حج کو جارہے ہوں اور اگر پہلے مکان وغیرہ خریدنے میں اُٹھادیا تو حرج نہیں۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸ کپڑے جنھیں استعمال میں نہیں لاتا انھیں بیچ ڈالے تو حج کرسکتا ہے تو بیچے اور حج کرے اور اگر مکان بڑا ہے جس کے ایک حصّہ میں رہتا ہے باقی فاضل پڑا ہے تو یہ ضرور نہیں کہ فاضل کو بیچ کر حج کرے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۹ جس مکان میں رہتا ہے اگر اُسے بیچ کر اُس سے کم حیثیت کا خریدلے تو اتنا روپیہ بچے گا کہ حج کرلے تو بیچنا ضرور نہیں مگر ایسا کرے تو افضل ہے، لہٰذا مکان بیچ کر حج کرنا اور کرایہ کے مکان میں گزر کرنا تو بدرجۂ اَولیٰ ضرور نہیں۔[7]

---

1 ..... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج٣، ص٥٢٦.

2 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

3 ..... یعنی شادی نہ کرنے۔

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.
و"الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٢٨.

5 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧.

6 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٧-٢١٨.

7 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٨.

(عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۰ جس کے پاس سال بھر کے خرچ کا غلّہ ہو تو یہ لازم نہیں کہ بیچ کر حج کو جائے اور اس سے زائد ہے تو اگر زائد کے بیچنے میں حج کا سامان ہوسکتا ہے تو فرض ہے ورنہ نہیں۔[1] (منسک)

مسئلہ ۳۱ دینی کتابیں اگر اہلِ علم کے پاس ہیں جو اُسکے کام میں رہتی ہیں تو انھیں بیچ کر حج کرنا ضروری نہیں اور بے علم کے پاس ہوں اور اتنی ہیں کہ بیچے تو حج کرسکے گا تو اُس پر حج فرض ہے۔ یوہیں طب اور ریاضی وغیرہ کی کتابیں اگرچہ کام میں رہتی ہوں اگر اتنی ہوں کہ بیچ کر حج کرسکتا ہے تو حج فرض ہے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

⑧ وقت

یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں اور اگر دُور کا رہنے والا ہو تو جس وقت وہاں کے لوگ جاتے ہوں اس وقت شرائط پائے جائیں اور اگر شرائط ایسے وقت پائے گئے کہ اب نہیں پہنچے گا تو فرض نہ ہوا۔ یوہیں اگر عادت کے موافق سفر کرے تو نہیں پہنچے گا اور تیزی اور رَوا روی[3] کرکے جائے تو پہنچ جائے گا جب بھی فرض نہیں اور یہ بھی ضرور ہے کہ نمازیں پڑھ سکے، اگر اتنا وقت ہے کہ نمازیں وقت میں پڑھے گا تو نہ پہنچے گا اور نہ پڑھے تو پہنچ جائے گا تو فرض نہیں۔[4] (ردالمحتار)

وجوبِ ادا کے شرائط

یہاں تک وجوب کے شرائط کا بیان ہوا اور شرائطِ ادا کہ وہ پائے جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور سب نہ پائے جائیں تو خود جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے سے حج کراسکتا ہے یا وصیت کر جائے مگر اس میں یہ بھی ضرور ہے کہ حج کرانے کے بعد آخر عمر تک خود قادر نہ ہو ورنہ خود بھی کرنا ضرور ہوگا۔ وہ شرائط یہ ہیں:

① راستہ میں امن ہونا یعنی اگر غالب گمان سلامتی ہو تو جانا واجب اور غالب گمان یہ ہو کہ ڈاکے وغیرہ سے جان ضائع ہو جائے گی تو جانا ضرور نہیں، جانے کے زمانے میں امن ہونا شرط ہے پہلے کی بدامنی قابلِ لحاظ نہیں۔[5]

---

1 ...... "لباب المناسك" للسندي، "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط" للقاري، (باب شرائط الحج)، ص ٤٥.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج ١، ص ٢١٨.

و"ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ج ٣، ص ٥٢٨.

3 ...... یعنی جلدی۔

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج ٣، ص ٥٣٤.

5 ...... المرجع السابق، ص ٥٣٠. و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول، ج ١، ص ٢١٨.

(ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اگر بدامنی کے زمانے میں انتقال ہوگیا اور وجوب کی شرطیں پائی جاتی تھیں تو حجِ بدل کی وصیت ضروری ہے اور امن قائم ہونے کے بعد انتقال ہوا تو بطریق اولیٰ وصیت واجب ہے۔ [1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: اگر امن کے لیے کچھ رشوت دینا پڑے جب بھی جانا واجب ہے اور یہ اپنے فرائض ادا کرنے کے لیے مجبور ہے لہٰذا اس دینے والے پر مؤاخذہ نہیں۔ [2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۴: راستہ میں چونگی وغیرہ لیتے ہوں تو یہ امن کے منافی نہیں اور نہ جانے کے لیے عذر نہیں۔ [3] (درمختار) یوہیں ٹیکہ کہ آج کل حجاج کو لگائے جاتے ہیں یہ بھی عذر نہیں۔

⑦ عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اُس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے، خواہ وہ عورت جوان ہو یا بوڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جا سکتی ہے۔ [4]

محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لیے اُس عورت کا نکاح حرام ہے، خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو، جیسے باپ، بیٹا، بھائی وغیرہ یا دُودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت ہو، جیسے رضاعی بھائی، باپ، بیٹا وغیرہ یا سُسرالی رشتہ سے حُرمت آئی، جیسے خسر، شوہر کا بیٹا وغیرہ۔

شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اُس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنون یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج۳، ص۵۳۰.

2 ...... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج۳، ص۵۳۰.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج۳، ص۵۳۱.

4 ...... یہ ظاہر الروایہ ہے۔ مگر ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط" صفحہ 57 پر تحریر فرماتے ہیں:

"امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے ایک دن کا سفر کرنے کی کراہیت بھی مروی ہے۔ فتنہ و فساد کے زمانے کی وجہ سے اسی قول (ایک دن) پر فتویٰ دینا چاہیے۔" ("المسلك المتقسط"، ص۵۷. "ردالمحتار"، كتاب الحج، ج۳، ص۵۳۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں: عورت کو بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لیے سفر کو جانا حرام ہے، اس میں کچھ حج کی خصوصیت نہیں، کہیں ایک دن کے راستہ پر بغیر شوہر یا محرم جائے گی تو گناہ گار ہوگی۔ (فتاوی رضویہ، کتاب الحج، ج۱۰، ص۶۵۷)

"بہارِ شریعت" حصہ 4، نمازِ مسافر کا بیان، صفحہ 101 پر ہے کہ "عورت کو بغیر محرم کے تین دن یا زیادہ کی راہ جانا، ناجائز ہے بلکہ ایک دن کی راہ جانا بھی۔" (عالمگیری وغیرہ) لہٰذا اسی پر عمل کرنا چاہیے۔

جاسکتی آزاد یا مسلمان ہونا شرط نہیں، البتہ مجوسی جس کے اعتقاد میں محارم سے نکاح جائز ہے اُس کے ہمراہ سفر نہیں کرسکتی۔ مراہق و مراہقہ یعنی لڑکا اور لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہوں بالغ کے حکم میں ہیں یعنی مراہق کے ساتھ جاسکتی ہے اور مراہقہ کو بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر کی ممانعت ہے۔[1] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۳۵: عورت کا غلام اس کا محرم نہیں کہ اُس کے ساتھ نکاح کی حرمت ہمیشہ کے لیے نہیں کہ اگر آزاد کردے تو اُس سے نکاح کرسکتی ہے۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۶: باندیوں کو بغیر محرم کے سفر جائز ہے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۷: اگرچہ زنا سے بھی حرمتِ نکاح ثابت ہوتی ہے، مثلاً جس عورت سے معاذ اللہ زنا کیا اُس کی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا، مگر اُس لڑکی کو اُس کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۸: عورت بغیر محرم یا شوہر کے حج کو گئی تو گنہگار ہوئی، مگر حج کرے گی تو حج ہوجائے گا یعنی فرض ادا ہوجائے گا۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۹: عورت کے نہ شوہر ہے، نہ محرم تو اس پر یہ واجب نہیں کہ حج کے جانے کے لیے نکاح کرلے اور جب محرم ہے تو حج فرض کے لیے محرم کے ساتھ جائے اگرچہ شوہر اجازت نہ دیتا ہو۔ نفل اور منّت کا حج ہو تو شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہے۔[6] (جوہرہ)

مسئلہ ۴۰: محرم کے ساتھ جائے تو اس کا نفقہ عورت کے ذمہ ہے، لہٰذا اب یہ شرط ہے کہ اپنے اور اُس کے دونوں کے نفقہ پر قادر ہو۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص١٩٣، و"الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٣١.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج و فرضيته... إلخ، ج١، ص٢١٨-٢١٩.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص١٩٣.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص١٩٣. **هكذا في الجوهرة النيرة لكن في شرح اللباب والفتوى: على أنه يكره في زماننا.** (انظر: "ردالمحتار"، كتاب الحج، ج٣، ص٥٣٢).

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج٣، ص٥٣١.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص١٩٣.

6 ...... المرجع السابق.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج٣، ص٥٣٢

③ جانے کے زمانے میں عورت عدّت میں نہ ہو، وہ عدّت وفات کی ہو یا طلاق کی، بائن کی ہو یا رجعی کی۔[1]

④ قید میں نہ ہو مگر جب کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اور اُس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ عذر نہیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہو تو یہ عذر ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

صحت ادا کے شرائط

صحتِ ادا کے لیے نو شرطیں ہیں کہ وہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں:

① اسلام، کافر نے حج کیا تو نہ ہوا۔

② احرام، بغیر احرام حج نہیں ہوسکتا۔

③ زمان یعنی حج کے لیے جو زمانہ مقرر ہے اُس سے قبل افعالِ حج نہیں ہوسکتے، مثلاً طوافِ قدوم وسعی کہ حج کے مہینوں سے قبل نہیں ہوسکتے اور وقوفِ عرفہ نویں کے زوال سے قبل یا دسویں کی صبح ہونے کے بعد نہیں ہوسکتا اور طوافِ زیارت دسویں سے قبل نہیں ہوسکتا۔

④ مکان، طواف کی جگہ مسجد الحرام شریف ہے اور وقوف کے لیے عرفات و مُزدلفہ، کنکری مارنے کے لیے منٰی، قربانی کے لیے حرم، یعنی جس فعل کے لیے جو جگہ مقرر ہے وہ وہیں ہوگا۔

⑤ تمیز۔

⑥ عقل، جس میں تمیز نہ ہو جیسے ناسمجھ بچہ یا جس میں عقل نہ ہو جیسے مجنون۔ یہ خود وہ افعال نہیں کرسکتے جن میں نیت کی ضرورت ہے، مثلاً احرام یا طواف، بلکہ ان کی طرف سے کوئی اور کرے اور جس فعل میں نیت شرط نہیں، جیسے وقوفِ عرفہ وہ یہ خود کرسکتے ہیں۔

⑦ فرائضِ حج کا بجالانا مگر جب کہ عذر ہو۔

⑧ احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا اگر ہوگا حج باطل ہوجائے گا۔

⑨ جس سال احرام باندھا اُسی سال حج کرنا، لہٰذا اگر اُس سال حج فوت ہوگیا تو عمرہ کرکے احرام کھول دے اور سالِ آئندہ جدید احرام سے حج کرے اور اگر احرام نہ کھولا بلکہ اُسی احرام سے حج کیا تو حج نہ ہوا۔

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ج۳، ص۵۳٤.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ج۳، ص۵۲٤.

حج فرض ادا ہونے کے شرائط

حج فرض ادا ہونے کے لیے نو شرطیں ہیں:

① اسلام۔

② مرتے وقت تک اسلام ہی پر رہنا۔

③ عاقل۔

④ بالغ ہونا۔

⑤ آزاد ہونا۔

⑥ اگر قادر ہو تو خود ادا کرنا۔

⑦ نفل کی نیت نہ ہونا۔

⑧ دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت نہ ہونا۔

⑨ فاسد نہ کرنا۔[1] ان میں بہت باتوں کی تفصیل مذکور ہو چکی بعض کی آئندہ آئے گی۔

حج کے فرائض

مسئلہ ۲۱: حج میں یہ چیزیں فرض ہیں:

① احرام، کہ یہ شرط ہے۔

② وقوفِ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے پیشتر تک کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا۔

③ طوافِ زیارت کا اکثر حصہ، یعنی چار پھیرے پچھلی دونوں چیزیں یعنی وقوف وطواف رُکن ہیں۔

④ نیت۔

⑤ ترتیب یعنی پہلے احرام باندھنا پھر وقوف پھر طواف۔

⑥ ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا، یعنی وقوف اُس وقت ہونا جو مذکور ہوا اس کے بعد طواف اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔

---

[1] ..."لباب المناسك" (باب شرائط الحج) ص ٦٢.

⑦ مکان یعنی وقوف زمینِ عرفات میں ہونا سوا بطنِ عرنہ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

حج کے واجبات

حج کے واجبات یہ ہیں:

(۱) میقات سے احرام باندھنا یعنی میقات سے بغیر احرام نہ گزرنا اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے۔

(۲) صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اس کو سعی کہتے ہیں۔

(۳) سعی کو صفا سے شروع کرنا اور اگر مروہ سے شروع کی تو پہلا پھیرا شمار نہ کیا جائے، اُس کا اعادہ کرے۔

(۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا، سعی کا طواف معتدبہ کے بعد یعنی کم سے کم چار پھیروں کے بعد ہونا۔

(۵) دن میں وقوف کیا تو اتنی دیر تک وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے خواہ آفتاب ڈھلتے ہی شروع کیا ہو یا بعد میں، غرض غروب تک وقوف میں مشغول رہے اور اگر رات میں وقوف کیا تو اس کے لیے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر وہ اُس واجب کا تارک ہوا کہ دن میں غروب تک وقوف کرتا۔

(۶) وقوف میں رات کا کچھ جز آجانا۔

(۷) عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا یعنی جب تک امام وہاں سے نہ نکلے یہ بھی نہ چلے، ہاں اگر امام نے وقت سے تاخیر کی تو اُسے امام کے پہلے چلا جانا جائز ہے اور اگر بھیڑ وغیرہ کسی ضرورت سے امام کے چلے جانے کے بعد ٹھہر گیا ساتھ نہ گیا جب بھی جائز ہے۔

(۸) مزدلفہ میں ٹھہرنا۔

(۹) مغرب و عشا کی نماز کا وقت عشا میں مزدلفہ میں آکر پڑھنا۔

(۱۰) تینوں جمروں پر دسویں، گیارھویں، بارھویں تینوں دن کنکریاں مارنا یعنی دسویں کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارھویں بارھویں کو تینوں پر رَمی کرنا۔

(۱۱) جمرہ عقبہ کی رَمی پہلے دن حلق سے پہلے ہونا۔

(۱۲) ہر روز کی رَمی کا اسی دن ہونا۔

---

[1] ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في فروض الحج و واجباته، ج۳، ص۵۳۶.

(۱۳) سر مونڈانا یا بال کتروانا۔ (۱۴) اور اُس کا ایامِ نحر اور (۱۵) حرم شریف میں ہونا اگرچہ منیٰ میں نہ ہو۔

(۱۶) قِران اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور

(۱۷) اس قربانی کا حرم اور ایامِ نحر میں ہونا۔

(۱۸) طوافِ افاضہ کا اکثر حصہ ایامِ نحر میں ہونا۔ عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اُس کا نام طوافِ اِفاضہ ہے اور اُسے طوافِ زیارت بھی کہتے ہیں۔ طوافِ زیارت کے اکثر حصہ سے جتنا زائد ہے یعنی تین پھیرے ایامِ نحر کے غیر میں بھی ہوسکتا ہے۔

(۱۹) طواف حطیم کے باہر سے ہونا۔

(۲۰) دہنی طرف سے طواف کرنا یعنی کعبہ معظمہ طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہو۔

(۲۱) عذر نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا، یہاں تک کہ اگر گھسٹتے ہوئے طواف کرنے کی منت مانی جب بھی طواف میں پاؤں سے چلنا لازم ہے اور طوافِ نفل اگر گھسٹتے ہوئے شروع کیا تو ہوجائے گا مگر افضل یہ ہے کہ چل کر طواف کرے۔

(۲۲) طواف کرنے میں نجاستِ حکمیہ سے پاک ہونا یعنی جنب [1] و بے وضو نہ ہونا، اگر بے وضو یا جنابت میں طواف کیا تو اعادہ کرے۔

(۲۳) طواف کرتے وقت ستر چھپا ہونا یعنی اگر ایک عضو کی چوتھائی یا اس سے زیادہ حصہ کھلا رہا تو دَم واجب ہوگا اور چند جگہ سے کھلا رہا تو جمع کریں گے، غرض نماز میں ستر کھلنے سے جہاں نماز فاسد ہوتی ہے یہاں دَم واجب ہوگا۔

(۲۴) طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، نہ پڑھی تو دَم واجب نہیں۔

(۲۵) کنکریاں پھینکنے اور ذبح اور سر مُنڈانے اور طواف میں ترتیب یعنی پہلے کنکریاں پھینکے پھر غیر مُفرِد قربانی کرے پھر سر منڈائے پھر طواف کرے۔

(۲۶) طوافِ صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کے لیے رخصت کا طواف کرنا۔ اگر حج کرنے والی حیض یا نفاس سے ہے اور طہارت سے پہلے قافلہ روانہ ہوجائے گا تو اس پر طوافِ رخصت نہیں ۔

1...... یعنی جس پر جماع یا احتلام یا شہوت کے ساتھ مَنی خارج ہونے کی وجہ سے غُسل فرض ہوگیا ہو۔

(۲۷) وقوفِ عرفہ کے بعد سر مُنڈانے تک جماع نہ ہونا۔

(۲۸) احرام کے ممنوعات، مثلاً سِلا کپڑا پہننے اور مونھ یا سر چھپانے سے بچنا۔[1]

مسئلہ ۴۴: واجب کے ترک سے دَم لازم آتا ہے خواہ قصداً ترک کیا ہو یا سہواً خطا کے طور پر ہو یا نسیان کے، وہ شخص اس کا واجب ہونا جانتا ہو یا نہیں، ہاں اگر قصداً کرے اور جانتا بھی ہے تو گنہگار بھی ہے مگر واجب کے ترک سے حج باطل نہ ہوگا، البتہ بعض واجب کا اس حکم سے اِستثنا ہے کہ ترک پر دَم لازم نہیں، مثلاً طواف کے بعد کی دونوں رکعتیں یا کسی عذر کی وجہ سے سر نہ منڈانا یا مغرب کی نماز کا عشا تک مؤخر نہ کرنا یا کسی واجب کا ترک، ایسے عذر سے ہو جس کو شرع نے معتبر رکھا ہو یعنی وہاں اجازت دی ہو اور کفارہ ساقط کر دیا ہو۔

حج کی سنتیں

① طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا مکہ معظمہ میں حاضر ہو کر سب میں پہلا جو طواف کرے اُسے طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم مفرد اور قارن کے لیے سنت ہے، متمتع کے لیے نہیں۔

② طواف کا حجرِ اسود سے شروع کرنا۔

③ طواف قدوم یا طواف فرض میں رَمَل کرنا۔

④ صفا و مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں، اُن کے درمیان دوڑنا۔

⑤ امام کا مکہ میں ساتویں کو اور

⑥ عرفات میں نویں کو اور

⑦ منیٰ میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔

⑧ آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔

⑨ نویں رات منیٰ میں گزارنا۔

⑩ آفتاب نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہونا۔

⑪ وقوف عرفہ کے لیے غسل کرنا۔

---

[1] ... "لباب المناسك" للسندی، (فصل في واجباته) ص۶۸-۷۳.

و"الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۷۸۹-۷۹۱، وغیرہ.

(۱۲) عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا اور

(۱۳) آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے منٰی کو چلا جانا۔

(۱۴) دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں اُن کو منٰی میں گزارنا اور اگر تیرھویں کو بھی منٰی میں رہا تو بارھویں کے بعد کی رات کو بھی منٰی میں رہے۔

(۱۵) ابطح یعنی وادی مُحَصَّب میں اُترنا، اگرچہ تھوڑی دیر کے لیے ہو اور ان کے علاوہ اور بھی سنتیں ہیں، جن کا ذکر اثنائے بیان میں آئے گا۔ نیز حج کے مستحبات ومکروہات کا بیان بھی موقع موقع سے آئے گا۔

اب حرمین طیبین کی روانگی کا قصد کرو اور آداب سفر و مقدماتِ حج جو لکھے جاتے ہیں اُن پر عمل کرو۔

آداب سفر و مقدماتِ حج کا بیان

(۱) جس کا قرض آتا یا امانت پاس ہو ادا کردے، جن کے مال ناحق لیے ہوں واپس دے یا معاف کرالے، پتا نہ چلے تو اتنا مال فقیروں کو دیدے۔

(۲) نماز، روزہ، زکاۃ جتنی عبادات ذمہ پر ہوں ادا کرے اور تائب ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کرے۔

(۳) جس کی بے اجازت سفر مکروہ ہے جیسے ماں، باپ، شوہر اُسے رضامند کرے، جس کا اس پر قرض آتا ہے اُس وقت نہ دے سکے تو اُس سے بھی اجازت لے، پھر حجِ فرض کسی کے اجازت نہ دینے سے روک نہیں سکتا، اجازت میں کوشش کرے نہ ملے جب بھی چلا جائے۔

(۴) اس سفر سے مقصود صرف اللہ (عزوجل) و رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں، ریا و سُمعہ وفخر سے جُدا رہے۔

(۵) عورت کے ساتھ جب تک شوہر یا محرم بالغ قابلِ اطمینان نہ ہو، جس سے نکاح ہمیشہ کو حرام ہے سفر حرام ہے، اگر کرے گی حج ہو جائے گا مگر ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔

(۶) توشہ مالِ حلال سے لے ورنہ قبولِ حج کی امید نہیں اگرچہ فرض اُتر جائے گا، اگر اپنے مال میں کچھ شُبہہ ہو تو قرض لے کر حج کو جائے اور وہ قرض اپنے مال سے ادا کردے۔

(۷) حاجت سے زیادہ توشہ لے کہ رفیقوں کی مدد اور فقیروں پر تصدق کرتا چلے، یہ حجِ مبرور کی نشانی ہے۔

(۸) عالم کتب فقہ بقدر کفایت ساتھ لے اور بے علم کسی عالم کے ساتھ جائے۔ یہ بھی نہ ملے تو کم از کم یہ رسالہ ہمراہ ہو۔

(۹) آئینہ، سرمہ، کنگھا، مسواک ساتھ رکھے کہ سُنّت ہے۔

(۱۰) اکیلا سفر نہ کرے کہ منع ہے۔ رفیق دیندار صالح ہو کہ بددین کی ہمراہی سے اکیلا بہتر، رفیق اجنبی کنبہ والے سے بہتر ہے۔

(۱۱) حدیث میں ہے، ''جب تین آدمی سفر کو جائیں اپنے میں ایک کو سردار بنالیں۔''[1] اس میں کاموں کا انتظام رہتا ہے، سردار اُسے بنائیں جو خوش خلق عاقل دیندار ہو، سردار کو چاہیے کہ رفیقوں کے آرام کو اپنی آسائش پر مقدم رکھے۔

(۱۲) چلتے وقت سب عزیزوں دوستوں سے ملے اور اپنے قصور معاف کرائے اور اب اُن پر لازم کہ دل سے معاف کردیں۔ حدیث میں ہے: ''جس کے پاس اس کا مسلمان بھائی معذرت لائے واجب ہے کہ قبول کرلے، ورنہ حوضِ کوثر پر آنا نہ ملے گا۔''[2]

(۱۳) وقتِ رُخصت سب سے دعا کرائے کہ برکت پائے گا کہ دوسروں کی دعا کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہے اور یہ نہیں معلوم کہ کس کی دعا مقبول ہو۔ لہٰذا سب سے دعا کرائے اور وہ لوگ حاجی یا کسی کو رُخصت کریں تو وقتِ رخصت یہ دعا پڑھیں:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ .[3]

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کو رخصت فرماتے تو یہ دعا پڑھتے اور اگر چاہے اس پر اتنا اضافہ کرے۔

وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَيَسَّرَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُمَا كُنْتَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَجَنَّبَكَ الرَّدٰى .[4]

(۱۴) اُن سب کے دین، جان، مال، اولاد، تندرستی، عافیت خدا کو سونپے۔

(۱۵) لباسِ سفر پہن کر گھر میں چار رکعت نفل اَلْحَمْدُ و قُلْ سے پڑھکر باہر نکلے۔ وہ رکعتیں واپس آنے تک اُس کے اہل و مال کی نگہبانی کریں گی۔ نماز کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ ثِقَتِيْ وَاَنْتَ رِجَائِيْ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَا اَهَمَّنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ بِهٖ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ عَزَّ جَارُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى وَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَ وَجِّهْنِيْ اِلَى الْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب الجهاد، باب في القوم يسافرون ...إلخ، الحديث: ٢٦٠٨، ج٣، ص٥١.

2 ...... "المستدرك"، كتاب البر والصلة، باب بروا آبائكم تبر ابناؤكم، الحديث: ٧٣٤٠، ج٥، ص٢١٣، و"فتاوی رضویہ"، ج١٠، ص٧٢٦.

3 ...... ترجمہ: اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرے دین اور تیری امانت کو اور تیرے عمل کے خاتمہ کو۔ ۱۲

4 ...... ترجمہ: اور تیرے گناہ کو بخش دے اور تیرے لئے خیر میسر کرے، تو جہاں ہو اور تقویٰ کو تیرا توشہ کرے اور تجھے ہلاکت سے بچائے۔ ۱۲

وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَالْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ .[1]

(۱۶) گھر سے نکلنے کے پہلے اور بعد کچھ صدقہ کرے۔

(۱۷) جدھر سفر کو جائے جمعرات یا ہفتہ یا پیر کا دن ہو اور صبح کا وقت مبارک ہے اور اہلِ جُمعہ کو روزِ جُمعہ قبلِ جُمعہ سفر اچھا نہیں۔

(۱۸) دروازہ سے باہر نکلتے ہی یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نُزَلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نُضَلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا اَحَدٌ .[2]

اور درود شریف کی کثرت کرے۔

(۱۹) سب سے رخصت کے بعد اپنی مسجد سے رخصت ہو، وقتِ کراہت نہ ہو تو اس میں دو رکعت نفل پڑھے۔

(۲۰) ضروریاتِ سفر اپنے ساتھ لے اور سمجھدار اور واقف کار سے مشورہ بھی لے، پہننے کے کپڑے وافر ہوں اور متوسط الحال شخص کو چاہیے کہ موٹے اور مضبوط کپڑے لے اور بہتر یہ کہ ان کو رنگ لے اور اگر خیال ہو کہ جاڑوں کا زمانہ آجائے گا تو کچھ گرم کپڑے بھی ساتھ رکھے اور جاڑوں کا موسم ہو اور خیال ہو کہ واپسی تک گرمی آجائے گی تو کچھ گرمیوں کے کپڑے بھی لے لے۔ بچھانے کے واسطے اگر چھوٹا سا روئی کا گدا بھی ہو تو بہت اچھا ہے کہ جہاز میں بلکہ اُونٹ پر بچھانے کے لیے بہت آرام دیتا ہے بلکہ وہاں پہنچ کر بھی اس کی حاجت پڑتی ہے۔ کیونکہ ہندوستانی آدمی عموماً چار پائیوں پر سونے کے عادی ہوتے ہیں۔ چٹائی

---

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تیری مدد سے میں نکلا اور تیری طرف متوجہ ہوا اور تیرے ساتھ میں نے اعتصام کیا اور تجھی پر توکل کیا، اے اللہ (عزوجل)! تو میرا اعتماد ہے اور تو میری امید ہے۔ الٰہی تو میری کفایت کر اُس چیز سے جو مجھے فکر میں ڈالے اور اُس سے جس کی میں فکر نہیں کرتا اور اُس سے جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔ تیری پناہ لینے والا باعزت ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

الٰہی! تقویٰ کو میرا زادِ راہ کر اور میرے گناہوں کو بخش دے اور مجھے خیر کی طرف متوجہ کر جدھر میں توجہ کروں۔ الٰہی! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سفر کی تکلیف سے اور واپسی کی برائی سے اور آرام کے بعد تکلیف سے اور اہل و مال و اولاد میں بُری بات دیکھنے سے۔ ۱۲

2 ...... ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کے ساتھ اور اللہ (عزوجل) کی مدد سے اور اللہ (عزوجل) پر توکل کیا میں نے اور گناہ سے پھرنا اور نیکی کی قوت نہیں مگر اللہ (عزوجل) سے، اے اللہ! (عزوجل) ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ لغزش کریں یا ہمیں کوئی لغزش دے یا گمراہ ہوں یا گمراہ کیے جائیں یا ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا جہالت کریں یا ہم پر کوئی جہالت کرے۔ ۱۲

وغیرہ پر سونے میں تکلیف ہوتی ہے اور گدّے کی وجہ سے کچھ تلافی ہو جائے گی اور صابون بھی ساتھ لے جائے کہ اکثر اپنے ہاتھ سے کپڑے دھونے پڑتے ہیں کہ وہاں دھوبی میسر نہیں آتے۔

اور ایک دیسی کمبل بھی ہونا چاہیے کہ یہ اُونٹ کے سفر میں بہت کام دیتا ہے جہاں چاہو بچھالو بلکہ بعض مرتبہ جہاز پر بھی کام دیتا ہے اور شقدف پر ڈالنے کے لیے بوری کا ٹاٹ لے لیا جائے، چاقو اور سُتلی اور سُوا ہونا بھی ضروری ہے۔

اور کچھ تھوڑی سی دوائیں بھی رکھ لے کہ اکثر حجاج کو ضرورت پڑتی ہے، مثلاً کھانسی، بخار، زکام، پیچش، بدہضمی کہ ان سے کم لوگ بچتے ہیں۔ لہٰذا گُلِ بنفشہ، خطمی، گاؤ زبان، ملیٹھی کہ یہ بخار، زکام، کھانسی میں کام دیں گی پیچش کے لیے چاروں تخم یا کم از کم اسپغول ہو اور بدہضمی کے لیے آلوئے بخارا، نمک سلیمانی ہو اور کوئی چُورن بھی ساتھ ہو کہ اکثر اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً بادیان، پودینہ خشک، ہلیلہ سیاہ، نمک سیاہ کہ انھیں کا چُورن بنالے کافی ہوگا، اور عرق کافور و پیپر منٹ ہو تو یہ بہت امراض میں کام دیتے ہیں۔

دوائیں ضرور ہوں کہ ان کی اکثر ضرورت پڑتی ہے اور میسر نہیں آتیں اگر تم کو خود ضرورت نہ ہوئی اور جس کو ضرورت پڑی اور تم نے دیدی وہ اُس کسمپرسی کی حالت میں تمھارے لیے کتنی دعائیں دے گا

اور برتنوں کی قسم سے اپنی حیثیت کے موافق ساتھ رکھے، ایک دیگچی ایسی جس میں کم از کم دو آدمیوں کا کھانا پک جائے یہ تو ضروری ہے کیونکہ اگر تنہا بھی ہے جب بھی بدو کو کھانا دینا ہوگا اور اگر چند قسم کے کھانے کھانا چاہتا ہو تو اسی انداز سے پکانے کے برتن ساتھ ہوں اور پیالے رکابیاں بھی اُسی انداز سے ہوں اور ہر شخص کو ایک مشکیزہ بھی ساتھ رکھنا ضروری ہے۔ اولاً تو جہاز پر بھی پانی لینے میں آسانی ہوگی، دوم اونٹ پر بغیر اس کے کام نہیں چل سکتا کیونکہ پانی صرف منزل پر ملتا ہے پھر درمیان میں ملنا دشوار ہے بلکہ نہیں ملتا، اگر مشکیزہ ساتھ ہوا تو اس میں پانی لے کر اُونٹ پر رکھ لوگے کہ پینے کے بھی کام آئے گا اور وضو و طہارت کے لیے بھی اگر تمھارے پاس خود نہ ہوا تو کس سے مانگو گے اور شاید ہی کوئی دے اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ۔

اور ڈول رسّی بھی ساتھ ہو کیونکہ بعض منزلوں پر بعض وقت خود بھرنا پڑتا ہے اور اکثر جگہ پانی بیچنے والے آجاتے ہیں اور جہاز کا نل بعض مرتبہ بند ہو جاتا ہے اس وقت اگر میٹھا پانی حاجت سے زیادہ نہ ہوا تو وضو وغیرہ دیگر ضروریات میں سمندر سے پانی نکال کر کام چلا سکتے ہو۔

کچھ تھوڑے سے پھٹے پرانے کپڑے بھی ساتھ رکھو کہ جہاز پر استنجا سکھانے میں کام دیں گے۔

لوہے کا چُولھا بھی ساتھ رکھو کہ جہاز پر اس کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ اگر کوئلے والا چُولھا ہو تو بمبئی سے حسبِ

ضرورت کو کلّے بھی خرید لو اور لکڑی والا چولھا ہو تو لکڑی لے جانے کی حاجت نہیں۔ اس لیے کہ لکڑی جہاز والے کی طرف سے ضرورت کے لائق ملا کرتی ہے مگر اس صورت میں کلہاڑی کی حاجت پڑے گی کیونکہ جہاز پر موٹی موٹی لکڑیاں ملتی ہیں۔ انھیں چیرنے کی ضرورت پڑے گی۔ اور بمبئی سے کچھ لیمو ضرور لے لو کہ جہاز پر اکثر متلی آتی ہے۔ اُس وقت اس سے بہت تسکین ہوتی ہے، اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے معمولی تلیین لے لی جائے تو چکر کم آئے گا۔

اور مٹی یا پتھر کی کوئی چیز بھی ہو کہ اگر تیمم کرنا پڑے تو کام دے کہ جہاز میں کس چیز پر تیمم کرو گے اور کچھ نہ ہو تو مٹی کا کوئی برتن ہی ہو جس پر روغن نہ کیا ہو کہ وہ اور کام میں بھی آئے گا اور اُس پر تیمم بھی ہو سکے گا۔ بعض حجاج کپڑے پر جس پر غبار کا نام بھی نہیں ہوتا تیمم کر لیا کرتے ہیں نہ یہ تیمم ہوا نہ اس تیمم سے نماز جائز۔

ایک اوگالدان ہونا چاہیے کہ جہاز میں اگر قے کی ضرورت محسوس ہو تو کام دے گا ورنہ کہاں قے کریں گے اور اس کے علاوہ تھوکنے کے لیے بھی کام دے گا۔ اس کے لیے بمبئی میں خاص اسی مطلب کے اوگالدان ٹین کے ملتے ہیں وہاں سے خرید لے اور ایک پیشاب کا برتن بھی ہو اس کی ضرورت بعض مرتبہ جہاز پر بھی پڑتی ہے۔ مثلاً چکر آتا ہے پاخانہ تک جانا دشوار ہے یہ ہوگا تو جہاں ہے وہیں پردہ کر کے فراغت کر سکے گا اور اونٹ پر شب میں بعض مرتبہ اترنے میں خطرہ ہوتا ہے یہ ہوگا تو اس کام کے لیے اترنے کی حاجت نہ ہوگی اس کے لیے بمبئی میں ٹین کا برتن جو خاص اِسی کام کے لیے ہوتا ہے خرید لے۔ چائے بھی تھوڑی ساتھ ہو تو آرام دے گی کہ جہاز پر اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ سمندر کی مرطوب ہَوا کے اثر کو دفع کرتی ہے نیز بدو بہت شوق سے پیتے ہیں، اگر تم انھیں چائے پلاؤ گے تو تم سے بہت خوش رہیں گے اور آرام پہنچائیں گے۔ اس کی پیالیاں تام چینی کی زیادہ مناسب ہیں کہ ٹوٹنے کا اندیشہ نہیں بلکہ کھانے پینے کے برتن بھی اسی کے ہوں تو بہتر ہے۔

تھوڑی موم بتیاں بھی ہوں کہ جہاز پر رات میں پاخانہ پیشاب کو جانے میں آرام دیں گی۔ پانی رکھنے کے لیے ٹین کے پیپے ہونے چاہیے کہ جہاز پر کام دیں گے اور منزل پر بھی۔ اچار چٹنی اگر ساتھ ہوں تو نہایت بہتر کہ ان کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔

اسباب رکھنے کے لیے ایک چیڑ کا بڑا صندوق ہونا چاہیے اور اس میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ بعض مرتبہ جہاز میں مسافروں کی کثرت ہوتی ہے اور جگہ نہیں ملتی اگر یہ ہوگا تو تیسرے درجے کے مسافر کو بیٹھنے بلکہ تھوڑی تکلیف کے ساتھ اس پر لیٹ رہنے کی جگہ مل جائے گی۔ اپنے صندوق اور بوری اور دیگر اسباب پر نام لکھ لو کہ اگر دوسرے کے سامان میں مل جائیں تو تلاش کرنے میں آسانی ہوگی۔

احرام کے کپڑے یعنی تہبند اور چادر یہیں سے یا بمبئی سے لے لے کیونکہ احرام جہاز ہی پر باندھنا ہوگا اور بہتر یہ کہ دو

جوڑے ہوں کہ اگر میلا ہوا تو بدل سکیں گے۔ مستورات ساتھ ہوں تو اُن کے احرام کی حالت میں مونھ چھپانے کو کھجور کے پنکھے جو خاص اسی کام کے لیے بنتے ہیں بمبئی سے خرید لے کہ احرام میں عورتوں کو کسی ایسی چیز سے مونھ چھپانا جو چہرہ سے چپٹی ہو حرام ہے۔ کفن بھی ساتھ ہو کہ موت کا وقت معلوم نہیں یا اتنا تو ہوگا کہ وہ کپڑا اس زمین پاک پر پہنچ جائے گا اور اسے زمزم میں غوطہ دے لوگے اور گرمی کا موسم ہو تو پنکھا بھی ساتھ ہو۔

اس کے بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ کھانے کے لیے کیا لے جائے کیونکہ اس میں ہر شخص کی مختلف حالت ہے اور لوگوں کو معلوم ہے کہ ہمیں کن چیزوں کی ضرورت ہوگی اور ہم کس طرح بسر کر سکتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق بعض خاص باتیں عرض کر دیتا ہوں۔ آٹا زیادہ نہ لے کیونکہ سمندر کی ہوا سے بہت جلد خراب ہو جاتا ہے اور اس میں سونڈیاں پڑ جاتی ہیں صرف اتنا لے کہ جہاز پر کام دیدے یا کچھ زائد بلکہ گیہوں لے لے کہ اس کو جدّہ یا مکۂ معظمہ یا مدینہ طیبہ میں جہاں چاہے پسوا سکتا ہے اور چاول ضرور ساتھ لے کہ اکثر کھچڑی پکانی پڑتی ہے اور آلو بھی ہوں کہ متواتر دال وقت سے کھائی جاتی ہے اور استطاعت ہو تو بکرے، مرغیاں، انڈے ساتھ رکھ لے۔

جہاز پر بعض مرتبہ گوشت مل جاتا ہے مگر اس میں خیال کر لے کہ کسی کافر یا مُرتد کا ذبح کیا ہوا تو نہیں۔[1] مسالے پسے ہوئے ہوں اور پیاز لہسن بھی ہوں، بڑیاں بھی ہوں تو بہتر ہے، مدینہ طیبہ کے راستے میں کئی منزلیں ایسی آتی ہیں جہاں دال نہیں گلتی، اس کے متعلق بھی کچھ انتظام کر لے، نیز مدینہ طیبہ جانے کے لیے مکۂ معظمہ سے بھُنے ہوئے چنے لے لے یا یہیں سے لیتا جائے کہ بعض مرتبہ اتنا موقع نہیں ملتا کہ دوسرے وقت کے لیے کھانا پکایا جائے ایسے وقت کام دیں گے۔ گھی حسبِ حیثیت زیادہ لے کہ بدوؤں کو زیادہ گھی دینا پڑتا ہے اور زیادہ گھی سے وہ خوش بھی ہوتے ہیں۔ مسور کی دال ضرور لے کہ جلد گلتی ہے اور بعض دفعہ ایسا ہی موقع ہوتا ہے کہ جلد کھانا تیار ہو جائے۔

(۲۱) خوشی خوشی گھر سے جائے اور ذکرِ الٰہی بکثرت کرے اور ہر وقت خوفِ خدا دل میں رکھے، غضب سے بچے، لوگوں کی بات برداشت کرے، اطمینان ووقار کو ہاتھ سے نہ دے، بیکار باتوں میں نہ پڑے۔

---

[1]..... فتاوی عالمگیری میں ہے: مُرتد کا ذبیحہ مُردار ہے اگرچہ بِسْمِ اللّٰہ پڑھ کر ذبح کرے۔ (عالمگیری ج۲ص۲۵۵) اور اگر مسلمان کا ذبح کردہ گوشت ذبح سے لیکر کھانے تک ایک لمحے کیلئے بھی مسلمان کی نظر سے اوجھل ہو کر اگر مُرتد یا غیر کتابی کافر کے قبضے میں گیا تو اس کا کھانا بھی ناجائز ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر وقتِ ذبح سے وقتِ خریداری تک وہ گوشت مسلمان کی نگرانی میں رہے، بیچ میں کسی وقت مسلمان کی نگاہ سے غائب نہ ہو اور یوں اطمینان کافی حاصل ہو کہ یہ مسلمان کا ذبیحہ ہے، تو اس کا خریدنا، جائز اور کھانا حلال ہوگا۔'' (فتاوی رضویہ، ج۲۰،ص۲۸۲)

(۲۲) گھر سے نکلے تو یہ خیال کرے جیسے دنیا سے جارہا ہے۔ چلتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّ عْثَآءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمُنْقَلَبِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ .

واپسی تک مال واہل وعیال محفوظ رہیں گے۔

(۲۳) اسی وقت آیۃ الکرسی اور قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ سے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تک تَبَّتْ کے سوا پانچ سورتیں سب مع بسم اللہ پڑھے پھر آخر میں ایک بار بسم اللہ شریف پڑھ لے، راستہ بھر آرام سے رہے گا۔

(۲۴) نیز اس وقت ﴿ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ﴾ [1] ایک بار پڑھ لے، بالخیر واپس آئیگا۔

(۲۵) ریل وغیرہ جس سواری پر سوار ہو، بسم اللہ تین بار کہے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحٰنَ اللّٰہِ ہر ایک تین تین بار، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک بار پھر کہے:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ مَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَۙ۝ وَ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۝ ﴾ [2] اُس کے شر سے بچے۔

(۲۶) جب دریا میں سوار ہو یہ کہے:

﴿ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖؔىهَا وَ مُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴾ ﴿ وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖۗ وَ الْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۝ ﴾ [3] ڈوبنے سے محفوظ رہے گا۔

---

1 ......پ ۲۰، القصص: ۸۵.

ترجمہ: بے شک جس نے تم پر قرآن فرض کیا تجھے واپسی کی جگہ کی طرف واپس کرنے والا ہے۔۱۲

2 ......پ ۲۵، الزخرف: ۱۳۔۱۴.

ترجمہ: پاک ہے وہ جس نے ہمارے لیے اسے مسخر کیا اور ہم اس کو فرمانبردار نہیں بنا سکتے تھے اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔۱۲

3 ......اس دعا میں پہلی آیت سورۂ ھود (آیت:۴۱) کی ہے، جب کہ دوسری آیت سورۂ زمر (آیت:۶۷) کی ہے۔

ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے نام کی مدد سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے بے شک میرا رب بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور انھوں نے اللہ (عزوجل) کی قدر جیسی چاہیے نہ کی اور زمین پوری قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہے اور آسمان اس کے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہیں، پاک اور برتر ہے اُس سے جسے اُس کا شریک بتاتے ہیں۔۱۲

(۲۷) جہاز پر سوار ہونے میں کوشش کرے کہ پہلے سوار ہو جائے کیونکہ جو پہلے پہنچ گیا اچھی اور کشادہ جگہ لے سکتا ہے اور جو جگہ یہ لے گا پھر اس کو کوئی ہٹا نہ سکے گا اور اُترنے میں جلدی نہ کرے کہ اس میں بعض مرتبہ کوئی سامان رہ جاتا ہے۔

(۲۸) تیسرے درجہ میں سفر کرنے والا جہاز پر بچھانے کو چٹائی ضرور لے لے ورنہ بستر اکثر خراب ہو جاتا ہے۔ چند ہمراہی ہوں تو بعض نیچے کے کمرہ میں جگہ لیں اور بعض اُوپر کے، کہ اگر گرمی معلوم ہوئی تو نیچے والے اُوپر کے درجہ میں آکر بیٹھ سکیں گے اور سردی معلوم ہوئی تو یہ اُن کے پاس چلے جائیں گے۔

(۲۹) جب بمبئی سے روانہ ہوں گے قبلہ کی سمت بدلتی رہے گی اس کے لیے ایک نقشہ دیا جاتا ہے، اس سے سمت قبلہ معلوم کرسکو گے۔ قُطب نما پاس رکھا جائے، جدھر وہ قُطب بتائے اسی طرف اس دائرہ کا خط شمال کر دیا جائے پھر جس سمت کو قبلہ لکھا ہے اُس طرف مونھ کر کے نماز پڑھیں۔

جنوب
قبلہ مدینہ طیبہ
شمال

(۳۰) جدہ میں جہاز کنارہ پر نہیں کھڑا ہوتا جیسے بمبئی میں گودی بنی ہے وہاں نہیں ہے بلکہ وہاں کشتیوں پر سوار ہو کر کنارے پہنچتے ہیں، یہ بات ضرور خیال میں رکھے کہ جس کشتی میں اپنا سامان ہو اُسی میں خود بھی بیٹھے اگر ایسا نہ کیا بلکہ سامان کسی میں اُترا اور اپنے آپ دوسری پر بیٹھا تو سامان ضائع ہو جانے کا خوف ہے یا کم از کم تلاش کرنے میں دقت ہوگی، کشتی والے بطور انعام کچھ مانگتے ہیں اُنھیں دیدیا جائے۔

(۳۱) اب یہاں سے سامان کی حفاظت میں پوری کوشش کرے، ہر کام میں نہایت چُستی و ہوشیاری رکھے۔ کشتی سے

اُترنے کے بعد چونگی خانہ میں جسے کُسٹم کہتے ہیں سامان کی تفتیش ہوتی ہے اس میں فقط یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی چیز تجارت کی غرض سے تو نہیں لایا ہے۔ اگر تجارتی سامان پائیں گے اُس کی چونگی لیں گے اور تجارتی سامان نہ ہو تو چاہے کتنی ہی کھانے پینے اور دیگر ضرورت کی چیزیں ہوں اُن سے کچھ تعرض [1] نہ کریں گے۔

(۳۲) مکۂ معظمہ میں جتنے معلّم ہیں اُن سب کے جدہ میں وکیل رہتے ہیں جب تم کشتی سے اُترو گے پھاٹک پر حکومت کا آدمی ہوگا کشتی کا کرایہ جو مقرر ہے وصول کرلے گا اور وہ تم سے پوچھے گا معلّم کون ہے جس معلّم کا نام لوگے اس کا وکیل تمھیں اپنے ساتھ لے گا اور وہ تمھارے سامان کو اُٹھوا کر اپنے یہاں یا کسی کرایہ کے مکان میں لے جائے گا اس وقت تمھیں چاہیے کہ اپنے سامان کے ساتھ خود جاؤ اور اگر تم کئی شخص ہو اور سامان زیادہ ہے تو بعض یہاں سامان کی نگرانی کریں بعض سامان کی گاڑی کے ساتھ جائیں۔ اس لیے کہ بعض مرتبہ سامان گاڑی سے گر جاتا ہے اور گاڑی والے خیال بھی نہیں کرتے اس میں ان کا کیا نقصان ہے کوئی ضرورت کی چیز گر گئی تو تمھیں کو تکلیف ہوگی۔

(۳۳) جدہ میں پانی اکثر اچھا نہیں ملتا کچھ خفیف کھاری ہوتا ہے، پانی خریدو تو چکھ لیا کرو۔

(۳۴) مکۂ معظمہ کے لیے اونٹ کا کرایہ کرنا اُسی وکیل کا کام ہے اور اُس زمانہ میں حکومت کی طرف سے کرایہ مقرر ہو جاتا ہے جس سے کمی بیشی نہیں ہوتی۔ شقدف، شبری جس کی تمھیں خواہش ہو اُس کے موافق وکیل اونٹ کرایہ کردے گا اور کرایہ پیشگی ادا کرنا ہوگا اور اُسی اونٹ کے کرایہ میں دریا کے کنارے سے مکان تک اسباب لانے کی مزدوری اور مکان کا کرایہ اور وکیل کا محنتانہ سب کچھ جوڑ لیا جاتا ہے تمھیں کسی چیز کے دینے کی ضرورت نہیں، ہاں اگر تم پیدل جانا چاہو گے تو یہ تمام مصارف تم سے وکیل وصول کرے گا۔

(۳۵) شبری کی پوری قیمت لے لی جاتی ہے۔ اب وہ تمھاری ہوگئی مکۂ معظمہ پہنچ کر جو چاہو کرو اگر وہ مضبوط ہے تو مدینہ طیبہ کے سفر میں بھی کام دے گی۔ شقدف کا کرایہ لیا جاتا ہے کہ مکۂ معظمہ پہنچ کر اب تمھیں اس سے سروکار نہیں ہاں اگر تم چاہو تو جدہ میں شقدف خرید بھی سکتے ہو جو پورے سفر میں تمھیں کام دے گا پھر جدہ پہنچ کر تھوڑے داموں پر فروخت بھی ہوسکتا ہے۔ شقدف میں زیادہ آرام ہے کہ آدمی سو بھی سکتا ہے اور شبری میں بیٹھا رہنا پڑتا ہے مگر اس میں سامان زیادہ رکھا جاسکتا ہے اور شقدف میں بہت کم۔

(۳۶) اگر اسباب زیادہ ہو تو مکۂ معظمہ تک اس کے لیے الگ اونٹ کرلو اور جو چیزیں ضرورت سے زیادہ ہوں چاہو تو

[1] ...... یہ اس زمانہ میں تھا اب اس زمانہ حکومت نجدیہ میں ایسا نہیں۔

یہیں جدہ ہی میں وکیل کے سپرد کردو جب تم آؤ گے وکیل وہ چیز تمھارے حوالہ کردے گا اور اس کا کرایہ مثلاً فی بوری یا فی صندوق آٹھ آنے یا کم وبیش کے حساب سے لے لے گا اگرچہ تمھاری واپسی چار پانچ مہینے کے بعد ہو۔

(۳۷) اگر جہاز کا ٹکٹ واپسی کا ہے تو اُسے باحتیاط رکھو اور اُس کا نمبر بھی لکھ لو کہ شاید ٹکٹ ضائع ہو جائے تو نمبر سے کام چل جائے گا اگرچہ دقت ہوگی اور تم کو اطمینان ہو تو ٹکٹ وکیل کے پاس رکھ سکتے ہو۔

(۳۸) کرایہ کے اونٹ وغیرہ پر جو کچھ بار کرو اُس کے مالک کو دکھالو اور اس سے زیادہ بے اس کی اجازت کے کچھ نہ رکھو۔

(۳۹) جانور کے ساتھ نرمی کرو، طاقت سے زیادہ کام نہ لو، بے سبب نہ مارو، نہ کبھی مونھ پر مارو، حتی الوسع اس پر نہ سوؤ کہ سوتے کا بوجھ زیادہ ہوتا ہے کسی سے بات وغیرہ کرنے کو کچھ دیر ٹھہرنا ہو تو اُتر لو اگر ممکن ہو۔

(۴۰) صبح وشام اُتر کر کچھ دُور پیادہ چل لینے میں دینی و دنیوی بہت فائدے ہیں۔

(۴۱) بدوؤں اور سب عربیوں سے بہت نرمی کے ساتھ پیش آئے، اگر وہ سختی کریں ادب سے تحمل کرے اس پر شفاعت نصیب ہونے کا وعدہ فرمایا ہے۔ خصوصاً اہلِ حرمین، خصوصاً اہلِ مدینہ، اہلِ عرب کے افعال پر اعتراض نہ کرے، نہ دل میں کدورت لائے، اس میں دونوں جہاں کی سعادت ہے۔

اے کہ حمّال عیب خویشتنید ‌ ‌ ‌ طعنہ بر عیب دیگراں مکنید [1]

(۴۲) جو عربی نہیں جانتا اُسے بعض تند خُو جمال وغیرہم گالیاں بلکہ مغلظات تک دیتے ہیں ایسا اتفاق ہو تو شُنیدہ کو محض ناشنیدہ [2] کر دیا جائے اور قلب پر بھی میل نہ لایا جائے۔ یوہیں عوام اہلِ مکہ کہ سخت خُو وتند مزاج ہیں اُن کی سختی پر نرمی لازم ہے۔

(۴۳) جمال یعنی اونٹ والوں کو یہاں کے سے کرایہ والے نہ سمجھے بلکہ اپنا مخدوم جانے اور کھانے پینے میں اُن سے بُخل نہ کرے کہ وہ ایسوں ہی سے ناراض ہوتے ہیں اور تھوڑی بات میں بہت خوش ہو جاتے ہیں اور امید سے زیادہ کام آتے ہیں۔

(۴۴) قبولِ حج کے لیے تین شرطیں ہیں:

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ﴾ [3]

---

❶ ......یعنی جو شخص اپنا عیب اٹھائے ہے، وہ دوسروں کے عیب پر طعنہ نہ دے۔

❷ ......یعنی سنی کو ان سنی

❸ ......پ ۲، البقرۃ: ۱۹۷.

حج میں نہ فحش بات ہو، نہ ہماری نافرمانی، نہ کسی سے جھگڑا لڑائی۔

تو ان باتوں سے نہایت ہی دُور رہنا چاہیے، جب غصّہ آئے یا جھگڑا ہو یا کسی معصیت کا خیال ہو فوراً سر جھکا کر قلب کی طرف متوجہ ہو کر اس آیت کی تلاوت کرے اور دو ایک بار لاحول شریف پڑھے، یہ بات جاتی رہے گی یہی نہیں کہ اسی کی طرف سے ابتدا ہو یا اس کے رُفقا [1] ہی کے ساتھ جدال بلکہ بعض اوقات امتحاناً راہ چلتوں کو پیش کر دیا جاتا ہے کہ بے سبب اُلجھتے بلکہ سب وشتم ولعن وطعن کو تیار ہوتے ہیں، اسے ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے، مبادا [2] ایک دو کلمے میں ساری محنت اور روپیہ برباد ہو جائے۔

(۴۵) کمزور اور عورتوں کو اونٹ پر چڑھنے کے لیے ایک سیڑھی جدہ میں لے لی جائے تو چڑھنے اُترنے میں آسانی ہوگی۔ جدہ سے مکۂ معظمہ دو دن کا راستہ ہے صرف ایک منزل راستہ میں پڑتی ہے جس کو بحرہ کہتے ہیں، اب جب یہاں سے روانہ ہو تو ان تمام باتوں پر لحاظ رکھو جو لکھی جاچکیں اور جو آئندہ بیان ہوں گی۔

(۴۶) اونٹ پر عموماً دو شخص سوار ہوتے ہیں۔ شقدف اور شبری میں دونوں طرف بوجھ برابر رہنا ضرور ہے اگر ایک جانب کا آدمی ہلکا ہو تو اُدھر اسباب رکھ کر وزن برابر کرلیں۔ یوں بھی وزن برابر نہ ہو تو ہلکا آدمی اپنے شقدف یا شبری میں کنارہ بیرونی سے قریب ہو جائے اور بھاری آدمی اونٹ کی پیٹھ سے نزدیک ہو جائے۔

(۴۷) بعض مرتبہ کسی جانب کا پلہ جھک جاتا ہے اس کا خیال رکھو جب ایسا ہو تو فوراً اس طرح بیٹھ جاؤ کہ درست ہو جائے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے اونٹ کو بھی تکلیف ہوتی ہے اور شبری ہو تو گرنے کا قوی اندیشہ ہے۔ اس کے درست کرنے کو اونٹ والا میزان میزان کہہ کر تمھیں متنبہ کرے گا۔ تمھیں چاہیے کہ فوراً درست کرلو ورنہ اونٹ والا ناراض ہوگا۔

(۴۸) راہ میں کہیں چڑھائی آتی ہے کہیں اُتار، جب چڑھائی ہو خوب آگے اونٹ کی گردن کے قریب دونوں آدمی ہو جائیں اور جب اُتار ہو خوب پیچھے دُم کے نزدیک ہو جائیں۔ جب راہ ہموار آئے پھر بیچ میں ہو جائیں یہ نشیب وفراز کبھی آدمی کے سوتے میں آتے ہیں یا اُسے اس طرف التفات نہیں ہوتا، اس وقت جمال جگاتا اور متنبہ کرتا ہے اول اول یا گدّام گدّام کہے تو آگے کو سرک کر بیٹھ جاؤ اور اگر وراء وراء کہے تو پیچھے ہٹ جاؤ، اور بعض بدو ایک آدھ لفظ ہندی سیکھے ہوئے پیچھو پیچھو کہتے ہیں یعنی پیچھے پیچھے اور کبھی غلطی سے آگے کہنا ہوتا ہے اور پیچھو کہتے ہیں۔ دیکھ کر صحیح بات پر فوراً عمل کیا جائے اور اُس جگانے پر ناراض نہ ہونا چاہیے کہ ایسا نہ ہو تو معاذ اللہ گر جانے کا احتمال ہے۔

1 ...... رفیق کی جمع۔ ساتھی۔ دوست۔

2 ...... یعنی ایسا نہ ہو۔ خدا نہ کرے۔

(۴۹) جب منزل پر پہنچو تو اُترنے میں تاخیر مت کرو کہ دیر کرنے میں اونٹ والے ناراض ہوتے اور پریشان کرتے ہیں اور روانگی کے وقت بالکل تیار رہو۔ تمام ضروریات سے پہلے ہی فارغ ہولو۔

(۵۰) اُترنے اور چڑھنے کے وقت خصوصیت کے ساتھ بہت ہوشیاری اور دیکھ بھال کی ضرورت ہے کہ ان دو وقتوں میں سامان کے ضائع ہونے اور چھوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اس وقت بعض دفعہ چور بھی آجاتے ہیں جن کو وہاں کی زبان میں حرامی کہتے ہیں۔

(۵۱) منزلوں پر سودا بیچنے والے اور پانی لے کر بکثرت بدو آجاتے ہیں اُن سے بھی احتیاط رکھو کہ بعض اُن میں کے موقع پا کر کوئی چیز اُٹھالے جاتے ہیں۔

(۵۲) جس منزل میں اُترے، وہاں یہ دعا پڑھ لے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنَا خَيْرَ هٰذَا الْمَنْزِلِ وَ خَيْرَ مَا فِيْهِ وَاكْفِنَا شَرَّ هٰذَا الْمَنْزِلِ وَشَرَّ مَا فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ط[1] ہر نقصان سے بچے گا اور بہتر یہ ہے کہ وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔

(۵۳) منزل میں راستہ سے بچ کر اُترے کہ وہاں سانپ وغیرہ موذیوں کا گزر رہتا ہے۔

(۵۴) جب منزل سے کوچ کرے دو رکعت نماز پڑھ کر روانہ ہو۔ حدیث میں ہے، ''روزِ قیامت وہ منزل اُس کے حق میں اس امر کی گواہی دے گی۔''[2]

نیز انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، ''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی منزل میں اُترتے دو رکعت نماز پڑھ کر وہاں سے رخصت ہوتے۔''[3]

(۵۵) راستہ پر پیشاب وغیرہ باعثِ لعنت ہے۔

(۵۶) منزل میں متفرق ہو کر نہ اُتریں بلکہ ایک جگہ رہیں۔

(۵۷) اکثر رات کو قافلہ چلتا رہتا ہے اِس حالت میں اگر سوؤ تو غافل ہو کر نہ سوؤ، بلکہ بہتر یہ ہے کہ دونوں آدمیوں

---

1 ...ترجمہ: اللہ کے کلماتِ تامہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا الٰہی تو ہم کو اس منزل کی خیر عطا کر اور اس کی خیر جو کچھ اس میں ہے اور اس کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اس کے شر سے ہمیں بچا۔ الٰہی تو ہم کو برکت والی منزل میں اُتار اور تو بہتر اُتارنے والا ہے۔۱۲

2 ......

3 ...."المستدرك"، كتاب المناسك، كان لاينزل منزلاً إلاودعه بركعتين، الحديث: ۱۶۷۷، ج۲، ص۹۲.

میں جوایک اونٹ پر سوار ہیں باری باری سے ایک سوئے ایک جاگتا رہے کہ ایسے وقت کہ دونوں غافل سو جائیں بعض مرتبہ چوری ہوجاتی ہے۔ شُبری کے نیچے سے چور بوری کاٹ لے جاتے ہیں اور شقدف بھی بغل کی جانب سے چاک کر کے مال نکال لے جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہر موقع اور ہر محل پر ہوشیاری رکھو اور اللہ عزوجل پر اعتماد، پھر ان شاء اللہ العزیز الجلیل نہایت امن وامان کے ساتھ رہو گے۔

(۵۸) راستہ میں قضائے حاجت کے لیے دُور نہ جاؤ کہ خطرہ سے خالی نہیں اور ایک چھتری اپنے ساتھ ضرور رکھو اگرچہ سردی کا زمانہ ہو کہ قضائے حاجت کے وقت اس سے فی الجملہ پردہ ہو جائے گا اور بہتر یہ کہ تین چار لکڑیاں جن کے نیچے لوہا لگا ہو اور ایک موٹی بڑی چادر ساتھ رکھو کہ منزل پر لکڑیاں گاڑ کر چادر سے گھیر دو گے تو نہایت پردہ کے ساتھ رفع ضرورت کر سکو گے اور عورتیں ساتھ ہوں تو ایسا انتظام ضرور ہے کہ خوف کی وجہ سے وہ دُور نہ جاسکیں گی اور نزدیک میں سخت بے پردگی ہوگی۔

(۵۹) مکۂ معظمہ سے جب مدینہ طیبہ کے لیے اونٹ کرایہ کریں تو ایک معلّم کے جتنے حجاج ہیں وہ سب متفق ہو کر یہ شرط کرلیں کہ نماز کے اوقات میں قافلہ ٹھہرانا ہوگا، اس صورت میں نماز جماعت کے ساتھ بآسانی ادا کر سکیں گے کہ جب یہ شرط ہوگی تو اونٹ والوں کو وقتِ نماز میں قافلہ روکنا پڑے گا اور اگر کسی وجہ سے نہ روک سکیں گے تو چند بدو حجاج کی حفاظت کریں گے کہ یہ باطمینان نماز ادا کرلیں پھر وہ اونٹ تک پہنچا دیں گے۔

اور اگر شرط نہ کی تو صرف مغرب کے لیے قافلہ روکیں گے باقی نمازوں کے لیے نہیں اور اس صورت میں یہ کرے کہ نماز پڑھنے کے وقت اونٹ سے کچھ آگے نکل جائے اور نماز ادا کر کے پھر شامل ہو جائے اور قافلہ سے دُور نہ ہو کہ اکثر خطرہ ہوتا ہے اور بعض مرتبہ ایسا بھی کرنا پڑتا ہے کہ سنت یا فرض پڑھنے تک قافلہ سب آگے نکل گیا تو باقی کے لیے پھر آگے بڑھ جائے ورنہ قافلہ سے زیادہ فاصلہ ہو جائے گا اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ فرض و وتر اور صبح کی سنت سواری پر جائز نہیں۔ اُن کو اُتر کر پڑھے باقی سنتیں یا نفل اونٹ کی پیٹھ پر بھی پڑھ سکتے ہیں۔

تنبیہ: خبردار! خبردار! نماز ہرگز نہ ترک کرنا کہ یہ ہمیشہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس حالت میں اور سخت تر کہ جن کے دربار میں جاتے ہو راستہ میں انھیں کی نافرمانی کرتے چلو، تو بتاؤ کہ تم نے اُن کو راضی کیا یا ناراض۔ میں نے خود بہت سے حجاج کو دیکھا ہے کہ نماز کی طرف بالکل التفات نہیں کرتے، تھوڑی تکلیف پر نماز چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ شرعِ مُطَہّر نے جب تک آدمی ہوش میں ہے نماز ساقط نہیں کی۔

(۶۰) سفرِ مدینہ طیبہ میں بعض مرتبہ قافلہ نہ ٹھہرنے کے باعث بمجبوری ظہر وعصر ملا کر پڑھنی ہوتی ہے اس کے لیے لازم

ہے کہ ظہر کے فرضوں سے فارغ ہونے سے پہلے ارادہ کرلے کہ اسی وقت عصر پڑھوں گا اور فرض ظہر کے بعد فوراً عصر کی نماز پڑھے یہاں تک کہ بیچ میں ظہر کی سنتیں بھی نہ ہوں اسی طرح مغرب کے بعد عشا بھی انھیں شرطوں سے جائز ہے اور اگر ایسا موقع ہو کہ عصر کے وقت ظہر یا عشا کے وقت مغرب پڑھنی ہو تو صرف اتنی شرط ہے کہ ظہر و مغرب کے وقت میں وقت نکلنے سے پہلے ارادہ کرلے کہ ان کو عصر و عشا کے ساتھ پڑھوں گا۔

(۶۱) جب وہ بستی نظر پڑے جس میں ٹھہرنا یا جانا چاہتا ہے یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَ رَبَّ الشَّیٰطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا.[1] یا صرف پچھلی دعا پڑھے، ہر بلا سے محفوظ رہے گا۔

(۶۲) جس شہر میں جائے وہاں کے سُنّی عالموں اور باشرع فقیروں کے پاس ادب سے حاضر ہو، مزارات کی زیارت کرے، فضول سیر و تماشے میں وقت نہ کھوئے۔

(۶۳) جس عالم کی خدمت میں جائے وہ مکان میں ہو تو آواز نہ دے باہر آنے کا انتظار کرے، اُس کے حضور بے ضرورت کلام نہ کرے، بے اجازت لیے مسئلہ نہ پوچھے، اُس کی کوئی بات اپنی نظر میں خلافِ شرع معلوم ہو تو اعتراض نہ کرے اور دل میں نیک گمان رکھے مگر یہ سُنّی عالم کے لیے ہے، بدمذہب کے سایہ سے بھاگے۔

(۶۴) ذکرِ خدا سے دل بہلائے کہ فرشتہ ساتھ رہے گا، نہ کہ شعر و لغویات سے کہ شیطان ساتھ ہوگا۔

(۶۵) رات کو زیادہ چلے کہ سفر جلد طے ہوتا ہے۔

(۶۶) ہر سفر خصوصاً سفرِ حج میں اپنے اور اپنے عزیزوں، دوستوں کے لیے دعا سے غافل نہ رہے کہ مسافر کی دعا قبول ہے۔

(۶۷) جب کسی مشکل میں مدد کی ضرورت ہو تین بار کہے:

یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ[2] اے اللہ (عزوجل) کے نیک بندو! میری مدد کرو۔

---

1 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! ساتوں آسمانوں کے رب اور ان کے جن کو آسمانوں نے سایہ کیا اور ساتوں زمینوں کے رب اور ان کے جن کو زمینوں نے اُٹھایا اور شیطانوں کے رب اور ان کے جن کو انھوں نے گمراہ کیا اور ہواؤں کے رب اور اُن کے جن کو ہواؤں نے اُڑایا۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم تجھ سے اس بستی کی اور بستی والوں کی اور جو کچھ اس میں ہے اُن کی بھلائی کا سوال کرتے اور اس بستی کے اور بستی والوں کے شر سے اور جو کچھ اس میں ہے اُس کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔ ۱۲

2 ...... انظر: "مجمع الزوائد"، کتاب الاذکار، الحدیث: ۱۷۱۰۳، ۱۷۱۰۴، ص۱۸۸، ج۱۰.

غیب سے مدد ہوگی یہ حکم حدیث میں ہے۔

(۶۸) جب سواری کا جانور بھاگ جائے اور پکڑ نہ سکو یہی پڑھو فوراً کھڑا ہو جائے گا۔

(۶۹) جب جانور شوخی کرے یہ دعا پڑھے:

﴿ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ ﴾ [1]

(۷۰) یَا صَمَدُ ۱۳۴ بار روز پڑھے، بھوک پیاس سے بچے گا۔

(۷۱) اگر دشمن یا رہزن کا ڈر ہو لِاِیْلٰفِ پڑھے، ہر بلا سے امان ہے۔

(۷۲) جب رات کی تاریکی پریشان کرنے والی آئے، یہ دعا پڑھے:

يَا اَرْضُ! رَبِّيْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ وَشَرِّ مَا خَلَقَ فِيْكِ وَشَرِّ مَا دَبَّ عَلَيْكِ وَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ اَسَدٍ وَّ اَسْوَدَ وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ. [2]

(۷۳) جب کہیں دشمنوں سے خوف ہو، یہ پڑھ لے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. [3]

(۷۴) جب غم و پریشانی لاحق ہو، یہ دعا پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ

---

1 ...... پ۳، آل عمران: ۸۳.

ترجمہ: کیا اللہ (عزوجل) کے دین کے سوا کچھ اور تلاش کرتے ہیں اور اسی کے فرماں بردار ہیں، خوشی اور ناخوشی سے وہ جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور اُسی کی طرف تم کو لوٹنا ہے۔۱۲

2 ...... ترجمہ: اے زمین میرا اور تیرا پروردگار اللہ (عزوجل) ہے، اللہ (عزوجل) کی پناہ مانگتا ہوں تیرے شر سے اور اُس کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی اور جو تجھ پر چلی اور اللہ (عزوجل) کی پناہ شیر اور کالے اور سانپ اور بچھو اور اس شہر کے بسنے والے سے اور شیطان اور اس کی اولاد سے۔۱۲

3 ...... ترجمہ: اے اللہ! (عزوجل) میں تجھ کو ان کے سینوں کے مقابل کرتا ہوں اور اُن کی بُرائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔۱۲

وَالْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔ [1] اور ایسے وقت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ط اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ کی کثرت کرے۔

(۷۵) اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ کہے:

يَا جَامِعَ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ o اِجْمَعْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ضَالَّتِيْ ۔ [2]

ان شاء اللہ تعالیٰ مل جائے گی۔

(۷۶) ہر بلندی پر چڑھتے اللہ اکبر کہے اور ڈھال میں اُترتے سبحان اللہ۔

(۷۷) سوتے وقت ایک بار آیۃ الکرسی ہمیشہ پڑھے کہ چور اور شیطان سے امان ہے۔

(۷۸) نمازیں دونوں سرکاروں میں وقت شروع ہوتے ہی ہوتی ہیں، معاً شروع وقت پر فوراً اذان اور تھوڑی دیر بعد تکبیر و جماعت ہو جاتی ہے، جو شخص کچھ فاصلہ پر ٹھہرا ہو اتنی گنجائش نہیں پاتا کہ اذان سُن کر وضو کرے پھر حاضر ہو کر جماعت یا پہلی رکعت مل سکے اور وہاں کی بڑی برکت یہی طواف و زیارت اور نمازوں کی تکبیر اولیٰ ہے۔ لہٰذا اوقات پہچان رکھیں، اذان سے پہلے وضو طیار رہے، اذان سنتے ہی فوراً چل دیں تو تکبیر اولیٰ ملے گی اور اگر صف اول چاہیں، جس کا ثواب بے نہایت ہے جب تو اذان سے پہلے حاضر ہو جانا لازم ہے۔

(۷۹) واپسی میں بھی وہی طریقے ملحوظ رکھے، جو یہاں تک بیان ہوئے۔

(۸۰) مکان پر آنے کی تاریخ و وقت سے پیشتر اطلاع دیدے، بے اطلاع ہرگز نہ جائے خصوصاً رات میں۔

(۸۱) لوگوں کو چاہیے کہ حاجی کا استقبال کریں اور اس کے گھر پہنچنے سے قبل دعا کرائیں کہ حاجی جب تک اپنے گھر میں قدم نہیں رکھتا اس کی دعا قبول ہے۔

(۸۲) سب سے پہلے اپنی مسجد میں آکر دو رکعت نفل پڑھے۔

(۸۳) دو رکعت گھر میں آکر پڑھے پھر سب سے بکشادہ پیشانی ملے۔

---

1 ......ترجمہ: اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا حلم والا ہے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑے عرش کا مالک ہے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے اور بزرگ عرش کا مالک ہے۔۱۲

2 ......ترجمہ: اے لوگوں کو اُس دن جمع کرنے والے جس میں شک نہیں، بے شک اللہ (عزوجل) وعدہ کا خلاف نہیں کرتا، میرے اور میری گمی چیز کے درمیان جمع کردے۔۱۲

(۸۴) عزیزوں دوستوں کے لیے کچھ نہ کچھ تحفہ ضرور لائے اور حاجی کا تحفہ تبرکاتِ حرمین شریفین سے زیادہ کیا ہے اور دوسرا تحفہ دعا کا کہ مکان میں پہنچنے سے پہلے استقبال کرنے والوں اور سب مسلمانوں کے لیے کرے۔[1]

میقات کا بیان

میقات اُس جگہ کو کہتے ہیں کہ مکۂ معظمہ کے جانے والے کو بغیر احرام وہاں سے آگے جانا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔[2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۱: میقات پانچ ہیں:

① **ذُوالحلیفہ:** یہ مدینہ طیبہ کی میقات ہے۔ اس زمانہ میں اس جگہ کا نام ابیارِ علی ہے۔ ہندوستانی یا اور ملک والے حج سے پہلے اگر مدینہ طیبہ کو جائیں اور وہاں سے پھر مکۂ معظمہ کو تو وہ بھی ذُوالحلیفہ سے احرام باندھیں۔

② **ذاتِ عرق:** یہ عراق والوں کی میقات ہے۔

③ **جحفہ:** یہ شامیوں کی میقات ہے مگر جحفہ اب بالکل معدوم سا ہوگیا ہے وہاں آبادی نہ رہی، صرف بعض نشان پائے جاتے ہیں اس کے جاننے والے اب کم ہوں گے، لہٰذا اہلِ شام رابغ سے احرام باندھتے ہیں کہ جحفہ رابغ کے قریب ہے۔

④ **قَرن:** یہ نجد[3] والوں کی میقات ہے، یہ جگہ طائف کے قریب ہے۔

⑤ **یلَملَم:** اہلِ یمن کے لیے۔

مسئلہ ۲: یہ میقاتیں اُن کے لیے بھی ہیں جن کا ذکر ہوا اور انکے علاوہ جو شخص جس میقات سے گزرے اس کے لیے وہی میقات ہے اور اگر میقات سے نہ گزرا تو جب میقات کے محاذی آئے اس وقت احرام باندھ لے، مثلاً ہندیوں کی میقات کوہِ یلَملَم کی محاذات ہے اور محاذات میں آنا اُسے خود معلوم نہ ہو تو کسی جاننے والے سے پوچھ کر معلوم کرے اور اگر کوئی ایسا نہ ملے جس سے دریافت کرے تو تحری کرے اگر کسی طرح محاذات کا علم نہ ہو تو مکۂ معظمہ جب دو منزل باقی رہے

---

1 ...... انظر "الفتاوی الرضویۃ"، ج۹ص۷۲٦-۷۳۱، وغیرہ.

2 ......"الھدایۃ"، کتاب الحج، ج۱، ص۱۳۳-۱۳٤، وغیرہ.

3 ......یعنی موجودہ ریاض۔

احرام باندھ لے۔[1] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: جو شخص دو میقاتوں سے گزرا، مثلاً شامی کہ مدینہ منورہ کی راہ سے ذُوالحلیفہ آیا اور وہاں سے جحفہ کو تو افضل یہ ہے کہ پہلی میقات پر احرام باندھے اور دوسری پر باندھا جب بھی حرج نہیں۔ یوہیں اگر میقات سے نہ گزرا اور محاذات میں دو میقاتیں پڑتی ہیں تو جس میقات کی محاذاۃ پہلے ہو، وہاں احرام باندھنا افضل ہے۔[2] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۴: مکۂ معظمہ جانے کا ارادہ نہ ہو بلکہ میقات کے اندر کسی اور جگہ مثلاً جدّہ جانا چاہتا ہے تو اُسے احرام کی ضرورت نہیں پھر وہاں سے اگر مکۂ معظمہ جانا چاہے تو بغیر احرام جاسکتا ہے، لہٰذا جو شخص حرم میں بغیر احرام جانا چاہتا ہے وہ یہ حیلہ کرسکتا ہے بشرطیکہ واقعی اُس کا ارادہ پہلے مثلاً جدّہ جانے کا ہو۔ نیز مکۂ معظمہ حج اور عمرہ کے ارادہ سے نہ جاتا ہو، مثلاً تجارت کے لیے جدّہ جاتا ہے اور وہاں سے فارغ ہو کر مکۂ معظمہ جانے کا ارادہ ہے اور اگر پہلے ہی سے مکۂ معظمہ کا ارادہ ہے تو اب بغیر احرام نہیں جاسکتا۔ جو شخص دوسرے کی طرف سے حجِ بدل کو جاتا ہو اُسے یہ حیلہ جائز نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: میقات سے پیشتر احرام باندھنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے بشرطیکہ حج کے مہینوں میں ہو اور شوال سے پہلے ہو تو منع ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: جو لوگ میقات کے اندر کے رہنے والے ہیں مگر حرم سے باہر ہیں اُن کے احرام کی جگہ حِل یعنی بیرونِ حرم ہے، حرم سے باہر جہاں چاہیں احرام باندھیں اور بہتر یہ کہ گھر سے احرام باندھیں اور یہ لوگ اگر حج یا عمرہ کا ارادہ نہ رکھتے ہوں تو بغیر احرام مکۂ معظمہ جاسکتے ہیں۔[5] (عامہ کتب)

مسئلہ ۷: حرم کے رہنے والے حج کا احرام حرم سے باندھیں اور بہتر یہ کہ مسجد الحرام شریف میں احرام باندھیں اور عمرہ کا بیرونِ حرم سے اور بہتر یہ کہ تنعیم سے ہو۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: مکہ والے اگر کسی کام سے بیرونِ حرم جائیں تو انھیں واپسی کے لیے احرام کی حاجت نہیں اور میقات سے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني في المواقيت، ج١، ص٢٢١.
و"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج٣، ص٥٤٨ـ٥٥١.

2 ...... "الفتاوى الهندية" المرجع السابق. و"الدرالمختار كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج٣، ص٥٥٠.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج٣، ص٥٥٢.

4 ...... المرجع السابق.

5 ......"الهداية"، كتاب الحج، ج١، ص١٣٤، وغيره.

6 ...... "الدرالمختار كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج٣، ص٥٥٤، وغيره.

باہر جائیں تو اب بغیر احرام واپس آنا انھیں جائز نہیں۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

احرام کا بیان

﴿ اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌۚ فَمَنْ فَرَضَ فِیْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَۙ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْهُ اللّٰهُؕ وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى٘ وَ اتَّقُوْنِ یٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ۝ ﴾[2]

حج کے چند مہینے معلوم ہیں، جس نے اُن میں حج (اپنے اوپر) لازم کیا (احرام باندھا) تو نہ فحش ہے، نہ فسق، نہ جھگڑنا حج میں اور جو کچھ بھلائی کرو اللہ (عزوجل) اسے جانتا ہے اور توشہ لو، بے شک سب سے اچھا توشہ تقویٰ ہے اور مجھی سے ڈرو، اے عقل والو!۔

اور فرماتا ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۬ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىٕرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْیَ وَ لَا الْقَلَآىٕدَ وَ لَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًاؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْاؕ ﴾[3]

اے ایمان والو! عقود پورے کرو، تمھارے لیے چوپائے جانور حلال کیے گئے، سوا اُن کے جن کا تم پر بیان ہوگا مگر حالتِ احرام میں شکار کا قصد نہ کرو، بیشک اللہ (عزوجل) جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ (عزوجل) کے شعائر اور ماہِ حرام اور حرم کی قربانی اور جن جانوروں کے گلوں میں ہار ڈالے گئے (قربانی کی علامت کے لیے) اُن کی بے حُرمتی نہ کرو اور نہ اُن لوگوں کی جو خانۂ کعبہ کا قصد اپنے رب کے فضل اور رضا طلب کرنے کے لیے کرتے ہیں اور جب احرام کھولو، اُس وقت شکار کر سکتے ہو۔

حدیث ۱: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو احرام کے لیے

---

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني في المواقيت، ج۱، ص۲۲۱.
و"ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في المواقيت، ج۳، ص٥٥٤.

2 ..... پ۲، البقرة: ۱۹۷.

3 ..... پ٦، المآئدة: ۱-۲.

احرام سے پہلے اور احرام کھولنے کے لیے طواف سے پہلے خوشبو لگاتی جس میں مُشک تھی، اُس کی چمک حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی مانگ میں احرام کی حالت میں گویا میں اب دیکھ رہی ہوں۔[1]

حدیث ۲: ابوداود زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احرام باندھنے کے لیے غسل فرمایا۔[2]

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں ہم حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ حج کو نکلے، اپنی آواز حج کے ساتھ خوب بلند کرتے۔[3]

حدیث ۴: ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان لبیک کہتا ہے تو دہنے بائیں جو پتھر یا درخت یا ڈھیلا ختم زمین تک ہے لبیک کہتا ہے۔''[4]

حدیث ۵ و ۶: ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم زید بن خالد جہنی سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''جبریل نے آکر مجھ سے یہ کہا کہ اپنے اصحاب کو حکم فرمادیجیے کہ لبیک میں اپنی آوازیں بلند کریں کہ یہ حج کا شعار ہے۔''[5] اسی کے مثل سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۷: طبرانی اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ لبیک کہنے والا جب لبیک کہتا ہے تو اُسے بشارت دی جاتی ہے، عرض کی گئی جنت کی بشارت دی جاتی ہے؟ فرمایا: ہاں۔[6]

حدیث ۸: امام احمد و ابن ماجہ جابر بن عبداللہ اور طبرانی و بیہقی عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''محرم جب آفتاب ڈوبنے تک لبیک کہتا ہے تو آفتاب ڈوبنے کے ساتھ اُس کے گناہ غائب ہو

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب استحباب الطیب قبیل الاحرام فی البدن...إلخ، الحدیث: ٣٣ ـ (١١٨٩)، ٤٥، (١١٩٠)، (١١٩١)، ص٦٠٧، ٦٠٩.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی الإغتسال عند الاحرام، الحدیث: ٨٣١، ج٢، ص٢٢٨.

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب جواز التمتع فی الحج و القران، الحدیث: ١٢٤٧، ص٦٥٤.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی فضل التلبیة و النحر، الحدیث: ٨٢٩، ج٢، ص٢٢٦.

5 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب رفع الصوت بالتلبیة، الحدیث: ٢٩٢٣، ج٣، ص٤٢٣.

6 ...... "المعجم الأوسط"، باب المیم، الحدیث: ٧٧٧٩، ج٥، ص٤١٠.

جاتے ہیں اور ایسا ہو جاتا ہے جیسا اُس دن کہ پیدا ہوا۔"[1]

حدیث ۹ ترمذی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ امیر المومنین صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ حج کے افضل اعمال کیا ہیں؟ فرمایا: "بلند آواز سے لبیک کہنا اور قربانی کرنا۔"[2]

حدیث ۱۰ امام شافعی خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب لبیک سے فارغ ہوتے تو اللہ (عزوجل) سے اُس کی رضا اور جنت کا سوال کرتے اور دوزخ سے پناہ مانگتے۔[3]

حدیث ۱۱ ابوداود و ابن ماجہ اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، کہتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ: "جو مسجد اقصیٰ سے مسجد الحرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر آیا اُس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخشد یے جائیں گے یا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔"[4]

احرام کے احکام

① یہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ ہندیوں کے لیے میقات (جہاں سے احرام باندھنے کا حکم ہے) کوہِ یلملم کی محاذات ہے۔ یہ جگہ کامران سے نکل کر سمندر میں آتی ہے، جب جدہ دو تین منزل رہ جاتا ہے جہاز والے اطلاع دیدیتے ہیں، پہلے سے احرام کا سامان طیار رکھیں۔

② جب وہ جگہ قریب آئے، مسواک کریں اور وضو کریں اور خوب مل کر نہائیں، نہ نہا سکیں تو صرف وضو کریں یہاں تک کہ حیض و نفاس والی اور بچے بھی نہائیں اور باطہارت احرام باندھیں یہاں تک کہ اگر غسل کیا پھر بے وضو ہو گیا اور احرام باندھ کر وضو کیا تو فضیلت کا ثواب نہیں اور پانی ضرر کرے تو اُس کی جگہ تیمم نہیں، ہاں اگر نمازِ احرام کے لیے تیمم کرے تو ہوسکتا ہے۔

③ مرد چاہیں تو سر مونڈالیں کہ احرام میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی ورنہ کنگھا کر کے خوشبودار تیل ڈالیں۔

④ غسل سے پہلے ناخن کتریں، خط بنوائیں، مُوئے بغل و زیرِ ناف دُور کریں بلکہ پیچھے کے بھی کہ ڈھیلا لیتے وقت بالوں کے ٹوٹنے اُکھڑنے کا قصہ نہ رہے۔

---

1 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب الظلال للمحرم، الحديث: ٢٩٢٥، ج٣، ص٤٢٤.

2 ...... "جامع الترمذي"، ابواب الحج، باب ماجاء في فضل التلبية و النحر، الحديث: ٨٢٨، ج٢، ص٢٢٦.

3 ...... "المسند" للإمام الشافعي، كتاب المناسك، ص١٢٣.

4 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب في المواقيت، الحديث: ١٧٤١، ج٢، ص٢٠١.

⑤ بدن اور کپڑوں پر خوشبو لگائیں کہ سنت ہے، اگر خوشبو ایسی ہے کہ اُس کا جرم[1] باقی رہے گا جیسے مشک وغیرہ تو کپڑوں میں نہ لگائیں۔

⑥ مرد سلے کپڑے اور موزے اُتار دیں ایک چادر نئی یا دُھلی اوڑھیں اور ایسا ہی ایک تہبند باندھیں یہ کپڑے سفید اور نئے بہتر ہیں اور اگر ایک ہی کپڑا پہنا جس سے سارا ستر چھپ گیا جب بھی جائز ہے۔ بعض عوام یہ کرتے ہیں کہ اسی وقت سے چادر داہنی بغل کے نیچے کرکے دونوں پلّو بائیں مونڈھے پر ڈال دیتے ہیں یہ خلافِ سنت ہے، بلکہ سنت یہ ہے کہ اس طرح چادر اوڑھنا طواف کے وقت ہے اور طواف کے علاوہ باقی وقتوں میں عادت کے موافق چادر اوڑھی جائے یعنی دونوں مونڈھے اور پیٹھ اور سینہ سب چھپا رہے۔

⑦ جب وہ جگہ آئے اور وقت مکروہ نہ ہو تو دو رکعت بہ نیت احرام پڑھیں، پہلی میں فاتحہ کے بعد قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے۔

⑧ حج تین طرح کا ہوتا ہے ایک یہ کہ نرا حج کرے، اُسے افراد کہتے ہیں اور حاجی کو مُفرِد۔ اس میں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ نَوَیْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی .[2]

دوسرا یہ کہ یہاں سے نرے عمرے کی نیت کرے، مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے اسے تمتع کہتے ہیں اور حاجی کو متمتع۔ اس میں یہاں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَاَحْرَمْتُ بِهَا مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی .

تیسرا یہ کہ حج و عمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے اور یہ سب سے افضل ہے اسے قران کہتے ہیں اور حاجی کو قارن۔ اس میں بعد سلام یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ نَوَیْتُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهِمَا مُخْلِصًا لِّلّٰهِ تَعَالٰی .

اور تینوں صورتوں میں اس نیت کے بعد لبیک باآواز کہے لبیک یہ ہے:

---

1 ...... جرم: یعنی تہ۔

2 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اُسے تو میرے لیے میسر کر اور اُسے مجھ سے قبول کر، میں نے حج کی نیت کی اور خاص اللہ (عزوجل) کے لیے میں نے احرام باندھا (بعد والی دونوں نیتوں کا بھی ترجمہ یہی ہے۔ اتنا فرق ہے کہ حج کی جگہ دوسری میں عمرہ ہے اور تیسری میں حج و عمرہ دونوں) ۱۲۔

لَبَّیْکَ ط اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ط اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ ط لَا شَرِیْکَ لَکَ ط [1]

جہاں جہاں وقف کی علامتیں بنی ہیں وہاں وقف کرے۔ لبیک تین بار کہے اور درود شریف پڑھے پھر دعا مانگے۔ ایک دعا یہاں پر یہ منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ رِضَاکَ وَالْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَضَبِکَ وَالنَّارِ ۔ [2]

اور یہ دعا بھی بزرگوں سے منقول ہے:

اَللّٰھُمَّ اَحْرَمَ لَکَ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَعَظْمِیْ وَدَمِیْ مِنَ النِّسَآءِ وَالطِّیْبِ وَکُلِّ شَیْءٍ حَرَّمْتَہٗ عَلَی الْمُحْرِمِ اَبْتَغِیْ بِذٰلِکَ وَجْھَکَ الْکَرِیْمَ لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ بِیَدَیْکَ وَالرَّغْبَآءُ اِلَیْکَ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ لَبَّیْکَ ذَاالنَّعْمَآءِ وَالْفَضْلِ الْحَسَنِ لَبَّیْکَ مَرْغُوْبًا وَّمَرْھُوْبًا اِلَیْکَ لَبَّیْکَ اِلٰہَ الْخَلْقِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ حَقًّا حَقًّا تَعَبُّدًا وَّرِقًّا لَبَّیْکَ عَدَدَ التُّرَابِ وَالْحَصٰی لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ ذَاالْمَعَارِجِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ مِنْ عَبْدٍ اَبَقَ اِلَیْکَ۔ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ فَرَّاجَ الْکُرُوْبِ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ اَنَا عَبْدُکَ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ غَفَّارَ الذُّنُوْبِ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی اَدَآءِ فَرْضِ الْحَجِّ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لَکَ وَاٰمَنُوْا بِوَعْدِکَ وَاتَّبَعُوْا اَمْرَکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّفْدِکَ الَّذِیْنَ رَضِیْتَ عَنْھُمْ وَاَرْضَیْتَھُمْ وَقَبِلْتَھُمْ ۔ [3]

---

[1] ......ترجمہ: میں تیرے پاس حاضر ہوا، اے اللہ (عزوجل)! میں تیرے حضور حاضر ہوا، تیرے حضور حاضر ہوا، تیرا کوئی شریک نہیں میں تیرے حضور حاضر ہوا بیشک تعریف اور نعمت اور ملک تیرے ہی لیے ہے تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔۱۲

[2] ......ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تیری رضا اور جنت کا سائل ہوں اور تیرے غضب اور جہنم سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں۔۱۲

[3] ......ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تیرے لیے احرام باندھا، میرے بال اور بشرہ نے اور میری ہڈی اور میرے خون نے عورتوں اور خوشبو سے اور ہر اس چیز سے جس کو تو نے محرم پر حرام کیا اس سے میں تیرے وجہ کریم کا طالب ہوں، میں تیرے حضور حاضر ہوا اور کل خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور رغبت و عمل صالح تیری طرف ہے، میں تیرے حضور حاضر ہوا اے نعمت اور اچھے فضل والے! میں تیرے حضور حاضر ہوا تیری طرف رغبت کرتا ہوا اور ڈرتا ہوا، تیرے حضور حاضر ہوا اے مخلوق کے معبود! بار بار حاضر ہوں حق سمجھ کر عبادت اور بندگی جان کر خاک اور کنکریوں کی گنتی کے موافق، لبیک بار بار حاضر ہوں اے بلندیوں والے! بار بار حاضری ہے بھاگے ہوئے غلام کی تیرے حضور، لبیک لبیک اے سختیوں کے دُور کرنے والے! لبیک لبیک میں تیرا بندہ ہوں۔ لبیک لبیک اے گناہوں کے بخشنے والے! لبیک اے اللہ (عزوجل)! حج فرض کے ادا کرنے پر میری مدد کر اور اس کو میری طرف سے قبول کر اور مجھ کو ان لوگوں میں کر جنھوں نے تیری بات قبول کی اور تیرے وعدہ پر ایمان لائے اور تیرے امر کا اتباع کیا اور مجھ کو اپنے اس وفد میں کر دے جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو نے راضی کیا اور جن کو تو نے مقبول بنایا۔۱۲

اور لبیک کی کثرت کریں، جب شروع کریں تین بار کہیں۔

مسئلہ ۱: لبیک کے الفاظ جو مذکور ہوئے اُن میں کمی نہ کی جائے، زیادہ کر سکتے ہیں بلکہ بہتر ہے مگر زیادتی آخر میں ہو درمیان میں نہ ہو۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۲: جو شخص بلند آواز سے لبیک کہہ رہا ہے تو اُس کو اِس حالت میں سلام نہ کیا جائے کہ مکروہ ہے اور اگر کرلیا تو ختم کر کے جواب دے، ہاں اگر جانتا ہو کہ ختم کرنے کے بعد جواب کا موقع نہ ملے گا تو اس وقت جواب دے سکتا ہے۔[2] (منسک)

مسئلہ ۳: احرام کے لیے ایک مرتبہ زبان سے لبیک کہنا ضروری ہے اور اگر اس کی جگہ سُبْحٰنَ اللّٰہِ، یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ یا کوئی اور ذکرِ الٰہی کیا اور احرام کی نیت کی تو احرام ہوگیا مگر سنت لبیک کہنا ہے۔[3] (عالمگیری وغیرہ) گونگا ہو تو اُسے چاہیے کہ ہونٹ کو جنبش دے۔

مسئلہ ۴: احرام کے لیے نیت شرط ہے اگر بغیر نیت لبیک کہا احرام نہ ہوا۔ یوہیں تنہا نیت بھی کافی نہیں جب تک لبیک یا اس کے قائم مقام کوئی اور چیز نہ ہو۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: احرام کے وقت لبیک کہے تو اس کے ساتھ ہی نیت بھی ہو یہ بارہا معلوم ہو چکا ہے کہ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں۔ دل میں ارادہ نہ ہو تو احرام ہی نہ ہوا اور بہتر یہ کہ زبان سے بھی کہے، مثلاً قران میں لَبَّیْکَ بِالْعُمْرَۃِ وَالْحَجِّ اور تمتع میں لَبَّیْکَ بِالْعُمْرَۃِ اور اِفراد میں لَبَّیْکَ بِالْحَجِّ کہے۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: دوسرے کی طرف سے حج کو گیا تو اُس کی طرف سے حج کرنے کی نیت کرے اور بہتر یہ کہ لبیک میں یوں کہے لَبَّیْکَ عَنْ فُلَان یعنی فلاں کی جگہ اُس کا نام لے اور اگر نام نہ لیا مگر دل میں ارادہ ہے جب بھی حرج نہیں۔[6] (منسک)

مسئلہ ۷: سونے والے یا مریض یا بیہوش کی طرف سے کسی اور نے احرام باندھا تو وہ مُحرم ہوگیا جس کی طرف سے

---

1 ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص١٩٥.

2 ..... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط في المنسك المتوسط"، (باب الاحرام)، ص١٠٢.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ج١، ص٢٢٢، وغيره.

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ج١، ص٢٢٢.

5 ..... "الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحج، فصل في الاحرام، ج٣، ص٥٦٠.

6 ..... "المسلك المتقسط"، (باب الاحرام)، ص١٠١.

احرام باندھا گیا مُحرِم کے احکام اس پر جاری ہوں گے، کسی ممنوع کا ارتکاب کیا تو کفارہ وغیرہ اسی پر لازم آئے گا، اس پر نہیں جس نے اس کی طرف سے احرام باندھ دیا اور احرام باندھنے والا خود بھی مُحرِم ہے اور جرم کیا تو ایک ہی جزا واجب ہوگی دو نہیں کہ اس کا ایک ہی احرام ہے۔ مریض اور سونے والے کی طرف سے احرام باندھنے میں یہ ضرور ہے کہ احرام باندھنے کا انھوں نے حکم دیا ہو اور بیہوش میں اس کی ضرورت نہیں۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: تمام افعالِ حج ادا کرنے تک بے ہوش رہا اور احرام کے وقت ہوش میں تھا اور اپنے آپ احرام باندھا تھا تو اُس کے ساتھ والے تمام مقامات میں لے جائیں اور اگر احرام کے وقت بھی بے ہوش تھا انھیں لوگوں نے احرام باندھ دیا تھا تو لے جانا بہتر ہے ضرور نہیں۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: احرام کے بعد مجنون ہوا تو حج صحیح ہے اور جرم کرے گا تو جزا لازم۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: ناسمجھ بچہ نے خود احرام باندھا یا افعالِ حج ادا کیے تو حج نہ ہوا بلکہ اس کا ولی اُس کی طرف سے بجا لائے مگر طواف کے بعد کی دو رکعتیں کہ بچہ کی طرف سے ولی نہ پڑھے گا، اس کے ساتھ باپ اور بھائی دونوں ہوں تو باپ ارکان ادا کرے سمجھ وال بچہ خود افعالِ حج ادا کرے، رمی وغیرہ بعض باتیں چھوڑ دیں تو ان پر کفارہ وغیرہ لازم نہیں۔ یو ہیں ناسمجھ بچہ کی طرف سے اس کے ولی نے احرام باندھا اور بچہ نے کوئی ممنوع کام کیا تو باپ پر بھی کچھ لازم نہیں۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار، منسک)

مسئلہ ۱۱: بچہ کی طرف سے احرام باندھا تو اُس کے سلے ہوئے کپڑے اُتار لینے چاہیے، چادر اور تہبند پہنائیں اور اُن تمام باتوں سے بچائیں جو مُحرِم کے لیے ناجائز ہیں اور حج کو فاسد کردیا تو قضا واجب نہیں اگرچہ وہ بچہ سمجھ وال ہو۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲: لبیک کہتے وقت نیت قِران کی ہے تو قِران ہے اور اِفراد کی ہے تو اِفراد، اگرچہ زبان سے نہ کہا ہو۔ حج کے

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج،مطلب في مضاعفة الصلاة بمكة ج۳، ص٦٢٦.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج،مطلب في مضاعفة الصلاة بمكة ج۳، ص٦٢٦.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج،مطلب في مضاعفة الصلاة بمكة ج۳، ص٦٢٨.

4 ...... المرجع السابق. و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، فصل في المتفرقات، ج۱، ص۲۳٦.

و "المسلك المتقسط"، (باب الاحرام،فصل في احرام الصبي)، ص۱۱۲.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، فصل في المتفرقات، ج۱، ص۲۳٦.

ارادہ سے گیا اور احرام کے وقت نیت حاضر نہ رہی تو حج ہے اور اگر نیت کچھ نہ تھی تو جب تک طواف نہ کیا ہوا سے اختیار ہے حج کا احرام قرار دے یا عمرے کا اور طواف کا ایک پھیرا بھی کر چکا تو یہ احرام عمرہ کا ہوگیا۔ یوہیں طواف سے پہلے جماع کیا یا روک دیا گیا (جس کو احصار کہتے ہیں) تو عمرہ قرار دیا جائے یعنی قضا میں عمرہ کرنا کافی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: جس نے حجۃ الاسلام نہ کیا ہو اور حج کا احرام باندھا، فرض و نفل کی نیت نہ کی تو حجۃ الاسلام ادا ہو گیا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: دو حج کا احرام باندھا تو دو حج واجب ہو گئے اور دو عمرے کا تو دو عمرے۔ احرام باندھا اور حج یا عمرہ کسی خاص کو معین نہ کیا پھر حج کا احرام باندھا تو پہلا عمرہ ہے اور دوسرا عمرہ کا باندھا تو پہلا حج ہے اور اگر دوسرے احرام میں بھی کچھ نیت نہ کی تو قران ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: لبیک میں حج کہا اور نیت عمرہ کی ہے یا عمرہ کہا اور نیت حج کی ہے، تو جو نیت ہے وہ ہے لفظ کا اعتبار نہیں اور لبیک میں حج کہا اور نیت دونوں کی ہے تو قران ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: احرام باندھا اور یاد نہیں کہ کس کا باندھا تھا تو دونوں واجب ہیں یعنی قران کے افعال بجالائے کہ پہلے عمرہ کرے پھر حج مگر قران کی قربانی اس کے ذمہ نہیں۔ اگر دو چیزوں کا احرام باندھا اور یاد نہیں کہ دونوں حج ہیں یا عمرے یا حج و عمرہ تو قران ہے اور قربانی واجب۔ حج کا احرام باندھا اور یہ نیت نہیں کہ کس سال کرے گا تو اس سال کا مراد لیا جائے گا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: منت و نفل یا فرض و نفل کا احرام باندھا تو نفل ہے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۸: اگر یہ نیت کی کہ فلاں نے جس کا احرام باندھا اُسی چیز کا میرا احرام ہے اور بعد میں معلوم ہو گیا کہ اُس نے کس چیز کا احرام باندھا ہے تو اُس کا بھی وہی ہے اور معلوم نہ ہوا تو طواف کے پہلے پھیرے سے پیشتر جو چاہے معین کر لے اور

---

1 ..."الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ومما يتصل بذالك مسائل، ج۱، ص۲۲۳.

2 ...المرجع السابق.

3 ...المرجع السابق.

4 ...المرجع السابق.

5 ...المرجع السابق.

6 ...المرجع السابق.

طواف کا ایک پھیرا کرلیا تو عمرہ کا ہوگیا۔ یوہیں طواف سے پہلے جماع کیا یا روک دیا گیا یا وقوفِ عرفہ کا وقت نہ ملا تو عمرہ کا ہے۔[1] (منسک)

مسئلہ ۱۹: حج بدل یا منت یا نفل کی نیت کی تو جونیت کی وہی ہے اگرچہ اُس نے اب تک حج فرض نہ کیا ہو اور اگر ایک ہی حج میں فرض و نفل دونوں کی نیت کی تو فرض ادا ہوگا اور اگر یہ گمان کر کے احرام باندھا کہ یہ حج مجھ پر لازم ہے یعنی فرض ہے یا منت، بعد کو ظاہر ہوا کہ لازم نہ تھا تو اس حج کو پورا کرنا ضروری ہوگیا۔ فاسد کرے گا تو قضا لازم ہوگی، بخلاف نماز کہ فرض سمجھ کر شروع کی تھی بعد کو معلوم ہوا کہ فرض پڑھ چکا ہے تو پوری کرنا ضرور نہیں فاسد کرے گا تو قضا نہیں۔[2] (منسک)

مسئلہ ۲۰: لبیک کہنے کے علاوہ ایک دوسری صورت بھی احرام کی ہے اگرچہ لبیک نہ کہنا بُرا ہے کہ ترک سنت ہے وہ یہ کہ بَدَنہ (یعنی اُونٹ یا گائے) کے گلے میں ہار ڈال کر حج یا عمرہ یا دونوں یا دونوں میں ایک غیر معین کے ارادے سے ہانکتا ہوا لے چلا تو محرم ہوگیا اگرچہ لبیک نہ کہے، خواہ وہ بدنہ نفل کا ہو یا نذر کا یا شکار کا بدلہ یا کچھ اور۔ اگر دوسرے کے ہاتھ بدنہ بھیجا پھر خود گیا تو جب تک راستہ میں اُسے پا نہ لے مُحرِم نہ ہوگا، لہٰذا اگر میقات تک نہ پایا تو لبیک کے ساتھ احرام باندھنا ضرور ہے۔ ہاں اگر تمتع یا قران کا جانور ہے تو پالینا شرط نہیں مگر اس میں یہ ضرور ہے کہ حج کے مہینوں میں تمتع یا قران کا بدنہ بھیجا ہو اور انھیں مہینوں میں خود بھی چلا ہو پیشتر سے بھیجنا کام نہ دے گا اور اگر بکری کو ہار پہنا کر بھیجا یا لے چلا یا اونٹ گائے کو ہار نہ پہنایا بلکہ نشانی کے لیے کوہان چیر دیا یا جھول اڑھا دیا تو مُحرِم نہ ہوا۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۲۱: چند شخص بدنہ میں شریک ہیں، اُسے لیے جاتے ہیں سب کے حکم سے ایک نے اُسے ہار پہنایا، سب مُحرِم ہوگئے اور بغیر اُن کے حکم کے اُس نے پہنایا تو یہ مُحرِم ہوا وہ نہ ہوئے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: ہار پہنانے کے معنی یہ ہیں کہ اُون یا بال کی رسّی میں کوئی چیز باندھ کر اُس کے گلے میں لٹکا دیں کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ حرم شریف میں قربانی کے لیے ہے تاکہ اُس سے کوئی تعرض نہ کرے اور راستے میں تھک گیا اور ذبح کر دیا تو اُسے مالدار شخص نہ کھائے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... "المسلك المتقسط"، (باب الاحرام)، ص۱۰۷.   2 ...... المرجع السابق.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ومما يتصل بذلك مسائل، ج۱، ص۲۲۲.
و"الدرالمختار"، كتاب الحج، فصل في الاحرام، ج۳، ص۵۶۴-۵۶۶.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث في الاحرام، ومما يتصل بذلك مسائل، ج۱، ص۲۲۲.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيما يصير به محرما، ج۳، ص۵۶۴.

مسئلہ ۲۳: اس صورت میں بھی سنت یہی ہے کہ بدنہ کو ہار پہنانے سے پیشتر لبیک کہے۔[1] (منسک)

وہ باتیں جو احرام میں حرام ہیں

⑨ یہ احرام تھا اس کے ہوتے ہی یہ کام حرام ہو گئے:

(۱) عورت سے صحبت۔

(۲) بوسہ۔ (۳) مساس۔ (۴) گلے لگانا۔ (۵) اُس کی اندام نہانی پر نگاہ جب کہ یہ چاروں باتیں بشہوت ہوں۔

(۶) عورتوں کے سامنے اس کام کا نام لینا۔

(۷) فحش۔ (۸) گناہ ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے۔

(۹) کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا۔

(۱۰) جنگل کا شکار۔ (۱۱) اُس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا۔ (۱۲) یا کسی طرح بتانا۔ (۱۳) بندوق یا بارود یا اُس کے ذبح کرنے کو چھری دینا۔ (۱۴) اس کے انڈے توڑنا۔ (۱۵) پَر اُکھیڑنا۔ (۱۶) پاؤں یا بازو توڑنا۔ (۱۷) اُس کا دودھ دوہنا۔ (۱۸) اُس کا گوشت۔ یا (۱۹) انڈے پکانا، بھوننا۔ (۲۰) بیچنا۔ (۲۱) خریدنا۔ (۲۲) کھانا۔

(۲۳) اپنا یا دوسرے کا ناخن کترنا یا دوسرے سے اپنا کتروانا۔

(۲۴) سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال کسی طرح جدا کرنا۔

(۲۵) مونھ، یا (۲۶) سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا۔

(۲۷) بستہ یا کپڑے کی گٹھری یا گٹھری سر پر رکھنا۔

(۲۸) عمامہ باندھنا۔

(۲۹) بُرقع (۳۰) دستانے پہننا۔

(۳۱) موزے یا جُرابیں وغیرہ جو وسطِ قدم کو چھپائے (جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے) پہننا اگر جوتیاں نہ ہوں تو موزے کاٹ کر پہنیں کہ وہ تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔

(۳۲) سِلا کپڑا پہننا۔

(۳۳) خوشبو بالوں، یا (۳۴) بدن، یا (۳۵) کپڑوں میں لگانا۔

---

[1] ..... "المسلك المتقسط" للقاري، (باب الاحرام)، ص ۱۰۵.

(۳۶) ملاگیری یا کسم، کیسر غرض کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں۔

(۳۷) خالص خوشبو مشک، عنبر، زعفران، جاوتری، لونگ، الائچی، دارچینی، زنجبیل وغیرہ کھانا۔

(۳۸) ایسی خوشبو کا آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مُشک، عنبر، زعفران۔

(۳۹) سر یا داڑھی کو خطمی یا کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔

(۴۰) وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا۔

(۴۱) گوند وغیرہ سے بال جمانا۔

(۴۲) زیتون، یا (۴۳) تل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔

(۴۴) کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اُس کا احرام نہ ہو۔

(۴۵) جُوں مارنا۔ (۴۶) پھینکنا۔ (۴۷) کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔ (۴۸) کپڑا اس کے مارنے کو دھونا۔ یا (۴۹) دھوپ میں ڈالنا۔ (۵۰) بالوں میں پارہ وغیرہ اس کے مارنے کو لگانا غرض جُوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا۔[1]

احرام کے مکروہات

⑩ احرام میں یہ باتیں مکروہ ہیں:

(۱) بدن کا میل چھڑانا۔

(۲) بال یا بدن کھلی یا صابون وغیرہ بے خوشبو کی چیز سے دھونا۔

(۳) کنگھی کرنا۔ (۴) اس طرح کھجانا کہ بال ٹوٹنے یا جُوں کے گرنے کا اندیشہ ہو۔

(۵) انگرکھا کرتا چغہ پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔

(۶) خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہو پہننا اوڑھنا۔

(۷) قصداً خوشبو سونگھنا اگرچہ خوشبودار پھل یا پتا ہو جیسے لیموں، نارنگی، پودینہ، عطر دانہ۔

(۸) عطر فروش کی دوکان پر اس غرض سے بیٹھنا کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوگا۔

(۹) سر، یا (۱۰) مونھ پر پٹی باندھنا۔

---

[1] ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱۰، ص۷۳۲، وغیرہ۔

(۱۱) غلافِ کعبہ معظمہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا مونھ سے لگے۔

(۱۲) ناک وغیرہ مونھ کا کوئی حصہ کپڑے سے چُھپانا۔

(۱۳) کوئی ایسی چیز کھانا پینا جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ بو زائل ہوگئی ہو۔

(۱۴) بے سلا کپڑا رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا۔

(۱۵) تکیہ پر مونھ رکھ کر اوندھا لیٹنا۔

(۱۶) مہکتی خوشبو ہاتھ سے چُھونا جب کہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام ہے۔

(۱۷) بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر۔

(۱۸) بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا۔

(۱۹) سنگار کرنا۔

(۲۰) چادر اوڑھ کر اُس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا جیسے گانتی باندھتے ہیں اس طرح یا کسی اور طرح پر جب کہ سر کھلا ہو ورنہ حرام ہے۔

(۲۱) یوہیں تہبند کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔

(۲۲) تہبند باندھ کر کمر بند یا رسّی سے کسنا۔[1]

یہ باتیں احرام میں جائز ہیں

⑪ یہ باتیں احرام میں جائز ہیں:

(۱) انگرکھا کرتا چغہ لیٹ کر اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور مونھ نہ چھپے۔

(۲) اِن چیزوں یا پاجامہ کا تہبند باندھ لینا۔

(۳) چادر کے آنچلوں کو تہبند میں گھرسنا۔

(۴) ہمیانی، یا (۵) پٹی، یا (۶) ہتھیار باندھنا۔

(۷) بے میل چھڑائے حمام کرنا۔

(۸) پانی میں غوطہ لگانا۔

---

[1] ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱۰، ص۷۳۳، وغیرہ۔

(۹) کپڑے دھونا جب کہ جوں مارنے کی غرض سے نہ ہو۔

(۱۰) مسواک کرنا۔

(۱۱) کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا۔

(۱۲) چھتری لگانا۔

(۱۳) انگوٹھی پہننا۔

(۱۴) بے خوشبو کا سُرمہ لگانا۔

(۱۵) واڑھا کھاڑنا۔

(۱۶) ٹوٹے ہوئے ناخن کو جدا کر دینا۔

(۱۷) دنبل یا پھنسی توڑ دینا۔

(۱۸) ختنہ کرنا۔

(۱۹) فصد۔

(۲۰) بغیر بال مونڈے پچھنے کرانا۔

(۲۱) آنکھ میں جو بال نکلے اُسے جدا کرنا۔

(۲۲) سر یا بدن اس طرح آہستہ کھجانا کہ بال نہ ٹوٹے۔

(۲۳) احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی اُس کا لگا رہنا۔

(۲۴) پالتو جانور اونٹ گائے بکری مرغی وغیرہ ذبح کرنا۔ (۲۵) پکانا۔ (۲۶) کھانا۔ (۲۷) اس کا دودھ دوہنا۔ (۲۸) اس کے انڈے توڑنا بھونا کھانا۔

(۲۹) جس جانور کو غیر مُحرِم نے شکار کیا اور کسی مُحرِم نے اُس کے شکار یا ذبح میں کسی طرح کی مدد نہ کی ہو اُس کا کھانا بشرطیکہ وہ جانور نہ حرم کا ہو نہ حرم میں ذبح کیا گیا ہو۔

(۳۰) کھانے کے لیے مچھلی کا شکار کرنا۔

(۳۱) دوا کے لیے کسی دریائی جانور کا مارنا، دوا یا غذا کے لیے نہ ہو نری تفریح کے لیے ہو جس طرح لوگوں میں رائج ہے تو شکار دریا کا ہو یا جنگل کا خود ہی حرام ہے اور احرام میں سخت تر حرام۔

(۳۲) بیرونِ حرم کی گھاس اُکھاڑنا، یا

(۳۳) درخت کاٹنا۔

(۳۴) چیل، (۳۵) کوا، (۳۶) چوہا، (۳۷) گرگٹ، (۳۸) چھپکلی، (۳۹) سانپ، (۴۰) بچھو، (۴۱) کھٹمل، (۴۲) مچھر، (۴۳) پسّو، (۴۴) مکھی وغیرہ خبیث و موذی جانوروں کا مارنا اگرچہ حرم میں ہو۔

(۴۵) مونھ اور سر کے سوا کسی اور جگہ زخم پر پٹی باندھنا۔

(۴۶) سر، یا (۴۷) گال کے نیچے تکیہ رکھنا۔

(۴۸) سر، یا (۴۹) ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔

(۵۰) کان کپڑے سے چھپانا۔

(۵۱) ٹھوڑی سے نیچے داڑھی پر کپڑا آنا۔

(۵۲) سر پر سینی یا بوری اُٹھانا۔

(۵۳) جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگرچہ خوشبو دیں۔ یا (۵۴) بے پکائے جس میں کوئی خوشبو ڈالی اور وہ بو نہیں دیتی اُس کا کھانا پینا۔

(۵۵) گھی یا چربی یا کڑوا تیل یا ناریل یا بادام کدو، کاہو کا تیل کہ بسایا نہ ہو بالوں یا بدن میں لگانا۔

(۵۶) خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ اُن کی خوشبو جاتی رہی ہو مگر کسم، کیسر کا رنگ مرد کو ویسے ہی حرام ہے۔

(۵۷) دین کے لیے جھگڑنا بلکہ حسبِ حاجت فرض وواجب ہے۔

(۵۸) جوتا پہننا جو پاؤں کے اُس جوڑ کو نہ چھپائے۔

(۵۹) بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر تعویذ گلے میں ڈالنا۔

(۶۰) آئینہ دیکھنا۔

(۶۱) ایسی خوشبو کا چھونا جس میں فی الحال مہک نہیں جیسے اگر، لوبان، صندل، یا (۶۲) اس کا آنچل میں باندھنا۔

(۶۳) نکاح کرنا۔[1]

---

1 ..... "الفتاوی الرضویة"، ص۷۳٤، وغیرہ.

احرام میں مرد و عورت کے فرق

⑫ ان مسائل مذکورہ میں مرد عورت برابر ہیں، مگر عورت کو چند باتیں جائز ہیں:
سر چھپانا بلکہ نامحرم کے سامنے اور نماز میں فرض ہے تو سر پر بستر بقچہ اُٹھانا بدرجہ اولیٰ۔ یوہیں گوند وغیرہ سے بال جمانا، سر وغیرہ پر پٹی خواہ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ سی کر، غلافِ کعبہ کے اندر یوں داخل ہونا کہ سر پر رہے مونھ پر نہ آئے، دستانے، موزے، سِلے کپڑے پہننا، عورت اتنی آواز سے لبیک نہ کہے کہ نامحرم سُنے، ہاں اتنی آواز ہر پڑھنے میں ہمیشہ سب کو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

تنبیہ: احرام میں موںھ چھپانا عورت کو بھی حرام ہے، نامحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ موںھ سے بچا ہوا سامنے رکھے۔

⑬ جو باتیں احرام میں ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگر ان پر جو جُرمانہ مقرر ہے ہر طرح دینا آئے گا اگرچہ بے قصد ہوں یا سہواً یا جبراً یا سوتے میں۔

⑭ طوافِ قدوم کے سوا وقتِ احرام سے رمی جمرہ تک جس کا ذکر آئے گا اکثر اوقات لبیک کی بے شمار کثرت رکھے، اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو بے وضو ہر حال میں خصوصاً چڑھائی پر چڑھتے اُترتے، دو قافلوں کے ملتے، صبح شام، پچھلی رات، پانچوں نمازوں کے بعد، غرض یہ کہ ہر حالت کے بدلنے پر مرد باآواز کہیں مگر نہ اتنی بلند کہ اپنے آپ یا دوسرے کو تکلیف ہو اور عورتیں پست آواز سے مگر نہ اتنی پست کہ خود بھی نہ سُنیں۔

داخلی حرم محترم ومکہ مکرمہ و مسجد الحرام

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّ ارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ قَالَ وَ مَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِیْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ۝ وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّاؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۝ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ۪ وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَیْنَاۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۝ ﴾ [1]

اور جب ابراہیم نے کہا، اے پروردگار! اس شہر کو امن والا کردے اور اس کے اہل میں سے جو اللہ (عزوجل) اور پچھلے دن

---

1 ……پ۱، البقرۃ: ۱۲۶۔۱۲۸۔

پر ایمان لائے انھیں پھلوں سے روزی دے۔ فرمایا اور جس نے کفر کیا اُسے بھی کچھ برتنے کو دوں گا، پھر اسے آگ کے عذاب کی طرف مضطر کروں گا اور بُرا ٹھکانا ہے وہ۔ اور جب ابراہیم و اسمٰعیل خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کرتے ہوئے کہتے تھے اے پروردگار! تو ہم سے (اس کام کو) قبول فرما، بیشک تو ہی ہے سُننے والا، جاننے والا اور ہمیں تو اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری ذرّیت سے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار بنا اور ہمارے عبادت کے طریقے ہم کو دکھا اور ہم پر رجوع فرما بیشک تو ہی بڑا توبہ قبول فرمانے والا، رحم کرنے والا ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۝۵۷ ﴾[1]

کیا ہم نے اُن کو امن والے حرم میں قدرت نہ دی کہ وہاں ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں جو ہماری جانب سے رزق ہیں مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ٘ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۝۹۱ ﴾[2]

مجھے تو یہی حکم ہوا کہ اس شہر کے پروردگار کی عبادت کروں، جس نے اسے حرم کیا اور اسی کے لیے ہر شے ہے اور مجھے حکم ہوا کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔

حدیث ۱ و ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یہ ارشاد فرمایا: ''اس شہر کو اللہ (عزوجل) نے حرم (بزرگ) کر دیا ہے جس دن آسمان و زمین کو پیدا کیا تو وہ روز قیامت تک کے لیے اللہ (عزوجل) کے کیے سے حرم ہے، مجھ سے پہلے کسی کے لیے اس میں قتال حلال نہ ہوا اور میرے لیے صرف تھوڑے سے وقت میں حلال ہوا، اب پھر وہ قیامت تک کے لیے حرام ہے، نہ یہاں کا کانٹے والا درخت کاٹا جائے نہ اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ یہاں کا پڑا ہوا مال کوئی اُٹھائے مگر جو اعلان کرنا چاہتا ہو (اُسے اُٹھانا، جائز ہے) اور نہ یہاں کی تر گھاس کاٹی جائے۔'' حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! مگر اِذخر (ایک قسم کی گھاس ہے کہ اُس

---

1 ......پ ۲۰، القصص: ۵۷.

2 ......پ ۲۰، النمل: ۹۱.

کے کاٹنے کی اجازت دیجیے) کہ یہ لوہاروں اور گھر کے بنانے میں کام آتی ہے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اس کی اجازت دیدی۔"[1] اسی کی مثل ابوشریح عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی۔

حدیث ۳ ابن ماجہ عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ امت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک اس حرمت کی پوری تعظیم کرتی رہے گی اور جب لوگ اسے ضائع کردیں گے ہلاک ہوجائیں گے۔"[2]

حدیث ۴ طبرانی اوسط میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کعبہ کے لیے زبان اور ہونٹ ہیں، اُس نے شکایت کی کہ اے رب! میرے پاس آنے والے اور میری زیارت کرنے والے کم ہیں۔ اللہ عزوجل نے وحی کی کہ: "میں خشوع کرنے والے، سجدہ کرنے والے آدمیوں کو پیدا کروں گا جو تیری طرف ایسے مائل ہوں گے جیسے کبوتری اپنے انڈے کی طرف مائل ہوتی ہے۔"[3]

حدیث ۵ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لاتے تو ذی طویٰ میں رات گزارتے، جب صبح ہوتی غسل کرتے اور نماز پڑھتے اور دن میں داخلِ مکہ ہوتے اور جب مکہ سے تشریف لے جاتے تو صبح تک ذی طویٰ میں قیام فرماتے۔[4]

داخلی حرم کے احکام

① جب حرم مکہ کے متصل پہنچے سر جھکائے آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کیے خشوع و خضوع سے داخل ہو اور ہوسکے تو پیادہ ننگے پاؤں اور لبیک و دعا کی کثرت رکھے اور بہتر یہ کہ دن میں نہا کر داخل ہو، حیض و نفاس والی عورت کو بھی نہانا مستحب ہے۔

② مکہ معظمہ کے گرداگرد کئی کوس تک حرم کا جنگل ہے، ہر طرف اُس کی حدیں بنی ہوئی ہیں، ان حدوں کے اندر تر گھاس اُکھیڑنا، خودرو پیڑ کاٹنا، وہاں کے وحشی جانور کو تکلیف دینا حرام ہے۔ یہاں تک کہ اگر سخت دھوپ ہو اور ایک ہی پیڑ ہے اُس کے سایہ میں ہرن بیٹھا ہے تو جائز نہیں کہ اپنے بیٹھنے کے لیے اسے اُٹھائے اور اگر وحشی جانور بیرون حرم کا اُس کے ہاتھ میں

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب تحريم مكة وتحريم صيدها ...إلخ، الحديث: ١٣٥٣، ص٧٠٦.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب فضل مكة، الحديث: ٣١١٠، ج٣، ص٥١٩.

3 ...... "المعجم الأوسط"، باب الميم، الحديث: ٦٠٦٦، ج٤، ص٣٠٥.

4 ...... "مشكاة المصابيح"، كتاب المناسك، باب دخول مكة ...إلخ، الحديث: ٢٥٦١، ج٢، ص٨٦.

تھا اُسے لیے ہوئے حرم میں داخل ہوا اب وہ جانور حرم کا ہو گیا فرض ہے کہ فوراً فوراً چھوڑ دے۔ مکہ معظمہ میں جنگلی کبوتر [1] بکثرت ہیں ہر مکان میں رہتے ہیں، خبردار ہرگز ہرگز نہ اڑائے، نہ ڈرائے، نہ کوئی ایذا پہنچائے بعض ادھر ادھر کے لوگ جو مکہ میں بسے کبوتروں کا ادب نہیں کرتے، ان کی ریس نہ کرے مگر بُرا انھیں بھی نہ کہے کہ جب وہاں کے جانور کا ادب ہے تو مسلمان انسان کا کیا کہنا! یہ باتیں جو حرم کے متعلق بیان کی گئیں احرام کے ساتھ خاص نہیں احرام ہو یا نہ ہو بہر حال یہ باتیں حرام ہیں۔

③ جب مکہ معظمہ نظر پڑے ٹھہر کر یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِّيْ بِهَا قَرَارًا وَّارْزُقْنِيْ فِيْهَا رِزْقًا حَلَالًا . [2]

اور درود شریف کی کثرت کرے اور افضل یہ ہے کہ نہا کر داخل ہو اور مدفونینِ جنت المعلٰی کے لیے فاتحہ پڑھے اور مکہ معظمہ میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَالْبَلَدُ بَلَدُكَ جِئْتُكَ هَارِبًا مِّنْكَ اِلَيْكَ لِاُؤَدِّيَ فَرَآئِضَكَ وَاَطْلُبَ رَحْمَتَكَ وَاَلْتَمِسَ رِضْوَانَكَ اَسْاَلُكَ مَسْاَلَةَ الْمُضْطَرِّيْنَ اِلَيْكَ الْخَائِفِيْنَ عُقُوْبَتَكَ اَسْاَلُكَ اَنْ تَقْبَلَنِيَ الْيَوْمَ بِعَفْوِكَ وَتُدْخِلَنِيْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَتَتَجَاوَزَ عَنِّيْ بِمَغْفِرَتِكَ وَتُعِيْنَنِيْ عَلٰى اَدَآءِ فَرَائِضِكَ اَللّٰهُمَّ نَجِّنِيْ مِنْ عَذَابِكَ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاَدْخِلْنِيْ فِيْهَا وَاَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ؕ [3]

④ جب مدعٰی میں پہنچے یہ وہ جگہ ہے جہاں سے کعبہ معظمہ نظر آتا تھا جب کہ درمیان میں عمارتیں حائل نہ تھیں، یہ عظیم اجابت وقبول کا وقت ہے یہاں ٹھہرے اور صدقِ دل سے اپنے اور تمام عزیزوں، دوستوں، مسلمانوں کے لیے مغفرت وعافیت مانگے اور جنت بلا حساب کی دُعا کرے اور درود شریف کی کثرت اس موقع پر نہایت اہم ہے۔ اس مقام پر تین بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور تین مرتبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور یہ پڑھے:

---

1 ...... ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ یہ کبوتر اس مبارک جوڑے کی نسل سے ہیں، جس نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت غارِ ثور میں انڈے دیئے تھے، اللہ عزوجل نے اس خدمت کے صلہ میں ان کو اپنے حرم پاک میں جگہ بخشی۔ ۱۲

2 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو مجھے اس میں برقرار رکھ اور مجھے اس میں حلال روزی دے۔ ۱۲

3 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور یہ شہر تیرا شہر ہے میں تیرے پاس تیرے عذاب سے بھاگ کر حاضر ہوا کہ تیرے فرائض کو ادا کروں اور تیری رحمت کو طلب کروں اور تیری رضا کو تلاش کروں، میں تجھ سے اس طرح سوال کرتا ہوں جیسے مضطر اور تیرے عذاب سے ڈرنے والے سوال کرتے ہیں، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ آج تو اپنے عفو کے ساتھ مجھ کو قبول کر اور اپنی رحمت میں مجھے داخل کر اور اپنی مغفرت کے ساتھ مجھ سے درگزر فرما اور فرائض کی ادا پر میری اعانت کر۔ اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اپنے عذاب سے نجات دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور اس میں مجھے داخل کر اور شیطان مردود سے مجھے پناہ میں رکھ۔ ۱۲

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ؕ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ؕ [1]

اور یہ دعا بھی پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا ۢ بِکَ وَتَصْدِیْقًا ۢ بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً ۢ بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَیْہِ وَسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَعْظِیْمًا وَّ تَشْرِیْفًا وَّمَھَابَۃً وَّزِدْ مَنْ تَعْظِیْمِہٖ وَتَشْرِیْفِہٖ مَنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّمَھَابَۃً ؕ [2]

اور یہ دعائے جامع کم از کم تین بار اس جگہ پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْتُکَ وَاَنَا عَبْدُکَ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَلِعُبَیْدِکَ اَمْجَدَ عَلِیِّ اَللّٰھُمَّ انْصُرْہُ نَصْرًا [3] عَزِیْزًا. اٰمِیْنَ. [4]

مسئلہ ۱: جب مکہ معظمہ میں پہنچ جائے تو سب سے پہلے مسجد الحرام میں جائے۔ کھانے پینے، کپڑے بدلنے، مکان کرایہ لینے وغیرہ دوسرے کاموں میں مشغول نہ ہو، ہاں اگر عذر ہو مثلاً سامان کو چھوڑتا ہے تو ضائع ہونے کا اندیشہ ہے تو محفوظ جگہ رکھوانے یا اور کسی ضروری کام میں مشغول ہوا تو حرج نہیں اور اگر چند شخص ہوں تو بعض اسباب اُتروانے میں مشغول ہوں اور بعض مسجد الحرام شریف کو چلے جائیں۔[5] (منسک)

⊙ ذکرِ خدا و رسول اور اپنے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائے فلاحِ دارین کرتا ہوا اور لبیک کہتا ہوا باب السلام تک

---

1 ......ترجمہ: اے رب! تو دنیا میں ہمیں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور جہنم کے عذاب سے ہمیں بچا، اے اللہ (عزوجل)! میں اس خیر میں سے سوال کرتا ہوں، جس کا تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجھ سے سوال کیا اور تیری پناہ مانگتا ہوں اُن چیزوں کے شر سے جن سے تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پناہ مانگی۔۱۲

2 ......ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تجھ پر ایمان لایا اور تیری کتاب کی تصدیق کی اور تیرے عہد کو پورا کیا اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کیا، اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے اس گھر کی تعظیم و شرافت و ہیبت زیادہ کر اور اس کی تعظیم و تشریف سے اس شخص کی عظمت و شرافت و ہیبت زیادہ کر جس نے اس کا حج و عمرہ کیا۔۱۲

3 ...... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں عفو و عافیت کا سوال تجھ سے کرتا ہوں، دین و دنیا و آخرت میں میرے لیے اور میرے والدین اور تمام مومنین و مومنات کے لیے اور تیرے حقیر بندہ امجد علی کے لیے، الٰہی! تو اس کی قوی مدد کر۔ آمین۔۱۲

4 ......(اور اب جب کہ صدر الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ وصال فرما چکے یوں دعا کرے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ مَغْفِرَۃً).

5 ...... "المسلک المتقسط"، (باب دخول مکۃ)، ص۱۲۷.

پہنچے اور اس آستانہ پاک کو بوسہ دیکر پہلے داہنا پاؤں رکھ کر داخل ہو اور یہ کہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَ بِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَ سُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ .[1]

یہ دعا خوب یاد رکھے، جب کبھی مسجد الحرام شریف یا اور کسی مسجد میں داخل ہو، اسی طرح داخل ہو اور یہ دعا پڑھ لیا کرے اور اس وقت خصوصیت کے ساتھ اس دعا کے ساتھ اتنا اور ملالے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَاِلَیْکَ یَرْجِعُ السَّلَامُ حَیِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ . اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُکَ وَمَوْضِعُ اَمْنِکَ فَحَرِّمْ لَحْمِیْ وَبَشَرِیْ وَدَمِیْ وَمُخِّیْ وَعِظَامِیْ عَلَی النَّارِ .[2]

اور جب کسی مسجد سے باہر آئے پہلے بایاں قدم باہر رکھے اور وہی دُعا پڑھے مگر آخر میں رَحْمَتِکَ کی جگہ فَضْلِکَ کہے اور اتنا اور بڑھائے:

وَسَھِّلْ لِیْ اَبْوَابَ رِزْقِکَ .[3] اس کی برکات دین و دنیا میں بے شمار ہیں وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔

⑥ جب کعبہ معظمہ نظر پڑے تین بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور درود شریف اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَعْظِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّ تَکْرِیْمًا وَّ بِرًّا وَّ مَھَابَۃً اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنَا الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ اَنْ تَغْفِرَلِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَتُقِیْلَ عَثْرَتِیْ وَتَضَعَ وِزْرِیْ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَزَائِرُکَ وَعَلٰی کُلِّ مَزُوْرٍ حَقٌّ وَّاَنْتَ خَیْرُ مَزُوْرٍ فَاَسْاَلُکَ اَنْ تَرْحَمَنِیْ

---

1 ..... ترجمہ: میں خدائے عظیم کی پناہ مانگتا ہوں اور اس کے وجہ کریم کی اور قدیم سلطنت کی مردود شیطان سے، اللہ (عزوجل) کے نام کی مدد سے سب خوبیاں اللہ (عزوجل) کے لیے اور رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر سلام، اے اللہ (عزوجل)! درود بھیج ہمارے آقا محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور اُن کی آل اور بیبیوں پر۔ الٰہی! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔۱۲

2 ..... ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو سلام ہے اور تجھی سے سلامتی ہے اور تیری ہی طرف سلامتی لوٹتی ہے، اے ہمارے رب! ہم کو سلامتی کے ساتھ زندہ رکھ دار السلام (جنت) میں داخل کر، اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند ہے، اے جلال و بزرگی والے! الٰہی یہ تیرا حرم ہے اور تیری امن کی جگہ ہے میرے گوشت اور پوست اور خون اور مغز اور ہڈیوں کو جہنم پر حرام کردے۔۱۲

3 ..... ترجمہ: اور میرے لیے اپنے رزق کے دروازے آسان کردے۔۱۲

وَتَفُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ .[1]

طواف وسعی صفا ومروہ وعمرہ کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا ؕ وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ وَ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ ﴾[2]

اور یاد کرو جب کہ ہم نے کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور امن کیا اور مقام ابراہیم سے نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ اور ہم نے ابراہیم و اسمٰعیل کی طرف عہد کیا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لیے پاک کرو۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِیْمَ مَكَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِیْ شَیْــٴًـا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْقَآىٕمِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۝ لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآىٕسَ الْفَقِیْرَ ۝ ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَ لْیُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَ لْیَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ ۝ ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ ﴾[3]

اور جب کہ ہم نے ابراہیم کو پناہ دی خانہ کعبہ کی جگہ میں یوں کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک کر اور لوگوں میں حج کا اعلان کردے لوگ تیرے پاس پیدل آئیں گے اور لاغر اونٹنیوں پر کہ ہر راہِ بعید سے آئیں گی تاکہ اپنے نفع کی جگہ میں حاضر ہوں اور اللہ (عزوجل)

---

1 ......ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! تو اپنے اس گھر کی عظمت وشرافت و بزرگی وخوبی و ہیبت زیادہ کر، اے اللہ (عزوجل)! ہم کو جنت میں بلاحساب داخل کر۔ الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت کردے اور مجھ پر رحم کر اور میری لغزش دور کر اور اپنی رحمت سے میرے گناہ دفع کر، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ الٰہی! میں تیرا بندہ اور تیرا زائر ہوں اور جس کی زیارت کی جائے اس پر حق ہوتا ہے اور تو سب سے بہتر زیارت کیا ہوا ہے، میں یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر رحم کر اور میری گردن جہنم سے آزاد کر۔۱۲

2 ......پ۱، البقرۃ: ۱۲۵.

3 ......پ۱۷، الحج: ۲۶۔۳۰.

کے نام کو یاد کریں معلوم دنوں میں اس پر کہ انھیں چوپائے جانور عطا کیے تو اُن میں سے کھاؤ اور ناامید فقیر کو کھلاؤ پھر اپنے میل کچیل اُتاریں اور اپنی منتیں پوری کریں اور اس آزاد گھر (کعبہ) کا طواف کریں بات یہ ہے اور جو اللہ (عزوجل) کے حُرمات کی تعظیم کرے تو یہ اس کے لیے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىٕرِ اللّٰهِۚ-فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَاؕ-وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًاۙ-فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ۝ ﴾ [1]

بیشک صفا ومروہ اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے ہیں جس نے کعبہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر اس میں گناہ نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے اور جس نے زیادہ خیر کیا تو اللہ (عزوجل) بدلا دینے والا علم والا ہے۔

حدیث ۱: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، فرماتی ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج کے لیے مکہ میں تشریف لائے، سب کاموں سے پہلے وضو کر کے بیت اللہ کا طواف کیا۔ [2]

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجرِ اسود سے حجرِ اسود تک تین پھیروں میں رَمَل کیا اور چار پھیرے چل کر کیے [3] اور ایک روایت میں ہے پھر صفا ومروہ کے درمیان سعی فرمائی۔ [4]

حدیث ۳: صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مکہ میں تشریف لائے تو حجرِ اسود کے پاس آکر اُسے بوسہ دیا پھر دہنے ہاتھ کو چلے اور تین پھیروں میں رَمَل کیا۔ [5]

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیت اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے دستِ مبارک میں چھڑی تھی اُس چھڑی کو حجرِ اسود سے لگا کر بوسہ دیتے۔ [6]

---

1 ..... پ۲، البقرۃ: ۱۵۸.

2 ..... "صحیح البخاري"، کتاب الحج، باب من طاف بالبیت ... إلخ، الحدیث: ۱۶۱۴، ج۱، ص۵٤۱.

3 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب استحباب الرمل في الطواف ... إلخ، الحدیث: ۱۲۶۲، ص۶۵۹.

4 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب استحباب الرمل في الطواف ... إلخ، الحدیث: ۱۲۶۱، ص۶۵۸.

5 ..... "مشکاۃ المصابیح" کتاب المناسك، باب دخول مکۃ ... إلخ، الحدیث: ۲۵۶۶، ج۲، ص۸۶.

6 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب جواز الطواف علی بعیر وغیرہ ... إلخ، الحدیث: ۱۲۷۵، ص۶۶۳.

حدیث ۵ ابوداود نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو حجرِ اسود کی طرف متوجہ ہوئے، اُسے بوسہ دیا پھر طواف کیا پھر صفا کے پاس آئے اور اس پر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا پھر ہاتھ اُٹھا کر ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے، جب تک خُدا نے چاہا اور دُعا کی۔[1]

حدیث ۶ امام احمد نے عبید بن عمیر سے روایت کی، کہتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ حجرِ اسود و رُکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں؟ جواب دیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ: ان کو بوسہ دینا خطاؤں کو گرا دیتا ہے اور میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرماتے سُنا جس نے سات پھیرے طواف کیا اس طرح کہ اس کے آداب کو ملحوظ رکھا اور دو رکعت نماز پڑھی تو یہ گردن آزاد کرنے کی مثل ہے اور میں نے حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو فرماتے سُنا کہ طواف میں ہر قدم کہ اُٹھاتا اور رکھتا ہے اس پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس گناہ مٹائے جاتے ہیں اور دس درجے بلند کیے جاتے ہیں۔"[2] اسی کے قریب قریب ترمذی و حاکم و ابن خزیمہ وغیرہم نے بھی روایت کی۔

حدیث ۷ طبرانی کبیر میں محمد بن منکدر سے راوی، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بیت اللہ کا سات پھیرے طواف کرے اور اُس میں کوئی لغو بات نہ کرے تو ایسا ہے جیسے گردن آزاد کی۔"[3]

حدیث ۸ اصبہانی عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہتے ہیں: جس نے کامل وضو کیا پھر حجرِ اسود کے پاس بوسہ دینے کو آیا وہ رحمت میں داخل ہوا، پھر جب بوسہ دیا اور یہ پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ اُسے رحمت نے ڈھانک لیا پھر جب بیت اللہ کا طواف کیا تو ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی اور ستر ہزار گناہ مٹا دیے جائیں گے اور ستر ہزار درجے بلند کیے جائیں گے اور اپنے گھر والوں میں ستر کی شفاعت کرے گا پھر جب مقام ابراہیم پر آیا اور وہاں دو رکعت نماز ایمان کی وجہ سے اور طلب ثواب کے لیے پڑھی تو اس کے لیے اولادِ اسمٰعیل میں سے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائیگا اور گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسے آج اپنی ماں سے پیدا ہوا۔[4]

حدیث ۹ بیہقی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''بیت الحرام کے حج

---

1 ..... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب في رفع اليد إذا رأى البيت، الحديث: ١٨٧٢، ج٢، ص٢٥٥.

2 ..... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، الحديث: ٤٤٦٢، ج٢، ص٢٠٢.

3 ..... "المعجم الكبير"، الحديث: ٨٤٥، ج٢٠، ص٣٦٠.

4 ..... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب في الطواف ...إلخ، الحديث: ١١، ج٢، ص١٢٤.

کرنے والوں پر ہر روز اللہ تعالٰی ایک سو بیس رحمت نازل فرماتا ہے، ساٹھ طواف کرنے والوں کے لیے اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لیے اور بیس نظر کرنے والوں کے لیے۔'' (1)

حدیث ۱۰: ابن ماجہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''رُکن یمانی پر ستر فرشتے موکل ہیں، جو یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ وہ فرشتے آمین کہتے ہیں اور جو سات پھیرے طواف کرے اور یہ پڑھتا رہے: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اُس کے دس گناہ مٹا دیے جائیں گے اور دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس درجے بلند کیے جائیں گے اور جس نے طواف میں یہی کلام پڑھے، وہ رحمت میں اپنے پاؤں سے چل رہا ہے جیسے کوئی پانی میں پاؤں سے چلتا ہے۔'' (2)

حدیث ۱۱: ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے پچاس مرتبہ طواف کیا، گناہوں سے ایسا نکل گیا جیسے آج اپنی ماں سے پیدا ہوا۔'' (3)

حدیث ۱۲: ترمذی ونسائی ودارمی انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیت اللہ کے گرد طواف نماز کی مثل ہے، فرق یہ کہ تم اس میں کلام کرتے ہو تو جو کلام کرے خیر کے سوا ہرگز کوئی بات نہ کہے۔'' (4)

حدیث ۱۳: امام احمد وترمذی انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''حجرِ اسود جب جنت سے نازل ہوا دودھ سے زیادہ سفید تھا، بنی آدم کی خطاؤں نے اُسے سیاہ کر دیا۔'' (5)

حدیث ۱۴: ترمذی ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ: ''حجرِ اسود ومقامِ ابراہیم جنت کے یاقوت ہیں، اللہ (عزوجل) نے ان کے نور کو مٹا دیا اور اگر نہ مٹاتا تو جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے سب کو روشن کر دیتے۔'' (6)

---

1 ...... "الترغیب و الترھیب"، کتاب الحج، الترغیب فی الطواف ... إلخ، الحدیث:٦، ج٢، ص١٢٣.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب فضل الطواف، الحدیث: ٢٩٥٧، ج٣، ص٤٣٩.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی فضل الطواف، الحدیث: ٨٦٧، ج٢، ص٢٤٤.

4 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی الكلام فی الطواف، الحدیث: ٩٦٢، ج٢، ص٢٨٦.

5 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود و الركن و المقام، الحدیث: ٨٧٨، ج٢، ص٢٤٨.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء فی فضل الحجر الاسود و الركن و المقام، الحدیث: ٨٧٩، ج٢، ص٢٤٨.

حدیث ۱۵: ترمذی وابن ماجہ ودارمی ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: ''واللہ! حجرِ اسود کو قیامت کے دن اللہ تعالٰی اس طرح اٹھائے گا کہ اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے کلام کرے گا، جس نے حق کے ساتھ اُسے بوسہ دیا ہے اُس کے لیے شہادت دے گا۔'' (1)

بیان احکام

مسجد الحرام شریف میں داخل ہونے تک کے احکام معلوم ہو چکے اب کہ مسجد الحرام شریف میں داخل ہوا اگر جماعت قائم ہو یا نماز فرض یا وتر یا نماز جنازہ یا سنت مؤکدہ کے فوت کا خوف ہو تو پہلے اُن کو ادا کرے، ورنہ سب کاموں سے پہلے طواف میں مشغول ہو۔ کعبہ شمع ہے اور تو پروانہ، دیکھا نہیں کہ پروانہ شمع کے گرد کس طرح قربان ہوتا ہے تُو بھی اس شمع پر قربان ہونے کے لیے مستعد ہو جا۔ پہلے اس مقامِ کریم کا نقشہ دیکھیے کہ جو بات کہی جائے اچھی طرح ذہن میں آجائے۔
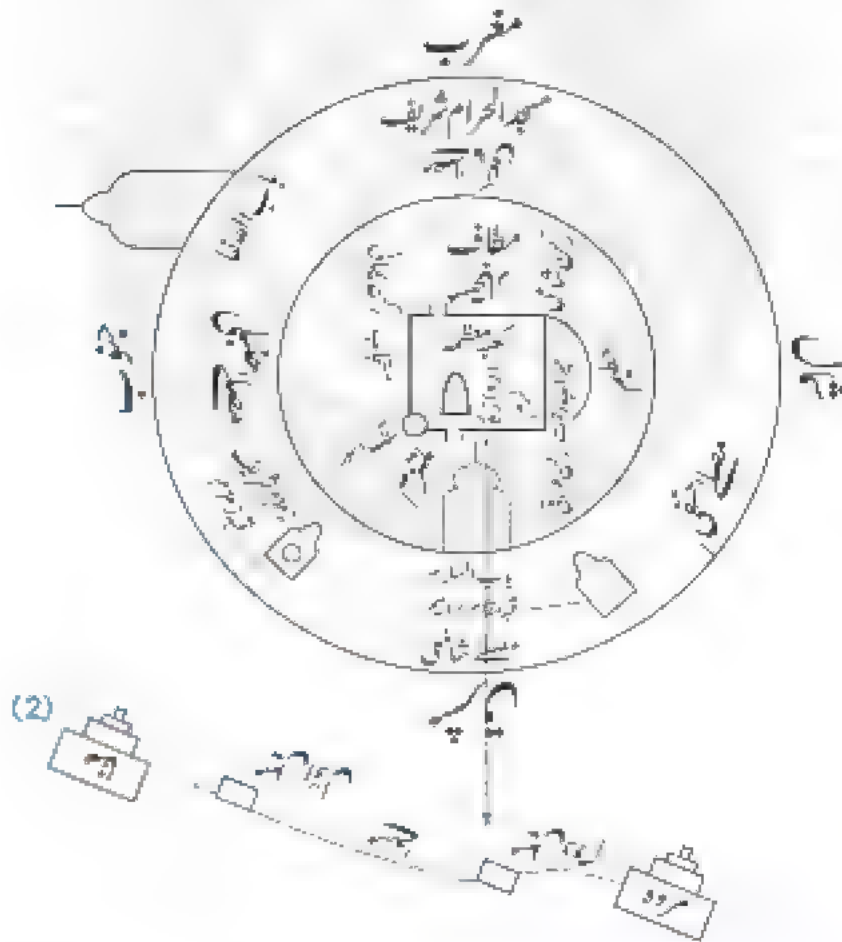
مغرب

مسجد الحرام شریف

مطاف

مروہ

(2)

---

1 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء في الحجر الاسود، الحديث: ۹۶۳، ج۲، ص۲۸۶.

2 ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس مقام پر صفا، مروہ کا نقشہ جنوب کی طرف بنا ہوا تھا جو کہ کتابت کی غلطی ہے اصل میں یہ نقشہ مشرق کی طرف ہے لہٰذا ہم نے یہاں پر نقشہ درست کر دیا۔ ..علمیہ

مسجد الحرام ایک گول وسیع احاطہ ہے، جس کے کنارے کنارے بکثرت دالان اور آنے جانے کے دروازے ہیں اور بیچ میں مطاف (طواف کرنے کی جگہ)۔

مطاف ایک گول دائرہ ہے جس میں سنگ مرمر بچھا ہے، اس کے بیچ میں **کعبہ معظمہ** ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد الحرام اسی قدر تھی۔ اسی کی حد پر **باب السلام** شرقی قدیم دروازہ واقع ہے۔

رکن مکان کا گوشہ جہاں اُس کی دو دیواریں ملتی ہیں، جسے زاویہ کہتے ہیں۔ اس طرح ا ــــ ح اح۔ ح ب دونوں دیواریں مقام ح پر ملی ہیں یہ رکن وزاویہ ہے، کعبہ معظمہ کے چار رکن ہیں۔

رُکنِ اسود جنوب وشرق[1] کے گوشہ میں اسی میں زمین سے اونچا سنگ اسود شریف نصب ہے۔

رُکنِ عراقی شرق وشمال کے گوشہ میں۔ دروازۂ کعبہ انھیں دو رکنوں کے بیچ کی شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

ملتزم اسی شرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکن اسود سے دروازۂ کعبہ تک ہے۔

رُکنِ شامی اُتر[2] اور پچھم[3] کے گوشہ میں۔

میزابِ رحمت سونے کا پرنالہ کہ رکن عراقی وشامی کی بیچ کی شمالی دیوار پر چھت میں نصب ہے۔

حطیم بھی اسی شمالی دیوار کی طرف ہے۔ یہ زمین[4] کعبہ معظمہ ہی کی تھی۔ زمانہ جاہلیت میں جب قریش نے کعبہ از سرِ نو تعمیر کیا، کمی خرچ کے باعث اتنی زمین کعبہ معظمہ سے باہر چھوڑ دی۔ اس کے گرد اگرد ایک قوسی انداز کی چھوٹی سی دیوار کھینچ دی اور دونوں طرف آمد ورفت کا دروازہ ہے اور یہ مسلمانوں کی خوش نصیبی ہے اس میں داخل ہونا کعبہ معظمہ ہی میں داخل ہونا ہے جو بحمد اللہ تعالیٰ بے تکلف نصیب ہوتا ہے۔

رُکنِ یمانی پچھم اور دکھن[5] کے گوشہ میں۔

مُستجار رُکنِ یمانی وشامی کے بیچ کی غربی دیوار کا وہ ٹکڑا جو ملتزم کے مقابل ہے۔

مُستجاب رُکنِ یمانی ورُکنِ اسود کے بیچ میں جو دیوار جنوبی ہے، یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہنے کے لیے مقرر ہیں اس لیے اس کا نام مستجاب رکھا گیا۔

---

1 ...جنوب اور مشرق۔ 2 ...شمال۔

3 ...مغرب۔ وہ سمت جدھر سورج ڈوبتا ہے۔

4 ...جنوباً شمالاً چھ ہاتھ کعبہ کی زمین ہے اور بعض کہتے ہیں سات ہاتھ اور بعض کا خیال ہے کہ سارا حطیم۔ ۱۲۔

5 ...جنوب کی سمت۔

مقامِ ابراھیم دروازۂ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہوکر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام نے کعبہ بنایا تھا، ان کے قدمِ پاک کا اس پر نشان[1] ہوگیا جو اب تک موجود ہے اور جسے اللہ تعالیٰ نے اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ اللہ کی کھلی نشانیاں فرمایا۔

زم زم شریف کا قبہ مقام ابراہیم سے جنوب کو مسجد شریف ہی میں واقع ہے اور اس قبہ کے اندر زم زم کا کوآں ہے۔

بابُ الصفا مسجد شریف کے جنوبی دروازوں میں ایک دروازہ ہے جس سے نکل کر سامنے کوہِ صفا ہے۔

صفا کعبہ معظّمہ سے جنوب کو ہے یہاں زمانۂ قدیم میں ایک پہاڑی تھی کہ زمین میں چھپ گئی ہے۔ اب وہاں قبلہ رُخ ایک دالان سا بنا ہے اور چڑھنے کی سیڑھیاں۔

مروہ دوسری پہاڑی صفا سے پورب کو تھی یہاں بھی اب قبلہ رُخ دالان سا ہے اور سیڑھیاں، صفا سے مروہ تک جو فاصلہ ہے اب یہاں بازار ہے۔ صفا سے چلتے ہوئے دہنے ہاتھ کو دُکانیں اور بائیں ہاتھ کو احاطۂ مسجد الحرام ہے۔

مِیلَین اَخضَرَین اس فاصلہ کے وسط میں جو صفا سے مروہ تک ہے دیوار حرم شریف میں دو سبز میل نصب ہیں جیسے میل کے شروع میں پتھر لگا ہوتا ہے۔

مسعٰی وہ فاصلہ کہ ان دونوں میلوں کے بیچ میں ہے۔ یہ سب صورتیں رسالہ میں بار بار دیکھ کر خوب ذہن نشین کر لیجئے کہ وہاں پہنچ کر پوچھنے کی حاجت نہ ہو۔ ناواقف آدمی اندھے کی طرح کام کرتا ہے اور جو سمجھ لیا وہ انکھیارا ہے، اب اپنے رب عزوجل کا نام پاک لے کر طواف کیجئے۔

طواف کا طریقہ اور دُعائیں

(۱) جب حجر اسود کے قریب پہنچے تو یہ دعا پڑھے:

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ صَـدَقَ وَعْـدَهٗ وَنَـصَـرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔[2]

---

[1] ..... ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قدم پاک کے نشان میں بے قدرے، بے ادب لوگ کلام کرتے ہیں یہ معجزہ ابراہیمی ہزاروں برس سے محفوظ ہے اس سے بھی انکار کردیں۔ ۱۲

[2] ..... اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور تنہا اسی نے کفار کی جماعتوں کو شکست دی، اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ ۱۲

(۲) شروعِ طواف سے پہلے مرد اضطباع کرلے یعنی چادر کو دہنی بغل کے نیچے سے نکالے کہ دہنا مونڈھا کھلا رہے اور دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر ڈال دے۔

(۳) اب کعبہ کی طرف موںھ کر کے حجرِ اسود کی دہنی طرف رُکنِ یمانی کی جانب سنگِ اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے دہنے ہاتھ کو رہے پھر طواف کی نیت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ طَوَافَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ ۔ [1]

(۴) اس نیت کے بعد کعبہ کو موںھ کیے اپنی دہنی جانب چلو، جب سنگِ اسود کے مقابل ہو (اور یہ بات ادنیٰ حرکت میں حاصل ہو جائے گی) کانوں تک ہاتھ اس طرح اُٹھاؤ کہ ہتھیلیاں حجرِ اسود کی طرف رہیں اور کہو بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اور نیت کے وقت ہاتھ نہ اُٹھاؤ جیسے بعض مطوف کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔

(۵) میسر ہو سکے تو حجرِ اسود پر دونوں ہتھیلیاں اور اُن کے بیچ میں موںھ رکھ کر یوں بوسہ دو کہ آواز نہ پیدا ہو، تین بار ایسا ہی کرو یہ نصیب ہو تو کمال سعادت ہے۔ یقیناً تمھارے محبوب و مولےٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بوسہ دیا اور رُوئے اقدس اس پر رکھا۔ زہے خوش نصیبی کہ تمہارا موںھ وہاں تک پہنچے اور ہجوم کے سبب نہ ہو سکے تو نہ اَوروں کو ایذا دو، نہ آپ دبو کچلو بلکہ اس کے عوض ہاتھ سے چُھو کر اسے چوم لو اور ہاتھ نہ پہنچے تو لکڑی سے چُھو کر اسے چوم لو اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اُس کی طرف اشارہ کر کے انھیں بوسہ دے لو، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موںھ رکھنے کی جگہ پر نگاہیں پڑ رہی ہیں یہی کیا کم ہے اور حجر کو بوسہ دینے یا ہاتھ یا لکڑی سے چُھو کر چوم لینے یا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینے کو استلام کہتے ہیں۔ استلام کے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَطَھِّرْلِیْ قَلْبِیْ وَاشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ ۔ [2]

حدیث میں ہے، ''روزِ قیامت یہ پتھر اُٹھایا جائے گا، اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا، زبان ہوگی جس سے کلام کرے گا، جس نے حق کے ساتھ اُسکا بوسہ دیا اور استلام کیا اُس کے لیے گواہی دے گا۔''

(۶) اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا ' بِکَ وَتَصْدِیْقًا ' بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً ' بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تیرے عزت والے گھر کا طواف کرنا چاہتا ہوں اس کو تو میرے لیے آسان کر اور اس کو مجھ سے قبول کر۔۱۲

2 ...... الٰہی! تو میرے گناہ بخش دے اور میرے دل کو پاک کر اور میرے سینہ کو کھول دے اور میرے کام کو آسان کر اور مجھے عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت دی۔۱۲

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَکَفَرْتُ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ ۔ [1]

کہتے ہوئے دروازۂ کعبہ کی طرف بڑھو، جب حجر مبارک کے سامنے سے گزر جاؤ سیدھے ہولو۔ خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پرلے کر یوں چلو کہ کسی کو ایذا نہ دو۔

(۷) پہلے تین پھیروں میں مرد رمل کرتا چلے یعنی جلد جلد چھوٹے قدم رکھتا، شانے ہلاتا جیسے قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں، نہ کودتا نہ دوڑتا، جہاں زیادہ ہجوم ہوجائے اور رمل میں اپنی یا دوسرے کی ایذا ہو تو اتنی دیر رمل ترک کرے مگر رمل کی خاطر رُکے نہیں بلکہ طواف میں مشغول رہے پھر جب موقع مل جائے، تو جتنی دیر تک کے لیے ملے رمل کے ساتھ طواف کرے۔

(۸) طواف میں جس قدر خانہ کعبہ سے نزدیک ہو بہتر ہے مگر نہ اتنا کہ پشتہ دیوار پر جسم لگے یا کپڑا اور نزدیکی میں کثرت ہجوم کے سبب رمل نہ ہوسکے تو دُوری بہتر ہے۔

(۹) جب ملتزم کے سامنے آئے یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَالْحَرَمُ حَرَمُکَ وَالْاَمْنُ اَمْنُکَ وھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ فَاَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ قَنِّعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاخْلُفْ عَلٰی کُلِّ غَائِبَۃٍ بِخَیْرٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ۔ [2]

اور جب رُکنِ عراقی کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَالْوَلَدِ ۔ [3]

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل)! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے اور تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے اور تیرے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کرتے ہوئے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اللہ (عزوجل) پر میں ایمان لایا اور بُت اور شیطان سے میں نے انکار کیا۔۱۲

2 ...... اے اللہ (عزوجل)! یہ گھر تیرا گھر ہے اور حرم تیرا حرم ہے اور امن تیری ہی امن ہے اور جہنم سے تیری پناہ مانگنے والے کی یہ جگہ ہے تو مجھ کو جہنم سے پناہ دے۔ اے اللہ (عزوجل)! جو تو نے مجھ کو دیا مجھے اس پر قانع کردے اور میرے لیے اس میں برکت دے اور ہر غائب پر خیر کے ساتھ تو خلیفہ ہو جا۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کے لیے ملک ہے، اُسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔۱۲

3 ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں شک اور شرک اور اختلاف ونفاق سے اور مال واہل واولاد میں واپس ہو کر بُری بات دیکھنے سے۔۱۲

اور جب میزابِ رحمت کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ وَلَا بَاقِیَ اِلَّا وَجْھُکَ وَاسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً ھَنِیْئَۃً لَّا اَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا [1]

اور جب رُکنِ شامی کے سامنے آئے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّتِجَارَۃً لَّنْ تَبُوْرَ یَا عَالِمَ مَا فِی الصُّدُوْرِ اَخْرِجْنِیْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ. [2]

(۱۰) جب رُکنِ یمانی کے پاس آؤ تو اسے دونوں ہاتھ یا دہنے سے تبرکاً چھوؤ، نہ صرف بائیں سے اور چاہو تو اُسے بوسہ بھی دو اور نہ ہوسکے تو یہاں لکڑی سے چھونا یا اشارہ کرکے ہاتھ چومنا نہیں اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ. اور رُکنِ شامی یا عراقی کو چھونا یا بوسہ دینا کچھ نہیں۔

(۱۱) جب اس سے بڑھو تو یہ مُستجاب ہے جہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہیں گے وہی دعائے جامع پڑھو، یا رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ یا اپنے اور سب احباب و مسلمین اور اس حقیر ذلیل کی نیت سے صرف درود شریف پڑھے کہ یہ کافی ووافی ہے۔ دعائیں یاد نہ ہوں تو وہ اختیار کرے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سچے وعدہ سے تمام دعاؤں سے بہتر و افضل ہے یعنی یہاں اور تمام مواقع میں اپنے لیے دعا کے بدلے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا کرے گا تو اللہ (عزوجل) تیرے سب کام بنادے گا اور تیرے گناہ معاف فرمادے گا۔'' [3]

(۱۲) طواف میں دعا یا درود شریف پڑھنے کے لیے رکو نہیں بلکہ چلتے میں پڑھو۔

(۱۳) دُعا و درود چلا چلا کر نہ پڑھو جیسے مطوف پڑھایا کرتے ہیں بلکہ آہستہ پڑھو اس قدر کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

---

1 ......الٰہی! تو مجھ کو اپنے عرش کے سایہ میں رکھ، جس دن تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں اور تیری ذات کے سوا کوئی باقی نہیں اور اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حوض سے مجھے خوش گوار پانی پلا کہ اس کے بعد کبھی پیاس نہ لگے۔۱۲

2 ......اے اللہ (عزوجل)! تو اس کو حج مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ کو بخش دے اور اُس کو وہ تجارت کردے جو ہلاک نہ ہو، اے سینوں کی باتیں جاننے والے مجھ کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکال۔۱۲

3 ......"جامع الترمذی"، أبواب صفة القیامة، ۲۳۔باب، الحدیث: ۲۴۶۵، ج۴، ص۲۰۷.

(۱۴) اب جو چاروں طرف گھوم کر حجرِ اسود کے پاس پہنچا، یہ ایک پھیرا ہوا اور اس وقت بھی حجرِ اسود کو بوسہ دے یا وہی طریقے برتے بلکہ ہر پھیرے کے ختم پر یہ کرے۔ یوہیں سات پھیرے کرے مگر باقی پھیروں میں نیت کرنا نہیں کہ نیت تو شروع میں ہو چکی اور رمل صرف اگلے تین پھیروں میں ہے، باقی چار میں آہستہ بغیر شانہ ہلائے معمولی چال چلے۔

(۱۵) جب ساتوں پھیرے پورے ہو جائیں آخر میں پھر حجرِ اسود کو بوسہ دے یا وہی طریقے ہاتھ یا لکڑی کے برتے اس طواف کو طواف قُدوم کہتے ہیں یعنی حاضری دربار کا مجرا۔ یہ باہر والوں کے لیے مسنون ہے یعنی ان کے لیے جو میقات کے باہر سے آئے ہیں، مکہ والوں یا میقات کے اندر کے رہنے والوں کے لیے یہ طواف نہیں ہاں اگر مکہ والا میقات سے باہر گیا تو اسے بھی طوافِ قدوم مسنون ہے۔

طواف کے مسائل

مسئلہ ۱: طواف میں نیت فرض ہے، بغیر نیت طواف نہیں مگر یہ شرط نہیں کہ کسی معین طواف کی نیت کرے بلکہ ہر طواف مطلق نیتِ طواف سے ادا ہو جاتا ہے بلکہ جس طواف کو کسی وقت میں معین کر دیا گیا ہے، اگر اس وقت کسی دوسرے طواف کی نیت سے کیا تو یہ دوسرا نہ ہوگا بلکہ وہ ہوگا جو معین ہے۔ مثلاً عمرہ کا احرام باندھ کر باہر سے آیا اور طواف کیا تو یہ عمرہ کا طواف ہے اگرچہ نیت میں یہ نہ ہو۔ یوہیں حج کا احرام باندھ کر باہر والا آیا اور طواف کیا تو طوافِ قدوم ہے یا قران کا احرام باندھ کر آیا اور دو طواف کیے تو پہلا عمرہ کا ہے، دوسرا طوافِ قدوم یا دسویں تاریخ کو طواف کیا تو طوافِ زیارت ہے، اگرچہ ان سب میں نیت کسی اور کی ہو۔[1] (منسک)

مسئلہ ۲: یہ طریقہ طواف کا جو مذکور ہوا اگر کسی نے اس کے خلاف طواف کیا مثلاً بائیں طرف سے شروع کیا کہ کعبہ معظمہ طواف کرنے میں سیدھے ہاتھ کو رہا یا کعبہ معظمہ کو مونھ یا پیٹھ کر کے آڑا آڑا طواف کیا یا حجرِ اسود سے شروع نہ کیا تو جب تک مکۂ معظمہ میں ہے اس طواف کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا اور وہاں سے چلا آیا تو دَم واجب ہے۔ یوہیں حطیم کے اندر سے طواف کرنا ناجائز ہے لہٰذا اس کا بھی اعادہ کرے۔ چاہیے تو یہ کہ پورے ہی طواف کا اعادہ کرے اور اگر صرف حطیم کا سات بار طواف کر لیا کہ رُکنِ عراقی سے رُکنِ شامی تک حطیم کے باہر باہر گیا اور واپس آیا، یوہیں سات بار کر لیا تو بھی کافی ہے اور اس صورت میں افضل یہ ہے کہ حطیم کے باہر باہر واپس آئے اور اندر سے واپس ہوا جب بھی جائز ہے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "المسلك المتقسط في المنسك المتوسط"، (انواع الاطوفة و احكامها)، ص ۱٤٥.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في دخول مكة، ج ۳، ص ۵۷۹.

مسئلہ ۳: طواف سات پھیروں پر ختم ہوگیا، اب اگر آٹھواں پھیرا جان بوجھ کر قصداً شروع کر دیا تو یہ ایک جدید طواف شروع ہوا، اسے بھی اب سات پھیرے کرکے ختم کرے۔ یوہیں اگر محض وہم و وسوسہ کی بنا پر آٹھواں پھیرا شروع کیا کہ شاید ابھی چھ ہی ہوئے ہوں جب بھی اسے سات پھیرے کرکے ختم کرے۔ ہاں اگر اس آٹھویں کو ساتواں گمان کیا بعد میں معلوم ہوا کہ سات ہو چکے ہیں تو اسی پر ختم کردے سات پورے کرنے کی ضرورت نہیں۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: طواف کے پھیروں میں شک واقع ہوا کہ کتنے ہوئے تو اگر طواف فرض یا واجب ہے تو اب سے سات پھیرے کرے اور اگر کسی ایک عادل شخص نے بتا دیا کہ اتنے پھیرے ہوئے تو اُس کے قول پر عمل کر لینا بہتر ہے اور دو عادل نے بتایا تو ان کے کہے پر ضرور عمل کرے اور اگر طواف فرض یا واجب نہیں ہے تو غالب گمان پر عمل کرے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: طوافِ کعبۂ معظمہ مسجد الحرام شریف کے اندر ہوگا اگر مسجد کے باہر سے طواف کیا نہ ہوا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: جو ایسا بیمار ہے کہ خود طواف نہیں کرسکتا اور سو رہا ہے اُس کے ہمراہیوں نے طواف کرایا، اگر سونے سے پہلے حکم دیا تھا تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: مریض نے اپنے ساتھیوں سے کہا، مزدور لاکر مجھے طواف کرادو پھر سو گیا، اگر فوراً مزدور لاکر طواف کرا دیا تو ہوگیا اور اگر دوسرے کام میں لگ گئے، دیر میں مزدور لائے اور سوتے میں طواف کرایا تو نہ ہوا مگر مزدوری بہر حال لازم ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مریض کو طواف کرایا اور اپنے طواف کی بھی نیت ہے تو دونوں کے طواف ہوگئے اگرچہ دونوں کے دو قسم کے طواف ہوں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: طواف کرتے کرتے نمازِ جنازہ یا نمازِ فرض یا نیا وضو کرنے کے لیے چلا گیا تو واپس آکر اُسی پہلے طواف پر بنا کرے یعنی جتنے پھیرے رہ گئے ہوں انھیں کرلے طواف پورا ہو جائے گا، سرے سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں اور سرے

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص ٥٨١.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٢.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٢.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، فصل في المتفرقات، ج١، ص٢٣٦.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... المرجع السابق.

سے کیا جب بھی حرج نہیں اور اس صورت میں اس پہلے کو پورا کرنا ضرور نہیں اور بِنا کی صورت میں جہاں سے چھوڑا تھا، وہیں سے شروع کرے حجرِ اسود سے شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سب اس وقت ہے جب کہ پہلے چار پھیرے سے کم کیے تھے اور اگر چار پھیرے یا زیادہ کیے تھے تو بِنا ہی کرے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: طواف کر رہا تھا کہ جماعت قائم ہوئی اور جانتا ہے کہ پھیرا پورا کرے گا تو رکعت جاتی رہے گی، یا جنازہ آ گیا ہے انتظار نہ ہوگا تو وہیں سے چھوڑ کر نماز میں شریک ہو جائے اور بلاضرورت چھوڑ کر چلا جانا مکروہ ہے مگر طواف باطل نہ ہوگا یعنی آ کر پورا کرلے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: معذور طواف کر رہا ہے چار پھیروں کے بعد وقتِ نماز جاتا رہا تو اب اسے حکم ہے کہ وضو کر کے طواف کرے کیونکہ وقتِ نماز خارج ہونے سے معذور کا وضو جاتا رہتا ہے اور بغیر وضو طواف حرام اب وضو کرنے کے بعد جو باقی ہے پورا کرے اور چار پھیروں سے پہلے وقت ختم ہو گیا جب بھی وضو کر کے باقی کو پورا کرے اور اس صورت میں افضل یہ ہے کہ سرے سے کرے۔[3] (منسک)

مسئلہ ۱۲: رَمَل صرف تین پہلے پھیروں میں سنت ہے ساتوں میں کرنا مکروہ لہٰذا اگر پہلے میں نہ کیا تو صرف دوسرے اور تیسرے میں کرے اور پہلے تین میں نہ کیا تو باقی چار میں نہ کرے، اگر بھیڑ کی وجہ سے رَمَل کا موقع نہ ملے تو رَمَل کی خاطر نہ رکے، بلا رَمَل طواف کرلے اور جہاں جہاں موقع ہاتھ آئے اُتنی دور رمل کرلے اور اگر ابھی شروع نہیں کیا ہے اور جانتا ہے کہ بھیڑ کی وجہ سے رَمَل نہ کر سکے گا اور یہ بھی معلوم ہے کہ ٹھہرنے سے موقع مل جائے گا تو انتظار کرے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: رَمَل اس طواف میں سنت ہے جس کے بعد سعی ہو، لہٰذا اگر طوافِ قدوم کے بعد کی سعی طوافِ زیارت تک مؤخر کرے تو طوافِ قدوم میں رَمَل نہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: طواف کے ساتوں پھیروں میں اِضطباع سنت ہے اور طواف کے بعد اِضطباع نہ کرے، یہاں تک کہ طواف کے بعد کی نماز میں اگر اِضطباع کیا تو مکروہ ہے اور اِضطباع صرف اُسی طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہو اور اگر طواف

---

1. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٢.
2. "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٢.
3. "المسلك المتقسط"، (انواع الاطوفة و احكامها، فصل في مسائل شتى)، ص١٦٧.
4. "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف القدوم، ج٣، ص٥٨٣.
5. "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٦.

کے بعد سعی نہ ہو تو اضطباع بھی نہیں۔[1] (منسک)

میں نے بعض مطوف کو دیکھا کہ حجاج کو وقتِ احرام سے ہدایت کرتے ہیں کہ اضطباع کیے رہیں، یہاں تک کہ نماز احرام میں اضطباع کیے ہوئے تھے حالانکہ نماز میں مونڈھا کھلا رہنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۵ طواف کی حالت میں خصوصیت کے ساتھ ایسی باتوں سے پرہیز رکھے جنھیں شرع مطہر پسند نہیں کرتی۔ امرد اور عورتوں کی طرف بُری نگاہ نہ کرے، کسی میں اگر کچھ عیب ہو یا وہ خراب حالت میں ہو تو نظرِ حقارت سے اُسے نہ دیکھے بلکہ اُسے بھی نظرِ حقارت سے نہ دیکھے، جو اپنی نادانی کے سبب ارکان ٹھیک ادا نہیں کرتا بلکہ ایسے کو نہایت نرمی کے ساتھ سمجھا دے۔

نمازِ طواف

(۱۶) طواف کے بعد مقامِ ابراہیم میں آکر آیہ کریمہ ﴿ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ﴾[2] پڑھ کر دو رکعت طواف پڑھے اور یہ نماز واجب ہے پہلی میں قُلْ يٰٓا دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے بشرطیکہ وقتِ کراہت مثلاً طلوع صبح سے بلندی آفتاب تک یا دوپہر یا نمازِ عصر کے بعد غروب تک نہ ہو، ورنہ وقتِ کراہت نکل جانے پر پڑھے۔ حدیث میں ہے: ''جو مقامِ ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھے، اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے اور قیامت کے دن امن والوں میں محشور ہوگا۔''[3] یہ رکعتیں پڑھ کر دعا مانگے۔ یہاں حدیث میں ایک دعا ارشاد ہوئی، جس کے فائدوں کی عظمت اس کا لکھنا ہی چاہتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِيَتِیْ فَاقْبَلْ مَعْذِرَتِیْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِیْ فَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ وَتَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا يُصِيْبُنِیْ اِلَّا مَا کَتَبْتَ لِیْ وَرِضًی مِّنَ الْمَعِيْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .[4]

---

1 ...... "المسلك المتقسط"، (فصل في صفة الشروع في الطواف)، ص۱۲۹.

2 ...... پ۱، البقرۃ: ۱۲۵. ترجمہ: اور مقامِ ابراہیم سے نماز کی جگہ بناؤ۔

3 ...... "الشفاء"، الباب الرابع في حكم الصلاة عليه، فصل فيما يلزم من دخل مسجد النبي صلى الله عليه وسلم، الجزء۲، ص۹۳.

4 ...... اے اللہ (عزوجل)! تو میرے پوشیدہ اور ظاہر کو جانتا ہے، تو میری معذرت کو قبول کر اور تو میری حاجت کو جانتا ہے، میرا سوال مجھ کو عطا کر اور جو کچھ میرے نفس میں ہے تو اسے جانتا ہے تو میرے گناہوں کو بخش دے۔ اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے اُس ایمان کا سوال کرتا ہوں جو میرے قلب میں سرایت کر جائے اور یقین صادق مانگتا ہوں تاکہ میں جان لوں کہ مجھے وہی پہنچے گا جو تو نے میرے لیے لکھا ہے اور جو کچھ تو نے میری قسمت میں کیا ہے اُس پر راضی رہوں، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان! ۱۲

حدیث میں ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ''جو یہ دعا کرے گا میں اس کی خطا بخش دوں گا، غم دور کروں گا، محتاجی اُس سے نکال لوں گا، ہر تاجر سے بڑھ کر اس کی تجارت رکھوں گا، دنیا ناچار و مجبور اُس کے پاس آئے گی اگرچہ وہ اُسے نہ چاہے۔''[1]

اس مقام پر بعض اور دعائیں مذکور ہیں مثلاً اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا بَلَدُکَ الْحَرَامُ وَ مَسْجِدُکَ الْحَرَامُ وَبَیْتُکَ الْحَرَامُ وَ اَنَا عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ اَتَیْتُکَ بِذُنُوْبٍ کَثِیْرَۃٍ وَّخَطَایَا جَمَّۃٍ وَّ اَعْمَالٍ سَیِّئَۃٍ وَّھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔[2]

مسئلہ ۱۶: اگر بھیڑ کی وجہ سے مقامِ ابراہیم میں نماز نہ پڑھ سکے تو مسجد شریف میں کسی اور جگہ پڑھ لے اور مسجد الحرام کے علاوہ کہیں اور پڑھی جب بھی ہو جائے گی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: مقامِ ابراہیم کے بعد اس نماز کے لیے سب سے افضل کعبۂ معظمہ کے اندر پڑھنا ہے پھر حطیم میں میزابِ رحمت کے نیچے اس کے بعد حطیم میں کسی اور جگہ پھر کعبۂ معظمہ سے قریب تر جگہ میں پھر مسجد الحرام میں کسی جگہ پھر حرم مکّہ کے اندر جہاں بھی ہو۔[4] (لباب)

مسئلہ ۱۸: سنت یہ ہے کہ وقتِ کراہت نہ ہو تو طواف کے بعد فوراً نماز پڑھے، بیچ میں فاصلہ نہ ہو اور اگر نہ پڑھی تو عمر بھر میں جب پڑھے گا، ادا ہی ہے قضا نہیں مگر بُرا کیا کہ سنت فوت ہوئی۔[5] (منسک)

مسئلہ ۱۹: فرض نماز ان رکعتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔[6] (عالمگیری)

ملتزم سے لپٹنا

(۱۷) نماز و دعا سے فارغ ہو کر ملتزم کے پاس جائے اور قریب حجر اُس سے لپٹے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور کبھی دہنا

---

1 ...... "المسلك المتقسط"، ص۱۳۸. "تاريخ دمشق" لابن عساكر، ج۷، ص ۴۳۱. "الفتاوی الرضوية"، ج۱۰، ص۷۴۱.

2 ...... اے اللہ (عزوجل)! یہ تیرا عزت والا شہر ہے اور تیری عزّت والی مسجد ہے اور تیرا عزّت والا گھر ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے بندہ اور تیری باندی کا بیٹا ہوں بہت سے گناہوں اور بڑی خطاؤں اور بُرے اعمال کے ساتھ تیرے حضور حاضر ہوا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ مانگنے والے کی یہ جگہ ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو ہمیں عافیت دے اور ہم سے معاف کر اور ہم کو بخش دے، بیشک تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس، في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۲۶.

4 ...... "لباب المناسك" للسندي، ص ۱۵۶.

5 ...... "المسلك المتقسط"، (فصل في ركعتي الطواف)، ص۱۵۵.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۲۶.

رخسارہ اور کبھی بایاں اور کبھی رخ سارا اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے اونچے کرکے دیوار پر پھیلائے یا داہنا ہاتھ دروازۂ کعبہ اور بایاں حجرِ اسود کی طرف پھیلائے، یہاں کی دعا یہ ہے:

یَا وَاجِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ .[1]

حدیث میں فرمایا: ''جب میں چاہتا ہوں جبریل کو دیکھتا ہوں کہ ملتزم سے لپٹے ہوئے یہ دعا کر رہے ہیں۔''[2]

نہایت خضوع وخشوع دعا عاجزی وانکسار کے ساتھ دعا کرے اور درود شریف بھی پڑھے اور اس مقام کی ایک دعا یہ بھی ہے:

اِلٰهِیْ وَقَفْتُ بِبَابِکَ وَالْتَزَمْتُ بِاَعْتَابِکَ اَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَاَخْشٰی عِقَابَکَ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَجَسَدِیْ عَلَی النَّارِ اَللّٰهُمَّ کَمَا صُنْتَ وَجْهِیْ عَنِ السُّجُوْدِ لِغَیْرِکَ فَصُنْ وَجْهِیْ عَنْ مَسْاَلَةِ غَیْرِکَ اَللّٰهُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا وَرِقَابَ اٰبَآئِنَا وَاُمَّهَاتِنَا مِنَ النَّارِ

یَا کَرِیْمُ یَا غَفَّارُ یَا عَزِیْزُ یَا جَبَّارُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رِقَابَنَا مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَاکْفِنَا کُلَّ سُوْٓءٍ وَّقَنِّعْنَا بِمَا رَزَقْتَنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْمَا اَعْطَیْتَنَا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ اَکْرَمِ وَفْدِکَ عَلَیْکَ اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی نِعْمَائِکَ وَاَفْضَلُ صَلَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ اَنْبِیَآئِکَ وَجَمِیْعِ رُسُلِکَ وَاَصْفِیَآئِکَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَوْلِیَآئِکَ .[3]

---

1 ...... اے قدرت والے! اے بزرگ! تو نے مجھے جو نعمت دی، اس کو مجھ سے زائل نہ کر۔۱۲

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۷۴۲.

3 ...... الٰہی! میں تیرے دروازہ پر کھڑا ہوں اور تیرے آستانہ سے چپٹا ہوں تیری رحمت کا امیدوار اور تیرے عذاب سے ڈرنے والا، اے اللہ (عزوجل)! میرے بال اور جسم کو جہنم پر حرام کردے، اے اللہ (عزوجل)! جس طرح تو نے میرے چہرہ کو اپنے غیر کے لیے سجدہ کرنے سے محفوظ رکھا اسی طرح اس سے محفوظ رکھ کہ تیرے غیر سے سوال کروں، اے اللہ (عزوجل)! اے اس آزاد گھر کے مالک! تو ہماری گردنوں کو اور ہمارے باپ، دادا اور ہماری ماؤں کی گردنوں کو جہنم سے آزاد کردے۔

اے کریم! اے بخشنے والے! اے غالب! اے جبار! اے رب! تو ہم سے قبول کر، بیشک تو سننے والا، جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر بیشک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! اے اس آزاد گھر کے مالک! ہماری گردنوں کو جہنم سے آزاد کر اور شیطان مردود سے ہم کو پناہ دے اور ہر برائی سے ہماری کفایت کر اور جو کچھ تو نے دیا اس پر قانع کر اور جو دیا اس میں برکت دے اور اپنے عزت والے وفد میں ہم کو کردے، الٰہی! تیرے ہی لیے حمد ہے تیری نعمتوں پر اور افضل درود انبیا کے سردار پر اور تیرے تمام رسولوں اور برگزیدہ لوگوں پر اور اُن کی آل و اصحاب اور تیرے اولیاء پر۔۱۲

مسئلہ ۲۰: ملتزم کے پاس نمازِ طواف کے بعد آنا اس طواف میں ہے جس کے بعد سعی ہے اور جس کے بعد سعی نہ ہو اس میں نماز سے پہلے مُلتزم سے لپٹے پھر مقامِ ابراہیم کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔[1] (منسک)

زم زم کی حاضری

(۱۸) پھر زم زم پر آؤ اور ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچو، ورنہ بھرنے والوں سے لے لو اور کعبہ کو مونھ کر کے تین سانسوں میں پیٹ بھر کر جتنا پیا جائے کھڑے ہو کر پیو، ہر بار بِسْمِ اللہِ سے شروع کرو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پر ختم اور ہر بار کعبۂ معظمہ کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھ لو، باقی بدن پر ڈال لو یا مونھ اور سر اور بدن پر اس سے مسح کر لو اور پیتے وقت دعا کرو کہ قبول ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''زم زم جس مراد سے پیا جائے اُسی کے لیے ہے۔''[2] اس وقت کی دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّعَمَلاً مُّتَقَبَّلاً وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ.[3]

یا وہی دعائے جامع پڑھو اور حاضری مکہ معظمہ تک تو بارہا پینا نصیب ہوگا، کبھی قیامت کی پیاس سے بچنے کو پیو، کبھی عذابِ قبر سے محفوظی کو، کبھی محبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑھنے کو، کبھی وسعتِ رزق، کبھی شفائے امراض، کبھی حصولِ علم وغیرہا خاص خاص مُرادوں کے لیے پیو۔

(۱۹) وہاں جب پیو پیٹ بھر کر پیو۔ حدیث میں ہے: ''ہم میں اور منافقوں میں یہ فرق ہے کہ وہ زمزم کوکھ بھر نہیں پیتے۔''[4]

(۲۰) چاہِ زمزم کے اندر نظر بھی کرو کہ بحکمِ حدیث دافعِ نفاق ہے۔[5]

صفا و مروہ کی سعی

(۲۱) اب اگر کوئی عذر تکان وغیرہ کا نہ ہو تو ابھی، ورنہ آرام لے کر صفا مروہ میں سعی کے لیے پھر حجرِ اسود کے پاس آؤ اور اسی طرح تکبیر وغیرہ کہہ کر چومو اور نہ ہو سکے تو اس کی طرف مونھ کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اور

---

1 ...... "المسلك المتقسط"، (فصل في صفة الشروع في الطواف)، ص۱۳۸.

2 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب المناسك، باب الشرب من زم زم، الحديث: ۳۰۶۲، ج۳، ص۴۹۰.

3 ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ سے علم نافع اور کشادہ رزق اور عمل مقبول اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔۱۲

4 ...... "سنن ابن ماجه"، كتاب المناسك، باب الشرب من زمزم، الحديث: ۳۰۶۱، ج۳، ص۴۸۹.

5 ...... "الفتاوى الرضوية"، ج۱۰، ص۷۴۲.

درود پڑھتے ہوئے فوراً باب صفا سے جانب صفا روانہ ہو، دروازۂ مسجد سے بایاں پاؤں پہلے نکالو اور دہنا پہلے جوتے میں ڈالو اور یہ ادب ہر مسجد سے آتے ہوئے ہمیشہ ملحوظ رکھو اور وہی دعا پڑھو، جو مسجد سے نکلتے وقت پڑھنے کے لیے مذکور ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۲۱: بغیر عذر اس وقت سعی نہ کرنا مکروہ ہے کہ خلاف سنت ہے۔

مسئلہ ۲۲: جب طواف کے بعد سعی کرنی ہو تو واپس آکر حجرِ اسود کا استلام کر کے سعی کو جائے اور سعی نہ کرنی ہو تو استلام کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: سعی کے لیے بابِ صفا سے جانا مستحب ہے اور یہی آسان بھی ہے اور اگر کسی دوسرے دروازہ سے جائے گا جب بھی سعی ادا ہو جائے گی۔

(۲۲) ذکر و درود میں مشغول صفا کی سیڑھیوں پر اتنا چڑھو کہ کعبۂ معظمہ نظر آئے اور یہ بات یہاں پہلی ہی سیڑھی پر چڑھنے سے حاصل ہے یعنی اگر مکان اور دیواریں درمیان میں نہ ہوتیں تو کعبۂ معظمہ یہاں سے نظر آتا، اس سے اوپر چڑھنے کی حاجت نہیں بلکہ مذہبِ اہلِ سنت و جماعت کے خلاف اور بدمذہبوں اور جاہلوں کا فعل ہے کہ بالکل اوپر کی سیڑھی تک چڑھ جاتے ہیں اور سیڑھی پر چڑھنے سے پہلے یہ پڑھو:

اَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهٖ ﴿اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَاؕ وَ مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًاۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ۝﴾[2]

پھر کعبۂ معظمہ کی طرف موں٘ھ کر کے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک دعا کی طرح پھیلے ہوئے اُٹھاؤ اور اتنی دیر تک ٹھہرو جتنی دیر میں مفصل کی کوئی سورت یا سورۂ بقرہ کی پچیس آیتوں کی تلاوت کی جائے اور تسبیح و تہلیل و تکبیر و درود پڑھو اور اپنے لیے اور اپنے دوستوں اور دیگر مسلمانوں کے لیے دعا کرو کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے، یہاں بھی دعائے جامع پڑھو اور یہ پڑھو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا هَدٰنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَوْلَانَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی مَا اَلْهَمَنَا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ هَدٰنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ صَدَقَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ جُنْدَهٗ وَهَزَمَ

---

1 ... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس، في كيفية اداء الحج، ج ١، ص ٢٢٦.

2 ... میں اس سے شروع کرتا ہوں جس کو اللہ (عزوجل) نے پہلے ذکر کیا۔ "بے شک صفا و مروہ اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے ہیں جس نے حج یا عمرہ کیا اس پر ان کے طواف میں گناہ نہیں اور جو شخص نیک کام کرے تو بیشک اللہ (عزوجل) بدلہ دینے والا، جاننے والا ہے۔" ۱۲

اَلْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ؕ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لِلْاِسْلَامِ اَسْاَلُكَ اَنْ لَّا تَنْزِعَهٗ مِنِّيْ حَتّٰى تَوَفَّانِيْ وَاَنَا مُسْلِمٌ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ عَلٰى سُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِيْ عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاَعِذْنِيْ مِنْ مُّضِلَّاتِ الْفِتَنِ ؕ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يُّحِبُّكَ وَيُحِبُّ رَسُوْلَكَ وَاَنْبِيَآئَكَ وَمَلٰٓئِكَتَكَ وَعِبَادَكَ الصّٰلِحِيْنَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيَ الْيُسْرٰى وَجَنِّبْنِيَ الْعُسْرٰى اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ عَلٰى سُنَّةِ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ وَاغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ اِيْمَانًا كَامِلًا وَّقَلْبًا خَاشِعًا وَّنَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّيَقِيْنًا صَادِقًا وَّدِيْنًا قَيِّمًا وَّنَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ مِنْ كُلِّ بَلِيَّةٍ وَّنَسْئَلُكَ تَمَامَ الْعَافِيَةِ وَنَسْئَلُكَ دَوَامَ الْعَافِيَةِ وَنَسْئَلُكَ الشُّكْرَ عَلَى الْعَافِيَةِ وَنَسْئَلُكَ الْغِنٰى عَنِ النَّاسِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ عَدَدَ خَلْقِكَ وَرِضَا نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِكَ الْغَافِلُوْنَ. (1)

---

(1)...... حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو ہدایت کی، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو دیا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے کہ اس نے ہم کو الہام کیا، حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہم کو اس کی ہدایت کی اور اگر اللہ (عزوجل) ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں، جو اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لیے مُلک ہے اور اسی کے لیے حمد ہے، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے اور وہ خود زندہ ہے مرتا نہیں، اُسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں جو اکیلا ہے، اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اپنے بندہ کی مدد کی اور اپنے لشکر کو غالب کیا اور کافروں کی جماعتوں کو تنہا اس نے شکست دی۔ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافر بُرا مانیں۔

اللہ (عزوجل) کی پاکی ہے شام و صبح اور اسی کے لیے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور تیسرے پہر کو اور ظہر کے وقت، وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے، الٰہی! تو نے جس طرح مجھے اسلام کی طرف ہدایت کی، تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اسے مجھ سے جدا نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے اسلام پر موت دے، اللہ (عزوجل) کے لیے پاکی ہے اور اللہ (عزوجل) کے لیے حمد ہے اور اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ (عزوجل) بہت بڑا ہے، اور گناہ سے پھرنا اور نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ (عزوجل) کی مدد سے جو برتر و بزرگ ہے۔ الٰہی! تو مجھ کو اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت پر زندہ رکھ اور ان کی ملت پر وفات دے اور فتنوں کی گمراہیوں سے بچا، الٰہی! تو مجھ کو ان لوگوں =

دعا میں ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں، نہ اس طرح جیسا بعض جاہل ہتھیلیاں کعبۂ معظمہ کی طرف کرتے ہیں اور اکثر مطوف ہاتھ کانوں تک اُٹھاتے ہیں پھر چھوڑ دیتے ہیں، یوہیں تین بار کرتے ہیں یہ بھی غلط طریقہ ہے بلکہ ایک بار دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور جب تک دعا مانگے اُٹھائے رہے، جب ختم ہوجائے ہاتھ چھوڑ دے پھر سعی کی نیت کرے، اس کی نیت یوں ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّعْیَ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ .

(۲۳) پھر صفا سے اُتر کر مروہ کو چلے ذکر و درود برابر جاری رکھے، جب پہلا میل آئے (اور یہ صفا سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ہے کہ بائیں ہاتھ کو سبز رنگ کا میل مسجد شریف کی دیوار سے متصل ہے) یہاں سے مرد دوڑنا شروع کریں (مگر نہ حد سے زائد، نہ کسی کو ایذا دیتے) یہاں تک کہ دوسرے سبز میل سے نکل جائیں۔ یہاں کی دعا یہ ہے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ ؕ وَتَعْلَمُ مَا لَا نَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ ؕ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَتُبْ عَلَیْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ؕ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ .[1]

(۲۴) دوسرے میل سے نکل کر آہستہ ہولو اور یہ دعا بار بار پڑھتے ہوئے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . مروہ تک پہنچو یہاں پہلی سیڑھی پر چڑھنے بلکہ اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے مروہ پر چڑھنا ہوگیا لہٰذا بالکل دیوار سے متصل نہ ہوجائے کہ یہ جاہلوں کا طریقہ ہے یہاں بھی اگرچہ عمارتیں بن جانے سے کعبہ نظر نہیں آتا مگر کعبہ کی طرف مونھ کرکے جیسا صفا پر

=میں کر جو تجھ سے محبت رکھتے ہیں اور تیرے رسول وانبیاء وملائکہ اور نیک بندوں سے محبت رکھتے ہیں۔ الٰہی! میرے لیے آسانی میسر کر اور مجھے سختی سے بچا، الٰہی! اپنے رسول محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی سنت پر مجھ کو زندہ رکھ اور مسلمان مار اور نیکوں کے ساتھ ملا اور جنت النعیم کا وارث کر اور قیامت کے دن میری خطا بخش دے۔ الٰہی! تجھ سے ایمان کامل اور قلبِ خاشع کا ہم سوال کرتے ہیں اور ہم تجھ سے علمِ نافع اور یقینِ صادق اور دینِ مستقیم کا سوال کرتے ہیں اور ہر بلا سے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں اور پوری عافیت اور عافیت کی ہمیشگی اور عافیت پر شکر کا سوال کرتے ہیں اور آدمیوں سے بے نیازی کا سوال کرتے ہیں۔ الٰہی! تو درود و سلام و برکت نازل کر ہمارے سردار محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور ان کی آل واصحاب پر بقدرِ شمار تیری مخلوق اور تیری رضا اور ہموزن تیرے عرش کے اور بقدر روشنائی تیرے کلمات کے جب تک ذکر کرنے والے تیرا ذکر کرتے رہیں اور جب تک غافل تیرے ذکر سے غافل رہیں۔۱۲

[1]......اے پروردگار! بخش اور رحم کر اور درگزر کر اس سے جسے تو جانتا ہے اور تو اسے جانتا ہے جسے ہم نہیں جانتے، بیشک تو عزت و کرم والا ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! تو اسے حج مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ بخش، اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اور میرے والدین اور جمیع مومنین و مومنات کو بخش دے، اے دعاؤں کے قبول کرنے والے! اے رب! تو ہم سے قبول کر، بیشک تو سننے والا، جاننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر، بیشک تو توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے رب! تو ہم کو دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو عذابِ جہنم سے بچا۔۱۲

کیا تھا تسبیح و تکبیر و حمد و ثنا و درود و دُعا یہاں بھی کرو یہ ایک پھیرا ہوا۔

(۲۵) پھر یہاں سے صفا کو ذکر و دُرود و دعائیں پڑھتے ہوئے جاؤ، جب سبز میل کے پاس پہنچو اُسی طرح دوڑو اور دونوں میلوں سے گزر کر آہستہ ہو لو پھر آؤ پھر جاؤ یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو اور ہر پھیرے میں اُسی طرح کرو اس کا نام سعی ہے۔ دونوں میلوں کے درمیان اگر دوڑ کر نہ چلا یا صفا سے مروہ تک دوڑ کر گیا تو برا کیا کہ سنت ترک ہوئی، مگر دَم یا صدقہ واجب نہیں اور سعی میں اِضطباع نہیں۔ اگر ہجوم کی وجہ سے میلین کے درمیان دوڑنے سے عاجز ہے تو کچھ ٹھہر جائے کہ بھیڑ کم ہو جائے اور دوڑنے کا موقع مل جائے اور اگر کچھ ٹھہرنے سے ہجوم کم نہ ہوگا تو دوڑنے والوں کی طرح چلے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے جانور پر سوار ہو کر سعی کرتا ہے تو اس درمیان میں جانور کو تیز چلائے مگر اس کا خیال رہے کہ کسی کو ایذا نہ ہو کہ یہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴: اگر مروہ سے سعی شروع کی تو پہلا پھیرا کہ مروہ سے صفا کو ہوا شمار نہ کیا جائے گا، اب کہ صفا سے مروہ کو جائے گا یہ پہلا پھیرا ہوا۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: جو شخص احرام سے پہلے بیہوش ہوگیا ہے اور اُس کے ساتھیوں نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہے تو اُس کی طرف سے اُس کے ساتھی نیابۃً سعی کر سکتے ہیں۔[2] (منسک)

مسئلہ ۲۶: سعی کے لیے شرط یہ ہے کہ پورے طواف یا طواف کے اکثر حصہ کے بعد ہو، لہٰذا اگر طواف سے پہلے یا طواف کے تین پھیرے کے بعد سعی کی تو نہ ہوئی اور سعی کے قبل احرام ہونا بھی شرط ہے، خواہ حج کا احرام ہو یا عمرہ کا، احرام سے قبل سعی نہیں ہو سکتی اور حج کی سعی اگر وقوفِ عرفہ کے قبل کرے تو وقتِ سعی میں بھی احرام ہونا شرط ہے اور وقوفِ عرفہ کے بعد ہو تو سنت یہ ہے کہ احرام کھول چکا ہو اور عمرہ کی سعی میں احرام واجب ہے یعنی اگر طواف کے بعد سر مونڈا لیا پھر سعی کی تو سعی ہوگئی مگر چونکہ واجب ترک ہوا لہٰذا دَم واجب ہے۔[3] (لباب)

مسئلہ ۲۷: سعی کے لیے طہارت شرط نہیں، حیض والی عورت اور جُنب بھی سعی کر سکتا ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: سعی میں پیدل چلنا واجب ہے جب کہ عذر نہ ہو، لہٰذا اگر سواری یا ڈولی وغیرہ پر سعی کی یا پاؤں سے نہ چلا بلکہ گھسٹتا ہوا گیا تو حالتِ عذر میں معاف ہے اور بغیر عذر ایسا کیا تو دَم واجب ہے۔[5] (لباب)

---

1 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٧.

2 ..... "المسلك المتقسط"، (باب سعي بين صفا و المروة، فصل في شرائط صحه السعي)، ص١٧٤.

3 ..... "لباب المناسك"، ص١٧٤.

4 ..... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٧.

5 ..... "لباب المناسك"، (باب سعي بين صفا و المروة، فصل في واجباته)، ص١٧٨.

مسئلہ ۲۹ سعی میں سترِ عورت سنت ہے یعنی اگر چہ ستر کا چھپانا فرض ہے مگر اس حالت میں فرض کے علاوہ سنت بھی ہے کہ اگر ستر کھلا رہا تو اس کی وجہ سے کفارہ واجب نہیں مگر ایک گناہ فرض کے ترک کا ہوا، دوسرا ترکِ سنت کا۔[1] (منسک)

ایک ضروری نصیحت

بعض عورتوں کو میں نے خود دیکھا ہے کہ نہایت بے باکی سے سعی کرتی ہیں کہ اُن کی کلائیاں اور گلا کھلا رہتا ہے اور یہ خیال نہیں کہ مکہ معظمہ میں معصیت کرنا نہایت سخت بات ہے کہ یہاں جس طرح ایک نیکی لاکھ کے برابر ہے۔ یوہیں ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر بلکہ یہاں تو یہاں کعبہ معظمہ کے سامنے بھی وہ اسی حالت سے رہتی ہیں بلکہ اسی حالت میں طواف کرتے دیکھا، حالانکہ طواف میں ستر کا چھپانا علاوہ اُسی فرض دائمی کے واجب بھی ہے تو ایک فرض دوسرے واجب کے ترک سے دو گناہ کیے۔

وہ بھی کہاں بیتُ اللہ کے سامنے اور خاص طواف کی حالت میں بلکہ بعض عورتیں طواف کرنے میں خصوصاً حجرِ اسود کو بوسہ دینے میں مردوں میں گھس جاتی ہیں اور اُن کا بدن مردوں کے بدن سے مس ہوتا رہتا ہے مگر ان کو اس کی کچھ پروا نہیں حالانکہ طواف یا بوسہ حجرِ اسود وغیرہما ثواب کے لیے کیا جاتا ہے مگر وہ عورتیں ثواب کے بدلے گناہ مول لیتی ہیں لہٰذا ان امور کی طرف حجاج کو خصوصیت کیساتھ توجہ کرنی چاہیے اور ان کے ساتھ جو عورتیں ہوں انھیں بتاکید ایسی حرکات سے منع کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۰ مستحب یہ ہے کہ باوضو سعی کرے اور کپڑا بھی پاک ہو اور بدن بھی ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو اور سعی شروع کرتے وقت نیت کرلے۔

مسئلہ ۳۱ مکروہ وقت نہ ہو تو سعی کے بعد دو رکعت نماز مسجد شریف میں جا کر پڑھنا بہتر ہے۔[2] (درمختار)

امام احمد و ابن ماجہ و ابن حبان، مطلب بن ابی وداعہ سے راوی، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب سعی سے فارغ ہوئے تو حجر کے سامنے تشریف لاکر حاشیہ مطاف میں دو رکعت نماز پڑھی۔[3]

مسئلہ ۳۲ سعی کے ساتوں پھیرے پے در پے کرے، اگر متفرق طور پر کیے تو اعادہ کرے اور اب سے سات پھیرے کرے کہ پے در پے نہ ہونے سے سنت ترک ہوگئی، ہاں اگر سعی کرتے میں جماعت قائم ہوئی یا جنازہ آیا تو سعی چھوڑ کر نماز میں مشغول ہو، بعد نماز جہاں سے چھوڑی تھی وہیں سے پوری کرلے۔[4] (عالمگیری)

---

1 ...... "المسلك المتقسط"، (باب سعي بين صفا و المروة، فصل في سننه)، ص۱۷۹.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج۳، ص۵۸۹.

3 ...... "المسند" للإمام احمد، الحديث: ۲۷۳۱۳، ج۱۰، ۳۵٤.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۲۷.

مسئلہ ۳۳: سعی کی حالت میں فضول و بیکار باتیں سخت نازیبا ہیں کہ یہ تو ویسے بھی نہ چاہیے نہ کہ اس وقت کہ عبادت میں مشغول ہو، واضح ہو کہ عمرہ صرف انہیں افعال طواف و سعی کا نام ہے۔ قران و تمتع والے کے لیے یہی عمرہ ہو گیا اور افراد والے کے لیے یہ طواف **طواف قدوم** یعنی حاضری دربار کا مجرا۔

مسئلہ ۳۴: حج کرنے والا مکہ میں جانے سے پہلے عرفات میں پہنچا تو طواف قدوم ساقط ہو گیا مگر بُرا کیا کہ سنت فوت ہوئی اور دم وغیرہ واجب نہیں۔[1] (جوہرہ، ردالمحتار)

(۲۶) **قارن** یعنی جس نے قران کیا ہے اس کے بعد طواف قدوم کی نیت سے ایک طواف و سعی اور بجالائے۔

(۲۷) **قارن** اور **مفرد** یعنی جس نے صرف حج کا احرام باندھا تھا، لبیک کہتے ہوئے مکہ میں ٹھہریں۔ اُن کی لبیک دسویں تاریخ رَمی جمرہ کے وقت ختم ہوگی اور اسی وقت احرام سے نکلیں گے جس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ آتا ہے مگر **متمتع** یعنی جس نے تمتع کیا ہے وہ اور **مُعتَمِر** یعنی نرا عمرہ کرنے والا شروع طواف کعبہ معظمہ سے سنگ اسود شریف کا پہلا بوسہ لیتے ہی لبیک چھوڑ دیں اور طواف و سعی مذکور کے بعد **حلق** کریں یعنی سارا سر مونڈا دیں یا **تقصیر** یعنی بال کتروائیں اور احرام سے باہر آئیں۔

سر مونڈانا یا بال کتروانا

عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے، وہ صرف ایک پورے برابر بال کتروالیں اور مردوں کو اختیار ہے کہ حلق کریں یا تقصیر اور بہتر حلق ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حلق کرایا[2] اور سر مونڈانے والوں کے لیے دعائے رحمت تین بار فرمائی اور کتروانے والوں کے لیے ایک بار[3] اور اگر متمتع مِنیٰ کی قربانی کے لیے جانور ساتھ لے گیا ہے تو عمرہ کے بعد احرام کھولنا اُسے جائز نہیں، بلکہ قارن کی طرح احرام میں رہے اور لبیک کہا کرے یہاں تک کہ دسویں کی رَمی کے ساتھ لبیک چھوڑے پھر قربانی کے بعد حلق یا تقصیر کر کے احرام سے باہر ہو۔ پھر متمتع چاہے تو آٹھویں ذی الحجہ تک بے احرام رہے، مگر افضل یہ ہے کہ جلد حج کا احرام باندھ لے، اگر یہ خیال نہ ہو کہ دن زیادہ ہیں احرام کی قیدیں نہ نبھیں گی۔

(۲۸) **تنبیہ:** طواف قدوم میں اِضطباع و رَمَل اور اس کے بعد صفا، مروہ میں سعی ضرور نہیں مگر اب نہ کرے گا تو طواف زیارت میں کہ حج کا طواف فرض ہے، جس کا ذکر ان شاء اللہ آتا ہے یہ سب کام کرنے ہوں گے اور اس وقت ہجوم بہت ہوتا ہے، عجب نہیں کہ طواف میں رَمَل اور مَسعیٰ میں دوڑنا نہ ہو سکے اور اُس وقت ہو چکا تو اِس طواف میں ان چیزوں کی حاجت نہ

---

1 ..... "الجوهرة النيرة"، الجزء الأول، كتاب الحج، ص۲۰۹. و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۶۵.

2 ..... "صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب حجة الوداع، الحديث: ۴۴۱۰، ج۳، ص۱۴۲.

3 ..... "صحيح البخاري"، كتاب الحج، باب الحلق والتقصير عند الاحلال، الحديث: ۱۷۲۸، ج۱، ص۵۷۴.

ہوگی لہٰذا ہم نے ان کو مطلقاً ترکیب میں داخل کردیا۔

(۲۹) مُفرِد وقارِن توحج کے رَمَل وسعی سے طوافِ قدوم میں فارغ ہولیے مگر مُتمتّع نے جو طواف وسعی کیے وہ عمرہ کے تھے، حج کے رَمَل وسعی اس سے ادا نہ ہوئے اور اُس پر طوافِ قدوم ہے نہیں کہ قارِن کی طرح اس میں یہ امور کرکے فراغت پالے لہٰذا اگر وہ بھی پہلے سے فارغ ہولینا چاہے، تو جب حج کا احرام باندھے اس کے بعد ایک نفل طواف میں رمل وسعی کرلے اب اسے بھی طوافِ زیارت میں ان امور کی حاجت نہ ہوگی۔

ایام اقامت میں کیا کریں

(۳۰) اب یہ سب حجاج (قارن، متمتع، مفرد کوئی ہو) کہ منیٰ کے جانے کے لیے مکہ معظمہ میں آٹھویں تاریخ کا انتظار کررہے ہیں، ایامِ اقامت میں جس قدر ہوسکے نرا طواف بغیر اِضطباع ورمل وسعی کرتے رہیں کہ باہر والوں کے لیے یہ سب سے بہتر عبادت ہے اور ہر سات پھیروں پر مقامِ ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں دو رکعت نماز پڑھیں۔

(۳۱) زیادہ احتیاط یہ ہے کہ عورتوں کو طواف کے لیے شب کے دس گیارہ بجے جب ہجوم کم ہولے جائیں۔ یوہیں صفا ومروہ کے درمیان سعی کے لیے بھی۔

(۳۲) عورتیں نماز فرودگاہ [1] ہی میں پڑھیں۔ نمازوں کے لیے جو دونوں مسجدِ کریم میں حاضر ہوتی ہیں جہالت ہے کہ مقصود ثواب ہے اور خود حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''عورت کو میری مسجد میں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب گھر میں پڑھنا ہے۔'' [2] ہاں عورتیں مکہ معظمہ میں روزانہ ایک بار رات میں طواف کرلیا کریں اور مدینہ طیبہ میں صبح وشام صلاۃ وسلام کے لیے حاضر ہوتی رہیں۔

(۳۳) اب یا منیٰ سے واپسی کے بعد جب کبھی رات ودن میں جتنی بار کعبہ معظمہ پر نظر پڑے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ تین بار کہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دُرُود بھیجیں اور دعا کریں کہ وقت قبول ہے۔

طواف میں یہ باتیں حرام ہیں

(۳۴) طواف اگرچہ نفل ہو اس میں یہ باتیں حرام ہیں:

① بے وضو طواف کرنا۔

---

1 ...... یعنی قیام گاہ۔

2 ......

② کوئی عضو جو ستر میں داخل ہے اس کا چہارم کھلا ہونا مثلاً ران یا آزاد عورت کا کان یا کلائی۔

③ بے مجبوری سواری پر یا کسی کی گود میں یا کندھوں پر طواف کرنا۔

④ بلا عذر بیٹھ کر سرکنا یا گھٹنوں چلنا۔

⑤ کعبہ کو دہنے ہاتھ پر لے کر الٹا طواف کرنا۔

⑥ طواف میں حطیم کے اندر ہو کر گزرنا۔

⑦ سات پھیروں سے کم کرنا۔[1]

طواف میں یہ ۱۵ باتیں مکروہ ہیں

(۳۵) یہ باتیں طواف میں مکروہ ہیں:

① فضول بات کرنا۔

② بیچنا۔

③ خریدنا۔

④ حمد و نعت و منقبت کے سوا کوئی شعر پڑھنا۔

⑤ ذکر یا دعا یا تلاوت یا کوئی کلام بلند آواز سے کرنا۔

⑥ ناپاک کپڑے میں طواف کرنا۔

⑦ رَمَل، یا ⑧ اضطباع، یا ⑨ بوسۂ سنگِ اسود جہاں جہاں ان کا حکم ہے ترک کرنا۔

⑩ طواف کے پھیروں میں زیادہ فصل دینا یعنی کچھ پھیرے کر لیے پھر دیر تک ٹھہر گئے یا اور کسی کام میں لگ گئے باقی پھیرے بعد کو کیے مگر وضو جاتا رہے تو کر آئے یا جماعت قائم ہوئی اور اُس نے ابھی نماز نہ پڑھی تو شریک ہو جائے بلکہ جنازہ کی نماز میں بھی طواف چھوڑ کر مل سکتا ہے باقی جہاں سے چھوڑا تھا آ کر پورا کر لے۔ یوہیں پیشاب پاخانہ کی ضرورت ہو تو چلا جائے وضو کر کے باقی پورا کرے۔

⑪ ایک طواف کے بعد جب تک اس کی رکعتیں نہ پڑھ لے دوسرا طواف شروع کر دینا مگر جب کہ کراہت نماز کا وقت ہو جیسے صبح صادق سے بلندیِ آفتاب تک یا نمازِ عصر پڑھنے کے بعد سے غروبِ آفتاب تک کہ اس میں متعدد طواف بے فصل

[1] ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج ۱۰، ص ۷۴٤، وغیرہ.

نماز جائز ہیں۔ وقت کراہت نکل جائے تو ہر طواف کے لیے دو رکعت ادا کرے اور اگر بھول کر ایک طواف کے بعد بغیر نماز پڑھے دوسرا طواف شروع کردیا تو اگر ابھی ایک پھیرا پورا نہ کیا ہو تو چھوڑ کر نماز پڑھے اور پورا پھیرا کرلیا ہے تو اس طواف کو پورا کرکے نماز پڑھے۔

⑫ خطبۂ امام کے وقت طواف کرنا۔

⑬ جماعت فرض کے وقت کرنا، ہاں اگر خود پہلی جماعت میں پڑھ چکا ہے تو باقی جماعتوں کے وقت طواف کرنے میں حرج نہیں اور نمازیوں کے سامنے گزر بھی سکتا ہے کہ طواف بھی نماز ہی کی مثل ہے۔

⑭ طواف میں کچھ کھانا۔

⑮ پیشاب پاخانہ یا ریح کے تقاضے میں طواف کرنا۔[1]

یہ باتیں طواف و سَعی دونوں میں جائز ہیں

(۳۶) یہ باتیں طواف وسعی دونوں میں مباح ہیں:

① سلام کرنا۔

② جواب دینا۔

③ حاجت کے لیے کلام کرنا۔

④ فتویٰ پوچھنا۔

⑤ فتویٰ دینا۔

⑥ پانی پینا۔

⑦ حمد و نعت و منقبت کے اشعار آہستہ پڑھنا اور سعی میں کھانا بھی کھا سکتا ہے۔[2]

سَعی میں یہ باتیں مکروہ ہیں

(۳۷) سعی میں یہ باتیں مکروہ ہیں:

---

1 ..... "الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۷٤٤ وغیرہ.

2 ..... "الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۷٤٥ وغیرہ.

① بے حاجت اس کے پھیروں میں زیادہ فاصلہ دینا مگر جماعت قائم ہو تو چلا جائے۔ یوہیں شرکت جنازہ یا قضائے حاجت یا تجدیدِ وضو کو جانا اگرچہ سعی میں وضو ضرور نہیں۔

②③ خرید و فروخت۔

④ فضول کلام۔

⑤⑥ صفا یا مروہ پر نہ چڑھنا۔

⑦ مرد کا مَسعٰی میں بلا عذر نہ دوڑنا۔

⑧ طواف کے بعد بہت تاخیر کر کے سعی کرنا۔

⑨ سترِ عورت نہ ہونا۔

⑩ پریشان نظری یعنی اِدھر اُدھر فضول دیکھنا سعی میں بھی مکروہ ہے اور طواف میں اور زیادہ مکروہ۔[1]

طواف و سَعی کے مسائل میں مرد و عورت کے فرق

(۳۸) طواف و سعی کے سب مسائل میں عورتیں بھی شریک ہیں مگر ① اِضطباع، ② رَمَل، ③ مَسعٰی میں دوڑنا، یہ تینوں باتیں عورتوں کے لیے نہیں۔ ④ مزاحمت کے ساتھ بوسۂ سنگِ اسود یا ⑤ رُکنِ یمانی کو چھونا یا ⑥ کعبہ سے قریب ہونا یا ⑦ زمزم کے اندر نظر کرنا یا ⑧ خود پانی بھرنے کی کوشش کرنا، یہ باتیں اگر یوں ہوسکیں کہ نامحرم سے بدن نہ چھوئے تو خیر، ورنہ الگ تھلگ رہنا ان کے لیے سب سے بہتر ہے۔[2]

منیٰ کی روانگی اور عرفہ کا وقوف

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ﴾[3]

پھر تم بھی وہاں سے لوٹو جہاں سے اور لوگ واپس ہوئے (یعنی عرفات سے) اور اللہ (عزوجل) سے مغفرت مانگو، بیشک اللہ (عزوجل) بخشنے والا، رحم فرمانے والا ہے۔

---

1 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۷٤٥، وغیرہ۔

2 ...... "الفتاوی الرضویة"، ج۱۰، ص۷٤٥، وغیرہ۔

3 ...... پ۲، البقرۃ: ۱۹۹۔

حدیث ۱ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ قریش اور جو لوگ اُن کے طریقے پر تھے مُزدلفہ میں وقوف کرتے اور تمام عرب عرفات میں وقوف کرتے جب اسلام آیا، اللہ عزوجل نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم فرمایا کہ: ''عرفات میں جاکر وقوف کریں پھر وہاں سے واپس ہوں۔'' [1]

حدیث ۲ صحیح مسلم شریف میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حجۃ الوداع شریف کی حدیث مروی، اسی میں ہے کہ یوم الترویہ (آٹھویں ذی الحجہ) کو لوگ منیٰ کو روانہ ہوئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منیٰ میں ظہر و عصر و مغرب و عشا و فجر کی نمازیں پڑھیں پھر تھوڑا توقف کیا یہاں تک کہ آفتاب طلوع ہوا۔

اور حکم فرمایا کہ نمرہ [2] میں ایک قبہ نصب کیا جائے، اس کے بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہاں سے روانہ ہوئے اور قریش کا یہ گمان تھا کہ مزدلفہ میں وقوف فرمائیں گے جیسا کہ جاہلیت میں قریش کیا کرتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزدلفہ سے آگے چلے گئے یہاں تک کہ عرفہ میں پہنچے یہاں نمرہ میں قبہ نصب ہو چکا تھا، اس میں تشریف فرما ہوئے یہاں تک کہ جب آفتاب ڈھل گیا سواری تیار کی گئی پھر بطنِ وادی میں تشریف لائے اور خطبہ پڑھا پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان و اقامت کہی حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے نماز ظہر پڑھی پھر اقامت ہوئی اور عصر کی نماز پڑھی اور دونوں نمازوں کے درمیان کچھ نہ پڑھا پھر موقف میں تشریف لائے اور وقوف کیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ [3]

حدیث ۳ صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''میں نے یہاں وقوف کیا اور پورا عرفات جائے وقوف ہے اور میں نے اس جگہ وقوف کیا اور پورا مُزدلفہ وقوف کی جگہ ہے۔'' [4]

حدیث ۴ مسلم و نسائی و ابن ماجہ و رزین ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عرفہ سے زیادہ کسی دن میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد نہیں کرتا پھر ان کے ساتھ ملائکہ پر مُباہات فرماتا ہے۔'' [5]

حدیث ۵ ترمذی میں بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عرفہ کی

---

1 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب في الوقوف ...إلخ، الحدیث: ۱۲۱۹، ص ۶۳۸.

2 ...... عرفات میں ایک مقام ہے۔۱۲

3 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب حجة النبي صلى اللّٰه عليه وسلم، الحديث: ۱۴۷۔(۱۲۱۸)، ص ۶۳۴.

4 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب ماجاء ان عرفة کلها موقف، الحديث: ۱۴۹۔(۱۲۱۸)، ص ۶۳۸.

5 ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فضل یوم عرفة، الحديث: ۱۳۴۸، ص ۷۰۳.

سب سے بہتر دعا اور وہ جو میں نے اور مجھ سے قبل انبیا نے کی یہ ہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.[1]

حدیث ۶: امام مالک مُرسلاً طلحہ بن عبید اللہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عرفہ سے زیادہ کسی دن میں شیطان کو زیادہ صغیر و ذلیل وحقیر اور غیظ میں بھرا ہوا نہیں دیکھا گیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس دن میں رحمت کا نزول اور اللہ (عزوجل) کا بندوں کے بڑے بڑے گناہ معاف فرمانا شیطان دیکھتا ہے۔''[2]

حدیث ۷: ابن ماجہ و بیہقی عباس بن مرداس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی اُمت کے لیے مغفرت کی دعا مانگی اور وہ دعا مقبول ہوئی، فرمایا: ''میں نے انھیں بخش دیا سوا حقوق العباد کے کہ مظلوم کے لیے ظالم سے مواخذہ کروں گا۔'' حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے عرض کی، اے رب! اگر تو چاہے تو مظلوم کو جنت عطا کر دے اور ظالم کی مغفرت فرما دے۔ اُس دن یہ دعا مقبول نہ ہوئی پھر مُزدلفہ میں صبح کے وقت حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اسی دعا کا اعادہ کیا اُس وقت یہ دعا مقبول ہوئی، اس پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی، ہمارے ماں باپ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر قربان اس وقت تبسم فرمانے کا کیا سبب ہے؟ ارشاد فرمایا کہ: ''دشمنِ خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے میری دعا قبول کی اور میری اُمت کی بخشش فرمائی تو اپنے سر پر خاک اُڑانے لگا اور واویلا کرنے لگا، اُس کی یہ گھبراہٹ دیکھ کر مجھے ہنسی آئی۔''[3]

حدیث ۸: ابو یعلی و بزار و ابن خزیمہ و ابن حبان جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ذی الحجہ کے دس دنوں سے کوئی دن اللہ (عزوجل) کے نزدیک افضل نہیں۔ ایک شخص نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ افضل ہیں یا اتنے دنوں میں اللہ (عزوجل) کی راہ میں جہاد کرنا؟ ارشاد فرمایا: اللہ (عزوجل) کی راہ میں اس تعداد میں جہاد کرنے سے بھی یہ افضل ہیں اور اللہ (عزوجل) کے نزدیک عرفہ سے زیادہ کوئی دن افضل نہیں۔

عرفہ کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف خاص تجلی فرماتا ہے اور زمین والوں کے ساتھ آسمان والوں پر مباہات کرتا، ان سے فرماتا ہے: ''میرے بندوں کو دیکھو کہ پراگندہ سر گرد آلودہ دھوپ کھاتے ہوئے دُور دُور سے میری رحمت کے

---

1 ..... "جامع الترمذي"، كتاب الدعوات، باب في دعاء يوم عرفة، الحديث: ٣٥٩٦، ج٥، ص٣٣٨.

2 ..... "الموطأ" للإمام مالك، كتاب الحج، باب جامع الحج، الحديث: ٩٨٢، ج١، ص٣٨٦.

3 ..... "سنن ابن ماجه"، أبواب المناسك، باب الدعا بعرفة، الحديث: ٣٠١٣، ج٣، ص٤٦٦.

اُمیدوار حاضر ہوئے تو عرفہ سے زیادہ جہنم سے آزاد ہونے والے کسی دن میں دیکھے نہ گئے۔" [1] اور بیہقی کی روایت میں یہ بھی ہے، کہ اللہ عزوجل ملائکہ سے فرماتا ہے: "میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُنھیں بخش دیا۔ فرشتے کہتے ہیں، ان میں فلاں وفلاں حرام کام کرنے والے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں نے سب کو بخش دیا۔" [2]

حدیث ۹ امام احمد وطبرانی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک شخص نے عرفہ کے دن عورتوں کی طرف نظر کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج وہ دن ہے کہ جو شخص کان اور آنکھ اور زبان کو قابو میں رکھے، اُس کی مغفرت ہوجائے گی۔" [3]

حدیث ۱۰ بیہقی جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان عرفہ کے دن پچھلے پہر کو موقف میں وقوف کرے پھر سَو بار کہے: لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَـرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَـمْـدُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اور سَوبار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے اور پھر سَوبار یہ درود پڑھے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ. اللہ عزوجل فرماتا ہے: "اے میرے فرشتو! میرے اس بندے کو کیا ثواب دیا جائے جس نے میری تسبیح وتہلیل کی اور تکبیر وتعظیم کی مجھے پہچانا اور میری ثنا کی اور میرے نبی پر درود بھیجا۔ اے میرے فرشتو! گواہ رہو کہ میں نے اُسے بخش دیا اور اس کی شفاعت خود اس کے حق میں قبول کی اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے سوال کرے تو اُس کی شفاعت جو یہاں ہیں سب کے حق میں قبول کروں۔" [4]

حدیث ۱۱ بیہقی ابو سلیمان دارانی سے راوی، کہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے وقوف کے بارے میں سوال ہوا کہ اس پہاڑ میں کیوں مقرر ہوا، حرم میں کیوں نہ ہوا؟ فرمایا: کعبہ بیت اللہ ہے اور حرم اُس کا دروازہ تو جب لوگ اُس کی زیارت کے قصد سے آئے دروازے پر کھڑے کیے گئے کہ تضرع کریں۔ عرض کی، یاامیر المومنین! پھر وقوف مُزدَلِفہ کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ جب انھیں آنے کی اجازت ملی تو اب اس دوسری ڈیوڑھی پر روکے گئے پھر جب تضرع زیادہ ہوا تو حکم ہوا کہ منیٰ میں قربانی کریں پھر جب اپنے میل کچیل اُتار چکے اور قربانیاں کر چکے اور گناہوں سے پاک ہو چکے تو اب باطہارت زیارت کی انھیں اجازت ملی۔

---

1 ..... "مسند أبي يعلى"، الحديث: ٢٠٨٦، ج٢، ص٢٩٩.

2 ..... "الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب في الوقوف بعرفة ... إلخ، الحديث: ١، ج٢، ص١٢٨.

3 ..... "شعب الإيمان"، باب في المناسك، فضل الوقوف بعرفات ... إلخ، الحديث: ٤٠٧١، ج٣، ص٤٦١.

4 ..... "شعب الإيمان"، باب في المناسك، فضل الوقوف بعرفات ... إلخ، الحديث: ٤٠٧٤، ج٣، ص٤٦٣.

عرض کی گئی، یاامیر المومنین! ایام تشریق میں روزے کیوں حرام ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ اللہ (عزوجل) کے زوار و مہمان ہیں اور مہمان کو بغیر اجازت میزبان روزہ رکھنا جائز نہیں۔ عرض کی گئی، یاامیر المومنین! غلاف کعبہ سے لپٹنا کس لیے ہے؟ فرمایا اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے دوسرے کا گناہ کیا ہے وہ اس کے کپڑوں سے لپٹتا اور عاجزی کرتا ہے کہ یہ اُسے بخش دے۔ [1] جب وقوف کے ثواب سے آگاہ ہوئے تو اب گناہوں سے پاک صاف ہونے کا وقت قریب آیا، اس کے لیے تیار ہو جاؤ اور ہدایات پر عمل کرو۔

(۱) **ساتویں تاریخ:** مسجد حرام میں بعد ظہر امام خطبہ پڑھے گا اُسے سُنو، اس خطبہ میں منیٰ جانے اور عرفات میں نماز اور وقوف اور وہاں سے واپس ہونے کے مسائل بیان کیے جائیں گے۔

(۲) یوم الترویہ میں کہ آٹھویں تاریخ کا نام ہے جس نے احرام نہ باندھا ہو باندھ لے اور ایک نفل طواف میں رمل وسعی کرلے جیسا کہ اوپر گزرا اور احرام کے متعلق جو آداب پیشتر بیان کیے گئے، مثلاً غسل کرنا، خوشبو لگانا وہ یہاں بھی ملحوظ رکھے اور نہا دھو کر مسجد الحرام شریف میں آئے اور طواف کرے، اس کے بعد طواف کی نماز بدستور ادا کرے، پھر دو رکعت سنتِ احرام کی نیت سے پڑھے، اس کے بعد حج کی نیت کرے اور لبیک کہے۔

(۳) جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلو۔ اگر آفتاب نکلنے کے پہلے ہی چلا گیا جب بھی جائز ہے مگر بعد میں بہتر ہے اور زوال کے بعد بھی جاسکتا ہے مگر ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھے اور ہوسکے تو پیادہ جاؤ کہ جب تک مکہ معظمہ پلٹ کر آؤ گے ہر قدم پر سات کرور نیکیاں لکھی جائیں گی، یہ نیکیاں تخمیناً اٹھتر کھرب چالیس ارب آتی ہیں ۷۸۴۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ اور اللہ کا فضل اس نبی کے صدقہ میں اس اُمت پر بے شمار ہے۔ جل وعلاو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والحمد للہ رب العٰلمین۔

(۴) راستے بھر لبیک ودعا ودرود وثنا کی کثرت کرو۔

(۵) جب منیٰ نظر آئے یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ مِنیً فَامْنُنْ عَلَیَّ بِمَا مَنَنْتَ بِہٖ عَلٰی اَوْلِیَآئِکَ . [2]

(۶) یہاں رات کو ٹھہرو۔ آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں یہیں مسجد خیف میں پڑھو، آج کل بعض مطوفوں نے یہ نکالی ہے کہ آٹھویں کو منیٰ میں نہیں ٹھہرتے سیدھے عرفات پہنچتے ہیں، ان کی نہ مانے اور اس سنت عظیمہ کو ہرگز نہ چھوڑے۔

---

1 ...... "شعب الإيمان"، باب في المناسك، فضل الوقوف بعرفات ... إلخ، الحديث: ٤٠٨٤، ج٣، ص٤٦٨.
و"الترغيب و الترهيب"، كتاب الحج، الترغيب في الوقوف بعرفة ... إلخ، الحديث: ١٦، ج٢، ص١٣٣.

2 ...... الٰہی یہ منیٰ ہے مجھ پر تو وہ احسان کر جو اپنے اولیا پر تو نے کیا۔ ۱۲

قافلہ کے اصرار سے ان کو بھی مجبور ہونا پڑے گا۔ شبِ عرفہ منیٰ میں ذکر و عبادت سے جاگ کر صبح کرو۔ سونے کے بہت دن پڑے ہیں اور نہ ہو تو کم از کم عشا و صبح جماعت اولیٰ سے پڑھو کہ شب بیداری کا ثواب ملے گا اور باوضو سوؤ کہ رُوح عرش تک بلند ہوگی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیہقی و طبرانی وغیر ہما نے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو شخص عرفہ کی رات میں یہ دعائیں ہزار مرتبہ پڑھے تو جو کچھ اللہ تعالیٰ سے مانگے گا پائے گا جب کہ گناہ یا قطعِ رحم کا سوال نہ کرے۔''

سُبْحَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مَوْطِئُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ رَحْمَتُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْقَبْرِ قَضَاؤُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْهَوَاءِ رُوْحُهٗ سُبْحٰنَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ سُبْحٰنَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ سُبْحٰنَ الَّذِیْ لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَاَ مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ .[1]

(۸) **صبح** مستحب وقت نماز پڑھ کر لبیک و ذکر و درود شریف میں مشغول رہو یہاں تک کہ آفتاب کوہِ ثبیر پر کہ مسجد خیف شریف کے سامنے ہے چمکے۔ اب عرفات کو چلو دل کو خیالِ غیر سے پاک کرنے میں کوشش کرو کہ آج وہ دن ہے کہ کچھ کا حج قبول کریں گے اور کچھ کو ان کے صدقہ میں بخش دیں گے۔ محروم وہ جو آج محروم رہا، وسوسے آئیں تو اُن سے لڑائی نہ باندھو کہ یوں بھی دشمن کا مطلب حاصل ہے وہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم اور خیال میں لگ جاؤ، لڑائی باندھی جب بھی تو اور خیال میں پڑے بلکہ وسوسوں کی طرف دھیان ہی نہ کرو، یہ سمجھ لو کہ کوئی اور وجود ہے جو ایسے خیالات لا رہا ہے مجھے اپنے رب سے کام ہے، یوں ان شاء اللہ تعالیٰ وہ مرد ُود نا کام واپس جائے گا۔

مسئلہ ۱: اگر عرفہ کی رات مکّہ میں گزاری اور نویں کو فجر پڑھ کر منیٰ ہوتا ہوا عرفات میں پہنچا تو حج ہو جائے گا مگر بُرا کیا کہ سنت کو ترک کیا۔ یوہیں اگر رات کو منیٰ میں رہا مگر صبح صادق ہونے سے پہلے یا نماز فجر سے پہلے یا آفتاب نکلنے سے پہلے عرفات کو چلا گیا تو بُرا کیا اور اگر آٹھویں کو جُمعہ کا دن ہے جب بھی زوال سے پہلے منیٰ کو جاسکتا ہے کہ اس پر جُمعہ فرض نہیں اور جُمعہ کا خیال ہو تو منیٰ میں بھی جُمعہ ہوسکتا ہے، جب کہ امیر مکّہ وہاں ہو یا اس کے حکم سے قائم کیا جائے۔

---

[1] ..... "المسلك المتقسط"، (فصل في الرواح من منى الى عرفات)، ص ۱۹۰.

ترجمہ: پاک ہے وہ جس کا عرش بلندی میں ہے، پاک ہے وہ جس کی حکومت زمین میں ہے، پاک ہے وہ کہ دریا میں اس کا راستہ ہے، پاک ہے وہ کہ آگ میں اُسی کی سلطنت ہے، پاک ہے وہ کہ جنت میں اُس کی رحمت ہے، پاک ہے وہ کہ قبر میں اُس کا حکم ہے، پاک ہے وہ کہ ہوا میں جو روحیں ہیں اُسی کی مِلک ہیں، پاک ہے وہ جس نے آسمان کو بلند کیا، پاک ہے وہ جس نے زمین کو پست کیا، پاک ہے وہ کہ اُس کے عذاب سے پناہ و نجات کی کوئی جگہ نہیں، مگر اُسی کی طرف۔ ۱۲

(۹) راستے بھر ذکر و درود میں بسر کرو، بے ضرورت کچھ بات نہ کرو، لبیک کی بے شمار بار کثرت کرتے چلو اور منیٰ سے نکل کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ تَوَجَّھْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَلِوَجْھِکَ الْکَرِیْمِ اَرَدْتُ فَاجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَّحَجِّیْ مَبْرُوْرًا وَّارْحَمْنِیْ وَلَا تُخَیِّبْنِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ سَفَرِیْ وَاقْضِ بِعَرَفَاتٍ حَاجَتِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا اَقْرَبَ غَدْوَۃٍ غَدَوْتُھَا مِنْ رِّضْوَانِکَ وَاَبْعَدَ ھَا مِنْ سَخَطِکَ، اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ غَدَوْتُ وَعَلَیْکَ اعْتَمَدْتُ وَوَجْھَکَ اَرَدْتُ فَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ تُبَاھِیْ بِهِ الْیَوْمَ مَنْ ھُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ وَاَفْضَلُ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ الدَّآئِمَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. (1)

(۱۰) جب نگاہ جبلِ رحمت پر پڑے ان امور میں اور زیادہ کوشش کرو کہ ان شاء اللہ تعالیٰ وقتِ قبول ہے۔

(۱۱) عرفات میں اُس پہاڑ کے پاس یا جہاں جگہ ملے شارعِ عام سے بچ کر اترو۔

(۱۲) آج کے ہجوم میں کہ لاکھوں آدمی، ہزاروں ڈیرے خیمے ہوتے ہیں۔ اپنے ڈیرے سے جا کر واپسی میں اُس کا ملنا دشوار ہوتا ہے، اس لیے پہچان کا نشان اس پر قائم کر دو کہ دُور سے نظر آئے۔

(۱۳) مستورات ساتھ ہوں تو اُن کے برقع پر بھی کوئی کپڑا خاص علامت چمکتے رنگ کا لگا دو کہ دُور سے دیکھ کر تمیز کر سکو اور دل مشوش نہ رہے۔

(۱۴) دوپہر تک زیادہ وقت اللہ (عزوجل) کے حضور زاری اور خالص نیت سے حسبِ طاقت صدقہ و خیرات و ذکر و لبیک و درود و دعا و استغفار و کلمۂ توحید میں مشغول رہے۔ حدیث میں ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''سب میں بہتر وہ چیز جو آج کے دن میں نے اور مجھ سے پہلے انبیا نے کہی یہ ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ

1 ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تیری طرف متوجہ ہوا اور تجھ پر میں نے توکل کیا اور تیرے وجہ کریم کا ارادہ کیا، میرے گناہ بخش اور میرے حج کو مبرور کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ٹوٹے میں نہ ڈال اور میرے لیے میرے سفر میں برکت دے اور عرفات میں میری حاجت پوری کر، بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ (عزوجل)! میرا چلنا اپنی خوشنودی سے قریب کر اور اپنی ناخوشی سے دُور کر۔ الٰہی! میں تیری طرف چلا اور تجھی پر اعتماد کیا اور تیری ذات کا ارادہ کیا تو مجھ کو اُن میں سے کر جن کے ساتھ قیامت کے دن تو مباہات کرے گا، جو مجھ سے بہتر و افضل ہیں۔ الٰہی! میں تجھ سے عفو و عافیت کا سوال کرتا ہوں اور اس عافیت کا جو دنیا و آخرت میں ہمیشہ رہنے والی ہے اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے بہترین مخلوق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کی آل و اصحاب سب پر۔ ۱۲

بِیَدِہِ الْخَیْرُ ط وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ (1)

اور چاہے تو اس کے ساتھ یہ بھی کہے:

لَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ وَلَا نَعْرِفُ رَبًّا سِوَاہُ ط اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَیَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَسَاوِسِ الصَّدْرِ وَتَشْتِیْتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَشَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَشَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیْحُ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّھْرِ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مَقَامُ الْمُسْتَجِیْرِ الْعَآئِذِ مِنَ النَّارِ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ بِعَفْوِکَ وَاَدْخِلْنِی الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِذْ ھَدَیْتَنِی الْاِسْلَامَ فَلَا تَنْزِعْہُ عَنِّیْ حَتّٰی تَقْبِضَنِیْ وَاَنَا عَلَیْہِ ۔ (2)

(۱۵) دوپہر سے پہلے کھانے پینے وغیرہ ضروریات سے فارغ ہولے کہ دل کسی طرف لگا نہ رہے۔ آج کے دن جیسے حاجی کو روزہ مناسب نہیں کہ دُعا میں ضعف ہوگا۔ یوہیں پیٹ بھر کھانا سخت زہر اور غفلت وکسل کا باعث ہے، تین روٹی کی بھوک والا ایک ہی کھائے۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو ہمیشہ کے لیے یہی حکم دیا ہے اور خود دنیا سے تشریف لے گئے اور جَو کی روٹی کبھی پیٹ بھر نہ کھائی، حالانکہ اللہ (عزوجل) کے حکم سے تمام جہاں اختیار میں تھا اور ہے۔ انوار و برکات لینا چاہو تو نہ صرف آج بلکہ حرمین شریفین میں جب تک حاضر رہو تہائی پیٹ سے زیادہ ہرگز نہ کھاؤ۔ مانو گے تو اس کا فائدہ اور نہ مانو گے تو اس کا نقصان آنکھوں دیکھ لوگے۔ ہفتہ بھر اس پر عمل کر تو دیکھو اگلی حالت سے فرق نہ پاؤ جبھی کہنا جی بچے تو کھانے پینے کے بہت سے دن ہیں یہاں تو نور وذوق کے لیے جگہ خالی رکھو۔

اندروں از طعام خالی دار　　　　تادرو نورِ معرفت بینی

ع "بھرا برتن دوبارہ کیا بھرے گا۔"

---

1 ..... "لباب المناسک" للسندي، (باب الوقوف بعرفات و أحکامه)، ص ۱۹۱.

2 ..... اس کے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے اور اُس کے سوا کسی کو رب نہیں جانتے، اے اللہ (عزوجل)! تو میرے دل میں نور کر اور میرے کان اور نگاہ میں نور کر، اے اللہ (عزوجل)! میرے سینہ کو کھول دے اور میرے امر کو آسان کر اور تیری پناہ مانگتا ہوں سینہ کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور عذابِ قبر سے، اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور دن میں داخل ہوتی ہے اور اُس کے شر سے جس کے ساتھ ہوا چلتی ہے اور شر سے آفاتِ زمانہ کے۔ اے اللہ (عزوجل)! یہ امن کے طالب اور جہنم سے پناہ مانگنے والے کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے، اپنے عفو کے ساتھ مجھ کو جہنم سے بچا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔ اے اللہ (عزوجل)! جب تو نے اسلام کی طرف مجھے ہدایت کی تو اس کو مجھ سے جُدا نہ کرنا یہاں تک کہ مجھے اسی اسلام پر وفات دینا۔ ۱۲

(۱۶) جب دوپہر قریب آئے نہاؤ کہ سنت مؤکدہ ہے اور نہ ہو سکے تو صرف وضو۔

عرفات میں ظہر و عصر کی نماز

(۱۷) دوپہر ڈھلتے ہی بلکہ اس سے پہلے کہ امام کے قریب جگہ ملے مسجدِ نمرہ جاؤ۔ سُنّتیں پڑھ کر خطبہ سُن کر امام کے ساتھ ظہر پڑھو اس کے بعد بے توقف عصر کی تکبیر ہوگی معاً جماعت سے عصر پڑھو، بیچ میں سلام وکلام تو کیا معنی، سنتیں بھی نہ پڑھو اور بعد عصر بھی نفل نہیں، یہ ظہر و عصر ملا کر پڑھنا جبھی جائز ہے کہ نماز یا تو سلطان پڑھائے یا وہ جو حج میں اُس کا نائب ہو کر آتا ہے جس نے ظہر اکیلے یا اپنی خاص جماعت سے پڑھی اُسے وقت سے پہلے عصر پڑھنا جائز نہیں اور جس حکمت کے لیے شرع نے یہاں ظہر کے ساتھ عصر ملانے کا حکم فرمایا ہے یعنی غروبِ آفتاب تک دُعا کے لیے وقت خالی ملنا وہ جاتی رہے گی۔

مسئلہ ۱: ملا کر دونوں نمازیں جو یہاں ایک وقت میں پڑھنے کا حکم ہے اس میں پوری جماعت ملنا شرط نہیں بلکہ مثلاً ظہر کے آخر میں شریک ہوا اور سلام کے بعد جب اپنی پوری کرنے لگا، اتنے میں امام عصر کی نماز ختم کرنے کے قریب ہوا یہ سلام کے بعد عصر کی جماعت میں شامل ہوا جب بھی ہوگئی۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: ملا کر پڑھنے میں یہ بھی شرط ہے کہ دونوں نمازوں میں بااحرام ہو، اگر ظہر پڑھنے کے بعد احرام باندھا تو عصر ملا کر نہیں پڑھ سکتا۔ نیز یہ شرط ہے کہ وہ احرام حج کا ہو اگر ظہر میں عمرہ کا تھا عصر میں حج کا ہوا جب بھی نہیں ملا سکتا۔[2] (درمختار، عالمگیری)

عرفہ کا وقوف

(۱۸) خیال کرو جب شرع کو یہ وقت دُعا کے لیے فارغ کرنے کا اس قدر اہتمام ہے کہ عصر کو ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھنے کا حکم دیا تو اُس وقت اور کام میں مشغولی کس قدر بیہودہ ہے۔ بعض احمقوں کو دیکھا ہے کہ امام تو نماز میں ہے یا نماز پڑھ کر موقف کو گیا اور وہ کھانے، پینے، حُقے، چائے اُڑانے میں ہیں۔ خبردار! ایسا نہ کرو۔ امام کے ساتھ نماز پڑھتے ہی فوراً **موقف** (یعنی وہ جگہ کہ نماز کے بعد سے غروبِ آفتاب تک وہاں کھڑے ہو کر ذکر و دعا کا حکم ہے اُس جگہ کو) روانہ ہو جاؤ اور ممکن ہو تو

---

1 ...... "ردالمحتار" كتاب الحج، مطلب في شروط الجمع، ج۳، ص۵۹٤.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج۳، ص۵۹۵.

و"الفتاوى الهندية" كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۲۸.

اُونٹ پر کہ سُنّت بھی ہے اور ہجوم میں دبنے کچلنے سے محافظت بھی۔

(۱۹) بعض مطوف اس مجمع میں جانے سے منع کرتے اور طرح طرح ڈراتے ہیں اُن کی نہ سُنو کہ وہ خاص نزولِ رحمتِ عام کی جگہ ہے۔ ہاں عورتیں اور کمزور مرد وہیں سے کھڑے ہوئے دعا میں شامل ہوں کہ بطنِ عرنہ [1] کے سوا یہ سارا میدان موقف ہے اور یہ لوگ بھی یہی تصور کریں کہ ہم اُس مجمع میں حاضر ہیں، اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ نہ سمجھیں۔ اُس مجمع میں یقیناً بکثرت اولیا بلکہ الیاس و خضر علیہما السلام دونبی بھی موجود ہیں، یہ تصور کریں کہ انوار و برکات جو مجمع میں اُن پر اُتر رہے ہیں اُن کا صدقہ ہم بھکاریوں کو بھی پہنچتا ہے۔ یوں الگ ہو کر بھی شامل رہیں گے اور جس سے ہو سکے تو وہاں کی حاضری چھوڑنے کی چیز نہیں۔

(۲۰) افضل یہ ہے کہ امام سے نزدیک جبلِ رحمت کے قریب جہاں سیاہ پتھر کا فرش ہے، رُو بقبلہ امام کے پیچھے کھڑا ہو جب کہ ان فضائل کے حصول میں دقت یا کسی کو اذیت نہ ہو ورنہ جہاں اور جس طرح ہو سکے وقوف کرے امام کی دہنی جانب اور بائیں رُو برُو سے افضل ہے۔ یہ وقوف ہی حج کی جان اور اُس کا بڑا رکن ہے، وقوف کے لیے کھڑا رہنا افضل ہے شرط یا واجب نہیں، بیٹھا رہا جب بھی وقوف ہو گیا وقوف میں نیت اور رُو بقبلہ ہونا افضل ہے۔

وقوف کی سنتیں

وقوف میں یہ امور سنت ہیں:

① غسل۔

② دونوں خطبوں کی حاضری۔

③ دونوں نمازیں ملا کر پڑھنا۔

④ بے روزہ ہونا۔

⑤ باوضو ہونا۔

⑥ نمازوں کے بعد فوراً وقوف کرنا۔

(۲۱) بعض جاہل یہ کرتے ہیں کہ پہاڑ پر چڑھ جاتے اور وہاں کھڑے ہو کر رومال ہلاتے رہتے ہیں اس سے بچو اور اُن کی طرف بھی بُرا خیال نہ کرو، یہ وقت اَوروں کے عیب دیکھنے کا نہیں، اپنے عیبوں پر شرمساری اور گریہ و زاری کا ہے۔

---

[1] بطنِ عرنہ عرفات میں حرم کے نالوں میں سے ایک نالہ ہے مسجد نمرہ کے پچھم کی طرف یعنی کعبہ معظمہ کی طرف وہاں وقوف ناجائز ہے۔ ۱۲

وقوف کے آداب

(۲۴) اب وہ کہ یہاں ہیں اور وہ کہ ڈیروں میں ہیں سب ہمہ تن صدقِ دل سے اپنے کریم مہربان رب کی طرف متوجہ ہوجائیں اور میدانِ قیامت میں حساب اعمال کے لیے اس کے حضور حاضری کا تصور کریں۔ نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ لرزتے کانپتے ڈرتے امید کرتے آنکھیں بند کیے گردن جھکائے، دست دعا آسمان کی طرف سر سے اونچا پھیلائے تکبیر و تہلیل وتسبیح ولبیک وحمد وذکر ودعا وتوبہ واستغفار میں ڈوب جائے، کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیل اجابت و سعادت ہے، ورنہ رونے کا سا مونھ بنائے کہ اچھوں کی صورت بھی اچھی۔ اثنائے دعا وذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے۔

آج کے دن دُعائیں بہت منقول ہیں اور دعائے جامع کہ اوپر گزری کافی ہے چند بار اُسے کہہ لو اور سب سے بہتر یہ کہ سارا وقت درود وذکر وتلاوت قرآن میں گزار دو کہ بوعدۂ حدیث دُعا والوں سے زیادہ پاؤ گے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دامن پکڑو، غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے توسل کرو، اپنے گناہ اور اس کی قہاری یاد کر کے بید کی طرح لرزو اور یقین جانو کہ اس کی مار سے اسی کے پاس پناہ ہے۔ اُس سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتے اس کے دَر کے سوا کہیں ٹھکانا نہیں لہٰذا اُن شفیعوں کا دامن پکڑے، اُس کے عذاب سے اُسی کی پناہ مانگو اور اسی حالت میں رہو کہ کبھی اُس کے غضب کی یاد سے جی کانپا جاتا ہے اور کبھی اُس کی رحمت عام کی امید سے مرجھایا دل نہال ہوجاتا ہے۔

یوہیں تضرّع وزاری میں رہو یہاں تک کہ آفتاب ڈوب جائے اور رات کا ایک لطیف جزآ جائے، اس سے پہلے کوچ منع ہے۔ بعض جلد باز دن ہی سے چل دیتے ہیں، اُن کا ساتھ نہ دو۔ غروب تک ٹھہرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو عصر کو ظہر سے ملا کر کیوں پڑھنے کا حکم ہوتا اور کیا معلوم کہ رحمتِ الٰہی کس وقت توجہ فرمائے، اگر تمھارے چل دینے کے بعد اُتری تو معاذ اللہ کیسا خسارہ ہے اور اگر غروب سے پہلے حدودِ عرفات سے نکل گئے جب تو پورا جرم ہے۔ بعض مطوف یہاں یوں ڈراتے ہیں کہ رات میں خطرہ ہے یہ دو ایک کے لیے ٹھیک ہے اور جب سارا قافلہ ٹھہرے گا تو ان شاء اللہ تعالٰی کچھ اندیشہ نہیں۔ اس مقام پر پڑھنے کے لیے بعض دعائیں لکھی جاتی ہیں: اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. تین بار پھر کلمۂ توحید، اس کے بعد

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ وَاعْصِمْنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْلِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى .[1] تین بار

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ نَقُوْلُ وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِيْ وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ

---

[1] ..... اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو ہدایت کے ساتھ رہنمائی کر اور پاک کر اور پرہیزگاری کے ساتھ گناہ سے محفوظ رکھ اور دنیا وآخرت میں میری مغفرت فرما۔ ۱۲

اَلْقَبْرِ وَ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشِتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیْحُ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِیْءُ بِهِ الرِّیْحُ اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِالْهُدٰی وَزَیِّنَا بِالتَّقْوٰی وَاغْفِرْلَنَا فِی الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰی اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ رِزْقًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا.

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ اَمَرْتَ بِالدُّعَآءِ وَقَضَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ بِالْاِجَابَةِ وَاِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا تَنْکُثُ عَهْدَکَ اَللّٰهُمَّ مَا اَحْبَبْتَ مِنْ خَیْرٍ فَحَبِّبْهُ اِلَیْنَا وَ یَسِّرْهُ لَنَا وَمَا کَرِهْتَ مِنْ شَرٍّ فَکَرِّهْهُ اِلَیْنَا وَجَنِّبْنَاهُ وَلَا تَنْزِعْ مِنَّا الْاِسْلَامَ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَرٰی مَکَانِیْ وَتَسْمَعُ کَلَامِیْ وَتَعْلَمُ سِرِّیْ وَعَلَانِیَتِیْ وَلَا یَخْفٰی عَلَیْکَ شَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ اَنَا الْبَآئِسُ الْفَقِیْرُ الْمُسْتَغِیْثُ الْمُسْتَجِیْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ اَسْأَلُکَ مَسْأَلَةَ الْمِسْکِیْنِ وَاَبْتَهِلُ اِلَیْکَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِیْلِ وَ اَدْعُوْکَ دُعَآءَ الْخَائِفِ الْمُضْطَرِّ دُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَکَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَکَ عَیْنَاهُ وَنَحِلَ لَکَ جَسَدُهٗ وَ رَغِمَ اَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِیْ بِدُعَائِکَ رَبِّیْ شَقِیًّا وَّکُنْ بِیْ رَءُوْفًا رَّحِیْمًا یَا خَیْرَ الْمَسْئُوْلِیْنَ وَ خَیْرَ الْمُعْطِیْنَ.[1]

اور بیہقی کی روایت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اوپر مذکور ہو چکی اس میں جو دعائیں ہیں انھیں بھی پڑھیں یعنی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . سو بار

---

[1] ......اے اللہ (عزوجل)! اس کو حج مبرور کر اور گناہ بخش دے، الٰہی! تیرے لیے حمد ہے جیسی ہم کہتے ہیں اور اس سے بہتر جس کو ہم کہیں، اے اللہ (عزوجل)! میری نماز و عبادت اور میرا جینا اور مرنا تیرے ہی لیے ہے اور تیری طرف میری واپسی ہے اور اے پروردگار! تو ہی میرا وارث ہے، اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عذاب قبر اور سینہ کے وسوسے اور کام کی پراگندگی سے، الٰہی! میں سوال کرتا ہوں اُس چیز کی خیر کا جس کو ہوا لاتی ہے اور اُس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے ہوا لاتی ہے، الٰہی! ہدایت کی طرف ہم کو رہنمائی کر اور تقویٰ سے ہم کو مزین کر اور آخرت و دنیا میں ہم کو بخش دے، الٰہی! میں رزق پاکیزہ و مبارک کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

الٰہی! تو نے دعا کرنے کا حکم دیا اور قبول کرنے کا ذمہ تو نے خود لیا اور بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور اپنے عہد کو نہیں توڑتا، الٰہی! جو اچھی باتیں تجھے محبوب ہیں انھیں ہماری محبوب کر دے اور ہمارے لیے میسر کر اور جو بُری باتیں تجھے ناپسند ہیں انھیں ہماری ناپسند کر اور ہم کو اُن سے بچا اور اسلام کی طرف تو نے ہم کو ہدایت فرمائی تو اس کو ہم سے جدا نہ کر، الٰہی! تو میرے مکان کو دیکھتا ہے اور میرا کلام سنتا ہے اور میرے پوشیدہ و ظاہر کو جانتا ہے میرے کام میں سے کوئی شے تجھ پر مخفی نہیں، میں نامراد محتاج فریاد کرنے والا، پناہ چاہنے والا، خوفناک ڈرنے والا اپنے گناہ کا مُقِر و معترف ہوں، مسکین کی طرح تجھ سے سوال کرتا ہوں اور گنہگار ذلیل کی طرح تجھ سے عاجزی کرتا ہوں اور ڈرنے والے مُضطر کی طرح تجھ سے دعا کرتا ہوں، اُس کی مثل دعا جس کی گردن تیرے لیے جھک گئی اور آنکھیں جاری اور بدن لاغر اور ناک خاک میں مل گئی ہے، اے پروردگار! تو اپنی دعا سے مجھے بدبخت نہ کر اور مجھ پر بہت مہربان اور مہربان ہو جا، اے بہتر سوال کیے گئے اور اے بہتر دینے والے! ۱۲

قُلْ ہُوَ اللّٰہُ . سو بار

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَعَلَیْنَا مَعَھُمْ . سو بار

ابن ابی شیبہ وغیرہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''میری اور انبیا کی دُعا عرفہ کے دن یہ ہے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا .

اَللّٰھُمَّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَ یَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّسَاوِسِ الصَّدْرِ وَ تَشْتِیْتِ الْاَمْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی اللَّیْلِ وَ شَرِّ مَا یَلِجُ فِی النَّھَارِ وَ شَرِّ مَا تَھُبُّ بِہِ الرِّیَاحُ وَ شَرِّ بَوَآئِقِ الدَّھْرِ . [1]

اس مقام پر پڑھنے کی بہت دعائیں کتابوں میں مذکور ہیں مگر اتنی ہی میں کفایت ہے اور درود شریف وتلاوتِ قرآن مجید سب دُعاؤں سے زیادہ مفید۔

(۴۳) ایک ادب واجب الحفظ اس روز کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر بھروسا کر کے یقین کرے کہ آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا، اب کوشش کروں کہ آئندہ گناہ نہ ہوں اور جو داغ اللہ تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے میری پیشانی سے دھویا ہے پھر نہ لگے۔

وقوف کے مکروہات

(۴۴) یہاں یہ باتیں مکروہ ہیں:

① غروبِ آفتاب سے پہلے وقوف چھوڑ کر روانگی جب کہ غروب تک حدودِ عرفات سے باہر نہ ہوجائے ورنہ حرام ہے۔

---

[1] ..... "المسلك المتقسط"، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه)، ص ٢٠١.

"المصنف" لابن ابی شيبة، كتاب الحج، ما يقال عشية عرفة ... إلخ، ج٤، ص٤٧٣.

ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں سینہ کے وسوسوں اور کام کی پراگندگی اور عذابِ قبر سے، اے اللہ (عزوجل)! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس کی برائی سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اُس کی بُرائی سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اُس کی برائی سے جسے ہوا اُڑا لاتی ہے اور آفاتِ دہر کی بُرائی سے۔۱۲

③ نمازِ عصر وظہر ملانے کے بعد موقف کو جانے میں دیر۔

④ اُس وقت سے غروب تک کھانے پینے، یا

⑤ توجہ بخدا کے سوا کسی کام میں مشغول ہونا۔

⑥ کوئی دنیوی بات کرنا۔

⑦ غروب پر یقین ہو جانے کے بعد روانگی میں دیر کرنا۔

⑧ مغرب یا عشا عرفات میں پڑھنا۔[1]

تنبیہ: موقف میں چھتری لگانے یا کسی طرح سایہ چاہنے سے حتی المقدور بچو ہاں جو مجبور ہے معذور ہے۔

ضروری نصیحت

تنبیہ ضروری ضروری اشد ضروری...... بدنگاہی ہمیشہ حرام ہے نہ کہ احرام میں، نہ کہ موقف یا مسجد الحرام میں، نہ کہ کعبہ معظمہ کے سامنے، نہ کہ طواف بیت الحرام میں۔ یہ تمھارے بہت امتحان کا موقع ہے عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ یہاں مونھ نہ چھپاؤ اور تمھیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کی طرف نگاہ نہ کرو، یقین جانو کہ یہ بڑے غیرت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں اور اس وقت تم اور وہ خاص دربار میں حاضر ہو۔ بلا تشبیہ شیر کا بچہ اس کی بغل میں ہو اس وقت کون اس کی طرف نگاہ اُٹھا سکتا ہے تو اللہ (عزوجل) واحد قہار کی کنیزیں کہ اُس کے خاص دربار میں حاضر ہیں اُن پر بدنگاہی کس قدر سخت ہوگی ﴿ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ﴾۔[2]

ہاں ہاں ہوشیار! ایمان بچائے ہوئے قلب و نگاہ سنبھالے ہوئے حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادہ پر پکڑا جاتا اور ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ٹھہرتا ہے، الٰہی خیر کی توفیق دے۔ آمین۔

وقوف کے مسائل

مسئلہ ۱: وقوف کا وقت نویں ذی الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی طلوع فجر تک ہے۔ اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت وقوف کیا تو حج نہ ملا مگر ایک صورت میں وہ یہ کہ ذی الحجہ کا ہلال دکھائی نہ دیا، ذیقعدہ کے تیس دن پورے کر کے ذی الحجہ کا مہینہ شروع کیا اور اس حساب سے آج نویں ہے، بعد کو ثابت ہوا کہ انتیس کا چاند ہوا تو اس حساب سے دسویں ہوگی اور وقوف

---

1 ...... "الفتاوی الرضویۃ"، ج۱۰، ص۷۴۹، وغیرہ.

2 ...... پ۱٤، النحل: ٦٠.

دسویں تاریخ کو ہوا مگر ضرورۃً یہ جائز مانا جائے گا اور اگر دھوکا ہوا کہ آٹھویں کو نویں سمجھ کر وقوف کیا پھر معلوم ہوا تو یہ وقوف صحیح نہ ہوا۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: اگر گواہوں نے رات کے وقت گواہی دی کہ نویں تاریخ آج تھی اور یہ دسویں رات ہے تو اگر اس رات میں سب لوگوں یا اکثر کے ساتھ امام وقوف کرسکتا ہے، تو وقوف لازم ہے وقوف نہ کریں تو حج فوت ہوجائے گا اور اگر اتنا وقت باقی نہ ہو کہ اکثر لوگوں کے ساتھ امام وقوف کرے اگرچہ خود امام اور جو تھوڑے لوگ جلدی کر کے جائیں تو صبح سے پیشتر وہاں پہنچ جائیں گے مگر جو لوگ پیدل ہیں اور جن کے ساتھ بال بچے ہیں اور جن کے پاس اسباب زیادہ ہے ان کو وقوف نہ ملے گا، تو اس شہادت کے موافق عمل نہ کرے بلکہ دوسرے دن بعد زوال تمام حجاج کے ساتھ وقوف کرے۔[2] (منسک)

مسئلہ ۳: جن لوگوں نے ذی الحجہ کے چاند کی گواہی دی اور اُن کی گواہی قبول نہ ہوئی وہ لوگ اگر امام سے ایک دن پہلے وقوف کریں گے، تو ان کا حج نہ ہوگا بلکہ اُن پر بھی ضرور ہے کہ اُسی دن وقوف کریں، جس دن امام وقوف کرے اگرچہ اُن کے حساب سے اب دسویں تاریخ ہے۔[3] (منسک)

مسئلہ ۴: تھوڑی دیر ٹھہرنے سے بھی وقوف ہوجاتا ہے خواہ اُسے معلوم ہو کہ یہ عرفات ہے یا معلوم نہ ہو، باوضو ہو یا بے وضو، جنب ہو یا حیض و نفاس والی عورت، سوتا ہو یا بیدار ہو، ہوش میں ہو یا جنون و بے ہوشی میں یہاں تک کہ عرفات سے ہو کر جو گزر گیا اُسے حج مل گیا یعنی اب اُس کا حج فاسد نہ ہوگا جب کہ یہ سب احرام سے ہوں۔ بے ہوشی میں احرام کی صورت یہ ہے کہ پہلے ہوش میں تھا اور اسی وقت احرام باندھ لیا تھا اور اگر احرام باندھنے سے پہلے بے ہوش ہوگیا اور اُس کے ساتھیوں میں سے کسی نے یا کسی اور نے اُس کی طرف سے احرام باندھ دیا اگرچہ اس احرام باندھنے والے نے خود اپنی طرف سے بھی احرام باندھا ہو کہ اُس کا احرام اس کے احرام کے منافی نہیں تو اس صورت میں بھی وہ مُحرِم ہوگیا دوسرے کے احرام باندھنے کا یہ مطلب نہیں کہ اُس کے کپڑے اُتار کر تہبند باندھ دے بلکہ یہ کہ اُس کی طرف سے نیت کرے اور لبیک کہے۔[4] (عالمگیری، جوہرہ)

مسئلہ ۵: جس کا حج فوت ہوگیا یعنی اُسے وقوف نہ ملا تو اب حج کے باقی افعال ساقط ہوگئے اور اُس کا احرام عمرہ کی

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الخامس في کیفیة اداء الحج، ج۱، ص۲۲۹ وغیرہ.

2 ...... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه، فصل في اشتباه يوم عرفة)، ص۲۱۲.

3 ...... "لباب المناسك"، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه، فصل في اشتباه يوم عرفة)، ص۲۱۲.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الخامس في کیفیة اداء الحج، ج۱، ص۲۲۹.

والجوهرة النيرة کتاب الحج، الجزء الأول، ص۲۰۹.

طرف منتقل ہوگیا لہٰذا عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے اور آئندہ سال قضا کرے۔[1] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶: آفتاب ڈوبنے سے پہلے ازدحام کے خوف سے حدودِ عرفات سے باہر ہوگیا اُس پر دَم واجب ہے، پھر اگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے واپس آیا اور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا تو دَم معاف ہوگیا اور اگر ڈوبنے کے بعد واپس آیا تو ساقط نہ ہوا اور اگر سواری پر تھا اور جانور اُسے لے کر بھاگ گیا جب بھی دَم واجب ہے۔ یوہیں اگر اُس کا اونٹ بھاگ گیا یہ اُس کے پیچھے چل دیا۔[2] (منسک)

مسئلہ ۷: مُحرِم نے نمازِ عشا نہیں پڑھی ہے اور وقت صرف اتنا باقی ہے کہ چار رکعت پڑھے مگر پڑھتا ہے تو وقوفِ عرفہ جاتا رہے گا تو نماز چھوڑے اور عرفات کو جائے۔[3] (جوہرہ) اور بہتر یہ کہ چلتے میں پڑھ لے بعد کو اعادہ کرے۔[4] (منسک)

مزدلفہ کی روانگی اور اُس کا وقوف

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّیْنَ ﴿۱۹۸﴾ ﴾[5]

جب عرفات سے تم واپس ہو تو مشعرِ حرام (مزدلفہ) کے نزدیک، اللہ (عزوجل) کا ذکر کرو اور اس کو یاد کرو جیسے اُس نے تمھیں بتایا اور بیشک اس سے پہلے تم گمراہوں سے تھے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حجۃ الوداع میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ میں تشریف لائے یہاں مغرب و عشا کی نماز پڑھی پھر لیٹے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوئی، جب صبح ہوگئی اُس وقت اذان و اقامت کے ساتھ نمازِ فجر پڑھی، پھر قصواء پر سوار ہوکر مشعرِ حرام میں آئے اور قبلہ کی جانب مونھ کرکے دعا و تکبیر و تہلیل و توحید میں مشغول رہے اور وقوف کیا یہاں تک کہ خوب اُجالا ہوگیا اور طلوعِ آفتاب سے قبل یہاں سے روانہ ہوئے۔[6]

---

1. "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٢٩.
2. "لباب المناسك"، (باب الوقوف بعرفات و أحكامه، فصل في الدفع قبل الغروب)، ص٢١٠.
3. "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، الجزء الأول، ص٢٠٩.
4. .....
5. پ٢، البقرة: ١٩٨.
6. "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ١٢١٨، ص٦٣٤.

حدیث ۲: بیہقی محمد بن قیس بن مخرمہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ: ''اہل جاہلیت عرفات سے اس وقت روانہ ہوتے تھے جب آفتاب مونھ کے سامنے ہوتا غروب سے پہلے اور مزدلفہ سے بعد طلوع آفتاب روانہ ہوتے جب آفتاب چہرے کے سامنے ہوتا اور ہم عرفات سے نہ جائیں گے جب تک آفتاب ڈوب نہ جائے اور مزدلفہ سے طلوع کے قبل روانہ ہوں گے ہمارا طریقہ بُت پرستوں اور مشرکوں کے طریقہ کے خلاف ہے۔'' [1]

(۱) جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے فوراً مُزدلفہ کو چلو اور امام کے ساتھ جانا افضل ہے مگر وہ دیر کرے تو اُس کا انتظار نہ کرو۔

(۲) راستے بھر ذکر و دُرود و دُعا و لبیک و زاری و بکا میں مصروف رہو۔ اس وقت کی بعض دعائیں یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَفَضْتُ وَ فِیْ رَحْمَتِکَ رَغِبْتُ وَمِنْ سَخَطِکَ رَھِبْتُ وَمِنْ عَذَابِکَ اَشْفَقْتُ فَاقْبَلْ نُسُکِیْ وَاَعْظِمْ اَجْرِیْ وَ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِیْ وَاسْتَجِبْ دُعَائِیْ وَاَعْطِنِیْ سُؤْلِیْ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ ھٰذَا اٰخِرَ عَھْدِنَا مِنْ ھٰذَا الْمَوْقِفِ الشَّرِیْفِ الْعَظِیْمِ وَارْزُقْنَا الْعَوْدَ اِلَیْہِ مَرَّاتٍ کَثِیْرَۃً بِلُطْفِکَ الْعَمِیْمِ ۔ [2]

(۳) راستہ میں جہاں گنجائش پاؤ اور اپنی یا دوسرے کی ایذا کا احتمال نہ ہو اتنی دیر اتنی دور تیز چلو پیدل ہو خواہ سوار۔

(۴) جب مزدلفہ نظر آئے بشرطِ قدرت پیدل ہو لینا بہتر ہے اور نہا کر داخل ہونا افضل، مزدلفہ میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ ھٰذَا جَمْعٌ اَسْأَلُکَ اَنْ تَرْزُقَنِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ وَرَبَّ الْبَلَدِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَسْأَلُکَ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ وَتَرْحَمَنِیْ وَتَجْمَعَ عَلَی الْھُدٰی اَمْرِیْ وَتَجْعَلَ التَّقْوٰی زَادِیْ وَذُخْرِیْ وَالْاٰخِرَۃَ مَاٰبِیْ وَھَبْ لِیْ رِضَاکَ عَنِّیْ فِی الدُّنْیَا وَلْاٰخِرَۃِ یَامَنْ بِیَدِہِ الْخَیْرُ کُلُّہٗ اَعْطِنِیَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَاصْرِفْ عَنِّی الشَّرَّ کُلَّہٗ اَللّٰھُمَّ

---

[1] ..... "معرفۃ السنن والآثار"، کتاب المناسک، باب الاختیار في الدفع من المزدلفۃ، الحدیث: ۳۰۴۵، ج۴، ص۱۱۷.

[2] .....اے اللہ (عزوجل)! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیری رحمت میں رغبت کی اور تیری ناخوشی سے ڈرا اور تیرے عذاب سے خوف کیا تو میری عبادت قبول کر اور میرا اجر عظیم کر اور میری توبہ قبول کر اور میری عاجزی پر رحم کر اور مجھے میرا سوال عطا کر۔ اے اللہ (عزوجل)! اس شریف بزرگ جگہ میں میری یہ حاضری آخری حاضری نہ کر اور تو اپنی مہربانی سے یہاں بہت مرتبہ آنا نصیب کر۔۱۲

حَرِّمْ لَحْمِیْ وَعَظْمِیْ وَشَحْمِیْ وَشَعْرِیْ وَسَائِرَ جَوَارِحِیْ عَلَی النَّارِ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط [1]

مُزدَلِفہ میں مغرب و عشا کی نماز

(۵) وہاں پہنچ کر حتی الامکان جبلِ قزح کے پاس راستہ سے بچ کر اترو ورنہ جہاں جگہ ملے۔

(۶) غالباً وہاں پہنچتے پہنچتے شفق ڈوب جائے گی مغرب کا وقت نکل جائے گا۔ اونٹ کھولنے، اسباب اتارنے سے پہلے امام کے ساتھ مغرب وعشا پڑھواور اگر وقت مغرب کا باقی بھی رہے جب بھی ابھی مغرب ہرگز نہ پڑھو، نہ عرفات میں پڑھو نہ راہ میں کہ اس دن یہاں نمازِ مغرب وقت مغرب میں پڑھنا گناہ ہے اور اگر پڑھ لوگے عشا کے وقت پھر پڑھنی ہوگی۔ غرض یہاں پہنچ کر مغرب وقت عشا میں بہ نیتِ ادا، نہ بہ نیتِ قضا حتی الامکان امام کے ساتھ پڑھو۔ مغرب کا سلام پھیرتے ہی معاً عشا کی جماعت ہوگی عشا کے فرض پڑھ لو اس کے بعد مغرب وعشا کی سنتیں اور وتر پڑھواور اگر امام کے ساتھ جماعت نہ مل سکے تو اپنی جماعت کرلو اور نہ ہو سکے تو تنہا پڑھو۔

مسئلہ ۱: یہ مغرب وقت عشا میں پڑھنی اُسی کے لیے خاص ہے جو مزدلفہ کو آئے اور اگر عرفات ہی میں رات کو رہ گیا یا مزدلفہ کے سوا دوسرے راستہ سے واپس ہوا تو اسے مغرب کی نماز اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: اگر مزدلفہ کے آنے والے نے مغرب کی نماز راستہ میں پڑھی یا مزدلفہ پہنچ کر عشا کا وقت آنے سے پہلے پڑھ لی، تو اسے حکم یہ ہے کہ اعادہ کرے مگر نہ کیا اور فجر طلوع ہوگئی تو وہ نماز اب صحیح ہوگئی۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۳: اگر مزدلفہ میں مغرب سے پہلے عشا پڑھی تو مغرب پڑھ کر عشا کا اعادہ کرے اور اگر طلوع فجر تک اعادہ نہ کیا تو اب صحیح ہوگئی خواہ وہ شخص صاحبِ ترتیب ہو یا نہ ہو۔[4] (درمختار، طحطاوی)

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل)! یہ جمع (مزدلفہ) ہے میں تجھ سے تمام خیر کے مجموعہ کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ (عزوجل)! مشعرِ حرام کے رب اور رکن ومقام کے رب اور عزت والے شہر اور عزت والی مسجد کے رب! میں تجھ سے بوسیلہ تیرے وجہ کریم کے نور کے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور ہدایت پر میرے کام کو جمع کر دے اور تقویٰ کو میرا توشہ اور ذخیرہ کر اور آخرت میرا مرجع کر اور دنیا اور آخرت میں تو مجھ سے راضی رہ۔ اے وہ ذات جس کے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے! مجھ کو ہر قسم کی خیر عطا کر اور ہر قسم کی بُرائی سے بچا، اے اللہ (عزوجل)! میرے گوشت اور ہڈی اور چربی اور بال اور تمام اعضا کو جہنم پر حرام کردے، اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان! ۱۲۔

2 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في الرفع من عرفات، ج۳، ص۶۰۱.

3 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، ج۳، ص۶۰۱.

4 ...... المرجع السابق، ص۶۰۲. "حاشية الطحطاوي على الدرالمختار"، کتاب الحج، ج۱، ص۵۰٤.

مسئلہ ۴: اگر راستہ میں اتنی دیر ہوگئی کہ طلوع فجر کا اندیشہ ہے تو اب راستہ ہی میں دونوں نمازیں پڑھ لے مزدلفہ پہنچنے کا انتظار نہ کرے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۵: عرفات میں ظہر وعصر کے لیے ایک اذان اور دو اقامتیں ہیں اور مزدلفہ میں مغرب وعشا کے لیے ایک اذان اور ایک اقامت۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶: دونوں نمازوں کے درمیان میں سنت ونوافل نہ پڑھے۔ مغرب کی سنتیں بھی بعد عشا پڑھے اگر درمیان میں سنتیں پڑھیں یا کوئی اور کام کیا تو ایک اقامت اور کہی جائے یعنی عشا کے لیے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: طلوع فجر کے بعد مزدلفہ میں آیا تو سنت ترک ہوئی مگر دم وغیرہ اس پر واجب نہیں۔[4] (عالمگیری)

(۷) نمازوں کے بعد باقی رات ذکر و لبیک و دُرود و دُعا و زاری میں گزارو کہ یہ بہت افضل جگہ اور بہت افضل رات ہے۔ بعض علما نے اس رات کو شبِ قدر سے بھی افضل کہا۔ زندگی ہے تو سونے کو اور بہت راتیں ملیں گی اور یہاں یہ رات خدا جانے دوبارہ کسے ملے اور نہ ہو سکے تو باطہارت سو رہو کہ فضول باتوں سے سونا بہتر اور اتنے پہلے اُٹھ بیٹھو کہ صبح چمکنے سے پہلے ضروریات وطہارت سے فارغ ہولو، آج **نمازِ صبح** بہت اندھیرے سے پڑھی جائے گی، کوشش کرو کہ جماعت امام بلکہ پہلی تکبیر فوت نہ ہو کہ عشاو صبح جماعت سے پڑھنے والا بھی پوری شب بیداری کا ثواب پاتا ہے۔

(۸) اب دربارِ اعظم کی دوسری حاضری کا وقت آیا، ہاں ہاں کرم کے دروازے کھولے گئے ہیں، کل عرفات میں حقوق اللہ معاف ہوئے تھے یہاں حقوق العباد معاف فرمانے کا وعدہ ہے۔

مزدلفہ کا وقوف

مشعر الحرام میں یعنی خاص پہاڑی پر اور نہ ملے تو اس کے دامن میں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو وادیٔ محسر[5] کے سوا جہاں گنجائش پاؤ **وقوف** کرو اور تمام باتیں کہ وقوفِ عرفات میں مذکور ہوئیں ملحوظ رکھو یعنی لبیک کی کثرت کرو اور ذکر و درود و دُعا میں

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج۳، ص۶۰۲.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في الرفع من عرفات، ج۳، ص۶۰۰.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في الرفع من عرفات، ج۳، ص۶۰۰.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۳۱.

5 ...... کہ اس میں وقوف جائز نہیں۔۱۲

مشغول رہو یہاں کے لیے بعض دُعائیں یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ جِدِّیْ وَھَزْلِیْ وَخَطَآئِیْ وَعَمْدِیْ وَکُلُّ ذَالِکَ عِنْدِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْکُفْرِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلْعِ الدَّیْنِ وَغَلَبَۃِ الرِّجَالِ وَاَسْاَلُکَ اَنْ تَقْضِیَ عَنِّی الْمَغْرِمَ وَاَنْ تَعْفُوَ عَنِّیْ مَظَالِمَ الْعِبَادِ وَاَنْ تُرْضِیَ عَنِّی الْخُصُوْمَ وَالْغُرَمَآءَ وَاَصْحَابَ الْحُقُوْقِ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوٰھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکّٰھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلٰھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَمِنْ غَلَبَۃِ الْعَدُوِّ وَمِنْ بَوَارِ لْاَیِّمِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاءُوْا اسْتَغْفَرُوْا۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِکَ الصَّالِحِیْنَ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ الْوَفْدِ الْمُتَقَبَّلِیْنَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ فِیْ ھٰذَا الْجَمْعِ اَنْ تَجْمَعَ لِیْ جَوَامِعَ الْخَیْرِ کُلِّہٖ وَاَنْ تُصْلِحَ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ وَاَنْ تَصْرِفَ عَنِّی السُّوْءَ کُلَّہٗ فَاِنَّہٗ لَا یَفْعَلُ ذَالِکَ غَیْرُکَ وَلَا یَجُوْدُ بِہٖ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَمِنْ شَرِّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَخْشٰکَ کَاَنِّیْ اَرٰکَ اَبَدًا حَتّٰی اَلْقٰکَ وَاَسْعِدْنِیْ بِتَقْوٰکَ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ وَخِرْلِیْ مِنْ قَضَآئِکَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ قَدْرِکَ حَتّٰی لَا اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ وَاجْعَلْ غِنَایَ فِیْ نَفْسِیْ وَمَتِّعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَاجْعَلْھُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ وَاَرِنِیْ فِیْہِ ثَارِیْ وَاَقِرَّ بِذٰلِکَ عَیْنِیْ۔ [1]

---

[1] ...... اے اللہ (عزوجل)! میری خطا اور جہل اور زیادتی اور جس کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے سب کو بخش دے، اے اللہ (عزوجل)! میرے تمام گناہ معاف کر دے کوشش سے جس کو میں نے کیا یا بلا کوشش اور خطا سے کیا یا قصد سے اور یہ سب میں نے کیے، اے اللہ (عزوجل)! تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی اور کفر اور عاجزی و سستی سے اور تیری پناہ غم وحُزن سے اور تیری پناہ بزدلی وبخل اور دَین کی گرانی اور مردوں کے غلبہ سے اور سوال کرتا ہوں کہ مجھ سے تاوان ادا کر دے اور حقوق العباد مجھ سے معاف کر اور خصوم و غرما اور حق داروں کو راضی کر دے، اے اللہ (عزوجل)! میرے نفس کو تقوے دے اور اس کو پاک کر تو بہتر پاک کرنے والا ہے تو اس کا ولی و مولیٰ ہے، اے اللہ (عزوجل)! تیری پناہ غلبۂ دَین اور غلبۂ دشمن سے اور اس ہلاکت سے جو ملامت میں ڈالنے والی ہے اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔

اے اللہ (عزوجل)! مجھے ان لوگوں میں کر جو نیکی کر کے خوش ہوتے ہیں اور بُرائی کر کے استغفار کرتے ہیں۔ اے اللہ (عزوجل)! ہم کو اپنے نیک بندوں میں کر جن کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمکتے ہیں جو مقبول وفد ہیں، اے اللہ (عزوجل)! اس مزدلفہ میں میرے لیے ہر خیر کو جمع کر دے اور میری ہر حالت کو درست کر دے اور ہر بُرائی کو مجھ سے پھیر دے کہ تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا اور تیرے سوا کوئی نہیں دے سکتا،=

مسئلہ ۸ وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے اُجالا ہونے تک ہے۔ اس درمیان میں وقوف نہ کیا تو فوت ہوگیا اور اگر اس وقت میں یہاں سے ہو کر گزر گیا تو وقوف ہوگیا اور وقوف عرفات میں جو باتیں تھیں وہ یہاں بھی ہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ طلوع فجر سے پہلے جو یہاں سے چلا گیا اُس پر دَم واجب ہے مگر جب بیمار ہو یا عورت یا کمزور کہ ازدحام میں ضرر کا اندیشہ ہے اس وجہ سے پہلے چلا گیا تو اُس پر کچھ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ نماز سے قبل مگر طلوع فجر کے بعد یہاں سے چلا گیا یا طلوع آفتاب کے بعد گیا تو بُرا کیا مگر اس پر دم وغیرہ واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

منی کے اعمال اور حج کے بقیہ افعال

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاِذَا قَضَیۡتُمۡ مَّنَاسِکَکُمۡ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا ؕ فَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا وَمَا لَہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ خَلَاقٍ ﴿۲۰۰﴾ وَمِنۡہُمۡ مَّنۡ یَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ نَصِیۡبٌ مِّمَّا کَسَبُوۡا ؕ وَاللّٰہُ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ ﴿۲۰۲﴾ وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ فِیۡۤ اَیَّامٍ مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ تَعَجَّلَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡہِ ۚ وَمَنۡ تَاَخَّرَ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡہِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰی ؕ وَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّکُمۡ اِلَیۡہِ تُحۡشَرُوۡنَ ﴿۲۰۳﴾ ﴾[4]

= اے اللہ (عزوجل)! تیری پناہ اس کے شر سے جو پیٹ پر چلتا ہے اور دو پاؤں اور چار پاؤں پر چلنے والے کے شر سے، اے اللہ (عزوجل)! تو مجھ کو ایسا کر دے کہ ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہوں گویا تجھ کو دیکھتا ہوں یہاں تک کہ تجھ سے ملوں اور تقوے کے ساتھ مجھ کو بہرہ مند کر اور گناہ کر کے بد بخت نہ ہوں اور اپنی قضا میرے لیے بہتر کر اور جو تو نے مقدر کیا ہے اُس میں برکت دے، یہاں تک کہ جو تو نے مؤخر کیا ہے اس کی جلدی کو پسند نہ کروں اور جو تو نے جلد کر دیا، اس کی تاخیر کو دوست نہ رکھوں اور میری تونگری میرے نفس میں کر اور کان، آنکھ سے مجھ کو متمتع کر اور اُن کو میرا وارث کر اور جو مجھ پر ظلم کرے، اُن پر مجھے فتح مند کر اور اس میں میرا بدلہ دکھادے اور اس سے میری آنکھ ٹھنڈی کر۔ ۱۲

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج ۱، ص ۲۳۰.

2 ...... المرجع السابق، ص ۲۳۱.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... پ ۲، البقرة: ۲۰۰-۲۰۳.

پھر جب حج کے کام پورے کر چکو تو اللہ (عزوجل) کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں دے اور آخرت میں اُس کے لیے کچھ حصہ نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے! ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ ان کی کمائی سے ان کا حصہ ہے اور اللہ (عزوجل) جلد حساب کرنے والا ہے اور اللہ (عزوجل) کی یاد کرو گنتے ہوئے دنوں میں تو جو جلدی کر کے دو دن میں چلا جائے اُس پر کچھ گناہ نہیں اور جو رہ جائے تو اُس پر کچھ گناہ نہیں پرہیز گار کے لیے اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جان لو کہ تم کو اسی کی طرف اُٹھنا ہے۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزدلفہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ بطنِ محسر میں پہنچے اور یہاں جانور کو تیز کر دیا پھر وہاں سے بیچ والے راستہ سے چلے جو جَمْرۂ کُبریٰ کو گیا ہے جب اس جمرہ کے پاس پہنچے تو اُس پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر تکبیر کہتے اور بطنِ وادی سے رَمی کی پھر منحر میں آکر تریسٹھ اونٹ اپنے دستِ مبارک سے نحر فرمائے پھر علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو دیدیا بقیہ کو انھوں نے نحر کیا اور حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) نے اپنی قربانی میں انھیں شریک کر لیا۔ پھر حکم فرمایا: کہ "ہر اونٹ میں سے ایک ایک ٹکڑا ہانڈی میں ڈال کر پکایا جائے۔" دونوں صاحبوں نے اس گوشت میں سے کھایا اور شوربا پیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے اور ظہر کی نماز مکّہ میں پڑھی۔[1]

حدیث ۲: ترمذی شریف میں انھیں سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مزدلفہ سے سکون کے ساتھ روانہ ہوئے اور لوگوں کو حکم فرمایا کہ: اطمینان کے ساتھ چلیں اور وادی محسر میں سواری کو تیز کر دیا اور لوگوں سے فرمایا کہ: چھوٹی چھوٹی کنکریوں سے رَمی کریں اور یہ فرمایا کہ: شاید اس سال کے بعد اب میں تمھیں نہ دیکھوں گا۔[2]

حدیث ۳: صحیحین میں انھیں سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یومُ النحر (دسویں تاریخ) میں چاشت کے وقت رَمی کی اور اس کے بعد کے دنوں میں آفتاب ڈھلنے کے بعد۔[3]

حدیث ۴: صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ جَمْرۂ کُبریٰ کے پاس پہنچے تو کعبہ معظمہ کو

---

1 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ١٢١٨، ص٦٣٤.

2 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، باب ماجاء في الافاضة من عرفات، الحديث: ٨٨٧، ج٢، ص٢٥٣.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي، الحديث: ٣١٤-(١٢٩٩)، ص٦٧٦.

بائیں جانب کیا اور منیٰ کو دہنی طرف اور سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری پر تکبیر کہی پھر فرمایا کہ: ''اسی طرح انھوں نے رَمی کی جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی۔'' (1)

حدیث ۵: امام مالک نافع سے راوی، کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں پہلے جمروں کے پاس دیر تک ٹھہرتے تکبیر و تسبیح وحمد و دعا کرتے اور جمرۂ عقبہ کے پاس نہ ٹھہرتے۔ (2)

حدیث ۶: طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ رَمی جمار میں کیا ثواب ہے؟ ارشاد فرمایا: ''تو اپنے رب کے نزدیک اس کا ثواب اُس وقت پائے گا کہ تجھے اس کی زیادہ حاجت ہوگی۔'' (3)

حدیث ۷: ابن خزیمہ و حاکم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام مَناسک میں آئے، جمرۂ عقبہ کے پاس شیطان سامنے آیا، اُسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا پھر جمرۂ ثانیہ کے پاس آیا پھر اسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا، پھر تیسرے جمرہ کے پاس آیا تو اُسے سات کنکریاں ماریں یہاں تک کہ زمین میں دھنس گیا۔'' ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، کہ تم شیطان کو رجم کرتے اور ملّت ابراہیم کا اتباع کرتے ہو۔ (4)

حدیث ۸: بزار انھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمروں کی رَمی کرنا تیرے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔'' (5)

حدیث ۹: طبرانی و حاکم ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یہ جمروں پر جو کنکریاں ہر سال ماری جاتی ہیں، ہمارا گمان ہے کہ کم ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ: ''جو قبول ہوتی ہیں اُٹھالی جاتی ہیں، ایسا نہ ہوتا تو پہاڑوں کی مثل تم دیکھتے۔'' (6)

---

1 ...... "صحیح البخاري"، کتاب الحج، باب رمی الجمار بسبع حصیات، الحدیث: ۱۷۴۸، ۱۷۵۰، ج۱، ص۵۷۸، ۵۷۹.

2 ...... "الموطأ" للإمام مالك، کتاب الحج، باب رمی الجمار، الحدیث: ۹۴۷ ج۱، ص۳۷۲.

3 ...... "المعجم الأوسط"، باب العین، الحدیث: ۴۱۴۷، ج۳، ص۱۵۰.

4 ...... "المستدرك" للحاکم، کتاب المناسك، باب رمی الجمار و مقدار الحصی، الحدیث: ۱۷۵۶، ج۲، ص۱۲۲.

5 ...... "الترغیب و الترهیب"، کتاب الحج، الترغیب فی رمی الجمار ... إلخ، الحدیث: ۳، ج۲، ص۱۳۴.

6 ...... "المعجم الأوسط"، باب الألف، الحدیث: ۱۷۵۰، ج۱، ص۴۷۴.

حدیث ۱۰ تا ۱۲: صحیح مسلم میں اُم الحصین رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سر مونڈانے والوں کے لیے تین بار دُعا کی اور کتروانے والوں کے لیے ایک بار۔[1] اس کے مثل ابوہریرہ و مالک بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

حدیث ۱۳: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بال مونڈانے میں ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک گناہ مٹایا جاتا ہے۔''[2]

حدیث ۱۴: عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سر مونڈانے میں جو بال زمین پر گرے گا، وہ تیرے لیے قیامت کے دن نور ہوگا۔''[3]

(۱) جب **طلوع آفتاب** میں دو رکعت پڑھنے کا وقت باقی رہ جائے، امام کے ساتھ منیٰ کو چلو اور یہاں سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں کھجور کی گٹھلی برابر کی پاک جگہ سے اُٹھا کر تین بار دھولو، کسی پتھر کو توڑ کر کنکریاں نہ بناؤ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تینوں دن جمروں پر مارنے کے لیے یہیں سے کنکریاں لے لو یا سب کسی اور جگہ سے لو مگر نہ نجس جگہ کی ہوں، نہ مسجد کی، نہ جمرہ کے پاس کی۔

(۲) راستہ میں پھر بدستور ذِکر کرو، دُعا و دُرود و کثرت لبیک میں مشغول رہو اور یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَفَضْتُ وَمِنْ عَذَابِكَ اَشْفَقْتُ وَاِلَيْكَ رَجَعْتُ وَمِنْكَ رَهِبْتُ فَاقْبَلْ نُسُكِيْ وَعَظِّمْ اَجْرِيْ وَارْحَمْ تَضَرُّعِيْ وَاقْبَلْ تَوْبَتِيْ وَاسْتَجِبْ دُعَائِيْ.[4]

(۳) جب وادی مُحَسِّر[5] پہنچو پانچ سو پینتالیس ہاتھ بہت جلد تیزی کے ساتھ چل کر نکل جاؤ مگر نہ وہ تیزی جس سے کسی کو ایذا ہو اور اس عرصہ میں یہ دعا پڑھتے جاؤ:

---

1. ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب تفضیل الحلق علی التقصیر ...إلخ، الحدیث: ۱۳۰۳، ص۶۷۷.
2. ...... "الترغیب و الترھیب"، کتاب الحج، الترغیب فی حلق الرأس بمنی، الحدیث: ۳، ج۲، ص۱۳۵.
3. ...... "الترغیب و الترھیب"، کتاب الحج، الترغیب فی حلق الرأس بمنی، الحدیث: ۳، ج۲، ص۱۳۵.
4. ...... اے اللہ (عزوجل)! میں تیری طرف واپس ہوا اور تیرے عذاب سے ڈرا اور تیری طرف رجوع کی اور تجھ سے خوف کیا تو میری عبادت قبول کر اور میرا اجر زیادہ کر اور میری عاجزی پر رحم کر اور میری توبہ قبول کر اور میری دُعا مستجاب کر۔ ۱۲
5. ...... یہ منیٰ و مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہو کر ۵۴۵ ہاتھ تک ہے یہاں اصحاب فیل آکر ٹھہرے اور ان پر عذاب ابابیل اترا تھا لہٰذا اس جگہ سے جلد گزرنا اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگنا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ ۔ [1]

(۴) جب منیٰ نظر آئے وہی دعا پڑھو جو مکہ سے آتے منیٰ کو دیکھ کر پڑھی تھی۔

جمرۃُ العقبہ کی رَمی

(۵) جب منیٰ پہنچو سب کاموں سے پہلے جمرۃ العقبہ [2] کو جاؤ جو ادھر سے پچھلا جمرہ ہے اور مکہ معظمہ سے پہلا، نالے کے وسط میں سواری پر جمرہ سے کم از کم پانچ ہاتھ ہٹے ہوئے یوں کھڑے ہو کہ منیٰ دہنے ہاتھ پر اور کعبہ بائیں ہاتھ کو اور جمرہ کی طرف مونھ ہو سات کنکریاں جدا جدا چٹکی میں لے کر سیدھا ہاتھ خوب اُٹھا کر کہ بغل کی رنگت ظاہر ہو ہر ایک پر

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ رَغْمًا لِّلشَّیْطٰنِ رِضًا لِّلرَّحْمٰنِ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّسَعْیًا مَّشْکُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا ۔ [3] کہہ کر مارو۔[4] بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں ورنہ تین ہاتھ کے فاصلہ تک گریں۔ اس سے زیادہ فاصلہ پر گری تو وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی، پہلی کنکری سے لبیک موقوف کردو، اللہ اکبر کے بدلے سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا جب بھی حرج نہیں۔

(۶) جب سات پوری ہو جائیں وہاں نہ ٹھہرو، فوراً ذکر و دُعا کرتے پلٹ آؤ۔

رَمی کے مسائل

مسئلہ ۱: سات سے کم جائز نہیں، اگر صرف تین ماریں یا بالکل نہیں تو دَم لازم ہوگا اور اگر چار ماریں تو باقی ہر کنکری کے بدلے صدقہ دے۔[5] (ردالمحتار)

---

1 ...... اے اللہ (عزوجل)! اپنے غضب سے ہمیں قتل نہ کر اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر اور اس سے پہلے ہم کو عافیت دے۔ ۱۲

2 ...... منیٰ اور مکہ کے بیچ میں تین جگہ ستون بنے ہیں ان کو جمرہ کہتے ہیں پہلا جو منیٰ سے قریب ہے جمرۂ اولیٰ کہلاتا ہے اور بیچ کا جمرۂ وسطیٰ اور اخیر کا کہ مکہ معظمہ سے قریب ہے جمرۃ العقبہ۔ ۱۲

3 ...... اللہ (عزوجل) کے نام سے، اللہ (عزوجل) بہت بڑا ہے، شیطان کے ذلیل کرنے کے لیے، اللہ (عزوجل) کی رضا کے لیے، اے اللہ (عزوجل)! اسکو حج مبرور کر اور سعی مشکور کر اور گناہ بخش دے۔ ۱۲

4 ...... یا صرف بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر مارو۔ ۱۲ منہ

5 ...... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبۃ، ج۳، ص۶۰۸.

مسئلہ ۲ کنکری مارنے میں پے در پے ہونا شرط نہیں مگر وقفہ خلافِ سنت ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳ سب کنکریاں ایک ساتھ پھینکیں تو یہ ساتوں ایک کے قائم مقام ہوئیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴ کنکریاں زمین کی جنس سے ہوں اور ایسی چیز کی جس سے تیمم جائز ہے کنکر، پتھر، مٹی یہاں تک کہ اگر خاک پھینکی جب بھی رَمی ہوگئی مگر ایک کنکری پھینکنے کے قائم مقام ہوئی۔ موتی، عنبر، مشک وغیرہا سے رَمی جائز نہیں۔ یوہیں جواہر اور سونے چاندی سے بھی رَمی نہیں ہوسکتی کہ یہ تو نچھاور ہوئی مارنا نہ ہوا، مینگنی سے بھی رَمی جائز نہیں۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵ جمرہ کے پاس سے کنکریاں اُٹھانا مکروہ ہے کہ وہاں وہی کنکریاں رہتی ہیں جو مقبول نہیں ہوتیں اور مردود ہوجاتی ہیں اور جو مقبول ہوجاتی ہیں اُٹھالی جاتی ہیں۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶ اگر معلوم ہو کہ کنکریاں نجس ہیں تو اُن سے رَمی کرنا مکروہ ہے اور معلوم نہ ہو تو نہیں مگر دھولینا مستحب ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷ اس رَمی کا وقت آج کی فجر سے گیارھویں کی فجر تک ہے مگر مسنون یہ ہے کہ طلوع آفتاب سے زوال تک ہو اور زوال سے غروب تک مُباح اور غروب سے فجر تک مکروہ۔ یوہیں دسویں کی فجر سے طلوع آفتاب تک مکروہ اور اگر کسی عذر کے سبب ہو مثلاً چرواہوں نے رات میں رَمی کی تو کراہت نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

حج کی قربانی

(۷) اب رَمی سے فارغ ہو کر قربانی میں مشغول ہو، یہ قربانی وہ نہیں جو بقرعید میں ہوا کرتی ہے کہ وہ تو مسافر پر اصلاً نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے اگرچہ حج میں ہو بلکہ یہ حج کا شکرانہ ہے۔ قارن اور متمتع پر واجب اگرچہ فقیر ہو اور مُفرِد کے لیے مستحب اگرچہ غنی ہو۔ جانور کی عمر و اعضا میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں۔

---

1 ..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبیٰ، ج۳، ص۶۰۸.

2 ..... المرجع السابق، ص۶۰۷.

3 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبیٰ، ج۳، ص۶۰۸.

4 ..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبیٰ، ج۳، ص۶۰۹.

5 ..... المرجع السابق، ص۶۱۰.

6 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في رمي الجمرة العقبیٰ، ج۳، ص۶۱۰.

مسئلہ ۱: محتاج محض جس کی ملک میں نہ قربانی کے لائق کوئی جانور ہو، نہ اس کے پاس اتنا نقد یا اسباب کہ اسے بیچ کر لے سکے، وہ اگر قران یا تمتع کی نیت کرے گا تو اس پر قربانی کے بدلے دس روزے واجب ہوں گے تین تو حج کے مہینوں میں یعنی یکم شوال سے نویں ذی الحجہ تک احرام باندھنے کے بعد، اس بیچ میں جب چاہے رکھ لے۔ ایک ساتھ خواہ جُدا جُدا اور بہتر یہ ہے کہ ۷۔۸۔۹ کو رکھے اور باقی سات تیرھویں ذی الحجہ کے بعد جب چاہے رکھے اور بہتر یہ کہ گھر پہنچ کر ہوں۔

(۸) ذبح کرنا آتا ہو تو خود ذبح کرے کہ سنت ہے، ورنہ ذبح کے وقت حاضر رہے۔

(۹) رُو بقبلہ جانور کو لٹا کر اور خود بھی قبلہ کو مونھ کرکے یہ پڑھو:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۚ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ [1]

اس کے بعد بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے نہایت تیز چُھری سے بہت جلد ذبح کردو کہ چاروں رگیں کٹ جائیں، زیادہ ہاتھ نہ بڑھاؤ کہ بے سبب کی تکلیف ہے۔

(۱۰) بہتر یہ ہے کہ ذبح کے وقت جانور کے دونوں ہاتھ، ایک پاؤں باندھ لو ذبح کرکے کھول دو۔

(۱۱) اونٹ ہو تو اسے کھڑا کرکے سینہ میں گلے کی انتہا پر تکبیر کہہ کر نیزہ مارو کہ سنت یوہیں ہے اسے نحر کہتے ہیں اور اس کا ذبح کرنا مکروہ مگر حلال ذبح سے بھی ہو جائے گا اگر ذبح کرے تو گلے پر ایک ہی جگہ اُسے بھی ذبح کرے۔ جاہلوں میں جو مشہور ہے کہ اونٹ تین جگہ ذبح ہوتا ہے غلط وخلاف سنت ہے اور مُفت کی اذیت ومکروہ ہے۔

(۱۲) جانور جو ذبح کیا جائے جب تک سرد نہ ہولے اس کی کھال نہ کھینچو، نہ اعضا کاٹو کہ ایذا ہے۔

(۱۳) یہ قربانی کرکے اپنے اور تمام مسلمانوں کے حج وقربانی قبول ہونے کی دعا مانگو۔

---

[1] انظر: "سنن أبي داود"، كتاب الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، الحديث: ۲۷۹۵، ج۳، ص۱۲۶.

ترجمہ: ''میں نے اپنی ذات کو اس کی طرف متوجہ کیا، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، میں باطل سے حق کی طرف مائل ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں۔''

''بیشک میری نماز وقربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ (عزوجل) کے لیے ہے، جو تمام جہان کا رب ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم ہوا اور میں مسلمانوں میں ہوں۔'' ۱۲

حلق و تقصیر

(۱۴) قربانی کے بعد قبلہ مونھ بیٹھ کر مرد حلق کریں یعنی تمام سر مونڈائیں کہ افضل ہے یا بال کتروائیں کہ رخصت ہے۔ عورتوں کو بال مونڈانا حرام ہے۔ ایک پورہ برابر بال کتروادیں۔ مُفرد اگر قربانی کرے تو اُسکے لیے مستحب یہ ہے کہ قربانی کے بعد حلق کرے اور اگر حلق کے بعد قربانی کی جب بھی حرج نہیں اور تمتع و قران والے پر قربانی کے بعد حلق کرنا واجب ہے یعنی اگر قربانی سے پہلے سر مونڈائے گا تو دَم واجب ہوگا۔

مسئلہ ۱: کتروائیں تو سر میں جتنے بال ہیں ان میں کے چہارم بالوں میں سے کتروانا ضروری ہے، لہٰذا ایک پورہ سے زیادہ کتروائیں کہ بال چھوٹے بڑے ہوتے ہیں ممکن ہے کہ چہارم بالوں میں سب ایک ایک پورا نہ ترشیں۔

مسئلہ ۲: سر مونڈانے یا بال کتروانے کا وقت ایام نحر ہے یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور افضل پہلا دن یعنی دسویں ذی الحجہ۔ [1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جب احرام سے باہر ہونے کا وقت آ گیا تو اب مُحرم اپنا یا دوسرے کا سر مونڈ سکتا ہے، اگرچہ یہ دوسرا بھی مُحرم ہو۔ [2] (منسک)

مسئلہ ۴: جس کے سر پر بال نہ ہوں اُسے اُسترہ پھروانا واجب ہے اور اگر بال ہیں مگر سر میں پھُڑیاں ہیں جن کی وجہ سے مونڈا نہیں سکتا اور بال اتنے بڑے بھی نہیں کہ کتروائے تو اس عذر کے سبب اُس سے مونڈانا اور کتروانا ساقط ہوگیا۔ اُسے بھی مونڈانے والوں، کتروانے والوں کی طرح سب چیزیں حلال ہوگئیں مگر بہتر یہ ہے کہ ایامِ نحر کے ختم ہونے تک بدستور رہے۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر وہاں سے کسی گاؤں وغیرہ میں ایسی جگہ چلا گیا کہ نہ حجام ملتا ہے، نہ اُسترہ یا قینچی پاس ہے کہ مونڈالے یا کتروائے تو یہ کوئی عذر نہیں مونڈانا یا کتروانا ضروری ہے۔ [4] (عالمگیری)

اور یہ بھی ضرور ہے کہ حرم سے باہر مونڈانا یا کتروانا نہ ہو بلکہ حرم کے اندر ہو کہ اس کے لیے یہ جگہ مخصوص ہے، حرم سے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس، في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۳۱.

2 ...... "لباب المناسك"، (باب مناسك منى، فصل في الحلق و التقصير)، ص۲۳۰.

3 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ص۲۳۱.

4 ......المرجع السابق.

باہر کرے گا تو دَم لازم آئے گا۔[1] (منسک)

مسئلہ ۶: اس موقع پر سر مونڈانے کے بعد مونچھیں ترشوانا، موئے زیر ناف دُور کرنا مستحب ہے اور داڑھی کے بال نہ لے اور لیے تو دَم وغیرہ واجب نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: اگر نہ مونڈائے نہ کتروائے تو کوئی چیز جو احرام میں حرام تھی حلال نہ ہوئی اگرچہ طواف بھی کر چکا ہو۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: اگر بارھویں تک حلق و قصر نہ کیا تو دَم لازم آئے گا کہ اس کے لیے یہ وقت مقرر ہے۔[4] (ردالمحتار)

(۱۵) حلق ہو یا تقصیر دہنی طرف[5] سے شروع کرو اور اس وقت اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ط وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ کہتے جاؤ اور فارغ ہونے کے بعد بھی کہو اور حلق یا تقصیر کے وقت یہ دُعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا وَاَنْعَمَ عَلَيْنَا وَقَضٰى عَنَّا نُسُكَنَا اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ فَاجْعَلْ لِّيْ بِكُلِّ شَعْرَةٍ نُوْرًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ وَامْحُ عَنِّيْ بِهَا سَيِّئَةً وَّارْفَعْ لِيْ بِهَا دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ الْعَالِيَةِ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْ نَفْسِيْ وَتَقَبَّلْ مِنِّيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَ لِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ. اٰمِيْنَ ط.[6] اور سب مسلمانوں کی بخشش کی دعا کرو۔

مسئلہ ۹: اگر مونڈانے یا کتروانے کے سوا کسی اور طرح سے بال دور کریں مثلاً چونا ہرتال وغیرہ سے جب بھی جائز

---

[1] ..... "لباب المناسك"، (باب مناسك منى، فصل في الحلق و التقصير)، ص ۲۳۰.

[2] ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ص ۲۳۲.

[3] ..... المرجع السابق.

[4] ..... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الزيارة، ج ۳، ص ۶۱۶.

[5] ..... یعنی مونڈانے والے کی دہنی جانب یہی حدیث سے ثابت اور امام اعظم نے بھی ایسا ہی کیا لہٰذا بعض کتابوں میں جو حجام کی دہنی جانب سے شروع کرنے کو بتایا صحیح نہیں۔ ۱۲ منہ

[6] ..... حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے اس پر کہ اس نے ہمیں ہدایت کی اور انعام کیا اور ہماری عبادت پوری کرادی، اے اللہ (عزوجل)! یہ میری چوٹی تیرے ہاتھ میں ہے میرے لیے ہر بال کے بدلے میں قیامت کے دن نور کر اور اس کی وجہ سے میرا گناہ مٹادے اور جنت میں درجہ بلند کر، الٰہی! میرے لیے میرے نفس میں برکت کر اور مجھ سے قبول کر، اے اللہ (عزوجل)! مجھ کو اور سر منڈانے والوں اور بال کتروانے والوں کو بخش دے، اے بڑی مغفرت والے! آمین۔ ۱۲

ہے۔[1] (درمختار)

(۱۶) بال دفن کردیں اور ہمیشہ بدن سے جو چیز بال، ناخن، کھال جُدا ہوں دفن کردیا کریں۔

(۱۷) یہاں حلق یا تقصیر سے پہلے ناخن نہ کترواؤ، نہ خط بنواؤ، ورنہ دَم لازم آئے گا۔

(۱۸) اب عورت سے صحبت کرنے، بشہوت اُسے ہاتھ لگانے، بوسہ لینے، شرم گاہ دیکھنے کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہوگیا۔

طوافِ فرض

(۱۹) افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ فرض طواف کے لیے جسے طوافِ زیارت وطوافِ افاضہ کہتے ہیں، مکہ معظمہ میں جاؤ بدستور مذکور پیدل باوضو وسترِ عورت طواف کرومگر اس طواف میں اِضطباع نہیں۔

مسئلہ ۱: یہ طواف حج کا دوسرا رکن ہے اس کے سات پھیرے کیے جائیں گے، جن میں چار پھیرے فرض ہیں کہ بغیر ان کے طواف ہوگا ہی نہیں اور نہ حج ہوگا اور پورے سات کرنا واجب تو اگر چار پھیروں کے بعد جماع کیا تو حج ہوگیا مگر دَم واجب ہوگا کہ واجب ترک ہوا۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: اس طواف کے صحیح ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ پیشتر احرام بندھا ہو اور وقوف کر چکا ہو اور خود کرے اور اگر کسی اور نے اُسے کندھے پر اُٹھا کر طواف کیا تو اُس کا طواف نہ ہوا مگر جب کہ یہ مجبور ہو خود نہ کرسکتا ہو مثلاً بیہوش ہے۔[3] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: بیہوش کو پیٹھ پر لاد کر یا کسی اور چیز پر اُٹھا کر طواف کرایا اور اس میں اپنے طواف کی بھی نیت کرلی تو دونوں کے طواف ہوگئے اگرچہ دونوں کے دو قسم کے طواف ہوں۔

مسئلہ ۴: اس طواف کا وقت دسویں کی طلوعِ فجر سے ہے، اس سے قبل نہیں ہوسکتا۔[4] (جوہرہ)

مسئلہ ۵: اس میں بلکہ مطلق ہر طواف میں نیت شرط ہے، اگر نیت نہ ہو طواف نہ ہوا مثلاً دشمن یا درندے سے بھاگ

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، مطلب في رمي جمرة العقبة، ج۳، ص۶۱۲.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۳۲ وغيره.

3 ...... "رد المحتار"، كتاب الحج، مطلب: في طواف الزيارة، ج ۳، ص۶۱٤.

4 ...... "الجوهرة النيرة" كتاب الحج، ص۲۰۵.

کر پھیرے کیے طواف نہ ہوا بخلاف وقوف عرفہ کہ وہ بغیر نیت بھی ہو جاتا ہے مگر یہ نیت شرط نہیں کہ یہ طواف زیارت ہے۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۶: عیدالضحیٰ کی نماز وہاں نہیں پڑھی جائے گی۔[2] (ردالمحتار)

(۲۰) قارن و مفرد طواف قدوم میں اور متمتع بعد احرام حج کسی طواف نفل میں حج کے رَمَل و سَعی دونوں یا صرف سَعی کر چکے ہوں تو اس طواف میں رَمَل و سعی کچھ نہ کریں اور ① اگر اس میں رمل و سعی کچھ نہ کیا ہو یا ② صرف رَمَل کیا ہو یا ③ جس طواف میں کیے تھے وہ عمرہ کا تھا جیسے قارن و متمتع کا پہلا طواف یا ④ وہ طواف بے طہارت کیا تھا یا ⑤ شوال سے پیشتر کے طواف میں کیے تھے تو ان پانچوں صورتوں میں رمل و سعی دونوں اس طواف فرض میں کریں۔

(۲۱) کمزور اور عورتیں اگر بھیڑ کے سبب دسویں کو نہ جائیں تو اس کے بعد گیارھویں کو افضل ہے اور اس دن یہ بڑا نفع ہے کہ مطاف خالی ملتا ہے گنتی کے بیس تیس آدمی ہوتے ہیں عورتوں کو بھی باطمینان تمام ہر پھیرے میں سنگِ اسود کا بوسہ ملتا ہے۔

(۲۲) جو گیارھویں کو نہ جائے بارھویں کو کر لے اس کے بعد بلا عذر تاخیر گناہ ہے، جرمانہ میں ایک قربانی کرنی ہوگی۔ ہاں مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آگیا تو ان کے ختم کے بعد طواف کرے مگر حیض یا نفاس سے اگر ایسے وقت پاک ہوئی کہ نہا دھو کر بارھویں تاریخ میں آفتاب ڈوبنے سے پہلے چار پھیرے کر سکتی ہے تو کرنا واجب ہے، نہ کرے گی گنہگار ہوگی۔ یوہیں اگر اتنا وقت اُسے ملا تھا کہ طواف کر لیتی اور نہ کیا اب حیض یا نفاس آگیا تو گنہگار ہوئی۔[3] (ردالمحتار)

(۲۳) بہر حال بعد طواف دو رکعت بدستور پڑھیں، اس طواف کے بعد عورتیں بھی حلال ہو جائیں گی اور حج پورا ہو گیا کہ اس کا دوسرا رکن یہ طواف تھا۔

مسئلہ ۷: اگر یہ طواف نہ کیا تو عورتیں حلال نہ ہوں گی اگرچہ برسیں گزر جائیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: بے وضو یا جنابت میں طواف کیا تو احرام سے باہر ہو گیا، یہاں تک کہ اس کے بعد جماع کرنے سے حج فاسد نہ ہوگا اور اگر اُلٹا طواف کیا یعنی کعبہ کی بائیں جانب سے تو عورتیں حلال ہو گئیں مگر جب تک مکہ میں ہے اس طواف کا اعادہ

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص۲۰۵.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الزيارة، ج۳، ص۶۱۷.

3 ...... "رد المحتار"، كتاب الحج، مطلب في طواف الزيارة، ج۳، ص۶۱۶.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج۱، ص۲۳۲.

کرے اور اگر نجس کپڑا پہن کر طواف کیا تو مکروہ ہوا اور بقدر مانع نماز ستر کھلا رہا تو ہو جائے گا مگر دَم لازم ہے۔[1] (عالمگیری جوہرہ)

(۲۴) دسویں، گیارھویں، بارھویں کی راتیں منیٰ ہی میں بسر کرنا سنت ہے، نہ مزدلفہ میں نہ مکہ میں نہ راہ میں، لہٰذا جو شخص دس یا گیارہ کو طواف کے لیے گیا واپس آ کر رات منیٰ ہی میں گزارے۔

مسئلہ ۹: اگر اپنے آپ منیٰ میں رہا اور اسباب وغیرہ مکہ کو بھیج دیا یا مکہ ہی میں چھوڑ کر عرفات کو گیا تو اگر ضائع ہونے کا اندیشہ نہیں ہے، تو کراہت ہے ورنہ نہیں۔[2] (درمختار)

باقی دنوں کی رَمی

(۲۵) گیارھویں تاریخ بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سُن کر پھر رَمی کو چلو، ان ایام میں رَمی جَمرۂ اولیٰ سے شروع کرو جو مسجد خیف سے قریب ہے، اس کی رَمی کو راہِ مکہ کی طرف سے آ کر چڑھائی پر چڑھو کہ یہ جگہ بنسبت جمرۃ العقبہ کے بلند ہے، یہاں رُو بقبلہ سات کنکریاں بطور مذکور مار کر جَمرہ سے کچھ آگے بڑھ جاؤ اور قبلہ رو دعا میں یوں ہاتھ اُٹھاؤ کہ ہتھیلیاں قبلہ کو رہیں۔ حضور قلب سے حمد و درود و دعا و استغفار میں کم سے کم بیس آیتیں پڑھنے کی قدر مشغول رہو، ورنہ پون پارہ یا سورہ بقرہ کی مقدار تک۔

(۲۶) پھر جَمرۂ وسطیٰ پر جا کر ایسا ہی کرو (۲۷) پھر جَمرۃ العقبہ پر مگر یہاں رَمی کر کے نہ ٹھہرو معاً پلٹ آؤ، پلٹنے میں دعا کرو۔

(۲۸) بعینہٖ اسی طرح بارھویں تاریخ بعد زوال تینوں جمرے کی رَمی کرو، بعض لوگ دوپہر سے پہلے آج رَمی کر کے مکہ معظمہ کو چل دیتے ہیں۔ یہ ہمارے اصل مذہب کے خلاف اور ایک ضعیف روایت ہے تم اس پر عمل نہ کرو۔

(۲۹) بارھویں کی رَمی کر کے غروب آفتاب سے پہلے پہلے اختیار ہے کہ مکہ معظمہ کو روانہ ہو جاؤ مگر بعد غروب چلا جانا معیوب۔ اب ایک دن اور ٹھہرنا اور تیرھویں کو بدستور دوپہر ڈھلے رَمی کر کے مکہ جانا ہوگا اور یہی افضل ہے، مگر عام لوگ بارھویں کو چلے جاتے ہیں تو ایک رات دن یہاں اور قیام میں قلیل جماعت کو دقت ہے اور اگر تیرھویں کی صبح ہو گئی تو اب بغیر رَمی کیے جانا جائز نہیں، جائے گا تو دَم واجب ہوگا۔ دسویں کی رَمی کا وقت اوپر مذکور ہوا۔

گیارھویں بارھویں کا وقت آفتاب ڈھلنے[3] سے صبح تک ہے مگر رات میں یعنی آفتاب ڈوبنے کے بعد مکروہ ہے اور تیرھویں کی رَمی کا وقت صبح سے آفتاب ڈوبنے تک ہے مگر صبح سے آفتاب ڈھلنے تک مکروہ وقت ہے، اس کے بعد غروب آفتاب

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس، ج١، ص٢٣٢. و"الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، ص٢٠٦.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٦٢١.

3 ...... یعنی ظہر کا وقت شروع ہونے۔

تک مسنون۔ لہٰذا اگر پہلی تین تاریخوں ۱۰، ۱۱، ۱۲ کی رَمی دن میں نہ کی ہو تو رات میں کرلے پھر اگر بغیر عذر ہے تو کراہت ہے، ورنہ کچھ نہیں اور اگر رات میں بھی نہ کی تو قضا ہوگئی، اب دوسرے دن اس کی قضا دے اور اس کے ذمہ کفارہ واجب اور اس قضا کا بھی وقت تیرھویں کے آفتاب ڈوبنے تک ہے، اگر تیرھویں کو آفتاب ڈوب گیا اور رَمی نہ کی تو اب رَمی نہیں ہوسکتی اور دَم واجب۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱: اگر بالکل رَمی نہ کی جب بھی ایک ہی دَم واجب ہوگا۔[2] (منسک)

مسئلہ ۲: کنکریاں چاروں دن کے واسطے لی تھیں یعنی ستر اور بارھویں کی رَمی کر کے مکہ جانا چاہتا ہے تو اگر اور کو ضرورت ہو اُسے دیدے، ورنہ کسی پاک جگہ ڈال دے۔ جمروں پر بچی ہوئی کنکریاں پھینکنا مکروہ ہے اور دفن کرنے کی بھی حاجت نہیں۔[3] (منسک)

مسئلہ ۳: رَمی پیدل بھی جائز ہے اور سوار ہو کر بھی مگر افضل یہ ہے کہ پہلے اور دوسرے جمروں پر پیدل رَمی کرے اور تیسرے کی سواری پر۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: اگر کنکری کسی شخص کی پیٹھ یا کسی اور چیز پر پڑی اور ہلکی رہ گئی تو اُس کے بدلے کی دوسری مارے اور اگر گر پڑی اور وہاں گری جہاں اُس کی جگہ ہے یعنی جمرہ سے تین ہاتھ کے فاصلہ کے اندر تو جائز ہوگئی۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: اگر کنکری کسی شخص پر پڑی اور اُس پر سے جمرہ کو گئی تو اگر معلوم ہو کہ اُس کے دفع کرنے سے جمرہ پر پہنچی تو اس کے بدلے کی دوسری کنکری مارے اور معلوم نہ ہو جب بھی احتیاط یہی ہے کہ دوسری مارے۔ یوہیں اگر شک ہو کہ کنکری اپنی جگہ پر پہنچی یا نہیں تو اعادہ کرلے۔[6] (منسک)

مسئلہ ۶: ترتیب کے خلاف رَمی کی تو بہتر یہ ہے کہ اعادہ کرلے اور اگر پہلے جمرہ کی رَمی نہ کی اور دوسرے تیسرے کی کی تو پہلے پر مار کر پھر دوسرے اور تیسرے پر مار لینا بہتر ہے اور اگر تین تین کنکریاں ماری ہیں تو پہلے پر چار اور مارے اور دوسرے

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في رمي الجمرات الثلاث، ج٣، ص٦١٩.

2 ...... "لباب المناسك"، (باب رمي الجمار و أحكامه، فصل رمي اليوم الرابع)، ص٢٤٤.

3 ...... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب رمي الجمار و أحكامه، فصل رمي اليوم الرابع)، ص٢٤٤.

4 ...... "الدر المختار"، كتاب الحج، ج٣، ص٦٢٠، وغيره.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٣٤.

6 ...... "لباب المناسك"، (باب رمي الجمار و أحكامه، فصل في الرمي و شرائطه و واجباته)، ص٢٤٥.

تیسرے پر سات سات اور اگر چار چار ماری ہیں تو ہر ایک پر تین تین اور مارے اور بہتر یہ ہے کہ سرے سے رَمی کرے اور اگر یوں کیا کہ ایک ایک کنکری تینوں پر مارا آیا پھر ایک ایک، یوہیں سات بار میں سات سات کنکریاں پوری کیں تو پہلے جمرہ کی رَمی ہوگئی اور دوسرے پر تین اور مارے اور تیسرے پر چھ تو رَمی پوری ہوگی۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: جو شخص مریض ہو کہ جمرہ تک سواری پر بھی نہ جاسکتا ہو، وہ دوسرے کو حکم کردے کہ اس کی طرف سے رَمی کرے اور اُس کو چاہیے کہ پہلے اپنی طرف سے سات کنکریاں مارنے کے بعد مریض کی طرف سے رَمی کرے یعنی جب کہ خود رَمی نہ کرچکا ہو اور اگر یوں کیا کہ ایک کنکری اپنی طرف سے ماری پھر ایک مریض کی طرف سے، یوہیں سات بار کیا تو مکروہ ہے اور مریض کے بغیر حکم رَمی کردی تو جائز نہ ہوئی اور اگر مریض میں اتنی طاقت نہیں کہ رَمی کرے تو بہتر یہ کہ اس کا ساتھی اس کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رَمی کرائے۔ یوہیں بیہوش یا مجنون یا ناسمجھ کی طرف سے اس کے ساتھ والے رَمی کردیں اور بہتر یہ کہ ان کے ہاتھ پر کنکری رکھ کر رَمی کرائیں۔[2] (منسک)

مسئلہ ۸: گن کر اکیس۲۱ کنکریاں لے گیا اور رَمی کرنے کے بعد دیکھتا ہے کہ چار بچی ہیں اور یہ یاد نہیں کہ کون سے جمرہ پر کمی کی تو پہلے پر یہ چار کنکریاں مارے اور دونوں پچھلوں پر سات سات اور اگر تین بچی ہیں تو ہر ایک پر ایک ایک اور اگر ایک یا دو ہوں جب بھی ہر جمرہ پر ایک ایک۔[3] (فتح القدیر)

(۳۰) رَمی سے پہلے حلق جائز نہیں۔

(۳۱) گیارھویں بارھویں کی رَمی دوپہر سے پہلے اصلاً صحیح نہیں۔

رَمی میں بارہ چیزیں مکروہ ہیں

(۳۲) رَمی میں یہ چیزیں مکروہ ہیں:

① دسویں کی رَمی غروب آفتاب کے بعد کرنا۔

② تیرھویں کی رَمی دوپہر سے پہلے کرنا۔

③ رَمی میں بڑا پتھر مارنا۔

---

1 ..."الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج١، ص٢٣٤.

2 ..."لباب المناسك" و"المسلك المتقسط" (باب رمي الجمار و أحكامه)، ص٢٤٧.

3 ..."فتح القدير"، كتاب الحج، باب الاحرام، ج٢، ص٣٩١.

④ بڑے پتھر کو توڑ کر کنکریاں بنانا۔

⑤ مسجد کی کنکریاں مارنا۔

⑥ جمرہ کے نیچے جو کنکریاں پڑی ہیں اُٹھا کر مارنا کہ یہ مردود کنکریاں ہیں، جو قبول ہوتی ہیں اُٹھالی جاتی ہیں کہ قیامت کے دن نیکیوں کے پلّے میں رکھی جائیں گی، ورنہ جمروں کے گرد پہاڑ ہو جاتے۔

⑦ ناپاک کنکریاں مارنا۔

⑧ سات سے زیادہ مارنا۔

⑨ رَمی کے لیے جو جہت مذکور ہوئی اس کے خلاف کرنا۔[1]

⑩ جمرہ سے پانچ ہاتھ سے کم فاصلہ پر کھڑا ہونا زیادہ کا مضایقہ نہیں۔

⑪ جمروں میں خلاف ترتیب کرنا۔

⑫ مارنے کے بدلے کنکری جمرہ کے پاس ڈال دینا۔

مکہ معظمہ کو روانگی

(۳۳) اخیر دن یعنی بارھویں خواہ تیرھویں کو جب مِنیٰ سے رُخصت ہو کر مکہ معظمہ چلو وادی مُحصّب[2] میں کہ جَنّۃُ المعلیٰ کے قریب ہے، سواری سے اُتر لو یا بے اُترے کچھ دیر ٹھہر کر دعا کرو اور افضل یہ ہے کہ عشا تک نمازیں یہیں پڑھو، ایک نیند لے کر مکہ معظمہ میں داخل ہو۔

عمرہ

(۳۴) اب تیرھویں کے بعد جب تک مکہ میں ٹھہرو اپنے اور اپنے پیر، اُستاد، ماں، باپ، خصوصاً حضور پُرنور سیّد عالم

---

[1] ...... شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ "رفیق الحرمین" میں تحریر فرماتے ہیں: "لہٰذا بڑے شیطان کو مارتے وقت کعبہ شریف اُلٹے ہاتھ کی طرف اور مِنٰی سیدھے ہاتھ کی طرف ہونا چاہیے باقی دونوں جَمروں کو مارتے وقت آپ کا منہ قبلہ کی جانب ہونا چاہیے۔"

[2] ...... جنۃ المعلی کہ مکہ معظمہ کا قبرستان ہے اس کے پاس ایک پہاڑ ہے اور دوسرا پہاڑ اس پہاڑ کے سامنے مکہ کو جاتے ہوئے دہنے ہاتھ پر نالہ کے پیٹ سے جدا ہے ان دونوں پہاڑوں کے بیچ کا نالہ وادی مُحصّب ہے جنۃ المعلی محصب میں داخل نہیں ۱۲۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب واہلبیت وحضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف سے جتنے ہوسکیں عُمرے کرتے رہو۔ تنعیم کو کہ مکہ معظمہ سے شمال یعنی مدینہ طیبہ کی طرف تین میل فاصلہ پر ہے، جاؤ وہاں سے عمرہ کا احرام جس طرح اوپر بیان ہوا باندھ کر آؤ اور طواف وسعی حسب دستور کرکے حلق یا تقصیر کرلو عمرہ ہوگیا۔ جو حلق کر چکا اور مثلاً اُسی دن دوسرا عمرہ لایا، وہ سر پر اُسترہ پھروالے کافی ہے۔ یوہیں وہ جس کے سر پر قدرتی بال نہ ہوں۔

(۳۵) مکہ معظمہ میں کم سے کم ایک ختم قرآن مجید سے محروم نہ رہے۔

مقاماتِ متبرکہ کی زیارت

(۳۶) جنۃ المعلیٰ حاضر ہوکر اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ ودیگر مدفونین کی زیارت کرے۔

(۳۷) مکان ولادت اقدس حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ومکان ولادتِ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجبل ثَور وغارِ حرا ومسجد الجن ومسجد جبل ابی قبیس وغیرہا مکانات متبرکہ کی بھی زیارت سے مشرف ہو۔

(۳۸) حضرت عبدالمطلب کی زیارت کریں اور ابو طالب کی قبر پر نہ جائیں۔ یوہیں جدہ میں جو لوگوں نے حضرت آمنہ حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار کئی سو ہاتھ کا بنا رکھا ہے وہاں بھی نہ جائیں کہ بے اصل ہے۔

(۳۹) علما کی خدمت سے برکت حاصل کرو۔

کعبہ معظمہ کی داخلی

(۴۰) کعبہ معظمہ کی داخلی کمال سعادت ہے اگر جائز طور پر نصیب ہو۔ محرم میں عام داخلی ہوتی ہے مگر سخت کشاکش رہتی ہے۔ کمزور مرد کا تو کام ہی نہیں، نہ عورتوں کو ایسے ہجوم میں جرأت کی اجازت، زبردست مرد اگر آپ ایذا سے بچ بھی گیا تو اَوروں کو دھکے دیکر ایذا دے گا اور یہ جائز نہیں، نہ اس طرح کی حاضری میں کچھ ذوق ملے اور خاص داخلی بے لین دین میسر نہیں اور اس پر لینا بھی حرام اور دینا بھی حرام۔ حرام کے ذریعہ ایک مستحب ملا بھی تو وہ بھی حرام ہوگیا، ان مفاسد سے نجات نہ ملے تو حطیم کی حاضری غنیمت جانے، اوپر گزرا کہ وہ بھی کعبہ ہی کی زمین ہے۔

اور اگر شاید بن پڑے یوں کہ خدام کعبہ سے صاف ٹھہر جائے کہ داخلی کے عوض کچھ نہ دیں گے، اس کے بعد یا قبل چاہے ہزاروں روپے دیدے تو کمال ادب ظاہر و باطن کی رعایت سے آنکھیں نیچی کیے گردن جُھکائے، گناہوں پر شرماتے، جلال رب العزۃ سے لرزتے کانپتے بسم اللہ کہہ کر پہلے سیدھا پاؤں بڑھا کر داخل ہو اور سامنے کی دیوار تک اتنا بڑھے کہ تین ہاتھ کا

فاصلہ رہے۔ وہاں دو رکعت نفل غیر وقتِ مکروہ میں پڑھے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس جگہ نماز پڑھی ہے پھر دیوار پر رخسارہ اور مونھ رکھ کر حمد و دُرود و دُعا میں کوشش کرے۔ یوہیں نگاہ نیچی کیے چاروں گوشوں پر جائے اور دعا کرے اور ستونوں سے چپٹے اور پھر اس دولت کے ملنے اور حج و زیارت کے قبول کی دعا کرے اور یوہیں آنکھیں نیچی کیے واپس آئے اوپر یا اِدھر اُدھر ہرگز نہ دیکھے اور بڑے فضل کی امید کرو کہ وہ فرماتا ہے: ﴿ وَمَنۡ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ ﴾[1] "جو اس گھر میں داخل ہوا وہ امان میں ہے۔" والحمدللہ۔

حرمین شریفین کے تبرکات

(۴۱) بچی ہوئی بتی وغیرہ جو یہاں یا مدینہ طیبہ میں خدام دیتے ہیں، ہرگز نہ لے بلکہ اپنے پاس سے بتی وہاں روشن کرکے باقی اُٹھالے۔

مسئلہ ۱: غلاف کعبہ معظمہ جو سال بھر بعد بدلا جاتا ہے اور جو اُتارا گیا فقرا پر تقسیم کر دیا جاتا ہے، اس کو ان فقرا سے خرید سکتے ہیں اور جو غلاف چڑھا ہوا ہے اس میں سے لینا جائز نہیں بلکہ اگر کوئی ٹکڑا جدا ہو کر گر پڑے تو اسے بھی نہ لے اور لے تو کسی فقیر کو دیدے۔

مسئلہ ۲: کعبہ معظمہ میں خوشبو لگی ہو اسے بھی لینا جائز نہیں اور لی تو واپس کردے اور خواہش ہو تو اپنے پاس سے خوشبو لے جا کر مَس کرالائے۔

طوافِ رُخصت

(۴۲) جب ارادہ رخصت کا ہو طوافِ وداع بے رَمَل و سعی و اضطباع بجالائے کہ باہر والوں پر واجب ہے۔ ہاں وقتِ رُخصت عورت حیض یا نفاس سے ہو تو اس پر نہیں، جس نے صرف عمرہ کیا ہے اس پر یہ طواف واجب نہیں پھر بعد طواف بدستور دو رکعت مقامِ ابراہیم میں پڑھے۔

مسئلہ ۱: سفر کا ارادہ تھا طواف رخصت کرلیا مگر کسی وجہ سے ٹھہر گیا، اگر اقامت کی نیت نہ کی تو وہی طواف کافی ہے مگر مستحب یہ ہے کہ پھر طواف کرے کہ پچھلا کام طواف رہے۔[2] (عالمگیری وغیرہ)

---

1 ...پ ٤، آل عمران: ٩٧.

2 ... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسك، الباب الخامس في كيفية اداء الحج، ج ١، ص ٢٣٤ وغيره.

مسئلہ ۲: مکہ والے اور میقات کے اندر رہنے والے پر طواف رخصت واجب نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: باہر والے نے مکہ میں یا مکہ کے آس پاس میقات کے اندر کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا یعنی یہ کہ اب یہیں رہے گا تو اگر بارھویں تاریخ تک یہ نیت کر لی تو اب اس پر یہ طواف واجب نہیں اور اس کے بعد نیت کی تو واجب ہو گیا اور پہلی صورت میں اگر اپنے ارادہ کو توڑ دیا اور وہاں سے رخصت ہوا تو اس وقت بھی واجب نہ ہوگا۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: طوافِ رُخصت میں نفس طواف کی نیت ضرور ہے، واجب و رُخصت نیت میں ہونے کی حاجت نہیں، یہاں تک کہ اگر بہ نیت نفل کیا واجب ادا ہو گیا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: حیض والی مکہ معظمہ سے جانے کے قبل پاک ہو گئی تو اس پر یہ طواف واجب ہے اور اگر جانے کے بعد پاک ہوئی تو اُسے یہ ضرور نہیں کہ واپس آئے اور واپس آئی تو طواف واجب ہو گیا جب کہ میقات سے باہر نہ ہوئی تھی اور اگر جانے سے پہلے حیض ختم ہو گیا مگر نہ غسل کیا تھا، نہ نماز کا ایک وقت گزرا تھا تو اُس پر بھی واپس آنا واجب نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: جو بغیر طواف رخصت کے چلا گیا تو جب تک میقات سے باہر نہ ہوا واپس آئے اور میقات سے باہر ہونے کے بعد یاد آیا تو واپس ہونا ضرور نہیں بلکہ دَم دیدے اور اگر واپس ہو تو عمرہ کا احرام باندھ کر واپس ہو اور عمرہ سے فارغ ہو کر طوافِ رخصت بجالائے اور اس صورت میں دَم واجب نہ ہوگا۔[5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: طوافِ رُخصت کے تین پھیرے چھوڑ گیا تو ہر پھیرے کے بدلے صدقہ دے۔[6] (عالمگیری)

(۴۳) طوافِ رخصت کے بعد زمزم پر آ کر اُسی طرح پانی پیے، بدن پر ڈالے۔

(۴۴) پھر دروازۂ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو کر آستانہ پاک کو بوسہ دے اور قبولِ حج و زیارت اور بار بار حاضری کی دعا مانگے اور وہی دُعائے جامع پڑھے یا یہ پڑھے:

اَلسَّائِلُ بِبَابِکَ یَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ وَمَعْرُوْفِکَ وَیَرْجُوْ رَحْمَتَکَ .[7]

---

1 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الخامس في کیفیة اداء الحج، ج۱، ص۲۳٤.

2 ..... المرجع السابق.

3 ..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في طواف الصدر، ج۳، ص۶۲۲.

4 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الخامس في کیفیة اداء الحج، ج۱، ص۲۳۵.

5 ..... المرجع السابق. و"ردالمحتار"، کتاب الحج، مطلب في طواف الصدر، ج۳، ص۶۲۲.

6 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الخامس، ج۱، ص۲٤۶.

7 ..... تیرے دروازہ پر سائل تیرے فضل و احسان کا سوال کرتا ہے اور تیری رحمت کا امیدوار ہے۔۱۲

(۴۵) پھر مُلتزم پر آکر غلافِ کعبہ تھام کر اُسی طرح چمٹو، ذکر و دُرود و دُعا کی کثرت کرو۔ اس وقت یہ دُعا پڑھو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ اَللّٰھُمَّ فَکَمَا ھَدَیْتَنَا لِھٰذَا فَتَقَبَّلْہُ مِنَّا وَلَا تَجْعَلْ ھٰذَا آخِرَ الْعَھْدِ مِنْ بَیْتِکَ الْحَرَامِ وَارْزُقْنِی الْعَوْدَ اِلَیْہِ حَتّٰی تَرْضٰی بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط۔ [1]

(۴۶) پھر حجرِ پاک کو بوسہ دو اور جو آنسو رکھتے ہو گراؤ اور یہ پڑھو:

یَا یَمِیْنَ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا اَنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَاَنَا اُوْدِعُکَ ھٰذِہِ الشَّھَادَۃَ لِتَشْھَدَ لِیْ بِھَا عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ یَوْمَ الْفَزَعِ الْاَکْبَرِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ عَلٰی ذٰلِکَ وَاُشْھِدُ مَلٰٓئِکَتَکَ الْکِرَامَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط۔ [2]

(۴۷) پھر اُلٹے پاؤں کعبہ کی طرف مونھ کر کے یا سیدھے چلنے میں پھر پھر کر کعبہ کو حسرت سے دیکھتے، اُس کی جُدائی پر روتے یا رونے کا مونھ بناتے مسجدِ کریم کے دروازہ سے بایاں پاؤں پہلے بڑھا کر نکلو اور دعائے مذکور پڑھو اور اسکے لیے بہتر باب الحذورہ ہے۔

(۴۸) حیض و نفاس والی عورت دروازۂ مسجد پر کھڑی ہو کر بہ نگاہ حسرت دیکھے اور دعا کرتی پلٹے۔

(۴۹) پھر بقدرِ قدرت فقرائے مکہ معظمہ پر تصدق کر کے متوجہ سرکارِ اعظم مدینہ طیبہ ہو وباللہ التوفیق۔

---

1 ...حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جس نے ہمیں ہدایت کی، اللہ (عزوجل) ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، الٰہی! جس طرح ہمیں تو نے اس کی ہدایت کی ہے تو قبول فرما اور بیت الحرام میں یہ ہماری آخری حاضری نہ کر اور اس کی طرف پھر لوٹنا ہمیں نصیب کرنا تاکہ تو اپنی رحمت کے سبب راضی ہو جا۔

اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان اور حمد ہے اللہ (عزوجل) کے لیے جو رب ہے تمام جہان کا اور اللہ (عزوجل) درود بھیجے ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اور ان کی آل واصحاب سب پر۔۱۲

2 ... اے زمین میں اللہ (عزوجل) کے یمین! میں تجھے گواہ کرتا ہوں اور اللہ (عزوجل) کی گواہی کافی ہے کہ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (عزوجل) کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اللہ (عزوجل) کے رسول ہیں۔

اور میں تیرے پاس اس شہادت کو امانت رکھتا ہوں کہ تو اللہ (عزوجل) کے نزدیک قیامت کے دن جس دن بڑی گھبراہٹ ہوگی تو میرے لیے اس کی شہادت دے گا، اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو اس پر گواہ کرتا ہوں، اللہ (عزوجل) درود بھیجے ہمارے سردار محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) اور ان کی آل واصحاب سب پر۔۱۲

قران کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ ﴾ [1]

اور اللہ (عزوجل) کے لیے حج وعمرہ کو پورا کرو۔

حدیث ۱: ابو داود و نسائی و ابن ماجہ صُبَی بن معبد تغلبی سے راوی، کہتے ہیں میں نے حج وعمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا، امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: تو نے اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی کی۔ [2]

حدیث ۲: صحیح بخاری و صحیح مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سُنا، حج وعمرہ دونوں کو لبیک میں ذکر فرماتے ہیں۔ [3]

حدیث ۳: امام احمد نے ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کو جمع فرمایا۔ [4]

مسئلہ ۱: قِران کے یہ معنی ہیں کہ حج وعمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھے یا پہلے عمرہ کا احرام باندھا تھا اور ابھی طواف کے چار پھیرے نہ کیے تھے کہ حج کو شامل کر لیا یا پہلے حج کا احرام باندھا تھا اُس کے ساتھ عُمرہ بھی شامل کر لیا، خواہ طوافِ قدوم سے پہلے عمرہ شامل کیا یا بعد میں۔ طوافِ قدوم سے پہلے اساءت ہے کہ خلافِ سنت ہے مگر دَم واجب نہیں اور طوافِ قدوم کے بعد شامل کیا تو واجب ہے کہ عمرہ توڑ دے اور دَم دے اور عمرہ کی قضا کرے اور عمرہ نہ توڑا جب بھی دَم دینا واجب ہے۔ [5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: قِران کے لیے شرط یہ ہے کہ عمرہ کے طواف کا اکثر حصہ وقوفِ عرفہ سے پہلے ہو، لہٰذا جس نے طواف کے چار پھیروں سے پہلے وقوف کیا اُس کا قِران باطل ہو گیا۔ [6] (فتح القدیر)

---

1 ...... پ ۲، البقرة: ۱۹۶.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب في الاقران، الحديث: ۱۷۹۸، ج ۲، ص ۲۲۷.

3 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب في الافراد و القران، الحديث: ۱۲۳۲، ص ٦٤٧.

4 ...... "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، حديث أبي طلحة، الحديث: ١٦٣٤٦، ج ٥، ص ٥٠٨.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب القران، ج ٣، ص ٦٣٣.

6 ...... "فتح القدير"

مسئلہ ۳: سب سے افضل قران ہے پھر تمتع پھر افراد۔[1] (ردالمحتار وغیرہ) قران کے احرام کا طریقہ احرام کے بیان میں مذکور ہوا۔

مسئلہ ۴: قران کا احرام میقات سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اور شوال سے پہلے بھی مگر اس کے افعال حج کے مہینوں میں کیے جائیں، شوال سے پہلے افعال نہیں کرسکتے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۵: قران میں واجب ہے کہ پہلے سات پھیرے طواف کرے اور ان میں پہلے تین پھیروں میں رَمَل سنت ہے پھر سعی کرے، اب قران کا ایک جُز یعنی عمرہ پورا ہوگیا مگر ابھی حلق نہیں کرسکتا اور کیا بھی تو احرام سے باہر نہ ہوگا اور اس کے جرمانہ میں دو دَم لازم ہیں۔ عمرہ پورا کرنے کے بعد طوافِ قدوم کرے اور چاہے تو ابھی سعی بھی کرلے، ورنہ طواف افاضہ کے بعد سعی کرے۔ اگر ابھی سعی کرے تو طوافِ قدوم کے تین پہلے پھیروں میں بھی رَمَل کرے اور دونوں طوافوں میں اِضطباع بھی کرے۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۶: ایک ساتھ دو طواف کیے پھر دو سعی جب بھی جائز ہے مگر خلاف سنت ہے اور دَم لازم نہیں، خواہ پہلا طواف عمرہ کی نیت سے اور دوسرا قدوم کی نیت سے ہو یا دونوں میں سے کسی میں تعیین نہ کی یا اس کے سوا کسی اور طرح کی نیت کی۔ بہرحال پہلا عمرہ کا ہوگا اور دوسرا طوافِ قدوم۔[4] (درمختار، منسک)

مسئلہ ۷: پہلے طواف میں اگر طوافِ حج کی نیت کی، جب بھی عمرہ ہی کا طواف ہے۔[5] (جوہرہ) عمرہ سے فارغ ہوکر بدستور مُحرِم رہے اور تمام افعال بجالائے، دسویں کو حلق کے بعد پھر طوافِ افاضہ کے بعد جیسے حج کرنے والے کے لیے چیزیں حلال ہوتی ہیں اُس کے لیے بھی حلال ہوں گی۔

مسئلہ ۸: قارن پر دسویں کی رَمی کے بعد قربانی واجب ہے اور یہ قربانی کسی جرمانہ میں نہیں بلکہ اس کا شکریہ ہے کہ اللہ عزوجل نے اسے دو عبادتوں کی توفیق بخشی۔ قارن کے لیے افضل یہ ہے کہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے۔[6] (عالمگیری،

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب القران، ج٣، ص٦٣١ وغيره.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب القران، ج٣، ص٦٣٤.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب القران، ج٣، ص٦٣٥ وغيره.

4 ...... المرجع السابق. و"لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب القران، فصل في اداء القران)، ص٢٦٢.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب القران، ص٢١٠.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع في القران والتمتع، ج١، ص٢٣٨.
و"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب القران، ج٣، ص٦٣٦، وغيرهما.

درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹: اس قربانی کے لیے یہ ضرور ہے کہ حرم میں ہو، بیرون حرم نہیں ہوسکتی اور سنت یہ کہ منٰی میں ہو اور اس کا وقت دسویں ذی الحجہ کی فجر طلوع ہونے سے بارھویں کے غروب آفتاب تک ہے مگر یہ ضرور ہے کہ رَمی کے بعد ہو، رَمی سے پہلے کرے گا تو دَم لازم آئے گا اور اگر بارھویں تک نہ کی تو ساقط نہ ہوگی بلکہ جب تک زندہ ہے قربانی اس کے ذمہ ہے۔[1] (منسک)

مسئلہ ۱۰: اگر قربانی پر قادر تھا اور ابھی قربانی نہ کی تھی کہ انتقال ہوگیا تو اس کی وصیّت کر جانا واجب ہے اور اگر وصیت نہ کی مگر وارثوں نے خود کر دی جب بھی صحیح ہے۔[2] (منسک)

مسئلہ ۱۱: قارن کو اگر قربانی میسر نہ آئے کہ اس کے پاس ضرورت سے زیادہ مال نہیں، نہ اتنا اسباب کہ اُسے بیچ کر جانور خریدے تو دس روزے رکھے۔ ان میں تین تو وہیں یعنی یکم شوال سے ذی الحجہ کی نویں تک احرام باندھنے کے بعد رکھے، خواہ سات، آٹھ، نو، کو رکھے یا اس کے پہلے اور بہتر یہ ہے کہ نویں سے پہلے ختم کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ متفرق طور پر رکھے، تینوں کا پے در پے رکھنا ضرور نہیں اور سات روزے حج کا زمانہ گزرنے کے بعد یعنی تیرھویں کے بعد رکھے، تیرھویں کو یا اس کے پہلے نہیں ہوسکتے۔ ان سات روزوں میں اختیار ہے کہ وہیں رکھے یا مکان واپس آکر اور بہتر مکان پر واپس ہو کر رکھنا ہے اور ان دسوں روزوں میں رات سے نیت ضرور ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: اگر پہلے کے تین روزے نویں تک نہیں رکھے تو اب روزے کافی نہیں بلکہ دَم واجب ہوگا، دَم دے کر احرام سے باہر ہو جائے اور اگر دَم دینے پر قادر نہیں تو سر مونڈا کر یا بال کتروا کر احرام سے جُدا ہو جائے اور دو دَم واجب ہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: قادر نہ ہونے کی وجہ سے روزے رکھ لیے پھر حلق سے پہلے دسویں کو جانور مل گیا، تو اب وہ روزے کافی نہیں لہٰذا قربانی کرے اور حلق کے بعد جانور پر قدرت ہوئی تو وہ روزے کافی ہیں، خواہ قربانی کے دنوں میں قدرت پائی گئی

---

1 ..... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب القران، فصل في هدى القارن و المتمتع)، ص٢٦٣.

2 ..... "لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب القران، فصل في هدى القارن و المتمتع)، ص٢٦٣.

3 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع في قران و المتمتع، ج١، ص٢٣٩.

و"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب القران، ج٣، ص٦٣٦.

4 ..... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب القران، ج٣، ص٦٣٨.

یا بعد میں۔ یوہیں اگر قربانی کے دنوں میں سر نہ مونڈایا تو اگرچہ حلق سے پہلے جانور پر قادر ہو وہ روزے کافی ہیں۔ [1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: قارن نے طواف عمرہ کے تین پھیرے کرنے کے بعد وقوف عرفہ کیا تو وہ طواف جاتا رہا اور چار پھیرے کے بعد وقوف کیا تو باطل نہ ہوا اگرچہ طواف قدوم یا نفل کی نیت سے کیے، لہٰذا یوم النحر میں طواف زیارت سے پہلے اُس کی تکمیل کرے اور پہلی صورت میں چونکہ اُس نے عمرہ توڑ ڈالا لہٰذا ایک دَم واجب ہوا اور وہ قربانی کہ شکر کے لیے واجب تھی ساقط ہوگئی اور اب قارن نہ رہا اور ایام تشریق کے بعد اس عمرہ کی قضا دے۔ [2] (درمختار)

تمتع کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ﴾ [3]

جس نے عمرہ سے حج کی طرف تمتع کیا، اس پر قربانی ہے جیسی میسر آئے پھر جسے قربانی کی قدرت نہ ہو تو تین روزے حج کے دنوں میں رکھے اور سات واپسی کے بعد، یہ دس پورے ہیں۔ یہ اُس کے لیے ہے جو مکہ کا رہنے والا نہ ہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ (عزوجل) کا عذاب سخت ہے۔

تمتع اُسے کہتے ہیں کہ حج کے مہینے میں عمرہ کرے پھر اسی سال حج کا احرام باندھے یا پورا عمرہ نہ کیا، صرف چار پھیرے کیے پھر حج کا احرام باندھا۔

مسئلہ ۱: تمتع کے لیے یہ شرط نہیں کہ میقات سے احرام باندھے اس سے پہلے بھی ہوسکتا ہے بلکہ اگر میقات کے بعد احرام باندھا جب بھی تمتع ہے، اگرچہ بلا احرام میقات سے گزرنا گناہ اور دَم لازم یا پھر میقات کو واپس جائے۔ یوہیں تمتع کے لیے یہ شرط نہیں کہ عمرہ کا احرام حج کے مہینے میں باندھا جائے بلکہ شوال سے پیشتر بھی احرام باندھ سکتے ہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ

---

1 ..."الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص۶۳۸.

2 ..."الدرالمختار"، کتاب الحج، باب القران، ج۳، ص۶۳۹.

3 ...پ۲، البقرۃ: ۱۹۶.

عمرہ کے تمام افعال یا اکثر طواف حج کے مہینے میں ہو، مثلاً تین پھیرے طواف کے رمضان میں کیے پھر شوال میں باقی چار پھیرے کر لیے پھر اسی سال حج کر لیا تو یہ بھی تمتع ہے اور اگر رمضان میں چار پھیرے کر لیے تھے اور شوال میں تین باقی تو یہ تمتع نہیں اور یہ بھی شرط نہیں کہ جس سال احرام باندھا اسی سال تمتع کرے مثلاً اس رمضان میں احرام باندھا اور احرام پر قائم رہا، دوسرے سال عمرہ پھر حج کیا تو تمتع ہوگیا۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

تمتع کے شرائط

تمتع کی دس شرطیں ہیں:

① حج کے مہینے میں پورا طواف کرنا یا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے۔

② عمرہ کا احرام حج کے احرام سے مقدم ہونا۔

③ حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اکثر حصہ کرلیا ہو۔

④ عمرہ فاسد نہ کیا ہو۔

⑤ حج فاسد نہ کیا ہو۔

⑥ اِلمام صحیح نہ کیا ہو۔ اِلمام صحیح کے یہ معنی ہیں کہ عمرہ کے بعد احرام کھول کر اپنے وطن کو واپس جائے اور وطن سے مراد وہ جگہ ہے جہاں وہ رہتا ہے پیدائش کا مقام اگرچہ دوسری جگہ ہو، لہٰذا اگر عمرہ کرنے کے بعد وطن گیا پھر واپس آکر حج کیا تو تمتع نہ ہوا اور اگر عمرہ کرنے سے پیشتر گیا یا عمرہ کرکے بغیر حلق کیے یعنی احرام ہی میں وطن گیا پھر واپس آکر اسی سال حج کیا تو تمتع ہے۔ یوہیں اگر عمرہ کرکے احرام کھول دیا پھر حج کا احرام باندھ کر وطن گیا تو یہ بھی اِلمام صحیح نہیں، لہٰذا اگر واپس آکر حج کرے گا تو تمتع ہوگا۔

⑦ حج و عمرہ دونوں ایک ہی سال میں ہوں۔

⑧ مکہ معظمہ میں ہمیشہ کے لیے ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو، لہٰذا اگر عمرہ کے بعد پکا ارادہ کر لیا کہ یہیں رہے گا تو تمتع نہیں اور دو ایک مہینے کا ہو تو ہے۔

⑨ مکہ معظمہ میں حج کا مہینہ آجائے تو بے احرام کے نہ ہو، نہ ایسا ہو کہ احرام ہے مگر چار پھیرے طواف کے اس مہینے

---

[1] ..... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج٣، ص ٦٤٠.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع في القران والتمتع، ج١، ص ٢٤٠.

سے پہلے کر چکا ہے، ہاں اگر میقات سے باہر واپس جائے پھر عمرہ کا احرام باندھ کر آئے تو تمتّع ہوسکتا ہے۔

(۱۰) میقات سے باہر کا رہنے والا ہو۔ مکہ کا رہنے والا تمتّع نہیں کرسکتا۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲: تمتّع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا، دوسری یہ کہ نہ لائے۔ جو جانور نہ لایا وہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھے، مکہ معظمہ میں آکر طواف وسعی کرے اور سر مونڈائے اب عمرہ سے فارغ ہوگیا اور طواف شروع کرتے ہی یعنی سنگِ اَسود کو بوسہ دیتے وقت لبیک ختم کردے اب مکہ میں بغیر احرام رہے۔ آٹھویں ذی الحجہ کو مسجد الحرام شریف سے حج کا احرام باندھے اور حج کے تمام افعال بجالائے مگر اس کے لیے طوافِ قدوم نہیں اور طوافِ زیارت میں یا حج کا احرام باندھنے کے بعد کسی طوافِ نفل میں رَمَل کرے اور اس کے بعد سعی کرے اور اگر حج کا احرام باندھنے کے بعد طوافِ قدوم کرلیا ہے (اگرچہ اس کے لیے یہ طواف مسنون نہ تھا) اور اس کے بعد سعی کرلی ہے تو اب طوافِ زیارت میں رَمَل نہیں، خواہ طوافِ قدوم میں رَمَل کیا ہو یا نہیں اور طوافِ زیارت کے بعد اب سعی بھی نہیں، عمرہ سے فارغ ہوکر حلق بھی ضروری نہیں۔ اُسے یہ بھی اختیار ہے کہ سر نہ مونڈائے بدستور مُحرِم رہے۔

یوہیں مکہ معظمہ ہی میں رہنا اُسے ضرور نہیں، چاہے وہاں رہے یا وطن کے سوا کہیں اور مگر جہاں رہے وہاں والے جہاں سے احرام باندھتے ہیں یہ بھی وہیں سے احرام باندھے، اگر مکہ مکرمہ میں ہے تو یہاں والوں کی طرح احرام باندھے اور اگر حرم سے باہر اور میقات کے اندر ہے تو حِل میں احرام باندھے اور میقات سے بھی باہر ہوگیا تو میقات سے باندھے۔ یہ اُس صورت میں ہے، جب کہ کسی اور غرض سے حرم یا میقات سے باہر جانا ہوا اور اگر احرام باندھنے کے لیے حرم سے باہر گیا تو اُس پر دَم واجب ہے مگر جب کہ وقوف سے پہلے مکہ میں آگیا تو ساقط ہوگیا اور مکہ معظمہ میں رہا تو حرم میں احرام باندھے اور بہتر یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں ہو اور اس سے بہتر یہ کہ مسجد حرم میں ہو اور سب سے بہتر یہ کہ حطیم شریف میں ہو۔ یوہیں آٹھویں کو احرام باندھنا ضرور نہیں، نویں کو بھی ہوسکتا ہے اور آٹھویں سے پہلے بھی بلکہ یہ افضل ہے۔ تمتّع کرنے والے پر واجب ہے کہ دسویں تاریخ کو شکرانہ میں قربانی کرے، اس کے بعد سر مونڈائے۔ اگر قربانی کی استطاعت نہ ہو تو اُسی طرح روزے رکھے جو قران والے کے لیے ہیں۔[2] (جوہرہ، عالمگیری، درمختار)

---

1 ...."ردالمحتار"، کتاب الحج، باب التمتع، ج۳، ص ۶۴۳،۶۴۴.

2 .... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب التمتع، ص۲۱۲۔۲۱۳.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع في القران و التمتع، ج۱، ص۲۳۸۔۲۳۹.

مسئلہ ۳: اگر اپنے ساتھ جانور لے جائے تو احرام باندھ کر لے چلے اور کھینچ کر لے جانے سے ہانکنا افضل ہے۔ ہاں اگر پیچھے سے ہانکنے سے نہیں چلتا تو آگے سے کھینچے اور اُس کے گلے میں ہار ڈال دے کہ لوگ سمجھیں یہ حرم میں قربانی کو جاتا ہے، اور ہار ڈالنا جھول ڈالنے سے بہتر ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس جانور کے کوہان میں دہنی یا بائیں جانب خفیف سا شگاف کر دے کہ گوشت تک نہ پہنچے، اب مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ کرے اور عمرہ سے فارغ ہو کر بھی مُحرِم رہے جب تک قربانی نہ کرلے۔ اُسے سر مونڈانا جائز نہیں جب تک قربانی نہ کرلے ورنہ دَم لازم آئے گا پھر وہ تمام افعال کرے جو اس کے لیے بتائے گئے کہ جانور نہ لایا تھا اور دسویں تاریخ کو رمی کر کے سر مونڈائے اب دونوں احرام سے ایک ساتھ فارغ ہوگیا۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۴: جو جانور لایا اور جو نہ لایا دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر جانور نہ لایا اور عمرہ کے بعد احرام کھول ڈالا اب حج کا احرام باندھا اور کوئی جنایت واقع ہوئی تو جرمانہ مثل مُفرِد کے ہے اور وہ احرام باقی تھا تو جرمانہ قارن کی مثل ہے اور جانور لایا ہے تو بہر حال قارن کی مثل ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۵: میقات کے اندر والوں کے لیے قران و تمتع نہیں، اگر کریں تو دَم دیں۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۶: جو جانور لایا ہے اُسے روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا اگرچہ نادار ہو۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۷: جانور نہیں لے گیا اور عمرہ کر کے گھر چلا آیا تو یہ اِلمام صحیح ہے اس کا تمتع جاتا رہا، اب حج کرے گا تو مُفرِد ہے اور جانور لے گیا ہے اور عمرہ کر کے گھر واپس آیا پھر مُحرِم رہا اور حج کو گیا تو یہ اِلمام صحیح نہیں، لہٰذا اس کا تمتع باقی ہے۔ یوہیں اگر گھر نہ آیا عمرہ کر کے کہیں اور چلا گیا تو تمتع نہ گیا۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: تمتع کرنے والے نے حج یا عمرہ فاسد کر دیا تو اس کی قضا دے اور جرمانہ میں دَم اور تمتع کی قربانی اُس کے ذمہ نہیں کہ تمتع رہا ہی نہیں۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۹: تمتع کے لیے یہ ضرور نہیں کہ حج و عمرہ دونوں ایک ہی کی طرف سے ہوں بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک اپنی طرف

---

1. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج٣، ص٦٤٥.
2. ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج٣، ص٦٤٥.
3. ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج٣، ص٦٤٦.
4. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج٣، ص٦٤٨.
5. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج٣، ص٦٤٨، وغيره.
6. ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب التمتع، ج٣، ص٦٥٠.

ہے ہو اور دوسرا کسی اور کی جانب سے یا ایک شخص نے اُسے حج کا حکم دیا اور دوسرے نے عمرہ کا اور دونوں نے تمتع کی اجازت دیدی تو کرسکتا ہے مگر قربانی خود اس کے ذمہ ہے اور اگر نادار ہے تو روزے رکھے۔[1] (منسک)

مسئلہ ۱۰: حج کے مہینے میں عمرہ کیا مگر اُسے فاسد کردیا پھر گھر واپس گیا پھر آکر عمرہ کی قضا کی اور اُسی سال حج کیا تو یہ تمتع ہوگیا اور اگر مکہ ہی میں رہ گیا یا مکہ سے چلا گیا مگر میقات کے اندر رہا یا میقات سے بھی باہر ہوگیا مگر گھر نہ گیا اور آکر عمرہ کی قضا کی اور اسی سال حج بھی کیا تو ان سب صورتوں میں تمتع نہ ہوا۔[2] (جوہرہ)

جرم اور اُن کے کفارے کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ ﴾[3]

اے ایمان والو! احرام کی حالت میں شکار نہ کرو اور جو تم میں سے قصداً جانور کو قتل کرے گا تو بدلہ دے مثل اُس جانور کے جو قتل ہوا، تم میں کے دو عادل جو حکم کریں وہ بدلا قربانی ہوگی۔ جو کعبہ کو جائے یا کفارہ مسکین کا کھانا یا اس کے برابر روزے تاکہ اپنے کیے کا وبال چکھے۔ اللہ (عزوجل) نے اسے معاف فرمادیا، جو پیشتر ہو چکا اور جو پھر کرے گا تو اللہ (عزوجل) اس سے بدلا لے گا اور اللہ (عزوجل) غالب بدلا لینے والا ہے۔ دریا کا شکار اور اس کا کھانا تمھارے لیے حلال کیا گیا، تمھارے اور مسافروں کے برتنے کے لیے اور خشکی کا شکار تم پر حرام ہے، جب تک تم مُحرِم ہو اور اللہ (عزوجل) سے ڈرو جس کی طرف تم اُٹھائے جاؤ گے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ ﴾[4]

---

1 ..... "المسلك المتقسط"، (باب التمتع، فصل ولايشترط لصحة التمتع إحرام العمرة من الميقات)، ص۲۸۶.

2 ..... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب التمتع، ص۲۱٦.

3 ..... پ۷، المائدة: ۹۵۔۹٦.

4 ..... پ۲، البقرة: ۱۹٦.

جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو (اور سر مونڈا لے) تو فدیہ دے روزے یا صدقہ یا قربانی۔

صحیحین وغیرہما میں کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے اور یہ مُحرم تھے اور ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں ان کے چہرے پر گر رہی تھیں، ارشاد فرمایا: کیا یہ کیڑے تمھیں تکلیف دے رہے ہیں؟ عرض کی، ہاں۔ فرمایا: ''سر مونڈا ڈالو اور تین صاع کھانا چھ مسکینوں کو دیدو یا تین روزے رکھو یا قربانی کرو۔''[1]

تنبیہ: مُحرم اگر بالقصد بلا عذر جرم کرے تو کفارہ بھی واجب ہے اور گنہگار بھی ہوا، لہٰذا اس صورت میں توبہ واجب کہ محض کفارہ سے پاک نہ ہوگا جب تک توبہ نہ کرے اور اگر نادانستہ یا عذر سے ہے تو کفارہ کافی ہے۔ جرم میں کفارہ بہر حال لازم ہے، یاد سے ہو یا بھول چوک سے، اس کا جرم ہونا جانتا ہو یا معلوم نہ ہو، خوشی سے ہو یا مجبوراً، سوتے میں ہو یا بیداری میں، نشہ یا بے ہوشی میں یا ہوش میں، اُس نے اپنے آپ کیا ہو یا دوسرے نے اُس کے حکم سے کیا۔

تنبیہ: اس بیان میں جہاں دَم کہیں گے اس سے مراد ایک بکری یا بھیڑ ہوگی اور بدنہ اونٹ یا گائے یہ سب جانور انھیں شرائط کے ہوں جو قربانی میں ہیں اور صدقہ سے مراد انگریزی روپے سے ایک سو چھتّر روپے آٹھ آنہ بھر گیہوں کہ ستّر روپے کے سیر سے پونے دو سیر اٹھنی بھر اوپر ہوئے یا اس کے دُونے جَو یا کھجور یا ان کی قیمت۔

مسئلہ ۱: جہاں دَم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جوؤں کی سخت ایذا کے باعث ہوگا تو اُسے جُرمِ غیر اختیاری کہتے ہیں۔ اس میں اختیار ہوگا کہ دَم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دے دے یا دونوں وقت پیٹ بھر کھلائے یا تین روزے رکھ لے، اگر چھ صدقے ایک مسکین کو دیدیے یا تین یا سات مساکین پر تقسیم کر دیے تو کفارہ ادا نہ ہوگا بلکہ شرط یہ ہے کہ چھ مسکینوں کو دے اور افضل یہ ہے کہ حرم کے مساکین ہوں اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے اور بمجبوری کیا تو اختیار ہوگا کہ صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔ کفارہ اس لیے ہے کہ بھول چوک سے یا سوتے میں یا مجبوری سے جرم ہوں تو کفارہ سے پاک ہو جائیں، نہ اس لیے کہ جان بوجھ کر بلا عذر جُرم کرو اور کہو کہ کفارہ دیدیں گے، دینا تو جب بھی آئے گا مگر قصداً حکم الٰہی کی مخالفت سخت تر ہے۔

مسئلہ ۲: جہاں ایک دَم یا صدقہ ہے، قارِن پر دو ہیں۔[2] (عامہ کتب)

مسئلہ ۳: کفارہ کی قربانی یا قارِن و مُتمتّع کے شکرانہ کی غیر حرم میں نہیں ہوسکتی۔ غیر حرم میں کی تو ادا نہ ہوئی، ہاں جُرم

---

1 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب جواز حلق الرأس ...إلخ، الحدیث: ۸۳۔(۱۲۰۱)، ص۶۱۸.

2 ..... "الھدایۃ"، کتاب الحج، باب الجنایات، فصل في جزاء الصید، ج۱، ص۱۷۱.

غیر اختیاری میں اگر اس کا گوشت چھ مسکینوں پر تصدق کیا اور ہر مسکین کو ایک صدقہ کی قیمت کا پہنچا تو ادا ہو گیا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ شکرانہ کی قربانی سے آپ کھائے، غنی کو کھلائے، مساکین کو دے اور کفارہ کی صرف محتاجوں کا حق ہے۔

مسئلہ ۵ اگر کفارے کے روزے رکھے تو اس میں شرط یہ ہے کہ رات سے یعنی صبح صادق سے پہلے نیت کر لے اور یہ بھی نیت کہ فلاں کفارہ کا روزہ ہے، مطلق روزہ کی نیت یا نفل یا کوئی اور نیت کی تو کفارہ ادا نہ ہوا اور پے در پے ہونا یا حرم میں یا احرام میں رکھنا ضرور نہیں۔[2] (منسک) اب احکام سنیے:

(۱) خوشبو اور تیل لگانا

مسئلہ ۶ خوشبو اگر بہت سی لگائی جسے دیکھ کر لوگ بہت بتائیں اگرچہ عضو کے تھوڑے حصہ پر یا کسی بڑے عضو جیسے سر، مونھ، ران، پنڈلی کو پورا سان دیا اگرچہ خوشبو تھوڑی ہے تو ان دونوں صورتوں میں دَم ہے اور اگر تھوڑی سی خوشبو عضو کے تھوڑے سے حصہ میں لگائی تو صدقہ ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ کپڑے یا بچھونے پر خوشبو مَلی تو خود خوشبو کی مقدار دیکھی جائے گی، زیادہ ہے تو دَم اور کم ہے تو صدقہ۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ خوشبو سونگھی پھل ہو یا پھول جیسے لیمو، نارنگی، گلاب، چمیلی، بیلے، جُوہی وغیرہ کے پھول تو کچھ کفارہ نہیں اگرچہ مُحرِم کو خوشبو سونگھنا مکروہ ہے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹ احرام سے پہلے بدن پر خوشبو لگائی تھی، احرام کے بعد پھیل کر اور اعضا کو لگی تو کفارہ نہیں۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ مُحرِم نے دوسرے کے بدن پر خوشبو لگائی مگر اس طرح کہ اس کے ہاتھ وغیرہ کسی عضو میں خوشبو نہ لگی یا اس کو سلا ہوا کپڑا پہنایا تو کچھ کفارہ نہیں مگر جب کہ مُحرِم کو خوشبو لگائی یا سلا ہوا کپڑا پہنایا تو گنہگار ہوا اور جس کو لگائی یا پہنایا اس پر کفارہ

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج۱، ص۲٤٤.

2 ...... "المسلك المتقسط"،(باب في جزاء الجنايات و كفاراتها، فصل في احكام الصيام في باب الاحرام)،ص ٤٠١-٤٠٣.

3 ...... "الفتاوی الهندية" كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج۱، ص۲٤٠-۲٤۱.

4 ...... "الفتاوی الهندية" كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج۱، ص۲٤۱.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٥۳.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٥۳.

واجب ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: تھوڑی سی خوشبو بدن کے متفرق حصوں میں لگائی اگر جمع کرنے سے پورے بڑے عضو کی مقدار کو پہنچ جائے تو دَم ہے ورنہ صدقہ اور زیادہ خوشبو متفرق جگہ لگائی تو بہر حال دَم ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: ایک جلسہ میں کتنے ہی اعضا پر خوشبو لگائے بلکہ سارے بدن پر بھی لگائے تو ایک ہی جُرم ہے اور ایک کفارہ واجب اور کئی جلسوں میں لگائی تو ہر بار کے لیے الگ الگ کفارہ ہے، خواہ پہلی بار کا کفارہ دے کر دوسری بار لگائی یا ابھی کسی کا کفارہ نہ دیا ہو۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: کسی شے میں خوشبو لگی تھی اسے چھوا، اگر اس سے خوشبو چھوٹ کر بڑے عضوِ کامل کی قدر بدن کو لگی تو دَم دے اور کم ہو تو صدقہ اور کچھ نہیں تو کچھ نہیں مثلاً سنگِ اَسود شریف پر خوشبو ملی جاتی ہے اگر بحالتِ احرام بوسہ لیتے میں بہت سی لگی تو دَم دے اور تھوڑی سی تو صدقہ۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: خوشبودار سُرمہ ایک یا دو بار لگایا تو صدقہ دے، اس سے زیادہ میں دَم اور جس سُرمہ میں خوشبو نہ ہو اُس کے استعمال میں حرج نہیں، جب کہ بضرورت ہو اور بلاضرورت مکروہ۔[5] (منسک، عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: اگر خالص خوشبو جیسے مشک، زعفران، لونگ، الائچی، دارچینی اتنی کھائی کہ مونھ کے اکثر حصہ میں لگ گئی تو دَم ہے ورنہ صدقہ۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶: کھانے میں پکتے وقت خوشبو پڑی یا فنا ہوگئی تو کچھ نہیں، ورنہ اگر خوشبو کے اجزا زیادہ ہوں تو وہ خالص خوشبو کے حکم میں ہے اور کھانا زیادہ ہو تو کفارہ کچھ نہیں مگر خوشبو آتی ہو تو مکروہ ہے۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٣، وغيره.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٤.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٤.

4 ...... "الفتاوى الهندية" كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.

5 ...... المرجع السابق . و"لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في الكحل المطيب)، ص٣١٤.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٤.

7 ...... "الفتاوى الهندية" كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.

و"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٦.

مسئلہ ۱۷: پینے کی چیز میں خوشبو ملائی، اگر خوشبو غالب ہے یا تین بار یا زیادہ پیا تو دَم ہے، ورنہ صدقہ۔[1] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۸: تمبا کو کھانے والے اس کا خیال رکھیں کہ احرام میں خوشبودار تمبا کو نہ کھائیں کہ پتیوں میں تو ویسے ہی کچی خوشبو ملائی جاتی ہے اور قوام میں بھی اکثر پکانے کے بعد مُشک وغیرہ ملاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹: خمیرہ تمبا کو نہ پینا بہتر ہے، کہ اس میں خوشبو ہوتی ہے مگر پیا تو کفارہ نہیں۔

مسئلہ ۲۰: اگر ایسی جگہ گیا جہاں خوشبو سُلگ رہی ہے اور اس کے کپڑے بھی بس گئے تو کچھ نہیں اور سُلگا کر اس نے خود بسائے تو قلیل میں صدقہ اور کثیر میں دَم اور نہ بسے تو کچھ نہیں اور اگر احرام سے پہلے بسایا تھا اور احرام میں پہنا تو مکروہ ہے مگر کفارہ نہیں۔[2] (عالمگیری، منسک)

مسئلہ ۲۱: سر پر مہندی کا پتلا خضاب کیا کہ بال نہ چھپے تو ایک دَم اور گاڑھی تھوپی کہ بال چھپ گئے اور چار پہر گزرے تو مرد پر دو دَم اور چار پہر سے کم میں ایک دَم اور ایک صدقہ اور عورت پر بہر حال ایک دَم، چوتھائی سر چھپنے کا بھی یہی حکم ہے اور چوتھائی سے کم میں صدقہ ہے اور سر پر وسمہ پتلا پتلا لگایا تو کچھ نہیں اور گاڑھا ہو تو مرد کو کفارہ دینا ہوگا۔[3] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: داڑھی میں مہندی لگائی جب بھی دَم واجب ہے، پوری ہتھیلی یا تلوے میں لگائی تو دَم دے، مرد ہو یا عورت اور چاروں ہاتھ پاؤں میں ایک ہی جلسہ میں لگائی جب بھی ایک ہی دَم ہے، ورنہ ہر جلسہ پر ایک دَم اور ہاتھ پاؤں کے کسی حصہ میں لگائی تو صدقہ۔[4] (جوہرہ، ردالمحتار وغیرہما)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٤، وغيره.

2 ...... "الفتاوى الهندية" كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.

و "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في تطييب الثوب...إلخ)، ص٣٢١.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات، ص٢١٧.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.

4 ......"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٤، وغيرهما.

مسئلہ ۲۳: خطمی سے سر یا داڑھی دھوئی تو دَم ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۴: عطر فروش کی دُکان پر خوشبو سونگھنے کے لیے بیٹھا تو کراہت ہے ورنہ حرج نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۵: چادر یا تہبند کے کنارہ میں مشک، عنبر، زعفران باندھا اگر زیادہ ہے اور چار پہر گزرے تو دَم ہے اور کم ہے تو صدقہ۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۶: خوشبو استعمال کرنے میں بقصد ہونا، یا بلا قصد ہونا، یاد کرکے یا بھولے سے ہونا، مجبوراً یا خوشی سے ہونا، مرد وعورت دونوں کے لیے سب کا یکساں حکم ہے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۷: خوشبو لگانا جب جُرم قرار پایا تو بدن یا کپڑے سے دُور کرنا واجب ہے اور کفارہ دینے کے بعد زائل نہ کیا تو پھر دَم وغیرہ واجب ہوگا۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۸: خوشبو لگانے سے بہر حال کفارہ واجب ہے، اگرچہ فوراً زائل کردی ہو اور اگر کوئی غیر مُحرم ملے تو اس سے دھلوائے اور اگر صرف پانی بہانے سے دُھل جائے تو یو ہیں کرے۔[6] (منسک)

مسئلہ ۲۹: روغنِ چمیلی وغیرہ خوشبودار تیل لگانے کا وہی حکم ہے جو خوشبو استعمال کرنے میں تھا۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰: تل اور زیتون کا تیل خوشبو کے حکم میں ہے اگرچہ ان میں خوشبو نہ ہو، البتہ ان کے کھانے اور ناک میں چڑھانے اور زخم پر لگانے اور کان میں ٹپکانے سے صدقہ واجب نہیں۔[8] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۱: مشک، عنبر، زعفران وغیرہ جو خود ہی خوشبو ہیں، ان کے استعمال سے مطلقاً کفارہ لازم ہے اگرچہ دواءً

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج۱، ص۲٤۱.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج۱، ص۲٤۲.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٥٤.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج۱، ص۲٤۱.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج۱، ص۲٤۱-۲٤۲.

6 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (كتاب الحج، باب الجنايات، فصل لا يشترط بقاء الطيب)، ص۳۱۹.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج۱، ص۲٤۰.

8 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٥٥.

استعمال کیا ہو، یہ اس صورت میں ہے جب کہ ان کو خالص استعمال کریں اور اگر دوسری چیز جو خوشبودار نہ ہو، اس کے ساتھ ملا کر استعمال کیا تو غالب کا اعتبار ہے اور دوسری چیز میں ملا کر پکالیا ہو تو کچھ نہیں۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۳۲: زخم کا علاج ایسی دوا سے کیا جس میں خوشبو ہے پھر دوسرا زخم ہوا، اس کا علاج پہلے کے ساتھ کیا تو جب تک پہلا اچھا نہ ہوا اس دوسرے کی وجہ سے کفارہ نہیں اور پہلے کے اچھے ہونے کے بعد بھی دوسرے میں وہ خوشبودار دوا لگائی تو دو کفارے واجب ہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳: کُسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا چار پہر پہنا تو دَم دے اور اس سے کم تو صدقہ، اگرچہ فوراً اُتار ڈالا۔[3] (منسک، عالمگیری)

(۲) سِلے کپڑے پہننا

مسئلہ ۱: مُحرِم نے سِلا کپڑا چار پہر[4] کامل پہنا تو دَم واجب ہے اور اس سے کم تو صدقہ اگرچہ تھوڑی دیر پہنا اور لگاتار کئی دن تک پہنے رہا جب بھی ایک ہی دَم واجب ہے، جب کہ یہ لگاتار پہننا ایک طرح کا ہو یعنی عذر سے یا بلا عذر اور اگر مثلاً ایک دن بلا عذر تھا، دوسرے دن بعذر یا بالعکس تو دو کفارے واجب ہوں گے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲: اگر دن میں پہنا رات میں گرمی کے سبب اُتار ڈالا یا رات میں سردی کی وجہ سے پہنا دن میں اُتار ڈالا، باز آنے کی نیت سے نہ اُتارا تو ایک کفارہ ہے اور توبہ کی نیت سے اُتارا تو ہر بار میں نیا کفارہ واجب ہوگا۔ یوہیں کسی ایک دن کُرتا پہنا تھا اور اُتار ڈالا پھر پاجامہ پہنا اُسے بھی اُتار کر ٹوپی پہنی تو یہ سب ایک ہی پہننا ہے اور اگر ایک دن ایک پہنا دوسرے دن دوسرا تو دو کفارے واجب ہیں۔[6] (عالمگیری، درمختار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٦.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الأول، ج١، ص٢٤١.

3 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في تطيب الثوب اذا كان الطيب في ثوبه شبراً في شبر)، ص٣٢٠.

4 ...... چار پہر سے مراد ایک دن یا ایک رات کی مقدار ہے، مثلاً طلوع آفتاب سے غروب آفتاب یا غروب آفتاب سے طلوع آفتاب یا دوپہر سے آدھی رات یا آدھی رات سے دوپہر تک۔ (حاشيه "انور البشارة". "الفتاوى الرضوية"، ج١٠، ص٧٥٧).

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤٢، وغيره.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني، ج١، ص٢٤٢.

و"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٧.

مسئلہ ۳ بیماری کے سبب پہنا تو جب تک وہ بیماری رہے گی ایک ہی جرم ہے اور بیماری یقیناً جاتی رہی اور نہ اُتارا تو یہ دوسرا جرم اختیاری ہے اور اگر وہ بیماری یقیناً جاتی رہی مگر دوسری بیماری معاً شروع ہوگئی اور اُس میں بھی پہننے کی ضرورت ہے جب بھی یہ دوسرا جرم غیر اختیاری ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴ باری کے ساتھ بخار آتا ہے اور جس دن بخار آیا کپڑے پہن لیے، دوسرے دن اُتار ڈالے تیسرے دن پھر پہنے، تو جب تک یہ بخار آئے ایک ہی جرم ہے۔[2] (منسک)

مسئلہ ۵ اگر سلا کپڑا پہنا اور اس کا کفارہ ادا کردیا مگر اُتارا نہیں، دوسرے دن بھی پہنے ہی رہا تو اب دوسرا کفارہ واجب ہے۔ یوہیں اگر احرام باندھتے وقت سلا ہوا کپڑا نہ اُتارا تو یہ جُرم ہے۔[3] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۶ بیماری وغیرہ کے سبب اگر سر سے پاؤں تک سب کپڑے پہننے کی ضرورت ہوئی تو ایک ہی جُرم غیر اختیاری ہے اور بلاعذر سب کپڑے پہنے تو ایک جُرم اختیاری ہے یعنی چار پہر پہنے تو دونوں صورتوں میں دَم ہے اور اس سے کم میں صدقہ اور اگر ضرورت ایک کپڑے کی تھی اُس نے دو پہنے تو اگر اسی موضعِ ضرورت پر دوسرا بھی پہنا تو ایک کفارہ ہے اور گنہگار ہوا۔ مثلاً ایک کُرتے کی ضرورت تھی، دو پہن لیے یا ٹوپی کی ضرورت تھی عمامہ بھی باندھ لیا اور اگر دوسرا کپڑا اس جگہ کے سوا دوسری جگہ پہنا مثلاً ضرورت صرف عمامہ کی ہے اُس نے کُرتا بھی پہن لیا تو دو جرم ہیں، عمامہ کا غیر اختیاری اور کرتے کا اختیاری۔ خلاصہ یہ کہ موضعِ ضرورت میں زیادتی کی تو ایک جُرم ہے اور موضعِ ضرورت کے علاوہ اور جگہ بھی پہنا تو دو۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۷ بغیر ضرورت سب کپڑے ایک ساتھ پہن لیے تو ایک جرم ہے، دو جرم اس وقت ہیں کہ ایک بضرورت ہو دوسرا بے ضرورت۔[5] (منسک)

مسئلہ ۸ دشمن کی وجہ سے کپڑے پہنے، ہتھیار باندھے اور وہ بھاگا اس نے اُتار ڈالے وہ پھر آگیا، اس نے پھر پہنے تو یہ ایک ہی جُرم ہے۔ یوہیں دن میں دشمن سے لڑنا پڑتا ہے یہ دن میں ہتھیار باندھ لیتا ہے رات میں اُتار ڈالتا ہے تو یہ ہر روز کا

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۵۸.

2 ...... "لباب المناسک" و "المسلک المتقسط في المنسک المتوسط"، (باب الجنایات)، ص۳۰۳.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسک، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الثاني، ج۱، ص۲۴۲.

و "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۵۸.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسک، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الأول، ج۱، ص۲۴۲۔۲۴۳، وغیره.

5 ...... "لباب المناسک"، (باب الجنایات)، ص ۳۰۲۔۳۰۳.

باندھنا ایک ہی جُرم ہے جب تک عذر باقی ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹ مُحرِم نے دوسرے مُحرِم کو سلا ہوا یا خوشبودار کپڑا پہنایا تو اس پہنانے والے پر کچھ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰ مرد یا عورت نے مونھ کی ٹکلی ساری یا چہارم چھپائی یا مرد نے پورا یا چہارم سر چھپایا تو چار پہر یا زیادہ لگاتار چھپانے میں دَم ہے اور کم میں صدقہ اور چہارم سے کم کو چار پہر تک چھپایا تو صدقہ ہے اور چار پہر سے کم میں کفارہ نہیں مگر گناہ ہے۔[3] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۱ مُحرِم نے سر پر کپڑے کی گٹھری رکھی تو کفارہ ہے اور غلہ کی گٹھری یا تختہ یا لگن وغیرہ کوئی برتن رکھ لیا تو نہیں اور اگر سر پر مٹی تھوپ لی تو کفارہ ہے۔[4] (عالمگیری، منسک)

مسئلہ ۱۲ سلا ہوا کپڑا پہننے میں یہ شرط نہیں کہ قصداً پہنے بلکہ بھول کر ہو یا نادانی میں بہرحال وہی حکم ہے۔ یوہیں سر اور مونھ چھپانے میں، یہاں تک کہ مُحرِم نے سوتے میں سر یا مونھ چھپالیا تو کفارہ واجب ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ کان اور گدی کے چھپانے میں حرج نہیں۔ یوہیں ناک پر خالی ہاتھ رکھنے میں اور اگر ہاتھ میں کپڑا ہے اور کپڑے سمیت ناک پر ہاتھ رکھا تو کفارہ نہیں مگر مکروہ و گناہ ہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴ پہننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کپڑا اس طرح پہنے جیسے عادۃً پہنا جاتا ہے، ورنہ اگر کرتے کا تہبند باندھ لیا یا پاجامہ کو تہبند کی طرح لپیٹا پاؤں پائنچے میں نہ ڈالے تو کچھ نہیں۔ یوہیں انگرکھا پھیلا کر دونوں شانوں پر رکھ لیا، آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے تو کفارہ نہیں مگر مکروہ ہے اور مونڈھوں پر سلے کپڑے ڈال لیے تو کچھ نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ جوتے نہ ہوں تو موزے کو وہاں سے کاٹ کر پہنے جہاں عربی جوتے کا تسمہ ہوتا ہے اور بغیر کاٹے ہوئے

---

1 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۲۴۳.

2 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۲۴۲.

3 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۲۴۲، وغیرہ.

4 ...... المرجع السابق. و"لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنایات)، ص ۳۰۸.

5 ...... "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۲۴۲.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۹.

7 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳، ص ۶۵۶.

و "الفتاوی الھندیۃ"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الثاني، ج ۱، ص ۲۴۲.

پہن لیا تو پورے چار پہر پہننے میں دَم ہے اوراس سے کم میں صدقہ اور جوتے موجود ہوں تو موزے کاٹ کر پہننا جائز نہیں کہ مال کوضائع کرنا ہے پھربھی اگرایسا کیا تو کفارہ نہیں۔[1] (منسک)

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ احرام میں انگریزی جوتے پہننا جائز نہیں کہ وہ اُس جوڑ کو چھپاتے ہیں، پہنے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔

(۲) بال دُور کرنا

مسئلہ ۱ سر یا داڑھی کے چہارم بال یا زیادہ کسی طرح دُور کیے تو دَم ہے اور کم میں صدقہ اور اگر چندلا ہے یا داڑھی میں کم بال ہیں، تو اگر چوتھائی کی مقدار ہیں تو کل میں دَم ورنہ صدقہ۔ چند جگہ سے تھوڑے تھوڑے بال لیے تو سب کا مجموعہ اگر چہارم کو پہنچتا ہے تو دَم ہے ورنہ صدقہ۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲ پوری گردن یا پوری ایک بغل میں دَم ہے اور کم میں صدقہ اگرچہ نصف یا زیادہ ہو۔ یہی حکم زیرِ ناف کا ہے۔ دونوں بغلیں پوری مونڈائے، جب بھی ایک ہی دَم ہے۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳ پورا سر چند جلسوں میں مونڈایا، تو ایک ہی دَم واجب ہے مگر جب کہ پہلے کچھ حصہ مونڈا کر اُس کا کفارہ ادا کر دیا پھر دوسرے جلسہ میں مونڈایا تو اب نیا کفارہ دینا ہوگا۔ یوہیں دونوں بغلیں دو جلسوں میں مونڈائیں تو ایک ہی کفارہ ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴ سر مونڈایا اور دَم دیدیا پھر اسی جلسہ میں داڑھی مونڈائی تو اب دوسرا دَم دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ سر اور داڑھی اور بغلیں اور سارے بدن کے بال ایک ہی جلسہ میں مونڈائے تو ایک ہی کفارہ ہے اور اگر ایک ایک عضو کے ایک ایک جلسہ میں تو اتنے ہی کفارے۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في لبس الخفين)، ص۳۰۹۔۳۱۰.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۵۹.

3 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۵۹.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۵۹۔۶۶۱.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج۱، ص۲۴۳.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج۱، ص۲۴۳.

مسئلہ ۶ سر اور داڑھی اور گردن اور بغل اور زیرِ ناف کے سوا باقی اعضا کے مونڈانے میں صرف صدقہ ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷ مونچھ اگرچہ پوری مونڈائے یا کتروائے صدقہ ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸ روٹی پکانے میں کچھ بال جل گئے تو صدقہ ہے، وضو کرنے یا کھجانے یا کنگھا کرنے میں بال گرے، اس پر بھی پورا صدقہ ہے اور بعض نے کہا دو تین بال تک ہر بال کے لیے ایک مٹھی ناج یا ایک ٹکڑا روٹی یا ایک چھوہارا۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۹ اپنے آپ بے ہاتھ لگائے بال گر جائے یا بیماری سے تمام بال گر پڑیں تو کچھ نہیں۔[4] (منسک)

مسئلہ ۱۰ مُحرِم نے دوسرے مُحرِم کا سر مونڈا اس پر بھی صدقہ ہے، خواہ اُس نے اُسے حکم دیا ہو یا نہیں، خوشی سے مونڈایا ہو یا مجبور ہو کر اور غیر مُحرِم کا مونڈا تو کچھ خیرات کردے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱ غیر مُحرِم نے مُحرِم کا سر مونڈا اُس کے حکم سے یا بلا حکم تو مُحرِم پر کفارہ ہے اور مونڈنے والے پر صدقہ اور وہ مُحرِم اس مونڈنے والے سے اپنے کفارہ کا تاوان نہیں لے سکتا اور اگر مُحرِم نے غیر کی مونچھیں لیں یا ناخن تراشے تو مساکین کو کچھ صدقہ کھلا دے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۲ مونڈنا، کترنا، موچنے سے لینا یا کسی چیز سے بال اُڑانا، سب کا ایک حکم ہے۔[7] (ردالمحتار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳ عورت پورے یا چہارم سر کے بال ایک پورے برابر کترے تو دَم دے اور کم میں صدقہ۔[8] (منسک)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص ٦٦٠.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ص٦٦٩.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٣.
و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ص ٦٧٠.

4 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في سقوط الشعر)، ص٣٢٨.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٣.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٣.

7 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص ٦٦٠، وغيره.

8 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في حكم التقصير)، ص٣٢٧.

مسئلہ ۱۴: بال مونڈا کر پچھنے لیے تو دَم ہے ورنہ صدقہ۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۵: آنکھ میں بال نکل آئے تو اُن کے اوکھاڑنے میں صدقہ نہیں۔[2] (منسک)

(٤) ناخن کترنا

مسئلہ ۱: ایک ہاتھ ایک پاؤں کے پانچوں ناخن کترے یا بیسوں ایک ساتھ تو ایک دَم ہے اور اگر کسی ہاتھ یا پاؤں کے پورے پانچ نہ کترے تو ہر ناخن پر ایک صدقہ، یہاں تک کہ اگر چاروں ہاتھ پاؤں کے چار چار کترے تو سولہ صدقے دے مگر یہ کہ صدقوں کی قیمت ایک دَم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کرلے یا دَم دے اور اگر ایک ہاتھ یا پاؤں کے پانچوں ایک جلسہ میں اور دوسرے کے پانچوں دوسرے جلسہ میں کترے تو دو دَم لازم ہیں اور چاروں ہاتھ پاؤں کے چار جلسوں میں تو چار دَم۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: کوئی ناخن ٹوٹ گیا کہ بڑھنے کے قابل نہ رہا، اس کا بقیہ اُس نے کاٹ لیا تو کچھ نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: ایک ہی جلسہ میں ایک ہاتھ کے پانچوں ناخن تراشے اور چہارم سر مونڈایا اور کسی عضو پر خوشبو لگائی تو ہر ایک پر ایک ایک دَم یعنی تین دَم واجب ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: مُحرِم نے دوسرے کے ناخن تراشے تو وہی حکم ہے جو دوسرے کے بال مونڈنے کا ہے۔[6] (منسک)

مسئلہ ۵: چاقو اور ناخن گیر سے تراشنا اور دانت سے کھٹکنا سب کا ایک حکم ہے۔

(٥) بوس و کنار وغیرہ

مسئلہ ۱: مباشرت فاحشہ اور شہوت کے ساتھ بوس و کنار اور بدن مَس کرتے میں دَم ہے، اگرچہ انزال نہ ہو اور

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٥٩.

2 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في سقوط الشعر)، ص٣٢٨.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثالث، ج١، ص٢٤٤.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في قلم الاظفار)، ص٣٣٢.

بلاشہوت میں کچھ نہیں۔ یہ افعال عورت کے ساتھ ہوں یا امرد کے ساتھ دونوں کا ایک حکم ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: مرد کے ان افعال سے عورت کو لذت آئے تو وہ بھی دَم دے۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۳: اندام نہانی پر نگاہ کرنے سے کچھ نہیں اگرچہ انزال ہوجائے اگرچہ بار بار نگاہ کی ہو۔ یوہیں خیال جمانے سے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جلق[4] سے انزال ہوجائے تو دَم ہے ورنہ مکروہ اور احتلام سے کچھ نہیں۔[5] (عالمگیری)

(٦) جماع

مسئلہ ۱: وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوگیا۔ اُسے حج کی طرح پورا کرکے دَم دے اور سال آئندہ ہی میں اس کی قضا کرلے۔ عورت بھی احرام حج میں تھی تو اس پر بھی یہی لازم ہے اور اگر اس بلا میں پھر پڑجانے کا خوف ہو تو مناسب ہے کہ قضا کے احرام سے ختم تک دونوں ایسے جدا رہیں کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھے۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: وقوف کے بعد جماع سے حج تو نہ جائے گا مگر حلق وطواف سے پہلے کیا تو بدنہ دے اور حلق کے بعد تو دَم اور بہتر اب بھی بدنہ ہے اور دونوں کے بعد کیا تو کچھ نہیں۔ طواف سے مُراد اکثر ہے یعنی چار پھیرے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: قصداً جماع ہو یا بھولے سے یا سوتے میں یا اکراہ کے ساتھ سب کا ایک حکم ہے۔[8] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: وقوف سے پہلے عورت سے ایسے بچہ نے وطی کی جس کا مثل جماع کرتا ہے یا مجنون نے تو حج فاسد ہوجائے گا۔ یوہیں مرد نے مشتہاۃ لڑکی یا مجنونہ سے وطی کی حج فاسد ہوگیا مگر بچہ اور مجنون پر نہ دَم واجب ہے، نہ قضا۔[9]

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٦٧.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج، ص۲۲۰.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج۱، ص۲٤٤.

4 ...... یعنی مشت زنی۔

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج۱، ص۲٤٤.

6 ......"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج۱، ص۲٤٤.

7 ...... المرجع السابق ص۲٤٥.

8 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج۱، ص۲٤٤.

9 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٧٢.

(درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: وقوفِ عرفہ سے پہلے چند بار جماع کیا اگر ایک ہی مجلس میں ہے تو ایک دَم واجب ہے اور دو مختلف مجلسوں میں تو دو دَم اور اگر دوسری بار احرام توڑنے کے قصد سے جماع کیا تو بہر حال ایک ہی دَم واجب ہے، چاہے ایک ہی مجلس میں ہو یا متعدد میں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: وقوفِ عرفہ کے بعد سر مونڈانے سے پہلے چند بار جماع کیا اگر ایک مجلس میں ہے تو ایک بدنہ اور دو مجلسوں میں ہے تو ایک بدنہ اور ایک دَم اور اگر دوسری بار احرام توڑنے کے ارادہ سے جماع کیا تو اس بار کچھ نہیں۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: جانور یا مردہ یا بہت چھوٹی لڑکی سے جماع کیا تو حج فاسد نہ ہوگا، انزال ہو یا نہیں مگر انزال ہوا تو دَم لازم۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: عورت نے جانور سے وطی کرائی یا کسی آدمی یا جانور کا کٹا ہوا آلہ اندر رکھ لیا حج فاسد ہوگیا۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹: عمرہ میں چار پھیرے سے قبل جماع کیا عمرہ جاتا رہا، دَم دے اور عمرہ کی قضا اور چار پھیروں کے بعد کیا تو دَم دے عمرہ صحیح ہے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: عمرہ کرنے والے نے چند بار متعدد مجلس میں جماع کیا تو ہر بار دَم واجب اور طواف و سعی کے بعد حلق سے پہلے کیا جب بھی دَم واجب ہے اور حلق کے بعد تو کچھ نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: قِران والے نے عمرہ کے طواف سے پہلے جماع کیا تو حج و عمرہ دونوں فاسد مگر دونوں کے تمام افعال بجالائے اور دو دَم دے اور سال آئندہ حج و عمرہ کرے اور اگر عمرہ کا طواف کر چکا ہے اور وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا تو عمرہ

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج ١، ص ٢٤٥.

2 ...... المرجع السابق. و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج ٣، ص ٦٧٥.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج ٣، ص ٦٧٢.

4 ...... "الدر المختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج ٣، ص ٦٧٣.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج ٣، ص ٦٧٦.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الرابع، ج ١، ص ٢٤٥.

فاسد نہ ہوا، حج فاسد ہوگیا دو دَم دے اور سال آئندہ حج کی قضا دے اور اگر وقوف کے بعد کیا تو نہ حج فاسد ہوا، نہ عمرہ ایک بدنہ اور ایک دَم دے اوران کے علاوہ قِران کی قربانی۔[1] (منسک)

مسئلہ ۱۲: جماع سے احرام نہیں جاتا وہ بدستور مُحرِم ہے اور جو چیزیں مُحرِم کے لیے ناجائز ہیں وہ اب بھی ناجائز ہیں اور وہی سب احکام ہیں۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۳: حج فاسد ہونے کے بعد دوسرے حج کا احرام اسی سال باندھا تو دوسرا نہیں ہے بلکہ وہی ہے جسے اُس نے فاسد کردیا، اس ترکیب سے سال آئندہ کی قضا سے نہیں بچ سکتا۔[3] (ردالمحتار)

(۷) طواف میں غلطیاں

مسئلہ ۱: طوافِ فرض کُل یا اکثر یعنی چار پھیرے جنابت یا حیض ونفاس میں کیا تو بدنہ ہے اور بے وضو کیا تو دَم اور پہلی صورت میں طہارت کے ساتھ اعادہ واجب، اگر مکہ سے چلا گیا ہو تو واپس آکر اعادہ کرے اگرچہ میقات سے بھی آگے بڑھ گیا ہو مگر بارھویں تاریخ تک اگر کامل طور پر اعادہ کرلیا تو جرمانہ ساقط اور بارھویں کے بعد کیا تو دَم لازم، بدنہ ساقط۔ لہٰذا اگر طوافِ فرض بارھویں کے بعد کیا ہے تو دم[4] ساقط نہ ہوگا کہ بارھویں تو گزرگئی اور اگر طوافِ فرض بے وضو کیا تھا تو اعادہ مستحب پھر اعادہ سے دَم ساقط ہوگیا اگرچہ بارھویں کے بعد کیا ہو۔[5] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۲: چار پھیرے سے کم بے طہارت کیا تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ اور جنابت میں کیا تو دَم پھر اگر بارھویں تک اعادہ کرلیا تو دَم ساقط اور بارھویں کے بعد اعادہ کیا تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ۔[6] (عالمگیری)

---

[1] ...... "لباب المناسک" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات)، ص٣٣٨.

[2] ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٢.

[3] ...... المرجع السابق.

[4] ...... بہارِ شریعت کے نسخوں میں اس جگہ "دم" کے بجائے "بدنہ" لکھا ہے، جو کتابت کی غلطی ہے کیونکہ "طوافِ فرض بارھویں کے بعد کیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا"، ایسا ہی فتاوی عالمگیری میں ہے، اسی وجہ سے ہم نے لفظ "دم" کردیا ہے۔ لہٰذا جن کے پاس بہارِ شریعت کے دیگر نسخے ہیں ان کو چاہیے کہ لفظ "بدنہ" کو قلم زد کرکے اس جگہ پر لفظ "دم" لکھ لیں۔

[5] ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج، ص ٢٢١.

و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٥.

[6] ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٦.

مسئلہ ۳: طواف فرض کُل یا اکثر بلاعذر چل کر نہ کیا بلکہ سواری پر یا گود میں یا گھسٹ کر یا بے ستر کیا مثلاً عورت کی چہارم کلائی یا چہارم سر کے بال کھلے تھے یا اُلٹا طواف کیا یا حطیم کے اندر سے طواف میں گزرا یا بارھویں کے بعد کیا تو ان سب صورتوں میں دَم دے اور صحیح طور پر اعادہ کرلیا تو دَم ساقط اور بغیر اعادہ کیے چلا آیا تو بکری یا اُس کی قیمت بھیج دے کہ حرم میں ذبح کردی جائے، واپس آنے کی ضرورت نہیں۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۴: جنابت میں طواف کر کے گھر چلا گیا تو پھر سے نیا احرام باندھ کر واپس آئے اور واپس نہ آیا بلکہ بدنہ بھیج دیا تو بھی کافی ہے مگر افضل واپس آنا ہے اور بے وضو کیا تھا تو واپس آنا بھی جائز ہے اور بہتر یہ کہ وہیں سے بکری یا قیمت بھیج دے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: طواف فرض چار پھیرے کر کے چلا گیا یعنی تین یا دو یا ایک پھیرا باقی ہے تو دَم واجب، اگر خود نہ آیا بھیج دیا تو کافی ہے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: فرض کے سوا کوئی اور طواف کُل یا اکثر جنابت میں کیا تو دَم دے اور بے وضو کیا تو صدقہ اور تین پھیرے یا اس سے کم جنابت میں کیے تو ہر پھیرے کے بدلے ایک صدقہ پھر اگر مکہ معظمہ میں ہے تو سب صورتوں میں اعادہ کرلے، کفارہ ساقط ہوجائے گا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: طوافِ رخصت کُل یا اکثر ترک کیا تو دَم لازم اور چار پھیروں سے کم چھوڑا تو ہر پھیرے کے بدلے میں ایک صدقہ اور طوافِ قدوم ترک کیا تو کفارہ نہیں مگر بُرا کیا اور طوافِ عمرہ کا ایک پھیرا بھی ترک کرے گا تو دَم لازم ہوگا اور بالکل نہ کیا یا اکثر ترک کیا تو کفارہ نہیں بلکہ اُس کا ادا کرنا لازم ہے۔[5] (منسک)

مسئلہ ۸: قارن نے طوافِ قدوم وطوافِ عمرہ دونوں بے وضو کیے تو دسویں سے پہلے طوافِ عمرہ کا اعادہ کرے اور اگر اعادہ نہ کیا یہاں تک کہ دسویں تاریخ کی فجر طلوع ہوگئی تو دَم واجب اور طوافِ فرض میں رَمَل وسعی کرلے۔[6] (منسک)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج۱، ص۲۴۷.
و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۶۲.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج۱، ص ۲۴۵،۲۴۶.

3 ...... المرجع السابق. 4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في الجناية في طواف الصدر)، ص۳۵۰ـ۳۵۲.

6 ...... المرجع السابق، ص۳۵۲.

مسئلہ ۹: نجس کپڑوں میں طواف مکروہ ہے کفارہ نہیں۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۰: طوافِ فرض جنابت میں کیا تھا اور بارھویں تک اس کا اعادہ بھی نہ کیا، اب تیرھویں کو طوافِ رُخصت باطہارت کیا تو یہ طوافِ رخصت طوافِ فرض کے قائم مقام ہوجائے گا اور طوافِ رُخصت کے چھوڑنے اور طوافِ فرض میں دیر کرنے کی وجہ سے اس پر دو دَم لازم اور اگر بارھویں کو طوافِ رخصت کیا ہے تو یہ طوافِ فرض کے قائم مقام ہوگا اور چونکہ طوافِ رخصت نہ کیا، لہٰذا ایک دَم لازم اور اگر طوافِ رُخصت دوبارہ کرلیا تو یہ دَم بھی ساقط ہوگیا اور اگر طوافِ فرض بے وضو کیا تھا اور یہ باوضو تو ایک دَم اور اگر طوافِ فرض بے وضو کیا تھا اور طوافِ رُخصت جنابت میں تو دو دَم۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: طوافِ فرض کے تین پھیرے کیے اور طوافِ رُخصت پورا کیا تو اس میں کے چار پھیرے اس میں محسوب ہو جائیں گے اور دو۲ دَم لازم، ایک طوافِ فرض میں دیر کرنے، دوسرا طوافِ رُخصت کے چار پھیرے چھوڑنے کا۔ اور اگر ہر ایک کے تین تین پھیرے کیے تو کل فرض میں شمار ہوں گے اور دو۲ دَم واجب۔[3] (عالمگیری) اس مسئلہ میں فروع کثیرہ ہیں بخوفِ تطویل ذکر نہ کیے۔

(۸) سعی میں غلطیاں

مسئلہ ۱: سعی کے چار پھیرے یا زیادہ بلا عذر چھوڑ دیے یا سواری پر کیے تو دَم دے اور حج ہوگیا اور چار سے کم میں ہر پھیرے کے بدلے صدقہ اور اعادہ کرلیا تو دَم وصدقہ ساقط اور عذر کے سبب ایسا ہوا تو معاف ہے۔ یہی ہر واجب کا حکم ہے کہ عذرِ صحیح سے ترک کرسکتا ہے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۲: طواف سے پہلے سعی کی اور اعادہ نہ کیا تو دَم دے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۳: جنابت میں یا بے وضو طواف کرکے سعی کی تو سعی کے اعادہ کی حاجت نہیں۔[6] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الخامس، ج۱، ص۲٤٦، وغیره.

2 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الخامس، ج۱، ص۲٤٦.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الثامن في الجنایات، الفصل الخامس، ج۱، ص۲٤٧.
و"ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص٦٦٥.

5 ...... "الدرالمختار" کتاب الحج، باب في السعي بین الصفا والمروة، ج۳، ص٥٨٧.

6 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص٦٦١.

مسئلہ ۲: سعی میں احرام یا زمانۂ حج شرط نہیں، نہ کی ہو تو جب چاہے کرلے ادا ہو جائے گی۔[1] (جوہرہ)

(۹) وقوف عرفہ میں غلطی

مسئلہ ۱: جو شخص غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چلا گیا دَم دے پھر اگر غروب سے پہلے واپس آیا تو ساقط ہوگیا اور غروب کے بعد واپس ہوا تو نہیں اور عرفات سے چلا آنا خواہ باختیار ہو یا بلا اختیار ہو مثلاً اونٹ پر سوار تھا وہ اسے لے بھاگا دونوں صورت میں دَم ہے۔[2] (عالمگیری، جوہرہ)

(۱۰) وقوف مُزدَلِفه

مسئلہ ۱: دسویں کی صبح کو مزدلفہ میں بلا عذر وقوف نہ کیا تو دَم دے۔ ہاں کمزور یا عورت بخوف ازدحام وقوف ترک کرے تو جرمانہ نہیں۔[3] (جوہرہ)

(۱۱) رَمی کی غلطیاں

مسئلہ ۱: کسی دن بھی رَمی نہیں کی یا ایک دن کی بالکل یا اکثر ترک کردی مثلاً دسویں کو تین کنکریاں تک ماریں یا گیارھویں وغیرہ کو دس کنکریاں تک یا کسی دن کی بالکل یا اکثر رَمی دوسرے دن کی تو ان سب صورتوں میں دَم ہے اور اگر کسی دن کی نصف سے کم چھوڑی مثلاً دسویں کو چار کنکریاں ماریں، تین چھوڑ دیں یا اور دِنوں کی گیارہ ماریں دس چھوڑ دیں یا دوسرے دن کی تو ہر کنکری پر ایک صدقہ دے اور اگر صدقوں کی قیمت دَم کے برابر ہو جائے تو کچھ کم کردے۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج، ص٢٢٢.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٧.
و"الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج، ص٢٢٢.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج، ص٢٢٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثامن في الجنايات، الفصل الخامس، ج١، ص٢٤٧.
و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٦٦.

(۱۲) قربانی اور حلق میں غلطی

مسئلہ ۱: حرم میں حلق نہ کیا، حدودِ حرم سے باہر کیا یا بارھویں کے بعد کیا یا رَمی سے پہلے کیا یا قارن و مُتمتع نے قربانی سے پہلے کیا یا ان دونوں نے رَمی سے پہلے قربانی کی تو ان سب صورتوں میں دَم ہے۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: عمرہ کا حلق بھی حرم ہی میں ہونا ضرور ہے، اس کا حلق بھی حرم سے باہر ہوا تو دَم ہے مگر اس میں وقت کی شرط نہیں۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: حج کرنے والے نے بارھویں کے بعد حرم سے باہر سر مونڈایا تو دو دَم ہیں، ایک حرم سے باہر حلق کرنے کا دوسرا بارھویں کے بعد ہونے کا۔[3] (ردالمحتار)

(۱۳) شکار کرنا

مسئلہ ۱: خشکی کا وحشی جانور شکار کرنا یا اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا یا اور کسی طرح بتانا، یہ سب کام حرام ہیں اور سب میں کفارہ واجب اگرچہ اُس کے کھانے میں مُضطر ہو۔ یعنی بھوک سے مرا جاتا ہو اور کفارہ اس کی قیمت ہے یعنی دو عادل وہاں کے حسابوں جو قیمت بتادیں وہ دینی ہوگی اور اگر وہاں اُس کی کوئی قیمت نہ ہو تو وہاں سے قریب جگہ میں جو قیمت ہو وہ ہے اور اگر ایک ہی عادل نے بتادیا جب بھی کافی ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: پانی کے جانور کو شکار کرنا جائز ہے، پانی کے جانور سے مراد وہ جانور ہے جو پانی میں پیدا ہوا ہو اگرچہ خشکی میں بھی کبھی کبھی رہتا ہو اور خشکی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش خشکی کی ہو اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔[5] (منسک)

مسئلہ ۳: شکار کی قیمت میں اختیار ہے کہ اس سے بھیڑ بکری وغیرہ اگر خرید سکتا ہے تو خرید کر حرم میں ذبح کرکے فقرا کو تقسیم کردے یا اُس کا غلہ خرید کر مساکین پر صدقہ کردے، اتنا اتنا کہ ہر مسکین کو صدقۂ فطر کی قدر پہنچے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس قیمت کے غلّہ میں جتنے صدقے ہوسکتے ہوں ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھے اور اگر کچھ غلہ بچ جائے جو پورا صدقہ نہیں تو

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۶۶، وغيره.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۶۶.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۶۶.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۷۶، وغيره.

5 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في ترك الواجبات بعذر)، ص۳۶۰.

اختیار ہے وہ کسی مسکین کو دیدے یا اس کی عوض ایک روزہ رکھے اور اگر پوری قیمت ایک صدقہ کے لائق بھی نہیں تو بھی اختیار ہے کہ اتنے کا غلہ خرید کر ایک مسکین کو دیدے یا اس کے بدلے ایک روزہ رکھے۔[1] (درمختار، عالمگیری وغیرہما)

مسئلہ ۴: کفارہ کا جانور حرم کے باہر ذبح کیا تو کفارہ ادا نہ ہوا اور اگر اس میں سے خود بھی کھالیا تو اتنے کا تاوان دے اور اگر اس کفارہ کے گوشت کو ایک مسکین پر تصدق کیا جب بھی جائز ہے۔ یوہیں تاوان کی قیمت بھی ایک مسکین کو دے سکتا ہے اور اگر جانور کو باہر ذبح کیا اور اُس کا گوشت ہر مسکین کو ایک ایک صدقہ کی قیمت کا دیا اور وہ سب گوشت اتنی قیمت کا ہے جتنی قیمت کا غلہ خریدا جاتا تو ادا ہو گیا۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: کفارہ کا جانور چوری گیا یا زندہ جانور ہی تصدق کر دیا تو ناکافی ہے اور اگر ذبح کر دیا اور گوشت چوری گیا تو ادا ہو گیا۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶: قیمت کا غلہ تصدق کرنے کی صورت میں ہر مسکین کو صدقہ کی مقدار دینا ضروری ہے کم وبیش دے گا تو ادا نہ ہوگا۔ کم دیا تو کل نفل صدقہ ہے اور زیادہ دیا تو ایک صدقہ سے جتنا زیادہ دیا نفل ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ایک ہی دن میں دیا ہو اور اگر کئی دن میں دیا اور ہر روز پورا صدقہ تو یوں ایک مسکین کو کئی صدقہ دے سکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مسکین کو ایک ایک صدقہ کی قیمت دیدے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مُحرم نے جنگل کے جانور کو ذبح کیا تو حلال نہ ہوا بلکہ مُردار ہے ذبح کرنے کے بعد اُسے کھا بھی لیا تو اگر کفارہ دینے کے بعد کھایا تو اب پھر کھانے کا کفارہ دے اور اگر نہیں دیا تھا تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔[5] (جوہرہ)

مسئلہ ۸: جتنی قیمت اُس شکار کی تجویز ہوئی اُسکا جانور خرید کر ذبح کیا اور قیمت میں سے بچ رہا تو بقیہ کا غلہ خرید کر تصدق کرے یا ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھے یا کچھ روزے رکھے کچھ صدقہ دے سب جائز ہے۔ یوہیں اگر وہ قیمت دو جانوروں کے خریدنے کے لائق ہے تو چاہے دو جانور ذبح کرے یا ایک ذبح اور ایک کے بدلے کا صدقہ دے یا روزے رکھے ہر

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨١.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٤٨، وغيرهما.

2 ...... "الفتاوى الهندية"،المرجع السابق ص٢٤٨ و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨١.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨١.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨١-٦٨٢.

5 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج، ص٢٢٨.

طرح اختیار ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: احرام والے نے حرم کا جانور شکار کیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے، حرم کی وجہ سے دوہرا کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر بغیر احرام کے حرم میں شکار کیا تو اس کا بھی وہی کفارہ ہے جو مُحرِم کے لیے ہے مگر اس میں روزہ کافی نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۰: جنگل کے جانور سے مراد وہ ہے جو خشکی میں پیدا ہوتا ہے اگرچہ پانی میں رہتا ہو۔ لہٰذا مرغابی اور وحشی بط کے شکار کرنے کا بھی یہی حکم ہے اور پانی کا جانور وہ ہے جس کی پیدائش پانی میں ہوتی ہے اگرچہ کبھی کبھی خشکی میں رہتا ہو۔ گھریلو جانور جیسے گائے، بھینس، بکری اگر جنگل میں رہنے کے سبب انسان سے وحشت کریں تو وحشی نہیں اور وحشی جانور کسی نے پال لیا تو اب بھی جنگل ہی کا جانور شمار کیا جائے گا، اگر پلاؤ ہرن شکار کیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے۔ جنگل کا جانور اگر کسی کی مِلک میں ہو جائے مثلاً پکڑ لایا یا پکڑنے والے سے مول لیا تو اس کے شکار کرنے کا بھی وہی حکم ہے۔[3] (عالمگیری، جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۱: حرام اور حلال جانور دونوں کے شکار کا ایک حکم ہے مگر حرام جانور کے قتل کرنے میں کفارہ ایک بکری سے زیادہ نہیں ہے اگرچہ اس جانور کی قیمت ایک بکری سے بہت زائد کی ہو مثلاً ہاتھی کو قتل کیا تو صرف ایک بکری کفارہ میں واجب ہے۔[4] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۲: سکھایا ہوا جانور قتل کیا تو کفارہ میں وہی قیمت واجب ہے جو بے سکھائے کی ہے، البتہ اگر وہ کسی کی مِلک ہے تو کفارہ کے علاوہ اس کے مالک کو سکھائے ہوئے کی قیمت دے۔[5] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: کفارہ لازم آنے کے لیے قصداً قتل کرنا شرط نہیں بُھول چوک سے قتل ہوا جب بھی کفارہ ہے۔[6] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۴: جانور کو زخمی کر دیا مگر مرا نہیں یا اس کے بال یا پر نوچے یا کوئی عضو کاٹ ڈالا تو اس کی وجہ سے جو کچھ اُس

---

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٤٨.

2 ..... المرجع السابق.

3 ..... المرجع السابق ص٢٤٧. و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٦.

4 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨١.

5 ..... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٨١.

6 ..... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٨، وغيره.

جانور میں کمی ہوئی وہ کفارہ ہے اور اگر زخم کی وجہ سے مرگیا تو پوری قیمت واجب۔[1] (عامہ کتب)

مسئلہ ۱۵ زخم کھا کر بھاگ گیا اور معلوم ہے کہ مرگیا یا معلوم نہیں کہ مرگیا یا زندہ ہے تو قیمت واجب ہے اور اگر معلوم ہے کہ مرگیا مگر اس زخم کے سبب سے نہیں بلکہ کسی اور سبب سے تو زخم کی جزا دے اور بالکل اچھا ہوگیا، جب بھی کفارہ ساقط نہ ہوگا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۶ جانور کو زخمی کیا پھر اُسے قتل کر ڈالا تو زخم و قتل دونوں کا کفارہ دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷ جانور جال میں پھنسا ہوا تھا یا کسی درندہ نے اسے پکڑا تھا اُس نے چھوڑانا چاہا، تو اگر مر بھی جائے جب بھی کچھ نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۸ پرند کے پر نوچ ڈالے کہ اُڑ نہ سکے یا چوپایہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے کہ بھاگ نہ سکے تو پورے جانور کی قیمت واجب ہے اور انڈا توڑا یا بھونا تو اس کی قیمت دے مگر جب کہ گندہ ہو تو کچھ واجب نہیں اگرچہ اس کا چھلکا قیمتی ہو جیسے شُتر مرغ کا انڈا کہ لوگ اُسے خرید کر بطور نمائش رکھتے ہیں اگرچہ گندہ ہو۔ انڈا توڑا اس میں سے بچہ مرا ہوا نکلا تو بچہ کی قیمت دے اور جنگل کے جانور کا دودھ دوہا تو دودھ کی اور بال کترے تو بالوں کی قیمت دے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹ پرند کے پر نوچ ڈالے یا چوپایہ کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے پھر کفارہ دینے سے پہلے اُسے قتل کر ڈالا تو ایک ہی کفارہ ہے اور کفارہ ادا کرنے کے بعد قتل کیا تو دو کفارے، ایک زخم وغیرہ کا دوسرا قتل کا اور اگر زخمی کیا پھر وہ جانور زخم کے سبب مرگیا تو ایک ہی کفارہ ہے خواہ مرنے سے پہلے دیا ہو یا بعد۔[6] (منسک، عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ جنگل کے جانور کا انڈا بھونا یا دودھ دوہا اور کفارہ ادا کر دیا تو اب اس کا کھانا حرام نہیں اور بیچنا بھی جائز مگر مکروہ ہے اور جانور کا کفارہ دیا اور کھایا تو پھر کفارہ دے اور دوسرے محرم نے کھا لیا تو اس پر کفارہ نہیں اگرچہ کھانا حرام تھا کہ وہ

---

1 ..... "تنویر الابصار" و "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۸۳.

2 ..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۸۳.

3 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب التاسع في الصید، ج۱، ص۲٤۸.

4 ..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۸٤.

5 ..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۸٤، وغیرہ.

6 ..... "المسلك المتقسط"، (باب الجنایات، فصل في الجرح)، ص۳۶۲.

و"الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب التاسع في الصید، ج۱، ص۲٤۸.

مُردار ہے۔[1] (جوہرہ، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۱: جنگل کے جانور کا انڈا اُٹھالایا اور مرغی کے نیچے رکھ دیا اگر گندہ ہوگیا تو اس کی قیمت دے اور اس سے بچہ نکلا اور بڑا ہو کر اُڑ گیا تو کچھ نہیں اور اگر انڈے پر سے جانور کو اڑا دیا اور انڈا گندہ ہوگیا تو کفارہ واجب۔[2] (منسک)

مسئلہ ۲۲: ہرنی کو مارا اس کے پیٹ میں بچہ تھا، وہ مرا ہوا گرا تو اس بچہ کی قیمت کفارہ دے اور ہرنی بعد کو مرگئی تو اس کی قیمت بھی اور اگر نہ مری تو اس کی وجہ سے جتنا اس میں نقصان آیا وہ کفارہ میں دے اور اگر بچہ نہیں گرا مگر ہرنی مرگئی تو حالتِ حمل میں جو اس کی قیمت تھی وہ دے۔[3] (جوہرہ)

مسئلہ ۲۳: کوا، چیل، بھیڑیا، بچھو، سانپ، چوہا، گھونس، چھچوندر، کٹکھنا کتا، پسّو، مچھر، کلّی، کچھوا، کیکڑا، پتنگا، کاٹنے والی چیونٹی، مکھی، چھپکلی، بُر اور تمام حشرات الارض بجّو، لومڑی، گیدڑ جب کہ یہ درندے حملہ کریں یا جو درندے ایسے ہوں جن کی عادت اکثر ابتداءً حملہ کرنے کی ہوتی ہے جیسے شیر، چیتا، تیندوا، ان سب کے مارنے میں کچھ نہیں۔ یو ہیں پانی کے تمام جانوروں کے قتل میں کفارہ نہیں۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار وغیرہا)

مسئلہ ۲۴: ہرن اور بکری سے بچہ پیدا ہوا تو اس کے قتل میں کچھ نہیں، ہرنی اور بکرے سے ہے تو کفارہ واجب۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۵: غیر مُحرم نے شکار کیا تو مُحرم اُسے کھا سکتا ہے اگرچہ اُس نے اسی کے لیے کیا ہو، جب کہ اُس محرم نے نہ اُسے بتایا، نہ حکم کیا، نہ کسی طرح اس کام میں اعانت کی ہو اور یہ شرط بھی ہے کہ حرم سے باہر اُسے ذبح کیا ہو۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۲۶: بتانے والے، اشارہ کرنے والے پر کفارہ اس وقت لازم ہے کہ ① جسے بتایا وہ اس کی بات جھوٹی نہ

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج ص۲۲٦.
و "ردالمحتار"، كتاب الجنايات، ج۳، ص٦٨٨.

2 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في حكم البيض)، ص۳٦٦.

3 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج ص۲۲٦.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٨٩-٦٩١.
و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج۱، ص۲٥۲.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٩۲.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص٦٩۲.

جانے اور ② بے اس کے بتائے وہ جانتا بھی نہ ہو اور ③ اُس کے بتانے پر فوراً اُس نے مار بھی ڈالا ہو اور ④ وہ جانور وہاں سے بھاگ نہ گیا اور ⑤ یہ بتانے والا جانور کے مارے جانے تک احرام میں ہو۔ اگر ان پانچوں شرطوں میں ایک نہ پائی جائے تو کفارہ نہیں رہا گناہ وہ بہر حال ہے۔[1] (درمختار، جوہرہ)

مسئلہ ۲۷ ایک مُحرِم نے کسی کو شکار کا پتا دیا مگر اس نے نہ اُسے سچا جانا نہ جھوٹا پھر دوسرے نے خبر دی، اب اس نے جستجو کی اور جانور کو مارا تو دونوں بتانے والوں پر کفارہ ہے اور اگر پہلے کو جھوٹا سمجھا تو صرف دوسرے پر ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸ مُحرِم نے شکار کا حکم دیا تو کفارہ بہر حال لازم اگرچہ جانور خود مارنے والے کے علم میں ہے۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹ ایک مُحرِم نے دوسرے مُحرِم کو شکار کرنے کا حکم دیا اور دوسرے نے خود نہ کیا بلکہ اُس نے تیسرے مُحرِم کو حکم دیا، اب تیسرے نے شکار کیا تو پہلے پر کفارہ نہیں اور دوسرے اور تیسرے پر لازم اور اگر پہلے نے دوسرے سے کہا کہ تو فلاں کو شکار کا حکم دے اور اس نے حکم دیا تو تینوں پر جرمانہ لازم۔[4] (منسک)

مسئلہ ۳۰ غیر مُحرِم نے مُحرِم کو شکار بتایا یا حکم کیا تو گنہگار ہوا توبہ کرے، اس غیر مُحرِم پر کفارہ نہیں۔[5] (منسک)

مسئلہ ۳۱ مُحرِم نے جسے بتایا وہ مُحرِم ہو یا نہ ہو بہر حال بتانے والے پر کفارہ لازم۔[6] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳۲ کئی شخصوں نے مل کر شکار کیا تو سب پر پورا پورا کفارہ ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۳ ٹڈی بھی خشکی کا جانور ہے، اُسے مارے تو کفارہ دے اور ایک کھجور کافی ہے۔[8] (جوہرہ)

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج ص ٢٢٤.
و"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٧.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في الدلالة والاشارة ونحو ذلك)، ص٣٦٩.

5 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في الدلالة والاشارة ونحو ذلك)، ص٣٦٩.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٧٧.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٤٩.

8 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج ص٢٢٧.

مسئلہ ۳۴ مُحرِم نے جنگل کا جانور خریدا یا بیچا تو بیع باطل ہے پھر بائع و مشتری دونوں مُحرِم ہیں اور جانور ہلاک ہوا تو دونوں پر کفارہ ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ احرام کی حالت میں پکڑا اور احرام ہی میں بیچا اور اگر پکڑنے کے وقت مُحرِم نہ تھا اور بیچنے کے وقت ہے تو بیع فاسد ہے اور اگر پکڑنے کے وقت مُحرِم تھا اور بیچنے کے وقت نہیں ہے تو بیع جائز۔[1] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۵ غیر مُحرِم نے غیر مُحرِم کے ہاتھ جنگل کا جانور بیچا اور مشتری نے ابھی قبضہ نہ کیا تھا کہ دونوں میں سے ایک نے احرام باندھ لیا تو اب وہ بیع باطل ہوگئی۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۳۶ احرام باندھا اور اس کے ہاتھ میں جنگل کا جانور ہے تو حکم ہے کہ چھوڑ دے اور نہ چھوڑا یہاں تک کہ مر گیا تو ضمان دے مگر چھوڑنے سے اس کی مِلک سے نہیں نکلتا جب کہ احرام سے پہلے پکڑا تھا اور یہ بھی شرط ہے کہ بیرونِ حرم پکڑا ہو لہٰذا اگر اسے کسی نے پکڑ لیا تو مالک اس سے لے سکتا ہے۔ جب کہ احرام سے نکل چکا ہو اور اگر کسی اور نے اس کے ہاتھ سے چھڑا دیا تو یہ تاوان دے اور اگر جانور اس کے گھر ہے تو کچھ مضایقہ نہیں یا پاس ہی ہے مگر پنجرے میں ہے تو جب تک حرم سے باہر ہے چھوڑنا ضروری نہیں۔ لہٰذا اگر مر گیا تو کفارہ لازم نہیں۔[3] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۷ مُحرِم نے جانور پکڑا تو اس کی مِلک نہ ہوا، حکم ہے کہ چھوڑ دے اگرچہ پنجرے میں ہو یا گھر پر ہو اور اُسے کوئی پکڑ لے تو احرام کے بعد اس سے نہیں لے سکتا اور اگر کسی دوسرے نے چھوڑ دیا تو اُس سے تاوان نہیں لے سکتا اور دوسرے مُحرِم نے مار ڈالا تو دونوں پر کفارہ ہے مگر پکڑنے والے نے جو کفارہ دیا ہے، وہ مارنے والے سے وصول کرسکتا ہے۔[4] (جوہرہ، عالمگیری)

مسئلہ ۳۸ مُحرِم نے جنگل کا جانور پکڑا تو اُس پر لازم ہے کہ جنگل میں یا ایسی جگہ چھوڑ دے جہاں وہ پناہ لے سکے، اگر شہر میں لاکر چھوڑا جہاں اس کے پکڑنے کا اندیشہ ہے تو جرمانہ سے بَری نہ ہوگا۔[5] (منسک)

مسئلہ ۳۹ کسی نے ایسی جگہ شکار دیکھا کہ مارنے کے لیے تیر کمان، غلیل، بندوق وغیرہا کی ضرورت ہے اور مُحرِم نے یہ چیزیں اسے دیں تو اس پر پورا کفارہ لازم اور شکار ذبح کرنا ہے اُس کے پاس ذبح کرنے کی چیز نہیں، مُحرِم نے چُھری دی تو

---

1 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الجنايات في الحج ص٢٢٩ .

2 ...... المرجع السابق.

3 ...... المرجع السابق.و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥٠، ٢٥١.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات، فصل في أخذ الصيد و ارساله)، ص٣٦٨.

کفارہ ہے اور اگر اس کے پاس ذبح کرنے کی چیز ہے اور مُحرِم نے چھری دی تو کفارہ نہیں مگر کراہت ہے۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۰ مُحرِم نے جانور پر اپنا کتا یا باز سکھایا ہوا چھوڑا، اُس نے شکار کو مار ڈالا تو کفارہ واجب ہے اور اگر احرام کی وجہ سے تعمیلِ حکمِ شرع کے لیے باز چھوڑ دیا، اُس نے جانور کو مار ڈالا یا سکھانے کے لیے جال پھیلایا، اس میں جانور پھنس کر مر گیا یا کوآں کھودا تھا اُس میں گر کر مرا تو ان صورتوں میں کفارہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

(۱۴) حرم کے جانور کو ایذا دینا

مسئلہ ۱ حرم کے جانور کو شکار کرنا یا اُسے کسی طرح ایذا دینا سب کو حرام ہے۔ مُحرِم اور غیر مُحرِم دونوں اس حکم میں یکساں ہیں۔ غیر مُحرِم نے حرم کے جنگل کا جانور ذبح کیا تو اس کی قیمت واجب ہے اور اس قیمت کے بدلے روزہ نہیں رکھ سکتا اور مُحرِم ہے تو روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲ مُحرِم نے اگر حرم کا جانور مارا تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا دو نہیں اور اگر وہ جانور کسی کا مملوک تھا تو مالک کو اس کی قیمت بھی دے۔ پھر اگر سکھایا ہوا ہو مثلاً طوطی تو مالک کو وہ قیمت دے جو سیکھے ہوئے کی ہے اور کفارہ میں بے سکھائے ہوئے کی قیمت۔[4] (منسک)

مسئلہ ۳ جو حرم میں داخل ہوا اور اُس کے پاس کوئی وحشی جانور ہو اگرچہ پنجرے میں تو حکم ہے کہ اُسے چھوڑ دے، پھر اگر وہ شکاری جانور باز، شکرا، بہری وغیرہا ہے اور اس نے اس حکمِ شرع کی تعمیل کے لیے اُسے چھوڑا، اُس نے شکار کیا تو اُس کے ذمہ تاوان نہیں اور شکار پر چھوڑا تو تاوان ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴ ایک شخص دوسرے کا وحشی جانور غصب کر کے حرم میں لایا تو واجب ہے کہ چھوڑ دے اور مالک کو قیمت دے اور نہ چھوڑا بلکہ مالک کو واپس دیا تو تاوان دے۔ غصب کے بعد احرام باندھا جب بھی یہی حکم ہے۔[6] (ردالمحتار وغیرہ)

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥٠.

2 ...... المرجع السابق ص٢٥١.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٩٣.

4 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط" (باب الجنايات، فصل في صيد الحرم)، ص٣٧٤.

5 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٩٣، وغيره.

6 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٦٩٤.

مسئلہ ۵ دو غیر مُحرِم نے حرم کے جانور کو ایک ضرب میں مار ڈالا تو دونوں آدھی آدھی قیمت دیں۔ یوہیں اگر بہت سے لوگوں نے مارا تو سب پر وہ قیمت تقسیم ہوجائے گی اور اگر اُن میں کوئی محرم بھی ہے تو علاوہ اُس کے جو اُس کے حصہ میں پڑا پوری قیمت بھی کفارہ میں دے اور ایک نے پہلے ضرب لگائی پھر دوسرے نے تو ہر ایک کی ضرب سے اس کی قیمت میں جو کمی ہوئی وہ دے۔ پھر باقی قیمت دونوں پر تقسیم ہوجائے گی اس بقیہ کا نصف نصف دونوں دیں۔[1] (عالمگیری، منسک)

مسئلہ ۶ ایک نے حرم کا جانور پکڑا، دوسرے نے مار ڈالا تو دونوں پوری پوری قیمت دیں اور پکڑنے والے کو اختیار ہے کہ دوسرے سے تاوان وصول کرلے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ چند شخص مُحرِم مکہ کے کسی مکان میں ٹھہرے، اس مکان میں کبوتر رہتے تھے۔ سب نے ایک سے کہا، دروازہ بند کردے، اس نے دروازہ بند کردیا اور سب منیٰ کو چلے گئے، واپس آئے تو کبوتر پیاس سے مرے ہوئے ملے تو سب پورا پورا کفارہ دیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ جانور کا کچھ حصہ حرم میں ہو اور کچھ باہر تو اگر کھڑا ہو اور اس کے سب پاؤں حرم میں ہوں یا ایک ہی پاؤں تو وہ حرم کا جانور ہے، اُس کو مارنا حرام ہے اگرچہ سر حرم سے باہر ہے اور اگر صرف سر حرم میں ہے اور پاؤں سب کے سب باہر تو قتل پر جرمانہ لازم نہیں اور اگر لیٹا سویا ہے اور کوئی حصہ بھی حرم میں ہے تو اسے مارنا حرام۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹ جانور حرم سے باہر تھا، اس نے تیر چھوڑا وہ جانور بھاگا اور تیر اُسے اس وقت لگا کہ حرم میں پہنچ گیا تھا تو جرمانہ لازم اور اگر تیر لگنے کے بعد بھاگ کر حرم میں گیا اور وہیں مرگیا تو نہیں مگر اس کا کھانا حلال نہیں۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ جانور حرم میں نہیں مگر یہ شکار کرنے والا حرم میں ہے اور حرم ہی سے تیر چھوڑا تو جرمانہ واجب۔[6] (عالمگیری)

---

1 ...."الفتاوی الهندیة" کتاب المناسك، الباب التاسع فی الصید، ج۱، ص۲٤۹.
و"لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنایات)، ص۳٦٤.

2 .... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب التاسع في الصید، ج۱، ص۲٥۰.

3 .... المرجع السابق.

4 .... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص٦۸۷.

5 .... المرجع السابق، ص٦۸۸.

6 .... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب التاسع فی الصید، ج۱، ص۲٥۱.

مسئلہ ۱۱ جانور اور شکاری دونوں حرم سے باہر ہیں مگر تیر حرم سے ہوتا ہوا گزرا تو اسمیں بھی بعض علما تاوان واجب کرتے ہیں۔ درمختار میں یہی لکھا مگر بحرالرائق ولباب میں تصریح ہے کہ اس میں تاوان نہیں اور علامہ شامی نے فرمایا کلام علما سے یہی ثابت۔ کتایا باز وغیرہ چھوڑا اور حرم سے ہوتا ہوا گزرا، اس کا بھی یہی حکم ہے۔[1]

مسئلہ ۱۲ جانور حرم سے باہر تھا اس پر کتا چھوڑا، کتے نے حرم میں جا کر پکڑا تو اُس پر تاوان نہیں مگر شکار نہ کھایا جائے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳ گھوڑے وغیرہ کسی جانور پر سوار جارہا تھا یا اسے ہانکتا یا کھینچتا لیے جارہا تھا، اُس کے ہاتھ پاؤں سے کوئی جانور دب کر مر گیا یا اس نے کسی جانور کو دانت سے کاٹا اور مر گیا تو تاوان دے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴ بھیڑیے پر کتا چھوڑا، اُس نے جا کر شکار پکڑا یا بھیڑیا پکڑنے کے لیے جال تانا، اُس میں شکار پھنس گیا تو دونوں صورتوں میں تاوان کچھ نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵ جانور کو بھگایا وہ کوئیں میں گر پڑا یا پھسل کر گرا اور مر گیا یا کسی چیز کی ٹھوکر لگی وہ مر گیا تو تاوان دے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ حرم کا جانور پکڑ لایا اور اسے بیرونِ حرم چھوڑ دیا، اب کسی نے مار ڈالا تو پکڑنے والے پر کفارہ لازم ہے اور اگر کسی نے نہ بھی مارا تو جب تک امن کے ساتھ حرم کی زمین میں پہنچ جانا معلوم نہ ہو، کفارہ سے بَری نہ ہوگا۔[6] (منسک)

مسئلہ ۱۷ جانور حرم سے باہر تھا اور اس کا بہت چھوٹا بچہ حرم کے اندر، غیرمُحرِم نے اُس جانور کو مارا تو اس کا کفارہ نہیں مگر بچہ بھوک سے مر جائے گا تو بچہ کا کفارہ دینا ہوگا۔[7] (منسک)

مسئلہ ۱۸ ہرنی کو حرم سے نکالا وہ بچے جنی پھر وہ مر گئی اور بچے بھی تو سب کا تاوان دے اور اگر تاوان دینے کے بعد

---

1 ...... انظر:"الدر المختار" و"رد المحتار"، باب الجنايات، ج۳، ص۶۸۷. و "البحر الرائق"، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل ان قتل محرم صيداً، ج۳، ص۶۹. و "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في صيد الحرم)، ص۳۷۶.

2 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج۱، ص۲۵۱.

3 ...... المرجع السابق، ص۲۵۲.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في أخذ الصيد و ارساله)، ص۳۶۸.

7 ...... "لباب المناسك"، (باب الجنايات، فصل في صيد الحرم)، ص۳۷۷.

جنی تو بچوں کا تاوان لازم نہیں۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۹: پرند درخت پر بیٹھا ہوا ہے اور وہ درخت حرم سے باہر ہے مگر جس شاخ پر بیٹھا ہے وہ حرم میں ہے تو اُسے مارنا حرام ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

(۱۵) حرم کے پیڑ وغیرہ کاٹنا

مسئلہ ۱: حرم کے درخت چار قسم ہیں: ① کسی نے اُسے بویا ہے اور وہ ایسا درخت ہے جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔ ② بویا ہے مگر اس قسم کا نہیں جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔ ③ کسی نے اسے بویا نہیں مگر اس قسم سے ہے جسے لوگ بویا کرتے ہیں۔ ④ بویا نہیں، نہ اس قسم سے ہے جسے لوگ بوتے ہیں۔

پہلی تین قسموں کے کاٹنے وغیرہ میں کچھ نہیں یعنی اس پر جرمانہ نہیں۔ رہا یہ کہ وہ اگر کسی کی ملک ہے تو مالک تاوان لے گا، چوتھی قسم میں جرمانہ دینا پڑے گا اور کسی کی ملک ہے تو مالک تاوان بھی لے گا اور جرمانہ اُسی وقت ہے کہ تر ہو اور ٹوٹا یا اُکھڑا ہوا نہ ہو۔ جرمانہ یہ ہے کہ اُس کی قیمت کا غلہ لے کر مساکین پر تصدق کرے، ہر مسکین کو ایک صدقہ اور اگر قیمت کا غلہ پورے صدقہ سے کم ہے تو ایک ہی مسکین کو دے اور اس کے لیے حرم کے مساکین ہونا ضرور نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قیمت ہی تصدق کردے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس قیمت کا جانور خرید کر حرم میں ذبح کردے روزہ رکھنا کافی نہیں۔[3] (عالمگیری، درمختار وغیرہما)

مسئلہ ۲: درخت اُکھیڑا اور اس کی قیمت بھی دیدی، جب بھی اُس سے کسی قسم کا نفع لینا جائز نہیں اور اگر بیچ ڈالا تو بیع ہوجائے گی مگر اُس کی قیمت تصدق کردے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: جو درخت سُوکھ گیا اُسے اُکھاڑ سکتا ہے اور اس سے نفع بھی اُٹھا سکتا ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: درخت اُکھاڑا اور تاوان بھی ادا کردیا پھر اسے وہیں لگا دیا اور وہ جم گیا پھر اسی کو اُکھاڑا تو اب تاوان

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٤٠٧، وغيره.

2 ...... المرجع السابق ص٦٨٦.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥٢-٢٥٣.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب التاسع في الصيد، ج١، ص٢٥٣.

5 ...... المرجع السابق.

نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۵ درخت کے پتے توڑے اگر اس سے درخت کو نقصان نہ پہنچا تو کچھ نہیں۔ یوہیں جو درخت پھلتا ہے اُسے بھی کاٹنے میں تاوان نہیں جب کہ مالک سے اجازت لے لی ہو اُسے قیمت دیدے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۶ چند شخصوں نے مل کر درخت کاٹا تو ایک ہی تاوان ہے جو سب پر تقسیم ہو جائے گا، خواہ سب مُحرِم ہوں یا غیر مُحرِم یا بعض مُحرِم بعض غیر مُحرِم۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷ حرم کے پیلو یا کسی درخت کی مسواک بنانا جائز نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸ جس درخت کی جڑ حرم سے باہر ہے اور شاخیں حرم میں وہ حرم کا درخت نہیں اور اگر تنے کا بعض حصہ حرم میں ہے اور بعض باہر تو وہ حرم کا ہے۔[5] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۹ اپنے یا جانور کے چلنے میں یا خیمہ نصب کرنے میں کچھ درخت جاتے رہے تو کچھ نہیں۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰ ضرورت کی وجہ سے فتویٰ اس پر ہے کہ وہاں کی گھاس جانوروں کو چرانا جائز ہے۔ باقی کاٹنا، اُکھاڑنا، اس کا وہی حکم ہے جو درخت کا ہے۔ سوا اِذخر اور سوکھی گھاس کے کہ ان سے ہر طرح انتفاع جائز ہے۔ کھنبی کے توڑنے، اُکھاڑنے میں کچھ مضایقہ نہیں۔[7] (درمختار، ردالمحتار)

(۱۶) جوں مارنا

مسئلہ ۱ اپنی جُوں اپنے بدن یا کپڑوں میں ماری یا پھینک دی تو ایک میں روٹی کا ٹکڑا اور دو یا تین ہوں تو ایک مُٹھی

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب التاسع في الصید، ج۱، ص۲۵۳.

2 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۸۵.

3 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب التاسع في الصید، ج۱، ص۲۵۳.

4 ...... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ج۱، ص۲٦٤.

5 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۸٦، وغیره.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الجنایات، ج۳، ص۶۸٦.

7 ...... المرجع السابق، ص۶۸۸.

ناج اوراس سے زیادہ میں صدقہ۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۲: جُوئیں مرنے کو سر یا کپڑا دھویا یا دھوپ میں ڈالا، جب بھی یہی کفارے ہیں جو مارنے میں تھے۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۳: دوسرے نے اُس کے کہنے یا اشارہ کرنے سے اُس کی جوں ماری، جب بھی اُس پر کفارہ ہے اگرچہ دوسرا احرام میں نہ ہو۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۴: زمین وغیرہ پر گری ہوئی جوں یا دوسرے کے بدن یا کپڑوں کی مارنے میں اس پر کچھ نہیں اگرچہ وہ دوسرا بھی احرام میں ہو۔[4] (بحر)

مسئلہ ۵: کپڑا بھیگ گیا تھا سُکھانے کے لیے دھوپ میں رکھا، اس سے جوئیں مرگئیں مگر یہ مقصود نہ تھا تو کچھ حرج نہیں۔[5] (منسک متوسط)

مسئلہ ۶: حرم کی خاک یا کنکری لانے میں حرج نہیں۔[6] (عالمگیری)

(۱۷) بغیر احرام میقات سے گزرنا

مسئلہ ۱: میقات کے باہر سے جو شخص آیا اور بغیر احرام مکہ معظمہ کو گیا تو اگرچہ نہ حج کا ارادہ ہو، نہ عمرہ کا مگر حج یا عمرہ واجب ہوگیا پھر اگر میقات کو واپس نہ گیا، یہیں احرام باندھ لیا تو دَم واجب ہے اور میقات کو واپس جا کر احرام باندھ کر آیا تو دَم ساقط اور مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے جو اُس پر حج یا عمرہ واجب ہوا تھا اس کا احرام باندھا اور ادا کیا تو بری الذمہ ہوگیا۔ یوہیں اگر حجۃ الاسلام یا نفل یا منّت کا عمرہ یا حج جو اُس پر تھا، اُس کا احرام باندھا اور اُسی سال ادا کیا جب بھی بری الذمہ ہوگیا اور اگر اس سال ادا نہ کیا تو اس سے بری الذمہ نہ ہوا، جو مکہ میں جانے سے واجب ہوا تھا۔[7] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۶۸۹.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "البحر الرائق"، كتاب الحج، باب الجنايات، فصل ان قتل محرم صيداً، ج۳، ص۶۱.

5 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الجنايات،فصل في قتل القمل)، ص۳۷۸.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ج۱، ص۲٦٤.

7 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ج۱، ص۲۵۳.

و"الدرالمختار" و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، مطلب لايجب الضمان بكسر آلات اللهو، ج۳، ص۷۱۱.

مسئلہ ۲: چند بار بغیر احرام مکہ معظمہ کو گیا، پچھلی بار میقات کو واپس آکر حج یا عمرہ کا احرام باندھ کر ادا کیا تو صرف اس بار جو حج یا عمرہ واجب ہوا تھا، اس سے بری الذمہ ہوا، پہلوں سے نہیں۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: حج یا عمرہ کا ارادہ ہے اور بغیر احرام میقات سے آگے بڑھا تو اگر یہ اندیشہ ہے کہ میقات کو واپس جائے گا تو حج فوت ہو جائے گا تو واپس نہ ہو، وہیں سے احرام باندھ لے اور دَم دے اور اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو واپس آئے۔ پھر اگر میقات کو بغیر احرام آیا تو دَم ساقط۔ یوہیں اگر احرام باندھ کر آیا اور لبیک کہہ چکا ہے تو دَم ساقط اور نہیں کہا تو نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴: میقات سے بغیر احرام گیا پھر عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کو فاسد کر دیا، پھر میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کی قضا کی تو میقات سے بے احرام گزرنے کا دَم ساقط ہو گیا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۵: متمتع نے حرم کے باہر سے حج کا احرام باندھا، اُسے حکم ہے کہ جب تک وقوفِ عرفہ نہ کیا اور حج فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو حرم کو واپس آئے اگر واپس نہ آیا تو دَم واجب ہے اور اگر واپس ہوا اور لبیک کہہ چکا ہے تو دَم ساقط ہے نہیں تو نہیں اور باہر جا کر احرام نہیں باندھا تھا اور واپس آیا اور یہاں سے احرام باندھا تو کچھ نہیں۔ مکہ میں جس نے اقامت کر لی ہے اس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر مکہ والا کسی کام سے حرم کے باہر گیا تھا اور وہیں سے حج کا احرام باندھ کر وقوف کر لیا تو کچھ نہیں اور اگر عمرہ کا احرام حرم میں باندھا تو دَم لازم آیا۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: نابالغ بغیر احرام میقات سے گزرا پھر بالغ ہو گیا اور وہیں سے احرام باندھ لیا تو دَم لازم نہیں اور غلام اگر بغیر احرام گزرا پھر اُس کے آقا نے احرام کی اجازت دے دی اور اُس نے احرام باندھ لیا تو دَم لازم ہے جب آزاد ہو ادا کرے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: میقات سے بغیر احرام گزرا پھر عمرہ کا احرام باندھا اس کے بعد حج کا یا قِران کیا تو دَم لازم ہے اور اگر پہلے

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ج١، ص٢٥٣، ٢٥٤.

2 ...... المرجع السابق ص٢٥٣.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج٣، ص٧١٣.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ج١، ص٢٥٤.

و"ردالمحتار"،

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ج١، ص٢٥٣.

حج کا باندھا پھر حرم میں عمرہ کا تو دو دَم۔[1] (عالمگیری)

(۱۸) احرام ہوتے ہوئے دوسرا احرام باندھنا

مسئلہ ۱: جو شخص میقات کے اندر رہتا ہے اُس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کا طواف ایک پھیرا بھی کرلیا، اُس کے بعد حج کا احرام باندھا تو اسے توڑ دے اور دَم واجب ہے۔ اس سال عمرہ کرلے، سال آئندہ حج اور اگر عمرہ توڑ کر حج کیا تو عمرہ ساقط ہوگیا اور دَم دے اور دونوں کرلیے تو ہوگئے مگر گنہگار ہوا اور دَم واجب۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۲: حج کا احرام باندھا پھر عرفہ کے دن یا رات میں دوسرے حج کا احرام باندھا تو اسے توڑ دے اور دَم دے اور حج و عمرہ اُس پر واجب اور اگر دسویں کو دوسرے حج کا احرام باندھا اور حلق کرچکا ہے تو بدستور احرام میں رہے اور دوسرے کو سال آئندہ میں پورا کرے اور دَم واجب نہیں اور حلق نہیں کیا ہے تو دَم واجب۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: عمرہ کے تمام افعال کرچکا تھا صرف حلق باقی تھا کہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھا تو دَم واجب ہے اور گنہگار ہوا۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۴: باہر کے رہنے والے نے پہلے حج کا احرام باندھا اور طوافِ قدوم سے پیشتر عمرہ کا احرام باندھ لیا تو قارن ہوگیا مگر اساءت ہوئی اور شکرانہ کی قربانی کرے اور عمرہ کے اکثر طواف یعنی چار پھیرے سے پہلے وقوف کرلیا تو عمرہ باطل ہوگیا۔[5] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: طوافِ قدوم کا ایک پھیرا بھی کرلیا تو عمرہ کا احرام باندھنا جائز نہیں پھر بھی اگر باندھ لیا تو بہتر یہ ہے کہ عمرہ توڑ دے اور قضا کرے اور دَم دے اور اگر نہیں توڑا اور دونوں کرلیے تو دَم دے۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶: دسویں سے تیرھویں تک حج کرنے والے کو عمرہ کا احرام باندھنا ممنوع ہے، اگر باندھا تو توڑ دے اور اُس کی قضا کرے اور دَم دے اور کرلیا تو ہوگیا مگر دَم واجب ہے۔[7] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ج۱، ص۲۵۳.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۷۱۳.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، مطلب لايجب الضمان بكسر آلات اللّهو، ج۳، ص۷۱۵.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۷۱۶.

5 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الجنايات، مطلب لايجب الضمان... إلخ، ج۳، ص۷۱۷.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الجنايات، ج۳، ص۷۱۷.

7 ...... المرجع السابق ص۷۱۸.

محصر کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَیْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ۚ وَ لَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى یَبْلُغَ الْهَدْیُ مَحِلَّهٗ ﴾ [1]

اگر حج وعمرہ سے تم روک دیے جاؤ تو جو قربانی میسر آئے کرو اور اپنے سر نہ مُنڈاؤ، جب تک قربانی اپنی جگہ (حرم) میں نہ پہنچ جائے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ﰳالْعَاكِفُ فِیْهِ وَ الْبَادِ ؕ وَ مَنْ یُّرِدْ فِیْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۠ ﴾ [2]

بیشک وہ جنھوں نے کفر کیا اور روکتے ہیں اللہ (عزوجل) کی راہ سے اور مسجد حرام سے، جس کو ہم نے سب لوگوں کے لیے مقرر کیا، اس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر والے برابر حق رکھتے ہیں اور جو اس میں ناحق زیادتی کا ارادہ کرے، ہم اُسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

احادیث

حدیث ۱ صحیح بخاری شریف میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ چلے، کفارِ قریش کعبہ تک جانے سے مانع ہوئے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قربانیاں کیں اور سر مونڈایا اور صحابہ نے بال کتروائے۔ [3] نیز بخاری میں مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حلق سے پہلے قربانی کی اور صحابہ کو بھی اسی کا حکم فرمایا۔ [4]

حدیث ۲ ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ

---

1 ...... پ ۲، البقرة: ۱۹۶.

2 ...... پ ۱۷، الحج: ۲۵.

3 ...... "صحیح البخاري"، كتاب المغازي، باب غزوة الحديبية، الحديث: ٤١٨٥، ج ٣، ص ٧٥.

4 ...... "صحیح البخاري"، أبواب المحصر و جزاء الصيد، باب المحر قبل الحلق في الحصر، الحديث: ١٨١١، ج ١، ص ٥٩٧.

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کی ہڈی ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو احرام کھول سکتا ہے اور سال آئندہ اُس کو حج کرنا ہوگا۔'' [1] اور ابوداود کی ایک روایت میں ہے، یا بیمار ہو جائے۔ [2]

مسئلہ ۱: جس نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا مگر کسی وجہ سے پورا نہ کر سکا، اُسے مُحصَر کہتے ہیں۔ جن وجوہ سے حج یا عمرہ نہ کر سکے وہ یہ ہیں: ① دشمن۔ ② درندہ۔ ③ مرض کہ سفر کرنے اور سوار ہونے میں اس کے زیادہ ہونے کا گمان غالب ہے۔ ④ ہاتھ پاؤں ٹوٹ جانا۔ ⑤ قید۔ ⑥ عورت کے محرم یا شوہر جس کے ساتھ جا رہی تھی اُس کا انتقال ہو جانا۔ ⑦ عدت۔ ⑧ مصارف یا سواری کا ہلاک ہو جانا۔ ⑨ شوہر حجِ نفل میں عورت کو اور مولیٰ لونڈی غلام کو منع کر دے۔

مسئلہ ۲: مصارف چوری گئے یا سواری کا جانور ہلاک ہو گیا، تو اگر پیدل نہیں چل سکتا تو مُحصَر ہے ورنہ نہیں۔ [3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳: صورتِ مذکورہ میں فی الحال تو پیدل چل سکتا ہے مگر آئندہ مجبور ہو جائے گا، اُسے احرام کھول دینا جائز ہے۔ [4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: عورت کا شوہر یا محرم مر گیا اور وہاں سے مکہ معظمہ مسافتِ سفر یعنی تین دن کی راہ سے کم ہے تو مُحصَر نہیں اور تین دن یا زیادہ کی راہ ہے تو اگر وہاں ٹھہرنے کی جگہ ہے تو مُحصَر ہے ورنہ نہیں۔ [5] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: عورت نے بغیر شوہر یا محرم کے احرام باندھا تو وہ بھی مُحصَر ہے کہ اُسے بغیر ان کے سفر حرام ہے۔ [6] (عالمگیری)

مسئلہ ۶: عورت نے حجِ نفل کا احرام بغیر اجازت شوہر باندھا تو شوہر منع کر سکتا ہے، لہٰذا اگر منع کر دے تو مُحصَر ہے

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب الاحصار، الحديث: ١٨٦٢، ج٢، ص٢٥١.

2 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، باب الاحصار، الحديث: ١٨٦٣، ج٢، ص٢٥٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٥.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٥.

و "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

6 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

اگرچہ اس کے ساتھ محرم بھی ہو اور حج فرض کو منع نہیں کر سکتا، البتہ اگر وقت سے بہت پہلے احرام باندھا تو شوہر کھلوا سکتا ہے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷: مولیٰ نے غلام کو اجازت دیدی پھر بھی منع کرنے کا اختیار ہے اگرچہ بغیر ضرورت منع کرنا مکروہ ہے اور لونڈی کو مولیٰ نے اجازت دیدی تو اُس کے شوہر کو روکنے کا حق حاصل نہیں ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸: عورت نے احرام باندھا اس کے بعد شوہر نے طلاق دیدی، تو مُحصَر ہے اگرچہ محرم بھی ہمراہ موجود ہو۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۹: مُحصر کو یہ اجازت ہے کہ حرم کو قربانی بھیج دے، جب قربانی ہو جائے گی اس کا احرام کھل جائے گا یا قیمت بھیج دے کہ وہاں جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے بغیر اس کے احرام نہیں کھل سکتا، جب تک مکہ معظمہ پہنچ کر طواف وسعی وحلق نہ کرلے، روزہ رکھنے یا صدقہ دینے سے کام نہ چلے گا اگرچہ قربانی کی استطاعت نہ ہو۔ احرام باندھتے وقت اگر شرط لگائی ہے کہ کسی وجہ سے وہاں تک نہ پہنچ سکوں تو احرام کھول دوں گا، جب بھی یہی حکم ہے اس شرط کا کچھ اثر نہیں۔[4] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: یہ ضروری امر ہے کہ جس کے ہاتھ قربانی بھیجے اس سے ٹھہرالے کہ فُلاں دن فُلاں وقت قربانی ذبح ہو اور وہ وقت گزرنے کے بعد احرام سے باہر ہوگا پھر اگر اسی وقت قربانی ہوئی جو ٹھہرا تھا یا اس سے پیشتر فبہا اور اگر بعد میں ہوئی اور اُسے اب معلوم ہوا تو ذبح سے پہلے چونکہ احرام سے باہر ہوا لہٰذا دم دے۔ مُحصر کو احرام سے باہر آنے کے لیے حلق شرط نہیں مگر بہتر ہے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: مُحصر اگر مُفرِد ہو یعنی صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام باندھا ہے تو ایک قربانی بھیجے اور دو بھیجیں تو پہلی ہی کے ذبح سے احرام کھل گیا اور قارن ہو تو دو بھیجے ایک سے کام نہ چلے گا۔[6] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦.

4 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٦، وغيره.

مسئلہ ۱۲: اس قربانی کے لیے حرم شرط ہے بیرونِ حرم نہیں ہوسکتی، دسویں، گیارھویں، بارھویں تاریخوں کی شرط نہیں، پہلے اور بعد کو بھی ہوسکتی ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۳: قارن نے اپنے خیال سے دو۲ قربانیوں کے دام بھیجے اور وہاں ان داموں کی ایک ہی ملی اور ذبح کردی تو یہ ناکافی ہے۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: قارن نے دوقربانیاں بھیجیں اور یہ معیّن نہ کیا کہ یہ حج کی ہے اور یہ عمرہ کی تو بھی کچھ مضایقہ نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ معیّن کردے کہ یہ حج کی ہے اور یہ عمرہ کی۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۵: قارن نے عمرہ کا طواف کیا اور وقوفِ عرفہ سے پیشتر مُحصر ہوا تو ایک قربانی بھیجے اور حج کے بدلے ایک حج اور ایک عمرہ کرے دوسرا عمرہ اس پر نہیں۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶: اگر احرام میں حج یا عمرہ کسی کی نیت نہیں تھی تو ایک جانور بھیجنا کافی ہے اور ایک عمرہ کرنا ہوگا اور اگر نیت تھی مگر یہ یاد نہیں کہ کاہے کی نیت تھی تو ایک جانور بھیج دے اور ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور اگر دو حج کا احرام باندھا تو دودَم دے کر احرام کھولے اور دو عمرے کا احرام باندھا اور ادا کرنے کے لیے مکۂ معظمہ کو چلا مگر نہ جاسکا تو ایک دَم دے اور چلا نہ تھا کہ مُحصر ہوگیا تو دو دَم دے اور اس کو دو عمرے کرنے ہوں گے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۷: عورت نے حجِ نفل کا احرام باندھا تھا اگرچہ شوہر کی اجازت سے پھر شوہر نے احرام کھلوادیا، تو اس کا احرام کھلنے کے لیے قربانی کا ذبح ہوجانا ضرور نہیں بلکہ ہر ایسا کام جو احرام میں منع تھا اس کے کرنے سے احرام سے باہر ہوگئی مگر اس پر بھی قربانی یا اس کی قیمت بھیجنا ضرور ہے اور اگر حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ قضا کرنا ہوگا اور اگر شوہر یا محرم کے مرجانے سے مُحصرہ ہوئی یا حجِ فرض کا احرام تھا اور بغیر محرم جارہی تھی شوہر نے منع کردیا تو اس میں بغیر قربانی ذبح ہوئے احرام سے باہر نہیں ہوسکتی۔[6] (مُنسک)

---

1 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٧.

2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج٤، ص٧.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج١، ص٢٥٥.

4 ...... المرجع السابق.

5 ...... المرجع السابق، ص٢٥٥-٢٥٦.

6 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الاحصار)، ص٤٢٢-٤٢٣.

مسئلہ ۱۸ محصر نے قربانی نہیں بھیجی ویسے ہی گھر کو چلا آیا اور احرام باندھے ہوئے رہ گیا تو یہ بھی جائز ہے۔[1] (درمختار)

مسئلہ ۱۹ وہ مانع جس کی وجہ سے رُکنا ہوا تھا جاتا رہا اور وقت اتنا ہے کہ حج اور قربانی دونوں پالے گا، تو جانا فرض ہے اب اگر گیا اور حج پالیا فبہا، ورنہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہو جائے اور قربانی کا جانور جو بھیجا تھا مل گیا تو جو چاہے کرے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲۰ مانع جاتا رہا اور اسی سال حج کیا تو قضا کی نیت نہ کرے اور اب مفرد پر عمرہ بھی واجب نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ وقوفِ عرفہ کے بعد احصار نہیں ہوسکتا اور اگر مکہ ہی میں ہے مگر طواف اور وقوفِ عرفہ دونوں پر قادر نہ ہو تو مُحصر ہے اور دونوں میں سے ایک پر قادر ہے تو نہیں۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۲ مُحصر قربانی بھیج کر جب احرام سے باہر ہوگیا اب اس کی قضا کرنا چاہتا ہے تو اگر صرف حج کا احرام تھا تو ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور قران تھا تو ایک حج دو عمرے اور یہ اختیار ہے کہ قضا میں قران کرے، پھر ایک عمرہ یا تینوں الگ الگ کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرنا ہوگا۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

حج فوت ہونے کا بیان

حدیث ۱ ابوداود و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و دارمی عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ "حج عرفہ ہے، جس نے مُزدَلِفہ کی رات میں طلوعِ فجر سے قبل وقوفِ عرفہ پالیا اُس نے حج پالیا۔"[6]

---

1. "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج ٤، ص ٧.
2. "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الاحصار، ج ٤، ص ٨، وغيره.
3. "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج ١، ص ٢٥٦.
4. "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج ١، ص ٢٥٦، وغيره.
5. "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثاني عشر في الاحصار، ج ١، ص ٢٥٥، وغيره.
6. "سنن النسائي"، كتاب مناسك الحج، باب فرض الوقوف بعرفة، الحديث: ٣٠١٩، ص ٢٢٨٢.

حدیث ۲ دارقطنی نے ابن عُمر و ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کا وقوفِ عرفہ رات تک میں فوت ہوگیا، اُس کا حج فوت ہوگیا تو اب اسے چاہیے کہ عمرہ کرکے احرام کھول ڈالے اور سال آئندہ حج کرے۔''[1]

مسائل فقہیہ

مسئلہ ۱ جس کا حج فوت ہوگیا یعنی وقوفِ عرفہ اسے نہ ملا تو طواف و سعی کرکے سر مونڈا کر یا بال کتروا کر احرام سے باہر ہو جائے اور سال آئندہ حج کرے اور اُس پر دَم واجب نہیں۔[2] (جوہرہ)

مسئلہ ۲ قارن کا حج فوت ہوگیا تو عمرہ کے لیے سعی و طواف کرے پھر ایک اور طواف و سعی کرکے حلق کرے اور دَم قِران جاتا رہا اور پچھلا طواف جسے کرکے احرام سے باہر ہوگا اُسے شروع کرتے ہی لبیک موقوف کردے اور سال آئندہ حج کی قضا کرے، عمرہ کی قضا نہیں کیونکہ عمرہ کر چکا۔[3] (منسک، عالمگیری)

مسئلہ ۳ تمتّع والا قربانی کا جانور لایا تھا اور تمتّع باطل ہوگیا تو جانور کو جو چاہے کرے۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۴ عمرہ فوت نہیں ہوسکتا کہ اس کا وقت عمر بھر ہے اور جس کا حج فوت ہوگیا اس پر طوافِ صدر نہیں۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۵ جس کا حج فوت ہوا اس نے طواف و سعی کرکے احرام نہ کھولا اور اسی احرام سے سال آئندہ حج کیا تو یہ حج صحیح نہ ہوا۔[6] (منسک)

حج بدل کا بیان

حدیث ۱ دارقطنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اپنے والدین کی

---

1 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٤٩٦، ج٢، ص٣٠٥.

2 ...... "الجوهرة النيرة"، كتاب الحج، باب الفوات، ص٢٣٢.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث عشر في فوات الحج، ج١، ص٢٥٦.
و"لباب المناسك"، (باب الفوات)، ص٤٣٠.

4 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث عشر في فوات الحج، ج١، ص٢٥٦.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الثالث عشر في فوات الحج، ج١، ص٢٥٦.

6 ...... "لباب المناسك"، (باب الفوات)، ص٤٣١.

طرف سے حج کرے یا اُن کی طرف سے تاوان ادا کرے، روزِ قیامت ابرار کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔"[1]

حدیث ۲ نیز جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو اُن کا حج پورا کر دیا جائے گا اور اُس کے لیے دس حج کا ثواب ہے۔"[2]

حدیث ۳ نیز زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کرے گا تو مقبول ہوگا اور اُن کی رُوحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نیکوکار لکھا جائیگا۔"[3]

حدیث ۴ ابو حفص کبیر انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے اور اُن کی طرف سے حج کرتے اور ان کے لیے دُعا کرتے ہیں، آیا یہ اُن کو پہنچتا ہے؟ فرمایا: "ہاں بیشک ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمھارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔"[4]

حدیث ۵ صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: "ہاں۔"[5]

حدیث ۶ ابوداود و ترمذی و نسائی ابی رزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میرے باپ بہت بوڑھے ہیں حج و عمرہ نہیں کر سکتے اور ہودج پر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ فرمایا: "اپنے باپ کی طرف سے حج و عمرہ کرو۔"[6]

---

1 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٥٨٥، ج٢، ص٣٢٨.

2 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٥٨٧، ج٢، ص٣٢٩.

3 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٥٨٤، ج٢، ص٣٢٨.

4 ...... "المسلك المتقسط" للقاري، (باب الحج عن الغير)، ص٤٣٣.

"ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب فيمن أخذ في عبادته شيئاً من الدنيا، ج٤، ص١٥.

5 ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة ...إلخ، ١٣٣٤، ١٣٣٥، ص٦٩٦، ٦٩٧.

6 ...... "جامع الترمذي"، أبواب الحج، ٨٧۔باب، الحديث: ٩٣١، ج٢، ص٢٧٢.

مسئلہ ۱ عبادت تین قسم ہے: ① بدنی۔ ② مالی۔ ③ مرکب۔

عبادت بدنی میں نیابت نہیں ہوسکتی یعنی ایک کی طرف سے دوسرا ادا نہیں کرسکتا۔ جیسے نماز، روزہ۔

مالی میں نیابت بہر حال جاری ہوسکتی ہے جیسے زکاۃ وصدقہ۔

مرکب میں اگر عاجز ہو تو دوسرا اس کی طرف سے کرسکتا ہے ورنہ نہیں جیسے حج۔

رہا ثواب پہنچانا کہ جو کچھ عبادت کی اُس کا ثواب فلاں کو پہنچے، اس میں کسی عبادت کی تخصیص نہیں ہر عبادت کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے۔ نماز، روزہ، زکاۃ، صدقہ، حج، تلاوت قرآن، ذکر، زیارت قبور، فرض ونفل سب کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچا سکتا ہے اور یہ نہ سمجھا چاہیے کہ فرض کا پہنچا دیا تو اپنے پاس کیا رہ گیا کہ ثواب پہنچانے سے اپنے پاس سے کچھ نہ گیا، لہٰذا فرض کا ثواب پہنچانے سے پھر وہ فرض عود نہ کرے گا کہ یہ تو ادا کر چکا، اس کے ذمہ سے ساقط ہو چکا ورنہ ثواب کس شے کا پہنچاتا ہے۔[1] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

اس سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ فاتحہ مروّجہ جائز ہے کہ وہ ایصالِ ثواب ہے اور ایصالِ ثواب جائز بلکہ محمود، البتہ کسی معاوضہ پر ایصال ثواب کرنا مثلاً بعض لوگ کچھ لے کر قرآن مجید کا ثواب پہنچاتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ پہلے جو پڑھ چکا ہے اس کا معاوضہ لیا، تو یہ بیع ہوئی اور بیع قطعاً باطل وحرام اور اگر اب جو پڑھے گا اس کا ثواب پہنچائے گا تو یہ اجارہ ہوا اور طاعت پر اجارہ باطل ہوا ان تین چیزوں کے جن کا بیان آئے گا۔[2] (ردالمحتار)

حج بدل کے شرائط

مسئلہ ۱ حج بدل کے لیے چند شرطیں ہیں:

① جو حج بدل کراتا ہو اس پر حج فرض ہو یعنی اگر فرض نہ تھا اور حج بدل کرایا تو حج فرض ادا نہ ہوا، لہٰذا اگر بعد میں حج اس پر فرض ہوا تو یہ حج اس کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ اگر عاجز ہو تو پھر حج کرائے اور قادر ہو تو خود کرے۔

② جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ عاجز ہو یعنی وہ خود حج نہ کرسکتا ہو اگر اس قابل ہو کہ خود کرسکتا ہے، تو اس کی طرف سے نہیں ہوسکتا اگرچہ بعد میں عاجز ہوگیا، لہٰذا اس وقت اگر عاجز نہ تھا پھر عاجز ہوگیا تو اب دوبارہ حج کرائے۔

---

1 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في اهداء ثواب الاعمال للغير، ج٤، ص١٢-١٧.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير ج١، ٢٥٧.

2 ..... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب في اهداء ثواب الاعمال، ج٤، ص١٣.

③ وقتِ حج سے موت تک عذر برابر باقی رہے اگر درمیان میں اس قابل ہوگیا کہ خود حج کرے تو پہلے جو حج کیا جاچکا ہے وہ ناکافی ہے۔ ہاں اگر وہ کوئی ایسا عذر تھا، جس کے جانے کی امید ہی نہ تھی اور اتفاقاً جاتا رہا تو وہ پہلا حج جو اس کی طرف سے کیا گیا کافی ہے مثلاً وہ نابینا ہے اور حج کرانے کے بعد انکھیارا ہوگیا تو اب دوبارہ حج کرانے کی ضرورت نہ رہی۔

④ جس کی طرف سے کیا جائے اس نے حکم دیا ہو بغیر اس کے حکم کے نہیں ہوسکتا۔ ہاں وارث نے مورث کی طرف سے کیا تو اس میں حکم کی ضرورت نہیں۔

⑤ مصارف اُس کے مال سے ہوں جس کی طرف سے حج کیا جائے، لہٰذا اگر مامور نے اپنا مال صرف کیا حج بدل نہ ہوا یعنی جب کہ تبرّعاً ایسا کیا ہو اور اگر کُل یا اکثر اپنا مال صرف کیا اور جو کچھ اس نے دیا ہے اتنا ہے کہ خرچ اس میں سے وصول کرلے گا تو ہوگیا اور اتنا نہیں کہ جو کچھ اپنا خرچ کیا ہے وصول کرلے تو اگر زیادہ حصہ اس کا ہے جس نے حکم دیا ہے تو ہوگیا ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۲: اپنا اور اُس کا مال ایک میں ملا دیا اور جتنا اُس نے دیا تھا اُتنا یا اس میں سے زیادہ حصہ کی برابر خرچ کیا تو حج بدل ہوگیا اور اس ملانے کی وجہ سے اُس پر تاوان لازم نہ آئے گا بلکہ اپنے ساتھیوں کے مال کے ساتھ بھی ملاسکتا ہے۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: وصیت کی تھی کہ میرے مال سے حج کرادیا جائے اور وارث نے اپنے مال سے تبرّعاً کرایا تو حج بدل نہ ہوا اور اگر اپنے مال سے حج کیا یوں کہ جو خرچ ہوگا ترکہ میں سے لے لے گا تو ہوگیا اور لینے کا ارادہ نہ ہو تو نہیں اور اجنبی نے حج بدل اپنے مال سے کرادیا تو نہ ہوا اگرچہ واپس لینے کا ارادہ ہو اگرچہ وہ خود اسی کو حج بدل کرنے کے لیے کہہ گیا ہو اور اگر یوں وصیت کی کہ میری طرف سے حج بدل کرادیا جائے اور یہ نہ کہا کہ میرے مال سے اور وارث نے اپنے مال سے حج کرادیا اگرچہ لینے کا ارادہ بھی نہ ہو، ہوگیا۔[2] (ردالمحتار)

مسئلہ ۴: میّت کی طرف سے حج کرنے کے لیے مال دیا اور وہ کافی تھا مگر اُس نے اپنا مال بھی کچھ خرچ کیا ہے تو جو خرچ ہوا وصول کرلے اور اگر ناکافی تھا مگر اکثر میّت کے مال سے صرف ہوا تو میّت کی طرف سے ہوگیا، ورنہ نہیں۔[3] (عالمگیری)

⑥ جس کو حکم دیا وہی کرے، دوسرے سے اُس نے حج کرایا تو نہ ہوا۔

---

1 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٧. و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب في الاستئجار على الحج، ج٤، ص٢٣.
2 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، ج٤، ص٢٨.
3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٧.

مسئلہ ۵ میّت نے وصیت کی تھی کہ میری طرف سے فُلاں شخص حج کرے اور وہ مر گیا یا اُس نے انکار کر دیا، اب دوسرے سے حج کرالیا گیا تو جائز ہے۔[1] (ردالمحتار)

⑦ سواری پر حج کو جائے پیدل حج کیا تو نہ ہوا، لہٰذا سواری میں جو کچھ صرف ہوا دینا پڑے گا۔ ہاں اگر خرچ میں کمی پڑی تو پیدل بھی ہو جائے گا۔ سواری سے مراد یہ ہے کہ اکثر راستہ سواری پر قطع کیا ہو۔

⑧ اس کے وطن سے حج کو جائے۔

⑨ میقات سے حج کا احرام باندھے اگر اس نے اس کا حکم کیا ہو۔

⑩ اُس کی نیت سے حج کرے اور افضل یہ ہے کہ زبان سے بھی لَبَّیْکَ عَنْ فُلَان [2] کہہ لے اور اگر اس کا نام بھول گیا ہے تو یہ نیت کرلے کہ جس نے مجھے بھیجا ہے اس کی طرف سے کرتا ہوں اور ان کے علاوہ اور بھی شرائط ہیں جو ضمناً مذکور ہونگی۔ یہ شرطیں جو مذکور ہوئیں حجِ فرض میں ہیں، حجِ نفل ہو تو ان میں سے کوئی شرط نہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۶ احرام باندھتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ کس کی طرف سے حج کرتا ہوں تو جب تک حج کے افعال شروع نہ کیے اختیار ہے کہ نیت کرلے۔[4] (ردالمحتار)

مسئلہ ۷ جس کو بھیجے اس سے یوں نہ کہے کہ میں نے تجھے اپنی طرف سے حج کرنے کے لیے اجیر بنایا یا نوکر رکھا کہ عبادت پر اجارہ کیسا، بلکہ یوں کہے کہ میں نے اپنی طرف سے تجھے حج کے لیے حکم دیا اور اگر اجارہ کا لفظ کہا جب بھی حج ہو جائے گا مگر اُجرت کچھ نہ ملے گی صرف مصارف ملیں گے۔[5] (ردالمحتار)

مسئلہ ۸ حجِ بدل کی سب شرطیں جب پائی جائیں تو جس کی طرف سے کیا گیا اس کا فرض ادا ہوا اور یہ حج کرنے والا بھی ثواب پائے گا مگر اس حج سے اُس کا حجۃ الاسلام ادا نہ ہوگا۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۹ بہتر یہ ہے کہ حجِ بدل کے لیے ایسا شخص بھیجا جائے جو خود حجۃ الاسلام (حجِ فرض) ادا کر چکا ہو اور اگر ایسے کو

---

1 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في الفرق بين العبادة والقربة والطاعة، ج٤، ص١٩.

2 ...... فلاں کی جگہ جس کے نام پر حج کرنا چاہتا ہے اُس کا نام لے مثلاً لَبَّیْکَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہ۔

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، مطلب شروط الحج عن الغير عشرون، ج٤، ص٢٠.

4 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في الفرق بين العبادة والقربة والطاعة، ج٤، ص١٨.

5 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في الاستئجار على الحج، ج٤، ص٢٢.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، مطلب في الاستئجار على الحج، ج٤، ص٢٤.

بھیجا جس نے خود نہیں کیا ہے، جب بھی حجِ بدل ہو جائے گا۔[1] (عالمگیری) اور اگر خود اس پر حج فرض ہوا اور ادا نہ کیا ہو تو اسے بھیجنا مکروہِ تحریمی ہے۔[2] (منسک)

مسئلہ ۱۰: افضل یہ ہے کہ ایسے شخص کو بھیجیں جو حج کے طریقے اور اُس کے افعال سے آگاہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ آزاد مرد ہو اور اگر آزاد عورت یا غلام یا باندی یا مراہق یعنی قریب البلوغ بچہ سے حج کرایا جب بھی ادا ہو جائے گا۔[3] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۱: مجنون یا کافر (مثلاً وہابی زمانہ وغیرہ) کو بھیجا تو ادا نہ ہوا کہ یہ اس کے اہل ہی نہیں۔[4] (درمختار)

مسئلہ ۱۲: دو شخصوں نے ایک ہی کو حجِ بدل کے لیے بھیجا، اس نے ایک حج میں دونوں کی طرف سے لبیک کہا تو دونوں میں کسی کی طرف سے نہ ہوا بلکہ اس حج کرنے والے کا ہوا اور دونوں کو تاوان دے اور اب اگر چاہے کہ دونوں میں سے ایک کے لیے کر دے تو یہ بھی نہیں کر سکتا اور اگر ایک کی طرف سے لبیک کہا مگر یہ معیّن نہ کیا کہ کس کی طرف سے تو اگر یوہیں مبہم رکھا جب بھی کسی کا نہ ہوا اور اگر بعد میں یعنی افعالِ حج ادا کرنے سے پہلے معیّن کر دیا تو جس کے لیے کیا اُس کا ہو گیا اور اگر احرام باندھتے وقت کچھ نہ کہا کہ کس کی طرف سے ہے نہ معیّن نہ مبہم جب بھی یہی دونوں صورتیں ہیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۳: ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کیا تو اُسے اختیار ہے کہ اس حج کو باپ کے لیے کر دے یا ماں کے لیے اور اُس کا حج فرض ادا ہو گا یعنی جب کہ ان دونوں نے اُسے حکم نہ کیا اور اگر حج کا حکم دیا ہو تو اس میں بھی وہی احکام ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور اگر بغیر کہے اپنے آپ دو شخصوں کی طرف سے حجِ نفل کا احرام باندھا تو اختیار ہے جس کے لیے چاہے کر دے مگر اس سے اُس کا فرض ادا نہ ہو گا جب کہ وہ اجنبی ہے۔ یوہیں ثواب پہنچانے کا بھی اختیار ہے بلکہ ثواب تو دونوں کو پہنچا سکتا ہے۔[6] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۴: حج فرض ہونے کے بعد مجنون ہو گیا تو اُس کی طرف سے حجِ بدل کرایا جا سکتا ہے۔[7] (ردالمحتار)

---

1 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج ١، ص ٢٥٧.

2 ..... "المسلك المتقسط" للقاري، (باب الحج عن الغير)، ص ٤٥٣.

3 ..... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج ٤، ص ٢٥، وغيره.

4 ..... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج ٤، ص ٢٦.

5 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج ١، ص ٢٥٧.

6 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج ١، ص ٢٥٧.

و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل على القياس دون الاستحسان هنا، ج ٤، ص ٣١.

7 ..... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب شروط الحج عن الغير عشرون، ج ٤، ص ٢١.

مسئلہ ۱۵ صرف حج یا صرف عمرہ کو کہا تھا اُس نے دونوں کا احرام باندھا، خواہ دونوں اُسی کی طرف سے کیے یا ایک اس کی طرف سے، دوسرا اپنی یا کسی اور کی طرف سے بہر حال اس کا حج ادا نہ ہوا تاوان دینا آئے گا۔[1] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۶ حج کے لیے کہا تھا اُس نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر مکہ معظمہ سے حج کا جب بھی اُس کی مخالفت ہوئی لہٰذا تاوان دے۔[2] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۷ حج کے لیے کہا تھا اُس نے حج کرنے کے بعد عمرہ کیا یا عمرہ کے لیے کہا تھا اس نے عمرہ کر کے حج کیا، تو اس میں مخالفت نہ ہوئی اُس کا حج یا عمرہ ادا ہوگیا۔ مگر اپنے حج یا عمرہ کے لیے جو خرچ کیا خود اس کے ذمہ ہے، بھیجنے والے پر نہیں اور اگر اُلٹا کیا یعنی جو اُس نے کہا اسے بعد میں کیا تو مخالفت ہوگئی، اس کا حج یا عمرہ ادا نہ ہوا تاوان دے۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۸ ایک شخص نے اس سے حج کو کہا دوسرے نے عمرہ کو مگر ان دونوں نے جمع کرنے کا حکم نہ دیا تھا، اس نے دونوں کو جمع کر دیا تو دونوں کا مال واپس دے اور اگر یہ کہہ دیا تھا کہ جمع کرلینا تو جائز ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۹ افضل یہ ہے کہ جسے حجِ بدل کے لیے بھیجا جائے، وہ حج کر کے واپس آئے اور جانے آنے کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر وہیں رہ گیا جب بھی جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۰ حج کے بعد قافلہ کے انتظار میں جتنے دن ٹھہرنا پڑے، اِن دنوں کے مصارف بھیجنے والے کے ذمہ ہیں اور اس سے زائد ٹھہرتا ہو تو خود اس کے ذمہ مگر جب وہاں سے چلا تو واپسی کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر مکہ معظمہ میں بالکل رہنے کا ارادہ کرلیا تو اب واپسی کے اخراجات بھی بھیجنے والے پر نہیں۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۱ جس کو بھیجا وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہوگیا اور حج فوت ہوگیا تو تاوان لازم ہے، پھر اگر سال آئندہ اس نے اپنے مال سے حج کر دیا تو کافی ہوگیا اور اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا جب بھی یہی حکم ہے اور اُسے اپنے مال سے سال آئندہ حج و عمرہ کرنا ہوگا اور اگر وقوف کے بعد جماع کیا تو حج ہوگیا اور اُس پر اپنے مال سے دَم دینا لازم اور اگر غیر اختیاری آفت

---

[1] ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۸.

[2] ..... المرجع السابق. و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، مطلب العمل علی القیاس... إلخ، ج ٤، ص ٣٦.

[3] ..... المرجع السابق.

[4] ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغیر، ج ۱، ص ۲۵۸.

[5] ..... المرجع السابق. [6] ..... المرجع السابق.

میں مبتلا ہوگیا تو جو کچھ پہلے خرچ ہو چکا ہے، اُس کا تاوان نہیں مگر واپسی میں اب اپنا مال خرچ کرے۔[1] (درمختار، عالمگیری)

مسئلہ ۲۲: نزدیک راستہ چھوڑ کر دُور کی راہ سے گیا، کہ خرچ زیادہ ہوا اگر اس راہ سے حاجی جایا کرتے ہیں تو اس کا اُسے اختیار ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۲۳: مرض یا دشمن کی وجہ سے حج نہ کرسکا یا اور کسی طرح پرمُحصر ہوا تو اس کی وجہ سے جو دَم لازم آیا، وہ اُس کے ذمہ ہے جس کی طرف سے گیا اور باقی ہر قسم کے دَم اِس کے ذمہ ہیں۔ مثلاً سلا ہوا کپڑا پہنا یا خوشبو لگائی یا بغیر احرام میقات سے آگے بڑھا یا شکار کیا یا بھیجنے والے کی اجازت سے قِران وتمتع کیا۔[3] (درمختار)

مسئلہ ۲۴: جس پر حج فرض ہو یا قضا یا منّت کا حج اُس کے ذمہ ہو اور موت کا وقت قریب آگیا تو واجب ہے کہ وصیت کر جائے۔[4] (ملسک)

مسئلہ ۲۵: جس پر حج فرض ہے اور نہ ادا کیا نہ وصیت کی تو بالاجماع گنہگار ہے، اگر وارث اُس کی طرف سے حجِ بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کرایا جائے اگرچہ اُس نے وصیت میں تہائی کی قید نہ لگائی۔ مثلاً یہ کہہ مرا کہ میری طرف سے حجِ بدل کرایا جائے۔[5] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۲۶: تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کے لیے کافی ہے تو وطن ہی سے آدمی بھیجا جائے، ورنہ بیرونِ میقات جہاں سے بھی اُس تہائی سے بھیجا جاسکے۔ یوہیں اگر وصیت میں کوئی رقم معیّن کر دی ہو تو اس رقم میں اگر وہاں سے بھیجا جاسکتا ہے تو بھیجا جائے ورنہ جہاں سے ہوسکے اور اگر وہ تہائی یا وہ رقم معیّن بیرونِ میقات کہیں سے بھی کافی نہیں تو وصیت باطل۔[6] (عالمگیری، درمختار، ردالمحتار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٨.

و"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج٤، ص٣٦.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٨.

3 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج٤، ص٣٦-٣٧.

4 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الحج عن الغير)، ص٤٣٤.

5 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٨.

6 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الرابع عشر في الحج عن الغير، ج١، ص٢٥٩.

و"الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل على القياس... إلخ، ج٤، ص٣٧.

مسئلہ ۲۷: کوئی شخص حج کو چلا اور راستہ میں یا مکہ معظمہ میں وقوفِ عرفہ سے پہلے اُس کا انتقال ہوگیا تو اگر اسی سال اُس پر حج فرض ہوا تھا تو وصیت واجب نہیں اور اگر وقوف کے بعد انتقال ہوا تو حج ہوگیا، پھر اگر طوافِ فرض باقی ہے اور وصیت کرگیا کہ اُس کا حج پورا کردیا جائے تو اُس کی طرف سے بدنہ کی قربانی کردی جائے۔[1] (ردالمحتار)

مسئلہ ۲۸: راستہ میں انتقال ہوا اور حجِ بدل کی وصیت کرگیا تو اگر کوئی رقم یا جگہ معین کردی ہے تو اس کے کہنے کے موافق کیا جائے، اگرچہ اس کے مال کی تہائی اتنی تھی کہ اُس کے وطن سے بھیجا جاسکتا اور اس نے غیر وطن سے بھیجنے کی وصیت کی یا وہ رقم اتنی بتائی کہ اس میں وطن سے نہیں جایا جاسکتا تو گنہگار ہوا اور معین نہ کی تو وطن سے بھیجا جائے۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۲۹: وصی نے یعنی جس کو کہہ گیا کہ تو میری طرف سے حج کرادینا، غیر جگہ سے بھیجا اور تہائی اتنی تھی کہ وطن سے بھیجا جاسکتا ہے تو یہ حج میّت کی طرف سے نہ ہوا بلکہ وصی کی طرف سے ہوا، لہٰذا میّت کی طرف سے یہ شخص دوبارہ اپنے مال سے حج کرائے مگر جب کہ وہ جگہ جہاں سے بھیجا ہے وطن سے قریب ہو کہ وہاں جاکر رات کے آنے سے پہلے واپس آسکتا ہو تو ہو جائے گا۔[3] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۰: مال اس قابل نہیں کہ وطن سے بھیجا جائے تو جہاں سے ہوسکے بھیجیں، پھر اگر حج کے بعد کچھ بچ رہا جس سے معلوم ہوا کہ اوراُدھر سے بھیجا جاسکتا تھا تو وصی پر اس کا تاوان ہے، لہٰذا دوبارہ حجِ بدل وہاں سے کرائے جہاں سے ہوسکتا تھا مگر جب کہ بہت تھوڑی مقدار بچی مثلاً توشہ وغیرہ۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۱: اگر اس کے لیے وطن نہ ہو تو جہاں انتقال ہوا وہاں سے حج کو بھیجا جائے اور اگر متعدد وطن ہوں تو ان میں جو جگہ مکہ معظمہ سے زیادہ قریب ہو وہاں سے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۲: اگر یہ کہہ گیا کہ تہائی مال سے ایک حج کرادینا تو ایک حج کرادیں اور چند حج کی وصیت کی اور ایک سے زیادہ نہیں ہوسکتا تو ایک حج کرادیں اس کے بعد جو بچے وارث لے لیں اور اگر یہ وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی سے حج کرایا

---

1 ..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر مطلب في حج الصرورة، ج٤، ص٢٧.

2 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر مطلب في حج الصرورة، ج٤، ص٢٧.

3 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصیة بالحج، ج١، ص٢٥٩.
و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر مطلب العمل علی القیاس دون الاستحسان هنا، ج٤، ص٢٧.

4 ..... "الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصیة بالحج، ج١، ص٢٥٩.

5 ..... المرجع السابق.

جائے یا کئی حج کرائے جائیں اور کئی ہوسکتے ہیں تو جتنے ہوسکتے ہیں کرائے جائیں، اب اگر کچھ بچ رہا جس سے وطن سے نہیں بھیجا جاسکتا تو جہاں سے ہوسکے اور کئی حج کی صورت میں اختیار ہے کہ سب ایک ہی سال میں ہوں یا کئی سال میں اور بہتر اول ہے۔ یوہیں اگر یوں وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی سے ہر سال ایک حج کرایا جائے تو اس میں بھی اختیار ہے کہ سب ایک ساتھ ہوں یا ہر سال ایک اور اگر یوں کہا کہ میرے مال میں ہزار روپے سے حج کرایا جائے تو اس میں جتنے حج ہوسکیں کرادیے جائیں۔[1] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۳۳: اگر وصی سے یہ کہا کہ کسی کو مال دے کر میری طرف سے حج کرادینا تو وصی خود اُس کی طرف سے حجِ بدل نہیں کرسکتا اور اگر یہ کہا کہ میری طرف سے حجِ بدل کرادیا جائے تو وصی خود بھی کرسکتا ہے اور اگر وصی وارث بھی ہے یا وصی نے وارث کو مال دے دیا کہ وہ وارث حجِ بدل کرے تو اب باقی ورثہ اگر بالغ ہوں اور ان کی اجازت سے ہو تو ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۴: حج کی وصیت کی تھی اُس کے انتقال کے بعد حج کے مصارف نکالنے کے بعد ورثہ نے مال تقسیم کرلیا، پھر وہ مال جو حج کے لیے نکالا تھا ضائع ہوگیا تو اب جو باقی ہے اُس کی تہائی سے حج کا خرچ نکالیں پھر اگر تلف ہوجائے تو بقیہ کی تہائی سے وعلیٰ ہذا القیاس یہاں تک کہ مال ختم ہوجائے اور وہ مال وصی کے پاس سے ضائع ہوا ہو یا اس کے پاس سے جس کو حج کے لیے بھیجنا چاہتے ہیں دونوں کا ایک حکم ہے۔[3] (منسک)

مسئلہ ۳۵: جسے حج کرنے کو بھیجا وقوفِ عرفہ سے پیشتر اس کا انتقال ہوگیا یا مال چوری گیا پھر جو مال باقی رہ گیا، اُس کی تہائی سے دوبارہ وطن سے حج کرنے کے لیے کسی کو بھیجا جائے اور اگر اتنے میں وطن سے نہیں بھیجا جاسکتا تو جہاں سے ہوسکے اور اگر دوسرا شخص بھی مرگیا یا پھر مال چوری ہوگیا تو اب جو کچھ مال ہے، اس کی تہائی سے بھیجا جائے اور یکے بعد دیگرے یوہیں کرتے رہیں، یہاں تک کہ مال کی تہائی اس قابل نہ رہی کہ اس سے حج ہوسکے تو وصیت باطل ہوگئی اور اگر وقوفِ عرفہ کے بعد مرا تو وصیت پوری ہوگئی۔[4] (درمختار وغیرہ)

---

1 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٥٩.
و"ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل على القياس دون الاستحسان هنا، ج٤، ص٢٧.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٥٩.

3 ...... "لباب المناسك" و "المسلك المتقسط"، (باب الحج عن الغير)، ص٤٥٤-٤٥٥.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير، ج٤، ص٣٧، وغيره.

مسئلہ ۳۶: جسے بھیجا تھا وہ وقوف کر کے بغیر طواف کیے واپس آیا تو میّت کا حج ہوگیا مگر اسے عورت کے پاس جانا حلال نہیں، اُسے حکم ہے کہ اپنے خرچ سے واپس جائے اور جو افعال باقی ہیں ادا کرے۔[1] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۳۷: وصی نے کسی کو اس سال حجِ بدل کے لیے مقرر کیا اور خرچ بھی دے دیا مگر وہ اس سال نہ گیا، سالِ آئندہ جا کر ادا کیا تو ہوگیا اُس پر تاوان نہیں۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۸: جسے بھیجا وہ مکہ معظمہ میں جا کر بیمار ہوگیا اور سارا مال خرچ ہوگیا تو وصی کے ذمہ واپسی کے لیے خرچ بھیجنا لازم نہیں۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۳۹: جسے حج کے لیے مقرر کیا وہ بیمار ہوگیا تو اُسے یہ اختیار نہیں کہ دوسرے کو بھیج دے، ہاں اگر بھیجنے والے نے اُسے اجازت دیدی ہو تو دوسرے کو بھیج سکتا ہے۔ لہٰذا بھیجتے وقت چاہیے کہ یہ اجازت دیدی جائے۔[4] (عالمگیری، درمختار)

مسئلہ ۴۰: اگر اس سے یہ کہہ دیا کہ خرچ ختم ہو جائے تو قرض لے لینا اور اُس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے تو جائز ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۱: احرام کے بعد راستہ میں مال چوری گیا، اُس نے اپنے پاس سے خرچ کر کے حج کیا اور واپس آیا تو بغیر حکم قاضی بھیجنے والے سے وصول نہیں کرسکتا۔[6] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۲: یہ وصیت کی کہ فُلاں شخص میری طرف سے حج کرے اور وہ شخص مرگیا تو کسی اور کو بھیج دیں مگر جب کہ حصر کردیا ہو کہ وہی کرے دوسرا نہیں تو مجبوری ہے۔[7] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۳: ایک شخص نے اپنی طرف سے حجِ بدل کے لیے خرچ دے کر بھیجا، بعد اس کے اس کا انتقال ہوگیا اور حج کی وصیت نہ کی تو وارث اُس شخص سے مال واپس لے سکتے ہیں اگرچہ احرام باندھ چکا ہو۔[8] (درمختار)

---

1 ...... "الفتاوی الهندیة"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصیة بالحج، ج۱، ص۲٦۰.

2 ...... المرجع السابق. 3 ...... المرجع السابق.

4 ...... المرجع السابق. و"الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج٤، ص۲٦.

5 ...... "الفتاوی الهندیة"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصیة بالحج، ج۱، ص۲٦۰.

6 ...... المرجع السابق. 7 ...... المرجع السابق.

8 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج٤، ص٤۰.

مسئلہ ۴۴ مصارفِ حج سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی سفرِ حج میں ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً کھانا پانی، راستہ میں پہننے کے کپڑے، احرام کے کپڑے، سواری کا کرایہ، مکان کا کرایہ، مشکیزہ، کھانے پینے کے برتن، جلانے اور سر میں ڈالنے کا تیل، کپڑے دھونے کے لیے صابون، پہرا دینے والے کی اُجرت، حجامت کی بنوائی غرض جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اُن کے اخراجات متوسط کہ نہ فضول خرچی ہو، نہ بہت کمی اور اُس کو یہ اختیار نہیں کہ اس مال میں سے خیرات کرے یا کھانا فقیروں کو دیدے یا کھاتے وقت دوسروں کو بھی کھلائے ہاں اگر بھیجنے والے نے ان اُمور کی اجازت دیدی ہو تو کر سکتا ہے۔[1] (لباب)

مسئلہ ۴۵ جس کو بھیجا ہے اگر وہ اپنا کام اپنے آپ کیا کرتا تھا اور اب خادم سے کام لیا تو اس کا خرچ خود اس کے ذمہ ہے اور اگر خود نہیں کرتا تھا تو بھیجنے والے کے ذمہ۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۴۶ حج سے واپسی کے بعد جو کچھ بچا واپس کردے، اُسے رکھ لینا جائز نہیں اگرچہ وہ کتنی ہی تھوڑی سی چیز ہو، یہاں تک کہ توشہ میں سے جو کچھ بچا وہ اور کپڑے اور برتن غرض تمام سامان واپس کردے بلکہ اگر شرط کرلی ہو کہ جو بچے گا واپس نہ کروں گا جب بھی کہ یہ شرط باطل ہے مگر دو۲ صورتوں میں، اوّل یہ کہ بھیجنے والا اسے وکیل کردے کہ جو بچے اُسے اپنے کو تو ہبہ کردینا اور قبضہ کرلینا، دوم۲ یہ کہ اگر قریب بمرگ ہو تو اُسے وصیت کردے کہ جو بچے اُس کی میں نے تجھے وصیت کی اور اگر یوں وصیت کی کہ وصی سے کہہ دیا کہ جو بچے وہ اُس کے لیے ہے جو بھیجا جائے یا تو جسے چاہے دیدے تو یہ وصیت باطل ہے وارث کا حق ہو جائے گا اور واپس کرنا پڑے گا۔[3] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۴۷ یہ وصیت کی کہ ایک ہزار فلاں کو دیا جائے اور ایک ہزار مسکینوں کو اور ایک ہزار سے حج کرایا جائے اور ترکہ کی تہائی کل دو ہزار ہے تو دو ہزار میں برابر برابر کے تین حصے کیے جائیں۔ ایک حصہ تو اُسے دیں جس کے لیے کہا اور حج و مساکین کے دونوں حصے ملا کر جتنے سے حج ہو سکے حج کرایا جائے اور جو بچے مسکینوں کو دیا جائے۔[4] (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ ۴۸ زکاۃ و حج اور کسی کو دینے کی وصیت کی تو تہائی کے تین حصے کریں اور زکاۃ و حج میں جسے اُس نے پہلے کہا اُسے پہلے کریں۔ اُس سے جو بچے دوسرے میں صرف کریں، فرض اور منّت کی وصیت کی تو فرض مقدم ہے اور نفل و نذر میں نذر

---

1 ..... "لباب المناسك"، (باب الحج عن الغير، فصل في النفقة)، ص٤٥٦۔٤٥٧.

2 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٦٠.

3 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الحج عن الغير مطلب العمل على القياس... إلخ، ج٤، ص٣٨.

4 ..... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب الخامس عشر في الوصية بالحج، ج١، ص٢٦٠، وغيره.

مقدم ہے اور سب فرض یا نفل یا واجب ہیں تو مقدم وہ ہے جسے اُس نے پہلے کہا۔[1] (ردالمحتار)

ہدی کا بیان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَاۤ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ﴾[2]

اور جو اللہ (عزوجل) کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے، تمھارے لیے چوپایوں میں ایک مقرر میعاد تک فائدے ہیں پھر ان کا پہنچنا ہے اس آزاد گھر تک۔ اور ہر اُمت کے لیے ہم نے ایک قربانی مقرر کی کہ اللہ (عزوجل) کا نام ذکر کریں، اُن بے زبان چوپایوں پر جو اُس نے انھیں دیے۔

اور فرماتا ہے:

﴿ وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ﴾[3]

اور قربانی کے اونٹ، گائے ہم نے تمھارے لیے اللہ (عزوجل) کی نشانیوں سے کیے، تمھارے لیے ان میں بھلائی ہے تو اُن پر اللہ (عزوجل) کا نام لو، ایک پاؤں بندھے، تین پاؤں سے کھڑے پھر جب اُن کی کروٹیں گر جائیں تو اُن میں سے خود کھاؤ اور قناعت کرنے والے اور بھیک مانگنے والے کو کھلاؤ۔ یو ہیں ہم نے ان کو تمھارے قابو میں کر دیا کہ تم احسان مانو، اللہ (عزوجل) کو ہرگز نہ اُن کے گوشت پہنچتے ہیں، نہ اُن کے خون، ہاں اُس تک تمھاری پرہیزگاری پہنچتی ہے۔ یو ہیں اُن کو تمھارے قابو میں کر دیا کہ تم اللہ (عزوجل) کی بڑائی بولو، اُس پر کہ اُس نے تمھیں ہدایت فرمائی اور خوشخبری پہنچا دو نیکی کرنے والوں کو۔

---

1 ...... "رد المحتار"، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر، ج٤، ص٤١.

2 ...... پ١٧، الحج: ٣٢۔٣٤.

3 ...... پ١٧، الحج: ٣٦۔٣٧.

احادیث

حدیث ۱: صحیحین میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہتی ہیں: میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قربانیوں کے ہار اپنے ہاتھ سے بنائے پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے اُن کے گلوں میں ڈالے اور اُن کے کوہان چیرے اور حرم کو روانہ کیں۔ (1)

حدیث ۲: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دسویں ذی الحجہ کو عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ ازواجِ مُطہرات کی طرف سے حج میں گائے ذبح کی۔ (2)

حدیث ۳: صحیح مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا: کہ ''جب تو مجبور ہو جائے تو ہدی پر معروف کے ساتھ سوار ہو، جب تک دوسری سواری نہ ملے۔'' (3)

حدیث ۴: صحیح مسلم میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سولہ اونٹ ایک شخص کے ساتھ حرم کو بھیجے۔ انھوں نے عرض کی، ان میں سے اگر کوئی تھک جائے تو کیا کروں؟ فرمایا: ''اُسے نحر کر دینا اور خون سے اُس کے پاؤں رنگ دینا اور پہلو پر اُس کا چھاپا لگا دینا اور اس میں سے تم اور تمھارے ساتھیوں میں سے کوئی نہ کھائے۔'' (4)

حدیث ۵: صحیحین میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کے جانوروں پر مامور فرمایا اور مجھے حکم فرمایا: کہ ''گوشت اور کھالیں اور جُھول تصدق کر دوں اور قصاب کو اس میں سے کچھ نہ دوں۔ فرمایا کہ ہم اُسے اپنے پاس سے دیں گے۔'' (5)

حدیث ۶: ابو داود عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ پانچ یا چھ اونٹ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں قربانی کے لیے پیش کیے گئے، وہ سب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے قریب ہونے لگے کہ کس سے شروع فرمائیں (یعنی ہر

---

(1) ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب استحباب بعث الهدی إلی الحرم ...إلخ، الحدیث: ۳۶۲۔(۱۳۲۱)، ص۶۸۶.

(2) ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب جواز الاشتراك فی الهدی ...إلخ، الحدیث: ۳۵۶۔(۱۳۱۹)،۳۵۷(۱۳۱۹)، ص۶۸۴،۶۸۵.

(3) ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب جواز رکوب البدنة ...إلخ، الحدیث: ۱۳۲٤، ص۶۸۸.

(4) ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب مایفعل بالهدی إذا عطب فی الطریق، الحدیث: ۱۳۲۵، ص۶۸۸.

(5) ...... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب الصدقة بلحوم الهدی ...إلخ، الحدیث: ۱۳۱۷، ص۶۸۳.

ایک کی یہ خواہش تھی کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں یا اس لیے کہ پہلے جسے چاہیں ذبح فرمائیں) پھر جب اُن کی کروٹیں زمین سے لگ گئیں تو فرمایا: ''جو چاہے ٹکڑا لے لے۔''[1]

مسئلہ ۱: ہدی اُس جانور کو کہتے ہیں جو قربانی کے لیے حرم کو لے جایا جائے۔ یہ تین قسم کے جانور ہیں: ① بکری، اس میں بھیڑ اور دُنبہ بھی داخل ہے۔ ② گائے، بھینس بھی اسی میں شمار ہے۔ ③ اونٹ۔ ہدی کا ادنیٰ درجہ بکری ہے تو اگر کسی نے حرم کو قربانی بھیجنے کی منت مانی اور معین نہ کی تو بکری کافی ہے۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۲: قربانی کی نیت سے بھیجا یا لے گیا جب تو ظاہر ہے کہ قربانی ہے اور اگر بدنہ کے گلے میں ہار ڈال کر ہانکا جب بھی ہدی ہے اگرچہ نیت نہ ہو۔ اس لیے کہ اس طرح قربانی ہی کو لے جاتے ہیں۔[3] (ردالمحتار)

مسئلہ ۳: قربانی کے جانور میں جو شرطیں ہیں وہ ہدی کے جانور میں بھی ہیں مثلاً اونٹ پانچ سال کا، گائے دو۲ سال کی، بکری ایک سال کی مگر بھیڑ دُنبہ چھ۶ مہینے کا اگر سال بھر والی کی مثل ہو تو ہو سکتا ہے اور اونٹ گائے میں یہاں بھی سات آدمی کی شرکت ہو سکتی ہے۔[4] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۴: اونٹ، گائے کے گلے میں ہار ڈال دینا مسنون ہے اور بکری کے گلے میں ہار ڈالنا سنت نہیں مگر صرف شکرانہ یعنی تمتع و قران اور نفل اور منت کی قربانی میں سنت ہے، احصار اور جرمانہ کے دَم میں نہ ڈالیں۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۵: ہدی اگر قران یا تمتع کا ہو تو اس میں سے کچھ کھا لینا بہتر ہے۔ یوہیں اگر نفل ہو اور حرم کو پہنچ گیا ہو اور اگر حرم کو نہ پہنچا تو خود نہیں کھا سکتا، فقرا کا حق ہے اور ان تین کے علاوہ نہیں کھا سکتا اور جسے خود کھا سکتا ہے، مالداروں کو بھی کھلا سکتا ہے، نہیں تو نہیں اور جس کو کھا نہیں سکتا اس کی کھال وغیرہ سے بھی نفع نہیں لے سکتا۔[6] (درمختار)

مسئلہ ۶: تمتع و قران کی قربانی دسویں سے پہلے نہیں ہو سکتی اور دسویں کے بعد کی تو ہو جائے گی مگر دَم لازم ہے کہ تاخیر جائز نہیں اور ان دو۲ کے علاوہ کے لیے کوئی دن معین نہیں اور بہتر دسویں ہے۔ حرم میں ہونا سب میں ضروری ہے، منیٰ کی

---

1 ...... "سنن أبي داود"، كتاب المناسك، ١٨ـ باب، الحديث: ١٧٦٥، ج٢، ص ٢١١.

2 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الهدى، ج٤، ص ٤١، وغيره.

3 ...... "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الهدى، ج٤، ص٤٢.

4 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الهدى، ج٤، ص٤٢، وغيره.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدى، ج١، ص ٢٦١.

6 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الهدى، ج٤، ص٤٥.

خصوصیت نہیں ہاں دسویں کو ہو تو منیٰ میں ہونا سنت ہے اور دسویں کے بعد مکہ میں۔ منّت کے بدنہ کا حرم میں ذبح ہونا شرط نہیں جبکہ منّت میں حرم کی شرط نہ لگائی۔[1] (درمختار، ردالمحتار، عالمگیری)

مسئلہ ۷: ہدی کا گوشت حرم کے مساکین کو دینا بہتر ہے، اس کی نکیل اور جُھول کو خیرات کر دیں اور قصاب کو اس کے گوشت میں سے کچھ نہ دیں۔ ہاں اگر اُسے بطور تصدق دیں تو حرج نہیں۔[2] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۸: ہدی کے جانور پر بلاضرورت سوار نہیں ہو سکتا نہ اس پر سامان لاد سکتا ہے اگرچہ نفل ہو اور ضرورت کے وقت سوار ہوا یا سامان لادا اور اس کی وجہ سے اُس میں کچھ نقصان آیا تو اتنا محتاجوں پر تصدق کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۹: اگر وہ دودھ والا جانور ہے تو دودھ نہ دوہے اور تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑک دیا کرے کہ دودھ موقوف ہو جائے اور اگر ذبح میں وقفہ ہو اور نہ دوہنے سے ضرر ہوگا تو دوہ کر دودھ خیرات کر دے اور اگر خود کھا لیا یا غنی کو دیدیا یا ضائع کر دیا تو اتنا ہی دودھ یا اس کی قیمت مساکین پر تصدق کرے۔[4] (عالمگیری، ردالمحتار)

مسئلہ ۱۰: اگر وہ بچہ جنی تو بچہ کو تصدق کر دے یا اُسے بھی اُس کے ساتھ ذبح کر دے اور اگر بچہ کو بیچ ڈالا یا ہلاک کر دیا تو قیمت کو تصدق کرے اور اس قیمت سے قربانی کا جانور خرید لیا تو بہتر ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۱: غلطی سے اُس نے دوسرے کے جانور کو ذبح کر دیا اور دوسرے نے اُس کے جانور کو تو دونوں کی قربانیاں ہوگئیں۔[6] (منسک)

مسئلہ ۱۲: اگر جانور حرم کو لے جا رہا تھا راستہ میں مرنے لگا تو اُسے وہیں ذبح کر ڈالے اور خون سے اُس کا ہار رنگ دے اور کوہان پر چھاپا لگا دے تاکہ اُسے مالدار لوگ نہ کھائیں، فقرا ہی کھائیں پھر اگر وہ نفل تھا تو اُس کے بدلے کا دوسرا جانور لے جانا ضرور نہیں اور اگر واجب تھا تو اس کے بدلے کا دوسرا لے جانا واجب ہے اور اگر اس میں کوئی ایسا عیب آ گیا کہ قربانی

---

1 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، كتاب الحج، باب الهدي، ج٤، ص٤٧.
و"الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدي، ج١، ص٢٦١.

2 ...... "الدرالمختار"، كتاب الحج، باب الهدي، ج٤، ص٤٧، وغيره.

3 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدي، ج١، ص٢٦١.

4 ...... المرجع السابق. و "ردالمحتار" كتاب الحج، باب الهدي، ج٤، ص٤٨.

5 ...... "الفتاوى الهندية"، كتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدي، ج١، ص٢٦١.

6 ...... "لباب المناسك"، (باب الهدايا)، ص٤٧٤.

کے قابل نہ رہا تو اسے جو چاہے کرے اور اُس کے بدلے دوسرا لے جائے جب کہ واجب ہو۔[1] (درمختار وغیرہ)

مسئلہ ۱۳: جانور حرم کو پہنچ گیا اور وہاں مرنے لگا تو اسے ذبح کر کے مساکین پر تصدق کرے اور خود نہ کھائے اگرچہ نفل ہو اور اگر اس میں تھوڑا سا نقصان پیدا ہوا ہے کہ ابھی قربانی کے قابل ہے تو قربانی کرے اور خود بھی کھا سکتا ہے۔[2] (عالمگیری)

مسئلہ ۱۴: جانور چوری گیا اُس کے بدلے کا دوسرا خریدا اور اُسے ہار ڈال کر لے چلا پھر وہ مل گیا تو بہتر یہ ہے کہ دونوں کی قربانی کردے اور اگر پہلے کی قربانی کی اور دوسرے کو بیچ ڈالا تو یہ بھی ہوسکتا ہے اور اگر پچھلے کو ذبح کیا اور پہلے کو بیچ ڈالا تو اگر وہ اُس کی قیمت میں برابر تھا یا زیادہ تو کافی ہے اور کم ہے تو جتنی کمی ہوئی صدقہ کردے۔[3] (عالمگیری)

حج کی منت کا بیان

حج کی منت مانی تو حج کرنا واجب ہوگیا، کفارہ دینے سے بری الذمہ نہ ہوگا۔ خواہ یوں کہا کہ اللہ (عزوجل) کے لیے مجھ پر حج ہے یا کسی کام کے ہونے پر حج کو مشروط کیا اور وہ ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۱: احرام باندھنے یا کعبہ معظمہ یا مکہ مکرمہ جانے کی منت مانی تو حج یا عمرہ اُس پر واجب ہے اور ایک کو معین کرلینا اُس کے ذمہ ہے۔[5] (عالمگیری)

مسئلہ ۲: پیدل حج کرنے کی منت مانی تو واجب ہے کہ گھر سے طواف فرض تک پیدل ہی رہے اور پورا سفر یا اکثر سواری پر کیا تو دَم دے اور اگر اکثر پیدل رہا اور کچھ سواری پر تو اُسی حساب سے بکری کی قیمت کا جتنا حصہ اس کے مقابل آئے خیرات کرے۔ پیدل عمرہ کی منت مانی تو سر مونڈانے تک پیدل رہے۔[6] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۳: ایک سال میں جتنے حج کی منت مانی سب واجب ہوگئے۔[7] (عالمگیری)

---

1 ...... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٤٩، وغیرہ.

2 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السادس عشر في الهدی، ج١، ص٢٦١.

3 ...... المرجع السابق.

4 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ج١، ص٢٦٢.

5 ...... المرجع السابق.

6 ...... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٥٢.

7 ...... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ج١، ص٢٦٣.

مسئلہ ۴: لونڈی غلام مُحرِم کو خریدنا جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ احرام تڑوا دے اگرچہ انھوں نے اپنے پہلے مولیٰ کی اجازت سے احرام باندھے ہوں اور احرام توڑنے کے لیے فقط یہ کہہ دینا کافی نہیں کہ احرام توڑ دیا بلکہ کوئی ایسا کام کرنا ضروری ہے جو احرام میں منع تھا مثلاً بال یا ناخن ترشوانا یا خوشبو لگانا۔ اِس کی ضرورت نہیں کہ حج کے افعال بجالا کر احرام توڑے اور قربانی بھیجنا بھی ضروری نہیں مگر آزادی کے بعد قربانی اور حج وعمرہ واجب ہے اگر حج کا احرام تھا اور عمرہ اگر عمرہ کا احرام تھا۔[1] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۵: افضل یہ ہے کہ اس خریدی ہوئی لونڈی کا احرام جماع کے علاوہ کسی اور چیز سے کھلوا دے اور جماع سے بھی احرام کھل جائے گا مگر جب کہ اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ احرام سے ہے اور جماع کرلیا تو حج فاسد ہو جائے گا۔[2] (درمختار، ردالمحتار)

مسئلہ ۶: اگر مولیٰ نے احرام کھلوا دیا پھر اس نے باندھا پھر کھلوا دیا، اگر چند بار اسی طرح ہوا پھر اسی سال احرام باندھ کر حج کرلیا تو کافی ہوگیا اور اگر سال آئندہ میں حج کیا تو ہر بار احرام کھولنے کا ایک ایک عمرہ کرے۔[3] (عالمگیری)

مسئلہ ۷: احرام کی حالت میں نکاح ہوسکتا ہے کسی احرام والی عورت سے نکاح کیا تو اگر نفل کا احرام ہے کھلوا سکتا ہے اور فرض کا ہے تو دو صورتیں ہیں۔ اگر عورت کا محرم ساتھ میں ہے تو نہیں کھلوا سکتا اور محرم ساتھ میں نہ ہو تو فرض کا احرام بھی کھلوا سکتا ہے اور اگر اس کا مُحرِمہ ہونا معلوم نہ ہوا اور جماع کرلیا تو حج فاسد ہوگیا۔[4] (عالمگیری)

مسئلہ ۸: مسافر خانہ بنانا، حج نفل سے افضل ہے اور حج نفل صدقہ سے افضل یعنی جب کہ اس کی زیادہ حاجت نہ ہو ورنہ حاجت کے وقت صدقہ حج سے افضل ہے۔

علامہ شامی نے نہایت نفیس حکایت اس بیان میں نقل فرمائی کہ ایک صاحب ہزار اشرفیاں لیکر حج کو جارہے تھے، ایک سیّدانی تشریف لائیں اور اپنی ضرورت ظاہر فرمائی۔ انھوں نے سب اشرفیاں نذر کردیں اور واپس آئے، جب وہاں کے لوگ حج سے واپس ہوئے تو ہر حاجی ان سے کہنے لگا، اللہ (عزوجل) تمہارا حج قبول فرمائے۔ انھیں تعجب ہوا کہ کیا معاملہ ہے، میں تو حج کو گیا نہیں، یہ لوگ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ خواب میں زیارتِ اقدس سے مشرف ہوئے، ارشاد فرمایا: کیا تجھے لوگوں کی بات سے تعجب ہوا؟ عرض کی، ہاں یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمایا کہ: ''تو نے جو میری اہلبیت کی خدمت کی، اس کی عوض میں اللہ عزوجل

---

1 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٥٢.

2 ..... "الدرالمختار" و "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الهدی، ج٤، ص٥٣.

3 ..... "الفتاوی الهندية"، کتاب المناسك، الباب السابع عشر في النذر بالحج، ج١، ص٢٦٤.

4 ..... المرجع السابق.

نے تیری صورت کا ایک فرشتہ پیدا فرمایا، جس نے تیری طرف سے حج کیا اور قیامت تک حج کرتا رہے گا۔"[1]

مسئلہ ۹: حج تمام گناہوں کا کفارہ ہے یعنی فرائض کی تاخیر کا جو گناہ اس کے ذمہ ہے وہ ان شاء اللہ تعالیٰ محو ہو جائے گا، واپس آکر ادا کرنے میں پھر دیر کی تو پھر یہ نیا گناہ ہوا۔[2] (درمختار)

مسئلہ ۱۰: وقوفِ عرفہ جمعہ کے دن ہو تو اس میں بہت ثواب ہے کہ یہ دو عیدوں کا اجتماع ہے اور اسی کو لوگ حجِ اکبر کہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا زِيَارَةَ حَرَمِكَ وَحَرَمِ حَبِيْبِكَ بِجَاهِهٖ عِنْدَكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَابْنِهٖ وَحِزْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞

فضائل مدینہ طیبہ

حدیث ۱: صحیح مسلم و ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مدینہ کی تکلیف و شدّت پر میری اُمت میں سے جو کوئی صبر کرے، قیامت کے دن میں اس کا شفیع ہوں گا۔"[3]

مدینہ طیبہ کی اقامت

حدیث ۲ و ۳: نیز مسلم میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے فرمایا: "مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے اگر جانتے، مدینہ کو جو شخص بطورِ اعراض چھوڑے گا، اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اُسے لائے گا جو اس سے بہتر ہوگا اور مدینہ کی تکلیف و مشقت پر جو ثابت قدم رہے گا روزِ قیامت میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا۔"[4]

اور ایک روایت میں ہے، "جو شخص اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا، اللہ (عزوجل) اُسے آگ میں اس طرح پگھلائے گا جیسے سیسہ یا اس طرح جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔"[5] اسی کی مثل بزار نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۴: صحیحین میں سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو

---

1 ..... "ردالمحتار"، کتاب الحج، باب الهدی، مطلب فی تفضیل الحج علی الصدقة، ج٤، ص٥٤.

2 ..... "الدرالمختار"، کتاب الحج، باب الهدی، مطلب فی تکفیر الحج الکبائر، ج٤، ص٥٦.

3 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینة ...إلخ، الحدیث: ١٣٧٨، ص٧١٦.

4 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فی فضل المدینة ...إلخ، الحدیث: ١٣٦٣، ص٧٠٩.

5 ..... "صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فی فضل المدینة ...إلخ، الحدیث: ٤٦٠-(١٣٦٣)، ص٧١٠.

فرماتے سُنا: کہ ''یمن فتح ہوگا، اس وقت کچھ لوگ دوڑتے ہوئے آئیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کو جواُن کی اطاعت میں ہیں لے جائیں گے حالانکہ مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔ اور شام فتح ہوگا کچھ لوگ دوڑتے آئیں گے اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔ اور عراق فتح ہوگا کچھ لوگ جلدی کرتے آئیں گے اور اپنے گھر والوں اور فرمانبرداروں کو لے جائیں گے حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔'' [1]

حدیث ۵: طبرانی کبیر میں ابی اُسید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر حاضر تھے (ان کے کفن کے لیے صرف ایک کملی تھی) جب لوگ اسے کھینچ کر اُن کا مونھ چھپاتے قدم کھل جاتے اور قدم پر ڈالتے تو چہرہ کھل جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کملی سے مونھ چھپادو اور پاؤں پر یہ گھاس ڈال دو۔'' پھر حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے سرِ اقدس اٹھایا، صحابہ کو روتا پایا۔ ارشاد فرمایا: ''لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ سر سبز ملک کی طرف چلے جائیں گے، وہاں کھانا اور لباس اور سواری انھیں ملے گی پھر وہاں سے اپنے گھر والوں کو لکھ بھیجیں گے کہ ہمارے پاس چلے آؤ کہ تم حجاز کی خشک زمین پر پڑے ہو حالانکہ مدینہ اُن کے لیے بہتر ہے اگر جانتے۔'' [2]

حدیث ۶ تا ۸: ترمذی وابن ماجہ وابن حبان وبیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس سے ہو سکے کہ مدینہ میں مرے تو مدینہ ہی میں مرے کہ جو شخص مدینہ میں مرے گا، میں اُس کی شفاعت فرماؤں گا۔'' [3] اور اسی کی مثل صمیتہ اور سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی۔

مدینہ طیبہ کے برکات

حدیث ۹: صحیح مسلم وغیرہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، کہ لوگ جب شروع شروع پھل دیکھتے، اُسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر لاتے، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اسے لے کر یہ کہتے: الٰہی! تو ہمارے لیے ہماری کھجوروں میں برکت دے اور ہمارے لیے ہمارے مدینہ میں برکت کر اور ہمارے صاع ومُد میں برکت کر، یا اللہ! (عزوجل) بے شک ابراہیم تیرے بندے اور تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بے شک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انھوں نے مکہ کے لیے

---

1 ...... "صحيح البخاري"، كتاب فضائل المدينة، باب من رغب عن المدينة، الحديث: ١٨٧٥، ج١، ص٦١٨.

2 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ٥٨٧، ج١٩، ص٢٦٥.

3 ...... "جامع الترمذي"، أبواب المناقب، باب ماجاء في فضل المدينة، الحديث: ٣٩٤٣، ج٥، ص٤٨٣.

تجھ سے دُعا کی اور میں مدینہ کے لیے تجھ سے دُعا کرتا ہوں، اُسی کی مثل جس کی دعا مکہ کے لیے انھوں نے کی اور اتنی ہی اور (یعنی مدینہ کی برکتیں مکہ سے دوچند ہوں)۔ پھر جو چھوٹا بچہ سامنے ہوتا اُسے بلا کر وہ کھجور عطا فرمادیتے۔[1]

حدیث ۱۰ تا ۱۳: صحیح مسلم میں اُم المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یااللہ! (عزوجل) تو مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم کو مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ اور اُس کی آب وہوا کو ہمارے لیے درست فرمادے اور اُس کے صاع ومُد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو منتقل کرکے جحفہ میں بھیج دے۔''[2] (یہ دعا اُس وقت کی تھی، جب ہجرت کرکے مدینہ میں تشریف لائے اور یہاں کی آب وہوا صحابہ کرام کو ناموافق ہوئی کہ پیشتر یہاں وبائی بیماریاں بکثرت ہوتیں) یہ مضمون کہ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے مدینہ طیبہ کے واسطے دعا کی کہ مکہ سے دوچند یہاں برکتیں ہوں۔[3] مولیٰ علی وابوسعید وانس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی۔

اهلِ مدینہ کے ساتھ بُرائی کرنے کے نتائج

حدیث ۱۴: صحیح بخاری ومسلم میں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو شخص اہلِ مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا، ایسا گُھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گُھلتا ہے۔''[4]

حدیث ۱۵: ابن حبان اپنی صحیح میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اہلِ مدینہ کو ڈرائے گا، اللہ (عزوجل) اُسے خوف میں ڈالے گا۔''[5]

حدیث ۱۶ و ۱۷: طبرانی عُبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یااللہ (عزوجل)! جو اہلِ مدینہ پر ظلم کرے اور انھیں ڈرائے تو اُسے خوف میں مبتلا کر اور اس پر اللہ (عزوجل) اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے، نہ نفل۔''[6] اسی کی مثل نسائی وطبرانی نے سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

حدیث ۱۸: طبرانی کبیر میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو

---

1 ..."صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ ...إلخ، الحدیث: ۱۳۷۳، ص۷۱۳.

2 ..."صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینۃ ...إلخ، الحدیث: ۱۳۷۶، ص۷۱۵.

3 ..."صحیح مسلم"، کتاب الحج، باب الترغیب فی سکنی المدینۃ ...إلخ، الحدیث: ۱۳۷٤، ص۷۱۳.

4 ..."صحیح البخاري"، کتاب فضائل المدینۃ، باب اثم من کاد اھل المدینۃ، الحدیث: ۱۸۷۷، ج۱، ص۶۱۸.

5 ..."الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان"، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ، الحدیث: ۳۷۳۰، ج٦، ص۲۰.

6 ..."المعجم الأوسط" للطبراني، الحدیث: ۳۵۸۹، ج۲، ص۳۷۹.

اہل مدینہ کو ایذا دے گا، اللہ (عزوجل) اُسے ایذا دے گا اور اس پر اللہ (عزوجل) اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اس کا نہ فرض قبول کیا جائے، نہ نفل۔" (1)

حدیث ۱۹ صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے ایک ایسی بستی کی طرف (ہجرت) کا حکم ہوا جو تمام بستیوں کو کھا جائے گی (سب پر غالب آئے گی) لوگ اسے یثرب [2] کہتے ہیں اور وہ مدینہ ہے، لوگوں کو اس طرح پاک وصاف کرے گی جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔" (3)

حدیث ۲۰ صحیحین میں انھیں سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مدینہ کے راستوں پر فرشتے (پہرا دیتے ہیں) اس میں نہ دجال آئے، نہ طاعون۔" (4)

حدیث ۲۱ صحیحین میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: "مکہ و مدینہ کے سوا کوئی شہر ایسا نہیں کہ وہاں دجال نہ آئے، مدینہ کا کوئی راستہ ایسا نہیں جس پر ملائکہ پرا باندھ کر پہرا نہ دیتے ہوں، دجال (قریب مدینہ) شور زمین میں آکر اُترے گا، اس وقت مدینہ میں تین زلزلے ہوں گے جن سے ہر کافر و منافق یہاں سے نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا۔" (5)

حاضری سرکار اعظم مدینہ طیبہ حضور حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۝۶۴﴾ (6)

---

(1) ...... "مجمع الزوائد"، كتاب الحج، باب فيمن اخاف اهل المدينة ... إلخ، الحديث: ٥٨٢٦، ج٣، ص٦٥٩.

(2) ...... ہجرت سے پیشتر لوگ یثرب کہتے تھے مگر اس نام سے پکارنا جائز نہیں کہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی، بعض شاعر اپنے اشعار میں مدینہ طیبہ کو یثرب لکھا کرتے ہیں انھیں اس سے احتراز لازم اور ایسے شعر کو پڑھیں تو اس لفظ کی جگہ طیبہ پڑھیں کہ یہ نام حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے رکھا ہے، بلکہ صحیح مسلم شریف میں ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔ ۱۲ منہ حفظہ ربہ.

(3) ...... "صحيح البخاري"، كتاب فضائل المدينة، باب فضل المدينة ... إلخ، الحديث: ١٨٧١، ج١، ص٦١٧.

(4) ...... "صحيح مسلم"، كتاب الحج، باب صيانة المدينة من دخول الطاعون ... إلخ، الحديث: ١٣٧٩، ص٧١٦.

(5) ...... "صحيح مسلم"، كتاب الفتن ... إلخ، باب قصة الجساسة، الحديث: ٢٩٤٣، ص١٥٧٧.

(6) ...... پ٥، النساء: ٦٤.

اگر لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں اور تمھارے حضور حاضر ہو کر اللہ (عزوجل) سے مغفرت طلب کریں اور رسول بھی اُن کے لیے استغفار کریں تو اللہ (عزوجل) کو توبہ قبول کرنے والا، رحم کرنے والا پائیں گے۔

حدیث ۱: دارقطنی وبیہقی وغیرہما عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میری قبر کی زیارت کرے، اس کے لیے میری شفاعت واجب۔'' (1)

حدیث ۲: طبرانی کبیر میں اُنھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو میری زیارت کو آئے سوا میری زیارت کے اور کسی حاجت کے لیے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن اُس کا شفیع بنوں۔'' (2)

حدیث ۳: دارقطنی وطبرانی اُنھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حج کیا اور بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا۔'' (3)

حدیث ۴: بیہقی نے حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جو حرمین میں مرے گا، قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھے گا۔'' (4)

حدیث ۵: بیہقی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو میں نے فرماتے سُنا: ''جو شخص میری زیارت کرے گا، قیامت کے دن میں اُس کا شفیع یا شہید ہوں گا اور جو حرمین میں مرے گا، اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھائے گا۔'' (5)

حدیث ۶: ابن عدی کامل میں اُنھیں سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی، اُس نے مجھ پر جفا کی۔'' (6)

(۱) زیارتِ اقدس قریب بواجب ہے۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں راہ میں خطر ہے، وہاں

---

1 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٦٦٩، ج٢، ص٣٥١.

2 ...... "المعجم الكبير" للطبراني، باب العين، الحديث: ١٣١٤٩، ج١٢، ص٢٢٥.

3 ...... "سنن الدار قطني"، كتاب الحج، باب المواقيت، الحديث: ٢٦٦٧، ج٢، ص٣٥١.

4 ...... "شعب الإيمان"، باب في المناسك، فضل الحج و العمرة، الحديث: ٤١٥١، ج٣، ص٤٨٨.

5 ...... "السنن الكبرى" للبيهقي، كتاب الحج، باب زيارة قبر النبي صلى الله عليه وسلم، الحديث: ١٠٢٧٣، ج٥، ص٤٠٣.

6 ...... "الكامل في ضعفاء الرجال"، الحديث: ١٩٥٦، ج٨، ص٢٤٨، عن ابن عمر رضي الله عنهما.

بیماری ہے، یہ ہے، وہ ہے۔ خبردار! کسی کی نہ سُنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔ جان ایک دن ضرور جانی ہے، اس سے کیا بہتر کہ اُن کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جو اُن کا دامن تھام لیتا ہے، اُسے اپنے سایہ میں بآرام لے جاتے ہیں، کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔ ؎

ہم کو تو اپنے سایہ میں آرام ہی سے لائے　　حیلے بہانے والوں کو یہ راہ ڈر کی ہے

والحمدللہ (۲) حاضری میں خالص زیارت اقدس کی نیت کرو، یہاں تک کہ امام ابن الہمام فرماتے ہیں: اِس بار مسجد شریف کی نیت بھی شریک نہ کرے۔[1]

(۳) حج اگر فرض ہے تو حج کر کے مدینہ طیبہ حاضر ہو۔ ہاں اگر مدینہ طیبہ راستہ میں ہو تو بغیر زیارت حج کو جانا سخت محرومی وقساوت قلبی ہے اور اس حاضری کو قبولِ حج وسعادت دینی ودنیوی کے لیے ذریعہ ووسیلہ قرار دے اور حج نفل ہو تو اختیار ہے کہ پہلے حج سے پاک صاف ہو کر محبوب کے دربار میں حاضر ہو یا سرکار میں پہلے حاضری دے کر حج کی مقبولیت ونورانیت کے لیے وسیلہ کرے۔ غرض جو پہلے اختیار کرے اسے اختیار ہے مگر نیت خیر درکار ہے کہ: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِیٍٔ مَّانَوٰی.[2] اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر ایک کے لیے وہ ہے، جو اُس نے نیت کی۔

(۴) راستے بھر درود وذکر شریف میں ڈوب جاؤ اور جس قدر مدینہ طیبہ قریب آتا جائے، شوق وذوق زیادہ ہوتا جائے۔

(۵) جب حرم مدینہ آئے بہتر یہ کہ پیادہ ہولو، روتے، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، درود شریف کی اور کثرت کرو اور ہو سکے تو ننگے پاؤں چلو بلکہ ؎

جائے سرست اینکہ تو پامی نہی　　پائے نہ بینی کہ کجا می نہی
حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا　　ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

جب قبۂ انور پر نگاہ پڑے، درود وسلام کی خوب کثرت کرو۔

(۶) جب شہر اقدس تک پہنچو، جلال وجمال محبوب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے تصور میں غرق ہو جاؤ اور دروازۂ شہر میں داخل ہوتے وقت پہلے دہنا قدم رکھو اور پڑھو:

---

1 ......"فتح القدیر"، کتاب الحج، مسائل منثورۃ، ج۳، ص۹۴.

2 ......"صحیح البخاری"، [کتاب بدء الوحی] الحدیث: ۱، ج۱، ص۵.

بِسْمِ اللّٰہِ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ ' اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَارْزُقْنِیْ مِنْ زِیَارَۃِ رَسُوْلِکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَ اَوْلِیَآءَ کَ وَاَھْلَ طَاعَتِکَ وَانْقِذْنِیْ مِنَ النَّارِ وَاغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یَا خَیْرَ مَسْئُوْلٍ ۔ [1]

(۷) حاضری مسجد سے پہلے تمام ضروریات سے جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو، نہایت جلد فارغ ہو ان کے سوا کسی بیکار بات میں مشغول نہ ہو معاً وضو و مسواک کرو اور غسل بہتر، سفید پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر، سُرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل۔

(۸) اب فوراً آستانہ اقدس کی طرف نہایت خشوع وخضوع سے متوجہ ہو، رونا نہ آئے تو رونے کا مونھ بناؤ اور دل کو بزور رونے پر لاؤ اور اپنی سنگ دلی سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف التجا کرو۔

(۹) جب درِ مسجد پر حاضر ہو، صلوۃ وسلام عرض کرکے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے حاضری کی اجازت مانگتے ہو، بِسْمِ اللہ کہہ کر سیدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو۔

(۱۰) اس وقت جو ادب و تعظیم فرض ہے ہر مسلمان کا دل جانتا ہے آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں، دل سب خیال غیر سے پاک کرو، مسجد اقدس کے نقش ونگار نہ دیکھو۔

(۱۱) اگر کوئی ایسا سامنے آئے جس سے سلام کلام ضرور ہو تو جہاں تک بنے کترا جاؤ، ورنہ ضرورت سے زیادہ نہ بڑھو پھر بھی دل سرکار ہی کی طرف ہو۔

(۱۲) ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلّا کر نہ نکلے۔

(۱۳) یقین جانو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے، اُن کی اور تمام انبیا علیہم الصلاۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لیے تھی، اُن کا انتقال صرف نظرِ عوام سے چُھپ جانا ہے۔ امام محمد ابن حاج مکی مدخل اور امام احمد قسطلانی مواہب لدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

---

[1]...... اللہ (عزوجل) کے نام سے میں شروع کرتا ہوں جو اللہ (عزوجل) نے چاہا، نیکی کی طاقت نہیں مگر اللہ (عزوجل) سے، اے رب! سچائی کے ساتھ مجھ کو داخل کر اور سچائی کے ساتھ باہر لے جا۔ الٰہی! تو اپنی رحمت کے دروازے میرے لیے کھول دے اور اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مجھے وہ نصیب کر جو اپنے اولیاء اور فرمانبردار بندوں کے لیے تو نے نصیب کیا اور مجھے جہنم سے نجات دے اور مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما، اے بہتر سوال کیے گئے۔ ۱۲

فرماتے ہیں:

لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ مُشَاھَدَتِہٖ لِاُمَّتِہٖ وَمَعْرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِھِمْ وَنِیَّاتِھِمْ وَعَزَائِمِھِمْ وَخَوَاطِرِھِمْ وَذٰلِکَ عِنْدَہٗ جَلِیٌّ لَا خِفَاءَ بِہٖ .[1]

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی اُمت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، اُن کی نیتوں، اُن کے ارادوں، اُن کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔

امام رحمہ اللہ تلمیذ امام محقق ابن الہمام ''منسک متوسط'' اور علی قاری مکی اس کی شرح ''مسلک متقسط'' میں فرماتے ہیں:

وَاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَالِمٌ بِحُضُوْرِکَ وَقِیَامِکَ وَسَلَامِکَ اَیْ بَلْ بِجَمِیْعِ اَفْعَالِکَ وَاَحْوَالِکَ وَارْتِحَالِکَ وَمَقَامِکَ .[2]

ترجمہ: بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیری حاضری اور تیرے کھڑے ہونے اور تیرے سلام بلکہ تیرے تمام افعال واحوال وکوچ ومقام سے آگاہ ہیں۔

(۱۴) اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی، ورنہ اگر غلبہ شوق مہلت دے اور وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد وشکرانہ حاضری دربار اقدس صرف قُلْ یٰا اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ سے بہت ہلکی مگر رعایت سنت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ جہاں اب وسطِ مسجد کریم میں محراب بنی ہے اور وہاں نہ ملے تو جہاں تک ہو سکے اُس کے نزدیک ادا کرو پھر سجدۂ شکر میں گرو اور دعا کرو کہ الٰہی! اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب اور اُن کا اور اپنا قبول نصیب کر، آمین۔

(۱۵) اب کمال ادب میں ڈوبے ہوئے گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کیے، لرزتے، کانپتے، گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوتے حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عفو وکرم کی امید رکھتے، حضور والا کی پائیں یعنی مشرق کی طرف سے مواجہہ عالیہ میں حاضر ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مزار انور میں رُو بقبلہ جلوہ فرما ہیں، اس سمت سے حاضر ہو گے تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی نگاہِ بیکس پناہ تمھاری طرف ہوگی اور یہ بات تمھارے لیے دونوں جہان میں کافی ہے، والحمد للہ۔

(۱۶) اب کمال ادب وہیبت وخوف واُمید کے ساتھ زیرِ قندیل اُس چاندی کی کیل کے سامنے جو حجرۂ مطہرہ کی جنوبی

---

1 ...... "المدخل" لابن الحاج، فصل فی زیارۃ القبور، ج ۱، ص ۱۸۷۔

2 ...... "لباب المناسک" و "المسلک المتقسط"، (باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)، ص ۵۰۸۔

دیوار میں چہرۂ انور کے مقابل لگی ہے، کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو مونھ کرکے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو۔

لباب وشرح لباب واختیار شرح مختار وفتاویٰ عالمگیری وغیرہا معتمد کتابوں میں اس ادب کی تصریح فرمائی کہ **یَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ.**[1] حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے سامنے ایسا کھڑا ہو، جیسا نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ یہ عبارت عالمگیری واختیار کی ہے۔

اور لباب میں فرمایا: **وَاضِعًا یَمِیْنَهٗ عَلٰی شِمَالِهٖ.**[2] دست بستہ دہنا ہاتھ بائیں پر رکھ کر کھڑا ہو۔

(۱۷) خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے، بلکہ چار ہاتھ فاصلہ سے زیادہ قریب نہ جاؤ۔ یہ اُن کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بُلایا، اپنے مواجہہ اقدس میں جگہ بخشی، ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمھاری طرف تھی، اب خصوصیت اور اس درجۂ قرب کے ساتھ ہے، وللہ الحمد۔

(۱۸) **اَلْحَمْدُ لِلّٰه** اب دل کی طرح تمھارا مونھ بھی اس پاک جالی کی طرف ہو گیا، جو اللہ عزوجل کے محبوب عظیم الشان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے، نہایت ادب و وقار کے ساتھ بآوازِ حزیں وصوتِ دردآگین ودلِ شرمناک وجگر چاک چاک، معتدل آواز سے، نہ بلند وسخت (کہ اُن کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل اکارت ہو جاتے ہیں)، نہ نہایت نرم وپست (کہ سنت کے خلاف ہے اگرچہ وہ تمھارے دلوں کے خطروں تک سے آگاہ ہیں جیسا کہ ابھی تصریحات ائمہ سے گزرا)، **مجرا وتسلیم** بجالاؤ اور عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ ط[3]

(۱۹) جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال وکسل نہ ہو صلاۃ وسلام کی کثرت کرو، حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے اپنے اور اپنے ماں باپ، پیر، استاد، اولاد، عزیزوں، دوستوں اور سب مسلمانوں کے لیے شفاعت مانگو، بار بار عرض کرو:

---

1 ..."الفتاوی الهندیة"، کتاب المناسك، خاتمه فی زیارة قبر النبی صلی الله تعالی علیه وسلم، ج۱، ص۲۶۵.

2 ..."لباب المناسك" للسندی، (باب زیارة سید المرسلین صلی الله علیه وسلم)، ص۵۰۸.

3 ...المرجع السابق.

اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، اے اللہ (عزوجل) کے رسول! آپ پر سلام۔ اے اللہ (عزوجل) کی تمام مخلوق سے بہتر! آپ پر سلام۔ اے گنہگاروں کی شفاعت کرنے والے! آپ پر سلام۔ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر اور آپ کی تمام اُمت پر سلام۔ ۱۲

اَسْأَلُکَ الشَّفَاعَةَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ .[1]

(۲۰) پھر اگر کسی نے عرضِ سلام کی وصیت کی بجالاؤ۔ شرعاً اس کا حکم ہے اور یہ فقیر ذلیل ان مسلمانوں کو جو اس رسالہ کو دیکھیں، وصیت کرتا ہے کہ جب انھیں حاضری بارگاہ نصیب ہو، فقیر کی زندگی میں یا بعد کم از کم تین بار مواجہہ اقدس میں ضرور یہ الفاظ عرض کر کے اس نالائق ننگ خلائق پر احسان فرمائیں۔ اللہ (عزوجل) اُن کو دونوں جہان میں جزائے خیر بخشے آمین۔

اَلصَّلاَۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَذَوِیْکَ فِیْ کُلِّ اٰنٍ وَّلَحْظَۃٍ عَدَدَ کُلِّ ذَرَّۃٍ ذَرَّۃٍ اَلْفَ اَلْفَ مَرَّۃٍ مِنْ عُبَیْدِکَ اَمْجَدْ عَلِیْ یَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةَ فَاشْفَعْ لَہٗ وَلِلْمُسْلِمِیْنَ .[2]

(۲۱) پھر اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا وَزِیْرَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ .[3]

(۲۲) پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رُوبرو کھڑے ہو کر عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ .[4]

(۲۳) پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ ط عَلَیْکُمَا یَا وَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا

---

1 ..... یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے شفاعت مانگتا ہوں۔ ۱۲

2 ..... یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) حضور اور حضور کی آل اور سب علاقہ والوں پر ہر آن اور ہر لحظہ میں ہر ہر ذرہ کی گنتی پر دس دس لاکھ درود سلام حضور کے حقیر غلام امجد علی کی طرف سے، وہ حضور سے شفاعت مانگتا ہے، حضور اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائیں۔ ۱۲

3 ..... "لباب المناسک" للسندی، (باب زیارۃ سید المرسلین، صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)، ص ۵۱۰.

اے خلیفۂ رسول اللہ! آپ پر سلام، اے رسول اللہ کے وزیر! آپ پر سلام، اے غارِ ثور میں رسول اللہ کے رفیق! آپ پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں۔ ۱۲

4 ..... "لباب المناسک" للسندی، (باب زیارۃ سید المرسلین، صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)، ص ۵۱۱، وغیرہ.

اے امیر المؤمنین! آپ پر سلام، اے چالیس کا عدد پورا کرنے والے! آپ پر سلام، اے اسلام اور مسلمین کی عزت! آپ پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں۔ ۱۲

ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَسْاَلُكُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلَيْكُمَا وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.[1]

(۲۴) یہ سب حاضریاں محل اجابت ہیں، دُعا میں کوشش کرو۔ دُعائے جامع کرو اور دُرود پر قناعت بہتر اور چاہو تو یہ دُعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُشْهِدُكَ وَاُشْهِدُ رَسُوْلَكَ وَاَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ وَاُشْهِدُ الْمَلٰئِكَةَ النَّازِلِيْنَ عَلٰى هٰذِهِ الرَّوْضَةِ الْكَرِيْمَةِ الْعَاكِفِيْنَ عَلَيْهَا اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ مُقِرٌّ بِجِنَايَتِيْ وَمَعْصِيَتِيْ فَاغْفِرْلِيْ وَامْنُنْ عَلَيَّ بِالَّذِيْ مَنَنْتَ عَلٰى اَوْلِيَآئِكَ فَاِنَّكَ الْمَنَّانُ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.[2]

(۲۵) پھر منبر اطہر کے قریب دُعا مانگو۔

(۲۶) پھر جنت کی کیاری میں (یعنی جو جگہ منبر و حجرہ منورہ کے درمیان ہے، اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا) آکر دو رکعت نفل غیر وقتِ مکروہ میں پڑھ کر دُعا کرو۔

(۲۷) یوہیں مسجد شریف کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو، دُعا مانگو کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض میں خاص خصوصیت۔

(۲۸) جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو، ایک سانس بیکار نہ جانے دو، ضروریات کے سوا اکثر وقت مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو، نماز و تلاوت و دُرود میں وقت گزارو، دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ چاہیے نہ کہ یہاں۔

(۲۹) ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے وقت اعتکاف[3] کی نیت کرلو، یہاں تمھاری یاد دہانی ہی کو دروازہ سے بڑھتے ہی

---

[1] ......اے رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے پہلو میں آرام کرنے والے! آپ دونوں پر سلام اور اللہ (عزوجل) کی رحمت اور برکتیں، آپ دونوں حضرات سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور ہماری سفارش کیجیے، اللہ تعالیٰ ان پر اور آپ دونوں پر دُرود و برکت وسلام نازل فرمائے۔۱۲

[2] ......ترجمہ: اے اللہ (عزوجل)! میں تجھ کو اور تیرے رسول اور ابو بکر و عمر کو اور تیرے فرشتوں کو جو اس روضہ پر نازل اور معتکف ہیں، اُن سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے بندہ اور رسول ہیں، اے اللہ (عزوجل)! میں اپنے گناہ و معصیت کا اقرار کرتا ہوں تو میری مغفرت فرما اور مجھ پر وہ احسان کر جو تو نے اپنے اولیا پر کیا۔ بیشک تو احسان کرنے والا بخشنے والا مہربان ہے۔۱۲

[3] ......اعتکاف کے معنی ہیں مسجد میں بالقصد نیت کر کے ٹھہرنا اس لیے کہ ذکر الٰہی کروں گا۔۱۲

کتبہ ملے گا۔ نَوَیْتُ سُنَّۃَ الْاِعْتِکَافِ. [1]

(۳۰) مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

(۳۱) یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے، لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو، کھانے پینے کی کمی ضرور کرو اور جہاں تک ہو سکے تصدق کرو خصوصاً یہاں والوں پر خصوصاً اس زمانہ میں کہ اکثر ضرورت مند ہیں۔

(۳۲) قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبہ معظمہ میں کرلو۔

(۳۳) روضۂ انور پر نظر عبادت ہے جیسے کعبہ معظمہ یا قرآن مجید کا دیکھنا تو ادب کے ساتھ اسکی کثرت کرو اور دُرود وسلام عرض کرو۔

(۳۴) پنجگانہ یا کم از کم صبح، شام مواجہہ شریف میں عرض سلام کے لیے حاضر ہو۔

(۳۵) شہر میں خواہ شہر سے باہر جہاں کہیں گنبدِ مبارک پر نظر پڑے، فوراً دست بستہ اُدھر مونھ کر کے صلاۃ وسلام عرض کرو، بے اس کے ہرگز نہ گزرو کہ خلافِ ادب ہے۔

(۳۶) ترکِ جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام وگناہِ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحیح حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں، اُس کے لیے دوزخ ونفاق سے آزادیاں لکھی جائیں۔'' [2]

(۳۷) حتی الوسع کوشش کرو کہ مسجد اوّل یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ میں جتنی تھی اس میں نماز پڑھو اور اس کی مقدار سو ہاتھ طول وسو ہاتھ عرض ہے اگرچہ بعد میں کچھ اضافہ ہوا ہے، اس میں نماز پڑھنا بھی مسجد نبوی ہی میں پڑھنا ہے۔

(۳۸) قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ نہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی پڑے۔

(۳۹) روضۂ انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم اُن کی اطاعت میں ہے۔

اھل بقیع کی زیارت

(۴۰) بقیع کی زیارت سنت ہے، روضۂ اقدس کی زیارت کر کے وہاں جائے خصوصاً جُمعہ کے دن۔ اس قبرستان میں قریب دس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مدفون ہیں اور تابعین وتبع تابعین واولیا وعلما وصلحا وغیرہم کی گنتی نہیں۔ یہاں جب حاضر ہو

---

1 ...... میں نے سنت اعتکاف کی نیت کی۔۱۲

2 ......"المسند" للامام احمد بن حنبل، مسند انس بن مالک، الحدیث: ۱۲۵۸٤، ج ٤، ص ۳۱۱.

پہلے تمام مدفونین مسلمین کی زیارت کا قصد کرے اور یہ پڑھے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّ اِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِکُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ الْبَقِیْعِ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلَهُمْ .[1] اور اگر کچھ اور پڑھنا چاہے تو یہ پڑھے:

رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِوَالِدَیْنَا وَلِاُسْتَاذِیْنَا وَلِاِخْوَانِنَا وَلِاَخَوَاتِنَا وَلِاَوْلَادِنَا وَلِاَحْفَادِنَا وَلِاَصْحَابِنَا وَلِاَحْبَابِنَا وَلِمَنْ لَهٗ حَقٌّ عَلَیْنَا وَلِمَنْ اَوْصَانَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ .[2]

اور درود شریف وسورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی و قُلْ هُوَ اللّٰهُ وغیرہ جو کچھ ہوسکے پڑھ کر ثواب اُس کا نذر کرے، اس کے بعد بقیع شریف میں جو مزارات معروف ومشہور ہیں اُن کی زیارت کرے۔ تمام اہلِ بقیع میں افضل امیر المومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اُن کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ثَالِثَ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ الْهِجْرَتَیْنِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُجَهِّزَ جَیْشِ الْعُسْرَةِ بِالنَّقْدِ وَالْعَیْنِ جَزَاکَ اللّٰهُ عَنْ رَّسُوْلِهٖ وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْکَ وَعَنِ الصَّحَابَةِ اَجْمَعِیْنَ .[3]

قبۂ حضرت سیدنا ابراہیم ابن سردارِ دوعالم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اسی قبہ شریف میں ان حضراتِ کرام کے بھی مزارات طیبہ ہیں، حضرت رقیہ (حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صاحبزادی) حضرت عثمان بن مظعون (یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہیں) عبدالرحمٰن بن عوف وسعد بن ابی وقاص (یہ دونوں حضرات عشرۂ مبشرہ سے ہیں) عبداللہ بن مسعود (نہایت جلیل القدر صحابی خُلفائے اربعہ کے بعد سب سے افقہ) خنیس بن حذافہ سہمی واسعد بن زرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان حضرات کی خدمت میں سلام عرض کرے۔

---

1 ...تم پر سلام اے قوم مومنین کے گھر والو! تم ہمارے پیشوا ہو اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ (عزوجل)! بقیع والوں کی مغفرت فرما، اے اللہ (عزوجل)! ہم کو اور انھیں بخش دے۔۱۲

2 ...اے اللہ (عزوجل)! ہم کو اور ہمارے والدین کو اور اُستادوں اور بھائیوں اور بہنوں اور ہماری اولاد اور پوتوں اور ساتھیوں اور دوستوں کو اور اُس کو جس کا ہم پر حق ہے اور جس نے ہمیں وصیت کی اور تمام مومنین ومومنات ومسلمین ومسلمات کو بخش دے۔۱۲

3 ..."المسلك المتقسط"، (باب زيارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص ٥٢٠، وغيره.

اے امیر المومنین! آپ پر سلام اور اے خلفائے راشدین میں تیسرے خلیفہ! آپ پر سلام، اے دو ہجرت کرنے والے! آپ پر سلام، اے غزوۂ تبوک کی نقد وجنس سے طیاری کرنے والے! آپ پر سلام، اللہ (عزوجل) آپ کو اپنے رسول اور تمام مسلمانوں کی طرف سے بدلا دے، آپ سے اور تمام صحابہ سے اللہ (عزوجل) راضی ہو۔۱۲

قبہ۳ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اسی قبہ میں حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ و سرِ مبارک سیدنا امام حسین و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزاراتِ طیبات ہیں، ان پر سلام عرض کرے۔

قبہ۴ ازواجِ مطہرات حضرت اُم المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزار مکہ معظمہ میں اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سرف میں ہے۔ بقیہ تمام ازواجِ مکرّمات اسی قبہ میں ہیں۔

قبہ۵ حضرت عقیل بن ابی طالب اس میں سفیان بن حارث بن عبدالمطلب و عبداللہ بن جعفر طیار بھی ہیں اور۶ اس کے قریب ایک قبہ ہے جس میں حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تین اولادیں ہیں۔ قبہ۷ صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی، قبہ۸ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قبہ۹ نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ان حضرات کی زیارت سے فارغ ہوکر مالک بن سنان و ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما و اسماعیل بن جعفر صادق و محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و سیّد الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہو۔

بقیع کی زیارت کس سے شروع ہو، اس میں اختلاف ہے بعض علما فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابتدا کرے کہ یہ سب میں افضل ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے شروع کرے اور بعض فرماتے ہیں کہ قبہ سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابتدا ہو اور قبہ صفیہ پر ختم کہ سب سے پہلے وہی ملتا ہے، تو بغیر سلام عرض کیے وہاں سے آگے نہ بڑھے اور یہی آسان بھی ہے۔ (1)

قبا شریف کی زیارت

(۴۱) قبا شریف کی زیارت کرے اور مسجد شریف میں دو رکعت نماز پڑھے۔ ترمذی میں مروی، کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''مسجد قبا میں نماز، عمرہ کی مانند ہے۔'' (2) اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہفتہ کو قبا تشریف لے جاتے کبھی سوار، کبھی پیدل۔ اس مقام کی بزرگی میں اور بھی احادیث ہیں۔

---

1 ..... "المسلك المتقسط"، (باب زيارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص ٥٢١.

2 ..... "جامع الترمذي"، ابواب الصلاة، باب ماجاء في الصلاة في مسجد قباء، الحديث: ٣٢٤، ج ١، ص ٣٤٨.

احد کی زیارت

(۴۲) شہدائے اُحد شریف کی زیارت کرے۔ حدیث میں ہے، کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں قبورِ شہدائے اُحد پر آتے اور یہ فرماتے: "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ"۔ [1]

اور کوہ اُحد کی بھی زیارت کرے کہ صحیح حدیث میں فرمایا: "کوہ اُحد ہمیں محبوب رکھتا ہے اور ہم اُسے محبوب رکھتے ہیں۔" [2]

اور ایک روایت میں ہے کہ: "جب تم حاضر ہو تو اُس کے درخت سے کچھ کھاؤ اگرچہ ببول ہو۔" [3]

بہتر یہ ہے کہ پنجشنبہ [4] کے دن صبح کے وقت جائے اور سب سے پہلے حضرت سید الشہدا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور عبداللہ بن جحش و مُصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سلام عرض کرے کہ ایک روایت میں ہے یہ دونوں حضرات یہیں مدفون ہیں۔ [5]

سید الشہدا کی بائیں جانب اور صحن مسجد میں جو قبر ہے، یہ دونوں شہدائے اُحد میں نہیں ہیں۔

(۴۳) مدینہ طیبہ کے وہ کوئیں جو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے وضو فرمایا اور کسی کا پانی پیا اور کسی میں لعاب دہن ڈالا۔ اگر کوئی جاننے بتانے والا ملے تو اُن کی بھی زیارت کرے اور اُن سے وضو کرے اور پانی پیے۔

(۴۴) اگر چاہو تو مسجدِ نبوی میں حاضر رہو۔ سیدی ابن ابی جمرہ قدس سرہٗ جب حاضر حضور ہوئے، آٹھوں پہر برابر حضوری میں کھڑے رہتے ایک دن بقیع وغیرہ زیارات کا خیال آیا پھر فرمایا یہ ہے اللہ (عزوجل) کا دروازہ بھیک مانگنے والوں کے لیے کھلا ہوا، اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں۔

سر ایں جا، سجدہ ایں جا، بندگی ایں جا، قرار ایں جا

(۴۵) وقتِ رخصت مواجہہ انور میں حاضر ہو اور حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور

---

1 ...."المسلك المتقسط في المنسك المتوسط"، (باب زيارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص٥٢٥.

2 ...."صحيح البخاري"، كتاب الجهاد، باب فضل الخدمة في الغزو، الحديث:٢٨٨٩، ج٢، ص٢٧٨.

3 ...."المعجم الاوسط" للطبراني، الحديث:١٩٠٥، ج١، ص٥١٦.

4 ....جمعرات۔

5 ...."لباب المناسك" و"المسلك المتقسط"، (باب زيارة سيد المرسلين صلى الله تعالى عليه وسلم)، ص٥٢٥.

تمام آداب کہ کعبہ معظمہ سے رخصت میں گزرے ملحوظ رکھو اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی! ایمان وسنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب کر۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ اٰمِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

تــــــمّــــــت

اس کتاب کی تصنیف شب بستم ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۳۳ھ کو ختم ہوئی اور تھوڑے دنوں بعد امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ الاقدس کو سُنا بھی دی تھی۔ فقیر جب حرمین طیبین روانہ ہوا اس رسالہ کو اپنے ساتھ رکھا تھا اور بمبئی کے ایک ہفتہ قیام میں مبیضہ کیا[1] مگر اس کی طبع میں موانع پیش آتے گئے، جس کی وجہ سے بہت تاخیر ہوئی خدا کا شکر ہے کہ اب طبع ہوگیا۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے نفع پہونچائے اور ان صاحبوں سے نہایت عجز کے ساتھ التجا ہے کہ اس فقیر کے لیے ایمان پر ثبات اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز کا رسالہ ''انوار البشارہ'' پورا اس میں شامل کر دیا ہے یعنی متفرق طور پر مضامین بلکہ عبارتیں داخل رسالہ ہیں کہ اولاً: تبرک مقصود ہے۔ دوم: اُن الفاظ میں جو خوبیاں ہیں فقیر سے ناممکن تھیں لہٰذا عبارت بھی نہ بدلی۔

فقیر ابوالعلا محمد امجد علی اعظمی عفی عنہ ۲۵ رمضان مبارک ۱۳۴۱ھ

1 ......یعنی چھپنے کے لیے تیار کیا۔

حج و عمرہ کے اعمال کا نقشہ ایک نظر میں

ذیل کے نقشہ سے عمرہ، حج افراد، قران اور تمتع کے مناسک معلوم کیے جاسکتے ہیں، یہ وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ ان میں سے شرط، رکن، واجب، سنت اور اختیاری کون کون سے مناسک ہیں۔

عمرہ

1. احرام عمرہ — شرط
2. طواف — رکن
3. سعی — واجب
4. سر منڈانا یا بال کتروانا — واجب

حج افراد

1. احرام — شرط
2. طواف قدوم — سنت
3. وقوف عرفات — رکن (فرض)
4. وقوف مزدلفہ — واجب
5. رمی جمرۂ عقبہ — واجب
6. قربانی — اختیاری
7. سر منڈانا یا بال کتروانا — واجب
8. طواف زیارت — رکن (فرض)
9. سعی — واجب
10. رمی جمار — واجب
11. طواف وداع — واجب

حجِ قران

نمبر	عمل	حکم
1	احرام حج و عمرہ	شرط
2	طواف عمرہ مع رمل	رکن (فرض)
3	سعی عمرہ	واجب
4	طواف قدوم مع رمل	سنت
5	سعی	واجب
6	وقوف عرفات	رکن (فرض)
7	وقوف مزدلفہ	واجب
8	رمی جمرہ عقبہ	واجب
9	قربانی	واجب
10	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
11	طواف زیارت	رکن (فرض)
12	رمی جمار	واجب
13	طواف وداع	واجب

حجِ تمتع

(جب کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو)

نمبر	عمل	حکم
1	احرام عمرہ	شرط
2	طواف عمرہ مع رمل	رکن (فرض)
3	سعی عمرہ	واجب
4	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
5	8 ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
6	وقوف عرفات	رکن (فرض)
7	وقوف مزدلفہ	واجب
8	رمی جمرہ عقبہ	واجب
9	قربانی	واجب
10	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
11	طواف زیارت	رکن (فرض)
12	سعی	واجب
13	رمی جمار	واجب
14	طواف وداع	واجب

پاکستان اور ہندوستان سے آنے والے عموماً حج تمتع ہی کیا کرتے ہیں۔ ذیل کے نقشہ میں نہایت اختصار سے اس کا طریقہ (جب کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ ہو) گھر سے روانہ ہو کر اختتام حج تک پیش خدمت ہے۔

1. گھر سے روانگی
2. میقات سے پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھنا
3. کعبہ شریف کا طواف کرنا اور مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنا اور آب زم زم پینا
4. سعی کرنا اور اس کے بعد حلق یا قصر کرانا اور احرام کھولنا
5. ۸ ذی الحجہ کو دوبارہ احرام باندھ کر منٰی جانے کی تیاری کرنا اور منٰی میں جا کر ظہر عصر مغرب اور عشاء کی نماز ادا کرنا
6. ۹ ذی الحجہ کو مقام عرفات میں ظہر وعصر کی نمازیں پڑھنا۔ وقوف عرفات کرنا
7. ۹ ذی الحجہ کو سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ پہنچ کر نماز مغرب وعشاء ملا کر پڑھنا۔ رات مزدلفہ میں قیام اور طلوع آفتاب سے کچھ پہلے تک مزدلفہ میں وقوف کرنا
8. ۱۰ ذی الحجہ کو مزدلفہ سے منٰی میں آنا اور جمرۃ العقبٰی پر کنکریاں مارنا۔ قربانی کرنا اور حلق یا قصر کرنا
9. ۱۰ ذی الحجہ کو حلق یا قصر کے بعد مکہ مکرمہ میں جا کر طواف زیارت کرنا اور پھر واپس منٰی میں آنا
10. ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ کو منٰی میں قیام کرنا۔ اور ان تینوں دنوں میں جمرات پر کنکریاں مار کر مکہ مکرمہ روانہ ہونا
11. ۱۴ ذی الحجہ یا جب رخصت کا ارادہ ہو طواف وداع کرنا
12. سفر مدینہ طیبہ خاص بقصد زیارت شریفہ

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن تحریر فرماتے ہیں: علماء مختلف ہیں کہ پہلے حج کرے یا زیارت۔ ''لباب'' میں ہے: حج نفل میں مختار ہے اور فرض ہو تو پہلے حج مگر مدینہ طیبہ راہ میں آئے تو تقدیم زیارت لازم اَنحی۔ یعنی بے زیارت گزر جانا گستاخی اور فقیر کو علامہ سبکی (رحمہ اللہ تعالٰی) کا یہ ارشاد بہت بھایا کہ: پہلے حج کرے تا کہ پاک کی زیارت پاک ہو کر ملے۔

(فتاوی رضویہ ج ۱۰ ص ۷۹۸)

مآخذ و مراجع

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	قرآن مجید	کلام الٰہی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ
2	کنز الإیمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ

کتب التفسیر

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف / مؤلف	مطبوعات
1	جامع البیان فی تأویل القرآن	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	معالم التنزیل (تفسیر البغوی)	امام ابو محمد الحسین بن مسعود فراء بغوی متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
3	مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)	امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
4	الجامع لأحکام القرآن (تفسیر القرطبی)	ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی ۶۷۱ھ	دار الفکر العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
5	مدارک التنزیل وحقائق التأویل	امام عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی متوفی ۷۱۰ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
6	تفسیر الخازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۷۴۱ھ	اکوڑہ خٹک نوشہرہ
7	تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
8	أنوار التنزیل وأسرار التأویل	ناصر الدین عبد اللہ ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی متوفی ۶۹۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
9	تفسیر الجلالین	امام جلال الدین محلی متوفی ۸۶۴ھ و امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	باب المدینہ کراچی
10	الدر المنثور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۰۳ھ
11	الإتقان فی علوم القرآن	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۳ھ
12	حاشیۃ شیخ زادہ علی البیضاوی	محی الدین محمد بن مصلح الدین مصطفیٰ قوجوی حنفی متوفی ۹۵۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
13	تفسیر روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی متوفی ۱۱۳۷ھ	کوئٹہ ۱۴۱۹ھ
14	تفسیر أبی السعود	علامہ ابو السعود محمد بن مصطفیٰ عمادی متوفی ۹۸۲ھ	دار الفکر، بیروت
15	التفسیرات الأحمدیۃ فی بیان الآیات الشرعیۃ	شیخ احمد بن ابی سعید المعروف بہ ملا جیون جونپوری متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
16	الفتوحات الإلٰھیۃ (حاشیۃ الجمل علی الجلالین)	علامہ شیخ سلیمان جمل متوفی ۱۲۰۴ھ	باب المدینہ کراچی
17	حاشیۃ الصاوی علی الجلالین	احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی متوفی ۱۲۴۱ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۲۱ھ
18	روح المعانی	ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۰ھ
19	غرائب القرآن و رغائب الفرقان	علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری، متوفی ۷۲۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
20	تفسیر مظہری (مترجم)	مؤلف علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۸۱۰ھ مترجم: ادارہ ضیاء المصنفین	ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۱۴۲۳ھ

21	تفسیر نعیمی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

کتب الحدیث

1	الموطا	امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
2	المسند	امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
3	المصنف	امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
4	المصنف في الأحاديث والآثار	حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی متوفی ۲۳۵ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
5	المسند	امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
6	سنن الدارمي	امام عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، متوفی ۲۵۵ھ	دار الکتب العربی بیروت
7	نصب الراية	علامہ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف متوفی ۷۶۲ھ	پشاور
8	صحيح البخاري	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
9	صحيح مسلم	امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ	دار المغنی، عرب شریف ۱۴۱۹ھ
10	سنن ابن ماجه	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
11	سنن أبي داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
12	مراسيل أبي داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دہلی الہند
13	سنن الدار قطني	امام علی بن عمر دار قطنی، متوفی ۳۸۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
14	سنن الترمذي	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۴ھ
15	نوادر الأصول	امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار صادر، بیروت
16	السنة	امام ابو بکر احمد بن عمرو متوفی ۲۸۷ھ	دار ابن حزم ۱۴۲۳ھ
17	البحر الزخار المعروف بمسند البزار	امام ابو بکر احمد عمرو بن عبد الخالق بزار متوفی ۲۹۲ھ	مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ ۱۴۲۴ھ
18	سنن النسائي	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
19	عمل اليوم والليلة	امام ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
20	مسند أبي يعلى	شیخ الاسلام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن مثنیٰ موصلی متوفی ۳۰۷ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
21	صحيح ابن خزيمة	امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ، متوفی ۳۱۱ھ	المکتب الاسلامی، بیروت
22	شرح معاني الآثار	امام احمد بن محمد طحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
23	المسند الشاشي	ہیثم بن کلیب شاشی متوفی ۳۳۵ھ	بیروت
24	الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان	علامہ امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی، متوفی ۷۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ
25	المعجم الكبير	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ

نمبر	کتاب	مصنف	مطبوعہ
26	المعجم الأوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۲ھ
27	المعجم الصغیر	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
28	الکامل فی ضعفاء الرجال	امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی، متوفی ۳۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
29	المستدرک علی الصحیحین	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
30	حلیة الأولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی متوفی ۴۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
31	شعب الإیمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
32	البعث والنشور	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت
33	السنن الکبری	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
34	إثبات عذاب القبر	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	بیروت
35	السنن الصغری	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار المعرفہ، بیروت
36	معرفة السنن والآثار	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
37	تاریخ بغداد	حافظ ابو بکر علی بن احمد خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
38	الفردوس بمأثور الخطاب	حافظ ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ دیلمی، متوفی ۵۰۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
39	شرح السنة	امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۴ھ
40	الترغیب والترهیب	امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری متوفی ۶۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
41	شرح النووی علی المسلم	امام محی الدین ابو زکریا یحیٰی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ	باب المدینہ کراچی
42	مشكاة المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۱ھ
43	سنن الدارمی	حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۰۷ھ
44	مجمع الزوائد	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
45	فتح الباري	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
46	عمدة القاري	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ	دار الحدیث، ملتان ۱۴۱۸ھ
47	الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ
48	إرشاد الساري	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۱ھ
49	كنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
50	التیسیر	علامہ عبد الرؤف مناوی، متوفی ۱۰۰۳ھ	دار الحدیث، مصر
51	مرقاة المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
52	فیض القدیر	علامہ محمد عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
53	أشعة اللمعات	شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ ۱۳۳۲ھ

54	كشف الخفاء	شیخ اسماعیل بن محمد عجلونی متوفی ۱۱۶۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
55	حاشية سنن النسائي	علامہ وصی احمد محدث سورتی متوفی ۱۳۳۴ھ	باب المدینہ کراچی
56	مرآة المناجيح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
57	نزهة القاري شرح صحيح البخاري	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی متوفی ۱۴۲۰ھ	برکاتی پبلشرز کھارادر کراچی

کتب العقائد

1	الفقه الأكبر	امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ	باب المدینہ کراچی
2	تمهيد أبي شكور	ابو شکور سالمی حنفی معاصر سید علی ہجویری علیہما الرحمہ	
3	العقائد النسفية	نجم الدین عمر بن محمد نسفی متوفی ۵۳۷ھ	باب المدینہ کراچی
4	شرح المواقف	قاضی عضد الدین عبد الرحمٰن ایجی متوفی ۷۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
5	شفاء السقام	امام تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی متوفی ۷۵۶ھ	نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور ۱۴۲۵ھ
6	شرح المقاصد	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۲ھ
7	شرح العقائد النسفية	علامہ مسعود بن عمر سعد الدین تفتازانی متوفی ۷۹۳ھ	باب المدینہ کراچی
8	المسايرة	کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن ہمام متوفی ۹۰۶ھ	مطبعۃ السعادۃ بمصر
9	المسامرة شرح المسايرة	کمال الدین محمد بن محمد المعروف بابن ابی شریف متوفی ۹۰۶ھ	مطبعۃ السعادۃ بمصر
10	حاشية عصام الدين على شرح العقائد	عصام الدین ابراہیم بن محمد متوفی ۹۴۳ھ	کانسی روڈ، کوئٹہ
11	اليواقيت والجواهر	عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد شعرانی متوفی ۹۷۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
12	الصواعق المحرقة	حافظ احمد بن حجر مکی ہیتمی متوفی ۹۷۳ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
13	منح الروض الأزهر	شیخ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی
14	شرح الفقه الأكبر	شیخ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی
15	تكميل الإيمان	حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۲۱ھ
16	حاشية ولي الدين على حاشية مولانا عصام الدين على شرح العقائد	علامہ ولی الدین متوفی ۱۱۱۹ھ	کوئٹہ
17	تحفه اثنا عشريه	شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	باب المدینہ کراچی
18	النبراس	علامہ محمد عبد العزیز پرہاری متوفی ۱۲۳۹ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
19	شفاعتِ مصطفیٰ ترجمہ تحقيق الفتوى في إبطال الطغوى	مصنف: امام حکمت وکلام علامہ محمد فضل حق خیر آبادی متوفی ۱۲۷۸ھ مترجم: علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری متوفی ۱۴۲۸ھ	المتاز پبلی کیشنز لاہور ۱۴۲۱ھ
20	المعتقد المنتقد	علامہ فضل الرسول بدایونی متوفی ۱۲۸۹ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۴۲۰ھ

21	المعتمد المستند	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۴۲۰ھ
22	مطلع القمرین فی إبانة سبقة العمرین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	
23	تجلی الیقین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
24	الأمن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
25	أنوار المنان فی توحید القرآن	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	برکاتی پبلشرز، کراچی ۱۴۲۰ھ
26	خالص الاعتقاد	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
27	إنباء الحی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
28	إزاحة العیب بسیف الغیب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
29	ثلج الصدر لإیمان القدر	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
30	منبہ المنیة بوصول الحبیب إلی العرش والرؤیة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
31	الزلال الأنقی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
32	صلاة الصفاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
33	الدولة المکیة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مؤسسہ رضا بحریہ، لاہور ۱۴۲۲ھ
34	سبحان السبوح	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
35	حیاة الموات	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
36	اعتقاد الأحباب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
37	إسماع الأربعین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
38	مبین الهدی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
39	قهر الدیان علی مرتد بقادیان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
40	الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
41	السوء والعقاب علی المسیح الکذاب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
42	الکوکبة الشهابیة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
43	سل السیوف الهندیة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
44	إنباء المصطفی بحال سر وأخفی	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
45	المبین ختم النبیین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
46	جزاء الله عدوه بإبائه ختم النبوة	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور

47	تمہید ایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
48	حسام الحرمین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
49	جاء الحق	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

کتب الفقہ

1	تحفۃ الفقہاء	علاء الدین سمرقندی متوفی ۵۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
2	خلاصۃ الفتاوی	علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری، متوفی ۵۴۲ھ	کوئٹہ
3	بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع	ملک العلماء امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۲۱ھ
4	الفتاوی الخانیۃ	قاضی حسن بن منصور بن محمود اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ	پشاور
5	التجنیس و المزید	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	باب المدینہ کراچی
6	الھدایۃ	برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
7	فتح القدیر	کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف بابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ	کوئٹہ
8	منیۃ المصلی	علامہ سدید الدین محمد بن محمد کاشغری، متوفی ۷۰۵ھ	ضیاء القرآن، لاہور
9	المدخل	علامہ محمد بن محمد، المشہور ابن الحاج، متوفی ۷۳۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ
10	شرح الوقایۃ	علامہ صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود، متوفی ۷۴۷ھ	باب المدینہ کراچی
11	الفتاوی التاتارخانیۃ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی متوفی ۷۸۶ھ	باب المدینہ کراچی ۱۴۱۶ھ
12	الجوھرۃ النیرۃ	علامہ ابو بکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ	باب المدینہ کراچی
13	الجامع الوجیز (الفتاوی البزازیہ)	حافظ الدین محمد بن محمد بن المعروف بابن بزاز متوفی ۸۲۷ھ	کوئٹہ ۱۴۰۳ھ
14	فتاوی قاریٔ الھدایۃ	علامہ سراج الدین عمر بن علی حنفی، متوفی ۸۲۹ھ	دار الفرقان، بیروت
15	البنایۃ فی شرح الھدایۃ	امام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
16	الحلیۃ	علامہ ابن امیر الحاج، متوفی ۸۷۹ھ	مخطوطہ
17	درر الحکام شرح غرر الاحکام	علامہ قاضی شہیر ملا خسرو حنفی، متوفی ۸۸۵ھ	باب المدینہ کراچی
18	الحاوی للفتاوی	امام جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۲۰ھ
19	فتاوی امام سراج الدین بلقینی	امام سراج الدین بلقینی	باب المدینہ کراچی ۱۴۱۹ھ
20	غنیۃ المتملی	علامہ محمد ابراہیم بن حلبی، متوفی ۹۵۶ھ	سہیل اکیڈمی، لاہور
21	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ ۱۴۲۰ھ
22	فتاوی زینیۃ	علامہ زین الدین بن نجیم، متوفی ۹۷۰ھ	باب المدینہ کراچی
23	المیزان الکبری	عبد الوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی متوفی ۹۷۳ھ	مصطفی البابی، مصر

24	الفتاوی الحدیثیة	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۹ھ
25	تنویر الأبصار	علامہ شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن احمد تمرتاشی، متوفی ۱۰۰۴ھ	دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۲۰ھ
26	النهر الفائق	علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم، متوفی ۱۰۰۵ھ	کوئٹہ
27	لباب المناسك	شیخ رحمۃ اللہ سندی، متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی، ۱۴۲۵ھ
28	المسلك المتقسط في المنسك المتوسط	ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	باب المدینہ کراچی، ۱۴۲۵ھ
29	حاشية الشلبيه	علامہ احمد بن محمد شلبی، متوفی ۱۰۲۱ھ	دار الکتب العلمیۃ، بیروت
30	نور الإيضاح و مراقي الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مدینۃ الاولیاء، ملتان
31	نور الايضاح مع حاشية ضوء المصباح	علامہ حسن بن عمار بن علی شرنبلالی ۱۰۶۹ھ	مکتبہ برکات المدینہ کراچی
32	مجمع الأنهر	عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان کلیبولی متوفی ۱۰۷۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ
33	الدر المختار	محمد بن علی المعروف بعلاء الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
34	حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ	باب المدینہ، کراچی
35	حاشية الطحطاوي على الدر المختار	علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ	کوئٹہ
36	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۲۰ھ
37	الفتاوی الهندية	علامہ ہمام مولانا شیخ نظام متوفی ۱۱۶۱ھ و جماعۃ من علماء الہند	دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ
38	الفتاوی الرضوية	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
39	جد الممتار	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
40	إعلام الأعلام	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
41	احکام شریعت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
42	رکن دین	علامہ مولانا محمد رکن الدین متوفی ۱۳۳۵ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
43	بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی
44	فتاوی امجدیہ	علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبہ رضویہ، کراچی ۱۴۱۹ھ
45	ہمارا اسلام	مولانا مفتی محمد خلیل خان برکاتی متوفی ۱۴۰۵ھ	فرید بک اسٹال لاہور
46	وقار الفتاوی	مولانا مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ	بزم وقار الدین کراچی ۲۰۰۱م
47	فتاوی فقیہ ملت	مولانا مفتی جلال الدین امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز لاہور ۲۰۰۵م
48	فتاوی فیض الرسول	مولانا مفتی جلال الدین امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	شبیر برادرز لاہور ۱۴۲۱ھ
49	نماز کے احکام	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی
50	رفیق الحرمین	علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی	مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

كتب أصول الفقه

1	التوضيح والتلويح	عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ	باب المدینہ کراچی
2	النامی شرح الحسامی	مولوی ابو محمد عبد الحق الحقانی بن محمد امیر	مدینۃ الاولیاء ملتان
3	الأشباه والنظائر	الشیخ زین الدین بن ابراہیم الشہیر بابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
4	نور الأنوار	علامہ احمد ابن ابی سعید حنفی المعروف بملا جیون متوفی ۱۱۳۰ھ	مدینۃ الاولیاء ملتان
5	فواتح الرحموت	علامہ عبد العلی محمد بن نظام الدین لکھنوی متوفی ۱۲۲۵ھ	باب المدینہ کراچی

كتب التصوف

1	كتاب الزهد	امام عبد اللہ بن مبارک مروزی متوفی ۱۸۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
2	الرسالة القشيرية	امام ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن قشیری متوفی ۴۶۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
3	إحياء علوم الدين	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر، بیروت ۲۰۰۰ء
4	عوارف المعارف	ابو حفص عمر بن محمد سہروردی شافعی متوفی ۶۳۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۶ھ
5	الفتوحات المكية	شیخ ابو عبد اللہ محمد محی الدین ابن عربی متوفی ۶۳۸ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ
6	بهجة الأسرار	ابو الحسن نور الدین علی بن یوسف شطنوفی متوفی ۷۱۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
7	الطبقات الكبرى	عبد الوہاب بن احمد بن علی احمد شعرانی متوفی ۹۷۳ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
8	سبع سنابل	میر عبد الواحد بلگرامی متوفی ۱۰۱۷ھ	مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۰۲ھ
9	مكتوبات إمام رباني	مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی متوفی ۱۰۳۴ھ	مکتبۃ القدوس کوئٹہ
10	الحديقة الندية	عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی حنفی متوفی ۱۱۴۳ھ	پشاور
11	البريقة المحمودية على الطريقة المحمدية	ابو سعید محمد بن مصطفیٰ نقشبندی حنفی متوفی ۱۱۷۶ھ	بیروت
12	جامع كرامات الأولياء	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۲ھ

كتب السيرة

1	دلائل النبوة	امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۳ھ
2	الشفا بتعريف حقوق المصطفى	القاضی ابو الفضل عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
3	أم القرى في مدح خير الورى (قصيدہ همزيه)	امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری متوفی ۶۹۵ھ	حزب القادریہ لاہور
4	البداية والنهاية	عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۸ھ
5	أسد الغابة	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۷ھ

6	الخصائص الكبرى	امام جلال الدين بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
7	المواهب اللدنية	شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۶ھ
8	معارج النبوة	المعین الحاج محمد الفراہی المعروف بملا مسکین متوفی ۹۵۴ھ	
9	أفضل القرى شرح أم القرى	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	
10	الجوهر المنظم	شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	مکتبہ قادریہ، لاہور
11	شرح الشفا	ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
12	مدارج النبوة	شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ لاہور ۱۹۹۷ء
13	نسيم الرياض	شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
14	فيوض الحرمين	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	محمد سعید اینڈ سنز، کراچی
15	حجة الله على العالمين	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا، ہند
16	جواهر البحار	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ

كتب الأعلام

1	صفة الصفوة	امام جمال الدین ابی الفرج ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۳ھ
2	معجم المؤلفين	عمر رضا کحالہ متوفی ۱۴۰۸ھ	مؤسسۃ الرسالہ ۱۴۱۴ھ
3	أخبار الأخيار	شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	خیر پور پاکستان
4	إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ	باب المدینہ کراچی
5	الفوائد البهية	مولانا عبد الحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ	ادارۃ القرآن، کراچی ۱۴۱۹ھ
6	هدية العارفين	اسماعیل کمال پاشا متوفی ۱۳۳۹ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ
7	الأعلام	خیر الدین زرکلی متوفی ۱۳۹۶ھ	دار العلم للملایین، بیروت ۲۰۰۵ء
8	سير أعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۷ھ

كتب اللغات

1	التعريفات للجرجاني	سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی ۸۱۶ھ	دار المنار للطباعۃ والنشر
2	القاموس المحيط	مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۴۱۷ھ
3	معجم لغة الفقهاء	محمد رواس، حامد صادق	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
4	فيروز اللغات	الحاج فیروز الدین	فیروز سنز ۲۰۰۵م
5	اُردو لغت	ادارہ ترقی اُردو بورڈ	ترقی اُردو لغت بورڈ کراچی ۲۰۰۶ء

6	فرہنگ آصفیہ	احمد دہلوی	سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۲ء

کتب الشیعۃ

1	ناسخ التواریخ	مرزا محمد تقی سپہر لسان الملک متوفی ۱۲۹۷ھ	تہران
2	أصول کافی	ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۸ھ	دار الکتب الاسلامیہ، تہران
3	الروضۃ من الکافی (فروع کافی)	محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۸ھ	دار الکتب الاسلامیہ، تہران
4	احتجاج طبرسی	ابو منصور احمد بن علی طبرسی متوفی ۵۴۸ھ	نجف اشرف، طبع قدیم ۱۳۸۶ھ
5	مناقب آل أبی طالب	محمد بن علی بن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ھ	نجف (عراق)
6	شرح نہج البلاغۃ ابن أبی حدید	ابو الحامد عبد الحمید متوفی ۶۵۶ھ	بیروت ۱۳۷۵ھ
7	جلاء العیون	باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	طبع قدیم، تہران ۱۳۹۸ھ
8	حق الیقین	باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	کتب فروشے اسلامیہ، تہران
9	حیات القلوب	باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	کتب فروشے اسلامیہ، تہران
10	رجال الکشی	محمد بن عمر کشی (القرن الرابع)	مؤسسۃ الاعلمی، کربلا
11	تہذیب المتین فی تاریخ أمیر المؤمنین	مظہر حسین سہارن پوری	دہلی
12	نفس الرحمان فی فضائل سلمان	مرزا حسین بن محمد تقی طبرسی	ایران
13	أنوار نعمانیہ	نعمت اللہ جزائری	تہران
14	حملہ حیدری	مرزا محمد رفیع مشہدی	تہران
15	عمدۃ المطالب	جمال الدین احمد بن حسن	قم (ایران)
16	طراز المذہب مظفری	مرزا عباسی	
17	منتہی الإکمال	عباس قمی	تہران
18	مجالس المؤمنین	نور اللہ شوستری	تبریز، تہران
19	تفسیر مجمع البیان	ابو علی فضل بن حسن طبرسی	تہران
20	منتخب التواریخ	محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی	تہران ۱۳۳۱م
21	التفسیر الصافی	محمد بن مرتضی المعروف فیض کاشانی	تہران
22	مسند امام علی	حسن قبانچی	مؤسسۃ الأعلمی، بیروت ۱۴۲۱ھ

کتب القادیانی

1	إزالہ أوہام	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	ریاض الہند، امرتسر

2	أنجام آتهم	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
3	دافع البلاء	مرزا غلام احمد قادیانی المتوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
4	توضیح المرام	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	ریاض الہند، امرتسر
5	أربعین	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
6	معیار أهل الاصطفاء	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
7	کشتئ نوح	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
8	اعجاز احمدی	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
9	ضمیمه انجام آتهم	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	مطبع ضیاء الاسلام، قادیان
10	براهین احمدیه	مرزا غلام احمد قادیانی متوفی ۱۹۰۱ء	سفیر ہند پریس، امرتسر، پنجاب
11	روحانی خزائن	(مجموعہ کتب و رسائل قادیانی)	زیر طبع U.S.A

كتب الوهابية

1	حاشية شرح الصدور	محمد بن عبد الوہاب نجدی متوفی ۱۲۰۶ھ	مطبوعہ سعودیہ
2	رساله یك روزه	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	فاروقی کتب خانہ، ملتان
3	إيضاح الحق	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
4	تقوية الإيمان	اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	میر محمد کتب خانہ کراچی
5	صراط مستقيم	مرتب اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ	مکتبہ سلفیہ، لاہور
6	تحذير الناس	محمد قاسم نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ	دارالاشاعت، کراچی
7	فتاوى رشيديه	رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ	محمد علی کارخانہ اسلامی کتب ۲۰۰۱ء
8	براهين قاطعه	خلیل احمد انبٹھوی سہارن پوری متوفی ۱۳۴۶ھ	دارالاشاعت کراچی 1987ء
9	حفظ الإيمان	اشرفعلی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
10	الدرر السنية في الأجوبة النجدية	عبد الرحمٰن بن محمد بن قاسم عاص متوفی ۱۳۹۲ھ	مکتبۃ الکوثر، ریاض ۱۴۱۳ھ

الكتب المتفرقة

1	طوالع الأنوار	قاضی ناصر الدین عبد اللہ بن ابی عمرو بیضاوی متوفی ۶۹۱ھ	
2	حياة الحيوان الكبرى	کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری متوفی ۸۰۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۵ھ
3	تاريخ الخلفاء	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
4	البدور السافرة في أمور الآخرة	ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت ۱۴۲۵ھ

5	الحبائك في أخبار الملائك	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	
6	سبل الهدى والرشاد	محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ
7	أحسن الوعاء	رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان بن علی رضا متوفی ۱۲۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ
8	الملفوظ(ملفوظات اعلی حضرت)	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مشتاق بک کارنر، لاہور
9	مقال عرفا باعزاز شرع وعلماء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن، لاہور
10	حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ ۱۴۱۵ھ
11	ذيل المدعا لأحسن الوعاء	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ
12	تحفۂ جعفریہ	محمد علی نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی	مکتبہ نوریہ حسینیہ، لاہور
13	عقائد جعفریہ	محمد علی نقشبندی علیہ رحمۃ اللہ القوی	
14	تسہیل النحو	حافظ محمد خان نوری ابدالوی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
15	علم التجوید	قاری غلام رسول	مکتبہ قاسمیہ رضویہ کراچی
16	تحفہ حسینیہ	علامہ محمد اشرف سیالوی	ضیاء القرآن پبلیکیشنز ۲۰۰۱ء

ثواب سے محرومی

طبرانی نے عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، کہ **اللہ** عزوجل کے محبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

کچھ لوگوں کو جنت کا حکم ہوگا، جب جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھیں گے اور محل اور جو کچھ جنت میں اللہ تعالیٰ نے جنتیوں کے لیے سامان تیار کر رکھا ہے، دیکھیں گے۔

پکارا جائے گا کہ انھیں واپس کرو، جنت میں ان کے لیے کوئی حصہ نہیں۔ یہ لوگ حسرت کے ساتھ واپس ہوں گے، کہ ایسی حسرت کسی کو نہیں ہوئی اور یہ لوگ کہیں گے کہ اے رب! اگر تو نے ہمیں پہلے ہی جہنم میں داخل کر دیا ہوتا، ہمیں تو نے ثواب اور جو کچھ اپنے اولیا کے لیے جنت میں مہیا کیا ہے نہ دکھایا ہوتا تو یہ ہم پر آسان ہوتا۔

ارشاد فرمائے گا: ''ہمارا مقصد ہی یہ تھا اے بدبختو! جب تم تنہا ہوتے تھے تو بڑے بڑے گناہوں سے میرا مقابلہ کرتے تھے اور جب لوگوں سے ملتے تھے تو خشوع کے ساتھ ملتے جو کچھ دل میں میری تعظیم کرتے اس کے خلاف لوگوں پر ظاہر کرتے، لوگوں سے تم ڈرے اور مجھ سے نہ ڈرے، لوگوں کی تعظیم کی اور میری تعظیم نہیں کی، لوگوں کے لیے گناہ چھوڑے میرے لیے نہیں چھوڑے، لہٰذا تم کو آج عذاب چکھاؤں گا اور **ثواب** سے محروم کروں گا۔''

("المعجم الكبير" للطبراني، الحديث: ١٩٩، ج١٥، ص٨٥، و "مجمع الزوائد"، كتاب الزهد، باب ماجاء في الرياء، الحديث: ١٧٦٤٩، ج١٠، ص٣٧٧.)